

کلیج بخاری

ترجمہ از مولانا ابوالحسن علی رضا خان دہلوی
محقق و مفسر

حضرت مولانا محمد داؤد آزاد

سرکاری پریس (پبلک پرنٹنگ ہاؤس)

کلیج

کلیج

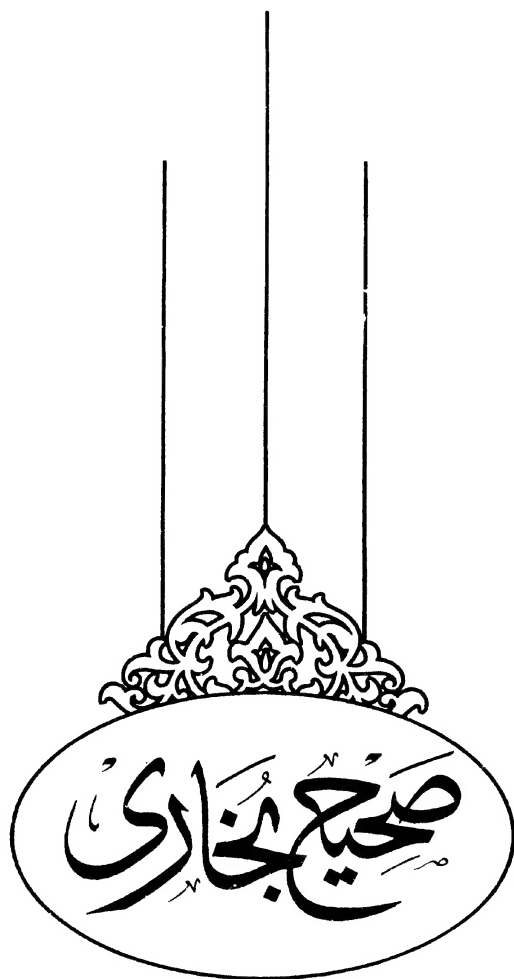
کلیج

کلیج

کلیج

کلیج

کلیج



مَا تَكْمُلُ الشَّيْءَ إِلَّا فِي رَوْحٍ وَأَنَا فَيَّكَ مِنْهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامِ

صَحِيحُ بُخَارِي

جلد ششم

رَوَاهُ الْإِسْلَامُ فِي الْأَوَّلِ سَيِّدُ الْفَقَهَاءِ

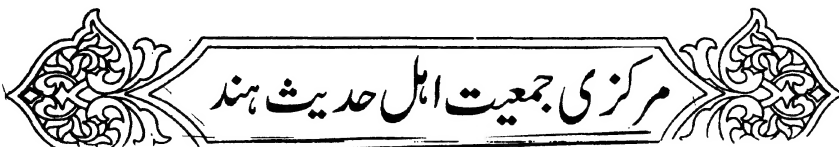
حَفْظَتِ الْأُمَّةَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بُخَارِي رَحِمَهُمُ اللَّهُ

تَرْجُمَهُ وَتَشَيُّعُهُ

حَضْرَتُ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ دَاوُدُ رَاوِي رَحِمَهُمُ اللَّهُ

نَظَرُ ثَانِي

حَفِظَتْ الْعُلَمَاءُ مَوْلَانَا عَبْدَ اللَّهِ بَنِي سَوِي رَحِمَهُمُ اللَّهُ حَضْرَتُ مَوْلَانَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بَنِي سَوِي رَحِمَهُمُ اللَّهُ



جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محفوظ @



نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴، ۱، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربر شاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارمینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منو ناتھ بھجن، یوپی

فہرست مضامین

بخاری شریف جلد ششم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲	آیت مانسوخ من اية او نسها کی تفسیر	۱۷	حجۃ الوداع کا بیان
۷۳	آیت وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه کی تفسیر	۲۸	غزوہ تبوک کا بیان
۷۳	آیت واتخذ وامن مقام ابراہیم مصلیٰ کی تفسیر	۳۱	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان
۷۴	آیت واذ یرفع ابراہیم القواعد کی تفسیر	۴۰	حجر بستی سے آنحضرت ﷺ کا گزرنا
۷۵	آیت قولوا امنا باللہ وما انزل الینا کی تفسیر	۴۲	کسریٰ اور قیصر کو رسول اللہ ﷺ کا خطوط لکھنا
۷۶	آیت سیقول السفهاء من الناس کی تفسیر	۴۳	نبی کریم ﷺ کی بیماری اور آپ کی وفات کا بیان
۷۷	آیت وكذلك جعلکم امة وسطا کی تفسیر	۵۹	نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا
۷۸	آیت وما جعلنا القبلة الی کنت علیہا کی تفسیر	۵۹	نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان
۷۸	آیت قد نری تقلب وجهک فی السماء کی تفسیر	۶۰	نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید کو مرض الموت میں.....
۷۹	آیت ولئن اتیت الذین اوتوا الكتاب کی تفسیر	۶۲	رسول کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کئے
۷۹	آیت الذین اتینہم الكتاب یعرفونہ کی تفسیر		کتاب التفسیر
۸۰	آیت ولکل وجهة هو مولیہا کی تفسیر		سورہ فاتحہ کی تفسیر
۸۰	آیت ومن حیث خرجت فول وجہک کی تفسیر	۶۳	سورہ فاتحہ کا بیان
۸۲	آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ کی تفسیر	۶۳	آیت غیر المغضوب علیہ کی تفسیر
۸۳	آیت ومن الناس من یتخذ من دون اللہ کی تفسیر	۶۴	سورہ بقرہ کی تفسیر
۸۵	آیت یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصص کی تفسیر	۶۵	آیت وعلم آدم الاسماء کلہا کی تفسیر
۸۶	آیت یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کی تفسیر	۶۵	آیت واذا خلوا الی شیطانہم کی تفسیر
۸۷	آیت یا ایہا معدودات فمن کان الح کی تفسیر	۶۷	آیت فلا تجعلوا اللہ اندادا کی تفسیر
۸۸	آیت فمن شہد منکم الشهر الح کی تفسیر	۶۸	آیت وظللنا علیکم الغمام کی تفسیر
۸۹	آیت احل لکم لیلۃ الصیام الح کی تفسیر	۶۹	آیت واذقلنا ادخلوا هذه القرية کی تفسیر
۹۰	آیت وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم کی تفسیر	۶۹	آیت من کان عدوا للجبریل کی تفسیر
۹۱	آیت ولیس البر بان تاتوا البیوت کی تفسیر	۷۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۸	قل یا اهل الكتب تعالوا الى كلمة کی تفسیر	۹۲	آیت وقاتلوهم حتی لا تكون فتنة کی تفسیر
۱۲۲	آیت لن تنالوا البر حتی تفقوا مما کی تفسیر	۹۳	آیت وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا کی تفسیر
۱۲۳	آیت قل فاتوا بالثورة فاتلوها کی تفسیر	۹۴	آیت فمن کان منکم مریضاً کی تفسیر
۱۲۵	آیت کنتم خیر امة کی تفسیر	۹۵	آیت فمن تمتع بالعمرة الى الحج کی تفسیر
۱۲۵	آیت اذ همت طائفتم منکم کی تفسیر	۹۵	آیت لیس علیکم جناح ان تبغوا الحج کی تفسیر
۱۲۶	آیت لیس لك من الامر شیء کی تفسیر	۹۶	آیت ثم اقبضوا من حیث افاض الناس کی تفسیر
۱۲۷	آیت والرسول یدعوکم فی اخراکم کی تفسیر	۹۷	آیت ومنہم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا کی تفسیر
۱۲۸	آیت امنة نعاساً کی تفسیر	۹۷	آیت وهو الدالخصام کی تفسیر
۱۲۸	آیت الذین استجابوا للہ کی تفسیر	۹۸	آیت ام حسبکم ان تدخلوا الجنة کی تفسیر
۱۲۸	آیت ان الناس قد جمعوکم کی تفسیر	۹۹	آیت نساء کم حرث لکم الحج کی تفسیر
۱۲۹	آیت ولا یحسبن الذین یشکلون الحج کی تفسیر	۱۰۰	آیت واذا طلقتم النساء الحج کی تفسیر
۱۳۰	آیت ولستمعن من الذین اوتوا الكتاب کی تفسیر	۱۰۱	آیت والذین یتوفون منکم ویدرون الحج کی تفسیر
۱۳۲	آیت لا تحسبن الذین یفرحون کی تفسیر	۱۰۲	آیت حافظوا علی الصلوات الحج کی تفسیر
۱۳۲	آیت ان فی خلق السموات والارض کی تفسیر	۱۰۵	آیت وقوموا للہ قانتین کی تفسیر
۱۳۲	آیت الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً کی تفسیر	۱۰۵	آیت وان خفتکم فرجالاً اور کباناً کی تفسیر
۱۳۵	آیت ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیته کی تفسیر	۱۰۷	آیت والذین یتوفون منکم ویدرون ازواجاً کی تفسیر
۱۳۶	آیت ربنا اتنا سمعنا منادیا کی تفسیر	۱۰۸	آیت واذا قال ابراهیم رب انی الحج کی تفسیر
	سورة نساء کی تفسیر	۱۰۸	آیت ایود احدکم ان تكون له جنة کی تفسیر
۱۳۸	آیت وان خفتکم ان لا تقسطوا فی الیتامی کی تفسیر	۱۰۹	آیت لا یسالون الناس الحافا کی تفسیر
۱۳۹	آیت ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف کی تفسیر	۱۱۰	آیت واحل اللہ البیع وحرم الربو کی تفسیر
۱۴۰	آیت واذا حضر القسمة اولوا القربی کی تفسیر	۱۱۰	آیت ویمحق اللہ الربو کی تفسیر
۱۴۰	آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم کی تفسیر	۱۱۱	آیت فاذا نوا بحرب من اللہ ورسولہ کی تفسیر
۱۴۱	آیت ولکم نصف ماترک ازواجکم کی تفسیر	۱۱۱	آیت وان کان ذو عسرة الایة کی تفسیر
۱۴۱	آیت لا یحل لکم ان تروثوا النساء کرها کی تفسیر	۱۱۲	آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ کی تفسیر
۱۴۲	آیت ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان کی تفسیر	۱۱۲	آیت وان تبدوا فی انفسکم او تخفوه کی تفسیر
۱۴۳	آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة کی تفسیر	۱۱۳	آیت امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ کی تفسیر
۱۴۵	آیت فکیف اذا جننا من کل امة کی تفسیر	۱۱۳	سورة آل عمران کی تفسیر
۱۴۶	آیت وان کنتم مرضی او علی سفر کی تفسیر	۱۱۴	آیت منه آیات محکمات کی تفسیر
۱۴۶	آیت واولی الامر منکم کی تفسیر	۱۱۵	آیت وانی اعیذها بک وذریعتها الایة کی تفسیر
۱۴۷	آیت فلا وربک لا یومنون حتی کی تفسیر	۱۱۶	آیت ان الذین یشترون بعهد اللہ الحج کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۶	آیت ان تعذبہم فانہم عبادک کی تفسیر	۱۳۸	آیت فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم کی تفسیر
	سورۃ النعام کی تفسیر	۱۳۹	ما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ کی تفسیر
۱۷۸	آیت وعندہ مفاتح الغیب کی تفسیر	۱۵۰	آیت فما لکم فی المنافقین فتنین کی تفسیر
۱۷۸	آیت قل هو القادر علی ان یرث کی تفسیر	۱۵۱	آیت واذا جاء ہم امر من الامن او الخوف کی تفسیر
۱۷۹	آیت ولم یلبسوا ایمانہم کی تفسیر	۱۵۱	آیت ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم کی تفسیر
۱۷۹	آیت ویونس ولوطا وکلا فضلا کی تفسیر	۱۵۲	آیت ولا تقولوا لمن اتقی الیکم المسلم کی تفسیر
۱۸۰	آیت اولئک الذین ہدی اللہ کی تفسیر	۱۵۳	آیت لا یتسوی القاعدون من المؤمنین کی تفسیر
۱۸۱	آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کی تفسیر	۱۵۵	آیت ان الذین تولاہم الملائکۃ الخ کی تفسیر
۱۸۱	آیت ولا تقریوا الفواحش ما ظہر منها کی تفسیر	۱۵۶	آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء کی تفسیر
۱۸۲	آیت ہلم شہداء کم کی تفسیر	۱۵۶	آیت لعسی اللہ ان یعفو عنہم کی تفسیر
	سورۃ اعراف کی تفسیر	۱۵۷	آیت ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی کی تفسیر
۱۸۵	آیت قل انما حرم ربی الفواحش الا یہ کی تفسیر	۱۵۷	آیت ویستفتونک فی النساء کی تفسیر
۱۸۵	آیت ولما جاء موسی لمیقاتنا الا یہ کی تفسیر	۱۵۸	آیت وان امراة خافت من بعلہا الخ کی تفسیر
۱۸۶	آیت من وسلوی کی تفسیر	۱۵۹	آیت ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار کی تفسیر
۱۸۷	آیت یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم الا یہ کی تفسیر	۱۶۰	آیت انا اوحینا الیک الا یہ کی تفسیر
۱۸۸	آیت وقولوا حطۃ کی تفسیر	۱۶۰	آیت یستفتونک قل اللہ یرثکم کی تفسیر
۱۸۸	آیت خذ الغفو وامر بالعرف الا یہ کی تفسیر		سورۃ مائدہ کی تفسیر
	سورۃ انفال کی تفسیر	۱۶۲	آیت الیوم اکملت لکم دینکم الا یہ کی تفسیر
۱۹۰	آیت یسئلونک عن الانفال کی تفسیر	۱۶۳	آیت فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیباً کی تفسیر
۱۹۱	آیت ان شر الدواب الا یہ کی تفسیر	۱۶۵	آیت فاذهب انت وربک کی تفسیر
۱۹۲	آیت یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ کی تفسیر	۱۶۵	آیت انما جزاء الذین یحاربون اللہ کی تفسیر
۱۹۳	آیت واذا قالوا اللہم ان کان هذا هو الحق کی تفسیر	۱۶۷	آیت والجروح قصاص الخ کی تفسیر
۱۹۳	آیت وما کان اللہ لیعذبہم الا یہ کی تفسیر	۱۶۸	آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کی تفسیر
۱۹۵	آیت وقاتلوہم حتی لا تكون فتنة الا یہ کی تفسیر	۱۶۸	آیت لا یواخذکم اللہ بالغلو کی تفسیر
۱۹۶	آیت یا ایہا النبی حرض المومنین الا یہ کی تفسیر	۱۶۹	آیت لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم کی تفسیر
۱۹۷	آیت الا ان خفف اللہ عنکم الا یہ کی تفسیر	۱۷۰	آیت انما الخمر والمیسر والانصاب کی تفسیر
	سورۃ برأت کی تفسیر	۱۷۲	آیت لیس علی الذین امنوا کی تفسیر
۲۰۱	آیت برأۃ من اللہ ورسولہ کی تفسیر	۱۷۲	آیت لا تسالوا عن اشیاء الخ کی تفسیر
۲۰۲	آیت فسیحوا فی الارض کی تفسیر	۱۷۳	آیت ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ کی تفسیر
۲۰۳	آیت واذا ان اللہ کی تفسیر	۱۷۵	آیت وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۶	آیت و راودته التي هو في بيتها کی تفسیر	۲۰۴	آیت الا الذين عاهدتم کی تفسیر
۲۳۷	آیت فلما جاءه الرسول کی تفسیر	۲۰۵	آیت فقاتلوا ائمة الکفر کی تفسیر
۲۳۸	آیت حتی اذا استباس الرسل کی تفسیر	۲۰۵	آیت والذين يكتزون الذهب کی تفسیر
	سورہ رعد کی تفسیر	۲۰۶	آیت يوم يحمى عليها فی نار جهنم کی تفسیر
۲۴۰	آیت الله يعلم ما تحمّل کی تفسیر	۲۰۷	آیت ان عدة الشهور عند الله کی تفسیر
	سورہ ابراہیم کی تفسیر	۲۰۷	آیت لانی النین اذهما فی الغار کی تفسیر
۲۴۲	آیت کشجرة طيبة اصلها ثابت کی تفسیر	۲۱۰	آیت والمؤلفة قلوبهم کی تفسیر
۲۴۳	آیت یثبت الله الذين امنوا کی تفسیر	۲۱۱	آیت والذين یلمزون المطوعین کی تفسیر
۲۴۴	آیت الم ترالی الذين بدلوا نعمة الله کی تفسیر	۲۱۲	آیت استغفر لهم اولا تستغفر لهم کی تفسیر
	سورہ الحجر کی تفسیر	۲۱۳	آیت و تصل علی احد منهم کی تفسیر
۲۴۵	آیت الامن استرق السمع کی تفسیر	۲۱۵	آیت سہ حلفون بالله لکم کی تفسیر
۲۴۷	آیت ولقد کذب اصحاب الحجر کی تفسیر	۲۱۶	آیت واخرون اعترفوا کی تفسیر
۲۴۸	آیت ولقد اتینک سبعا من المثانی کی تفسیر	۲۱۷	آیت ماکان للنبی والذين امنوا کی تفسیر
۲۴۹	آیت الذين جعلوا القرآن عضین کی تفسیر	۲۱۷	آیت لقد تاب الله علی النبی کی تفسیر
۲۴۹	آیت واعبد ربک حتی یاتیک البقین کی تفسیر	۲۱۸	آیت وعلی الثلاثة الذين خلفوا کی تفسیر
	سورہ نحل کی تفسیر	۲۲۰	آیت یا ایہا الذين امنوا اتقوا الله کی تفسیر
۲۵۱	آیت ومنکم من یرد الی اذل العمر کی تفسیر	۲۲۱	آیت یا ایہا الذين امنوا لقد جاءکم رسول کی تفسیر
	سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر		سورہ یونس کی تفسیر
۲۵۳	آیت اسری بعبدہ لیلاً کی تفسیر	۲۲۳	آیت قالوا اتخذ الله ولدا کی تفسیر
۲۵۴	آیت ولقد کرمنا بنی آدم کی تفسیر	۲۲۴	آیت وجاوزنا بنی اسرائیل لبحر کی تفسیر
۲۵۵	آیت واذ اردنا ان نهلك کی تفسیر		سورہ ہود کی تفسیر
۲۵۶	آیت ذریۃ من حملنا مع نوح کی تفسیر	۲۲۵	آیت الا انهم یثنون صدورهم کی تفسیر
۲۵۹	آیت واتینا داؤد زبوراً کی تفسیر	۲۲۷	آیت وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر
۲۶۰	آیت قل ادعو الذين زعمتم کی تفسیر	۲۲۹	آیت ویقول الاشهاد کی تفسیر
۲۶۰	آیت اولئک الذين یدعون یتغون کی تفسیر	۲۳۰	آیت وكذلك اخذ ربک کی تفسیر
۲۶۱	آیت وما جعلنا الرؤیا التي کی تفسیر	۲۳۰	آیت واقم الصلوة طرفی النهار کی تفسیر
۲۶۱	آیت ان قران الفجر کان مشهوداً کی تفسیر		سورہ یوسف کی تفسیر
۲۶۲	آیت عسی ان یبعثک ربک مقاما محموداً کی تفسیر	۲۳۳	آیت ویتن نعمته علیک کی تفسیر
۲۶۳	آیت وقال جاء الحق وزهق الباطل کی تفسیر	۲۳۳	آیت لقد کان فی یوسف کی تفسیر
۲۶۳	آیت ویسنلونک عن الروح کی تفسیر	۲۳۴	آیت بل سولت لکم انفسکم کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۱	آیت والخامسة ان غضب الله کی تفسیر	۲۶۴	آیت ولا تجهر بصلاتك کی تفسیر
۳۰۱	آیت ان الذين جاء و بالالف کی تفسیر		سورة كهف کی تفسیر
۳۰۲	آیت لو لا اذ سمعتموه ظن المؤمنین کی تفسیر	۲۶۷	آیت وكان الانسان اكثر هشی جدلا کی تفسیر
۳۱۱	آیت ولو لا فضل الله علیکم کی تفسیر	۲۶۸	آیت واذا قال موسى لفته کی تفسیر
۳۱۲	آیت اذ تلقونه بالسستکم کی تفسیر	۲۶۸	آیت فلما بلغا مجمع بينهما کی تفسیر
۳۱۲	آیت ولو لا اذ سمعتموه قلتم کی تفسیر	۲۷۶	آیت فلما جاوزا قال کی تفسیر
۳۱۳	آیت يعظکم الله ان تعودوا کی تفسیر	۲۷۷	آیت قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا کی تفسیر
۳۱۴	آیت وبین الله لکم الآيات کی تفسیر	۲۸۰	آیت اولئک الذین کفروا بآيات ربهم کی تفسیر
۳۱۶	آیت ان الذين يحبون کی تفسیر		سورة كهيعص کی تفسیر
۳۱۶	آیت ولا باطل اولوا الفضل کی تفسیر	۲۸۱	آیت وانذرهم يوم الحسرة کی تفسیر
۳۲۱	آیت ولیضر بن یخمر هن کی تفسیر	۲۸۲	آیت وما ننزل الا بامر ربك کی تفسیر
	سورة فرقان کی تفسیر	۲۸۲	آیت افرایت الذی کفر بایتنا کی تفسیر
۳۲۲	آیت الذین یحشرون علی وجوههم کی تفسیر	۲۸۳	آیت اطع الغیب ام اتخذ کی تفسیر
۳۲۳	آیت والذین لا یدعون مع الله کی تفسیر	۲۸۳	آیت کلا سنکتب ما یقول کی تفسیر
۳۲۵	آیت یضاعف له العذاب کی تفسیر	۲۸۶	آیت ونرثه ما یقول کی تفسیر
۳۲۶	آیت الامن تاب وآمن کی تفسیر		سورة ط کی تفسیر
۳۲۶	آیت فسوف یكون لزاما کی تفسیر	۲۸۷	آیت واصطعنتک لنفسی کی تفسیر
	سورة شعراء کی تفسیر	۲۸۸	آیت ولقد اوحینا الی موسی کی تفسیر
۳۲۸	آیت ولا تخزنی يوم یبعثون کی تفسیر	۲۸۸	آیت فلا یخز جنکما من الجنة کی تفسیر
۳۲۹	آیت وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر		سورة انبیاء کی تفسیر
۳۳۰	سورة نمل کی تفسیر	۲۹۰	آیت کما بدانا اول خلق کی تفسیر
	سورة قصص کی تفسیر		سورة حج کی تفسیر
۳۳۱	آیت کل شیء هالک الا وجهه کی تفسیر	۲۹۲	آیت وترى الناس سکارى کی تفسیر
۳۳۲	آیت انک لا تهدی من احببت کی تفسیر	۲۹۳	آیت ومن الناس من یعبد الله کی تفسیر
۳۳۳	آیت ان الذی فرض علیک القرآن کی تفسیر	۲۹۴	آیت هذان خصمان اختصموا کی تفسیر
۳۳۴	سورة عنکبوت کی تفسیر	۲۹۵	سورة مومنون کی تفسیر
۳۳۴	سورة الم غلبت الروم کی تفسیر		سورة نور کی تفسیر
۳۳۶	آیت لا تبدل لخلق الله کی تفسیر	۲۹۷	آیت والذین یرمون کی تفسیر
	سورة لقمان کی تفسیر	۲۹۹	آیت والخامسة ان لعنة الله علیه کی تفسیر
۳۳۷	آیت لا تشرك بالله کی تفسیر	۲۹۹	آیت ویدرأ عنها العذاب کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۹	سورہ مومن کی تفسیر	۳۳۷	آیت ان اللہ عنده علم الساعة کی تفسیر
۳۷۱	سورہ حم السجدہ کی تفسیر		سورہ تنزیل السجدہ کی تفسیر
۳۷۲	آیت وما کنتم تسترون الخ کی تفسیر	۳۳۹	آیت فلا تعلم نفس ما اخفی کی تفسیر
۳۷۵	آیت وذاکم ظنکم الذی کی تفسیر		سورہ احزاب کی تفسیر
۳۷۶	آیت فان یصبروا فانار مثنوی لہم کی تفسیر	۳۴۱	آیت النبی اولی بالمومنین کی تفسیر
	سورہ حم عشق کی تفسیر	۳۴۱	آیت ادعوہم لا بانہم کی تفسیر
۳۷۷	آیت لا المودۃ فی القربی کی تفسیر	۳۴۲	آیت فمنہم من قضیٰ نجبہ کی تفسیر
	سورہ زخرف کی تفسیر	۳۴۳	آیت یا ایہا النبی قل لازواجک کی تفسیر
۳۷۹	آیت ونادوا یا مالک کی تفسیر	۳۴۳	آیت وان کنتم ترودن اللہ کی تفسیر
۳۷۹	آیت الفضر عنکم الذکر صفحا کی تفسیر	۳۴۵	آیت ترجی من تشاء منہن کی تفسیر
	سورہ الدخان کی تفسیر	۳۴۶	آیت لا تدخلوا بیوت النبی کی تفسیر
۳۸۱	آیت یوم تاتی السماء کی تفسیر	۳۵۱	آیت ان تبدوا شیئا او تخفوه کی تفسیر
۳۸۱	آیت یغشی الناس هذا الخ کی تفسیر	۳۵۲	آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کی تفسیر
۳۸۲	آیت ربنا کشف عنا العذاب کی تفسیر	۳۵۴	آیت لا تکنوا کالذین اذوا موسیٰ کی تفسیر
۳۸۳	آیت نئی لہم الذکر کی تفسیر		سورہ سہا کی تفسیر
۳۸۴	آیت تم تولوا عنہ کی تفسیر	۳۵۵	آیت حتیٰ اذا فرغ عن قلوبہم کی تفسیر
۳۸۵	آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ کی تفسیر	۳۵۶	آیت ان ہوالا نذیر لکم کی تفسیر
	سورہ الجاثیہ کی تفسیر	۳۵۸	سورۃ الملائکہ کی تفسیر
۳۸۶	آیت وما یہلکنا الا الدھر کی تفسیر		سورہ یاسین کی تفسیر
	سورہ اتحاف کی تفسیر	۳۵۹	آیت والشمس تجری لمستقر لہا کی تفسیر
۳۸۷	آیت والذی قال لو الیدیہ کی تفسیر		سورہ الصافات کی تفسیر
۳۸۷	آیت فلما راہ عارضاً کی تفسیر	۳۶۱	آیت وان یونس لمن المرسلین کی تفسیر
	سورہ محمد کی تفسیر		سورہ ص کی تفسیر
۳۸۹	آیت وتقطعوا ارحامکم کی تفسیر	۳۶۳	آیت ہب لی ملکاً کی تفسیر
	سورۃ الفتح کی تفسیر	۳۶۴	آیت وما انا من المتکلفین کی تفسیر
۳۹۰	آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً کی تفسیر		سورہ زمر کی تفسیر
۳۹۱	آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم الخ کی تفسیر	۳۶۶	آیت قل یا عباد الذین اسرفوا کی تفسیر
۳۹۲	آیت انا ارسلناک شہداً الخ کی تفسیر	۳۶۷	آیت وما قدرہ اللہ حق قدرہ کی تفسیر
۳۹۲	آیت هو الذی انزل السکینۃ کی تفسیر	۳۶۸	آیت والارض جمیعاً کی تفسیر
۳۹۳	آیت اذ یایعونک تحت الشجرۃ کی تفسیر	۳۶۸	آیت ونفخ فی الصور الخ کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۳	سورہ الحدید کی تفسیر	۴۹۶	سورہ الجاثیہ کی تفسیر
۴۲۳	سورہ المجادلہ کی تفسیر	۴۹۷	سورہ المحشر کی تفسیر
۴۲۴	لفظ الجلاء کے معنی ایک زمین سے.....	۴۹۸	آیت ولو انہم صبروا إلح کی تفسیر
۴۲۴	آیت ما قطعتم من لينة کی تفسیر		باب سورہ ق کی تفسیر
۴۲۵	آیت ما افاء اللہ علی رسولہ إلح کی تفسیر	۴۹۹	آیت وتقول هل من مزید کی تفسیر
۴۲۵	آیت وما اتاکم الرسول فخذوه کی تفسیر	۴۰۱	سورہ الذاریات کی تفسیر
۴۲۷	آیت والذین تبوا الدار والایمان کی تفسیر	۴۰۳	سورہ الطور کی تفسیر
۴۲۷	آیت ویوثرون علی انفسہم ولو کان کی تفسیر		سورہ النجم کی تفسیر
۴۲۸	سورہ الممتحہ کی تفسیر	۴۰۶	آیت لکان قاب قوسین کی تفسیر
۴۳۱	آیت اذا جاءکم المؤمنات کی تفسیر	۴۰۷	آیت فاوحی الی عبدہ ما ووحی کی تفسیر
۴۳۲	آیت اذا جاءک المؤمنات إلح کی تفسیر	۴۰۷	آیت لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ کی تفسیر
	سورہ القف کی تفسیر	۴۰۸	آیت الفرائیم اللات والعزی کی تفسیر
۴۳۵	آیت من بعدی اسمہ احمد کی تفسیر	۴۰۹	آیت ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ کی تفسیر
	سورہ جمعہ کی تفسیر	۴۱۰	آیت فاسجدوا للہ واعبدوا کی تفسیر
۴۳۶	آیت وآخرین منہم إلح کی تفسیر		سورہ اقتربت الساعۃ کی تفسیر
۴۳۷	آیت واذا راوا تجارۃ إلح کی تفسیر	۴۱۱	آیت وانشق القمر کی تفسیر
	سورہ المنافقون کی تفسیر	۴۱۳	آیت تجری باعیننا کی تفسیر
۴۳۷	آیت قالوا نشہد انک لرسول اللہ کی تفسیر	۴۱۳	آیت ولقد یسرنا القرآن إلح کی تفسیر
۴۳۸	آیت اتخذوا ایمانہم جنة إلح کی تفسیر	۴۱۳	آیت کانہم اعجاز نخل منقوع کی تفسیر
۴۴۰	آیت ذالک بانہم آمنوا إلح کی تفسیر	۴۱۳	آیت فکانوا کھشیم المحتظر کی تفسیر
۴۴۰	آیت واذا رایتمہم إلح کی تفسیر	۴۱۵	آیت ولقد صبحہم بکرۃ إلح کی تفسیر
۴۴۱	آیت واذا قیل لہم تعالوا إلح کی تفسیر	۴۱۵	آیت ولقد اھلکنا اشیاعکم کی تفسیر
۴۴۲	آیت سواء علیہم استغفرت لہم کی تفسیر	۴۱۵	آیت سیہزم الجمع إلح کی تفسیر
۴۴۳	آیت ہم الذین یقولون لا تنفقوا کی تفسیر	۴۱۶	آیت بل الساعۃ موعدهم کی تفسیر
۴۴۶	آیت یقولون لن رجعا الی المدینۃ کی تفسیر	۴۱۷	سورہ حن کی تفسیر
۴۴۷	سورہ تغابن کی تفسیر	۴۲۰	آیت ومن دونہما جنتان کی تفسیر
	سورہ طلاق کی تفسیر	۴۲۰	آیت حور مقصورات کی تفسیر
۴۴۸	آیت واولات الاحمال اجلھن کی تفسیر		سورہ واقعہ کی تفسیر
	سورہ التحریم کی تفسیر	۴۲۳	آیت وظل ممدود کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۴	سورۃ التازعات کی تفسیر	۴۵۰	آیت یا ایہا النبی لم تحرم کی تفسیر
۴۷۵	سورۃ عیس کی تفسیر	۴۵۱	آیت تبغی مرضات ازواجک الخ کی تفسیر
۴۷۶	سورۃ اذا الشمس کورت کی تفسیر	۴۵۵	آیت واذا اسر النبی الی بعض ازواجہ کی تفسیر
۴۷۷	سورۃ اذا السماء الفطرت کی تفسیر	۴۵۶	آیت ان تتوبا الی اللہ فقد صفت کی تفسیر
۴۷۷	سورۃ ويل للمطففین کی تفسیر	۴۵۷	آیت عسی ربہ ان یرحمک کی تفسیر
۴۷۸	سورۃ اذا السماء انشقت کی تفسیر	۴۵۷	سورۃ ملک کی تفسیر
۴۷۹	سورۃ بروج کی تفسیر	۴۵۸	سورۃ ن کی تفسیر
۴۸۰	سورۃ الطارق کی تفسیر	۴۵۸	آیت عئل بعد ذالک زینم کی تفسیر
۴۸۰	سورۃ علی کی تفسیر	۴۵۹	آیت یوم یکشف عن ساق کی تفسیر
۴۸۱	سورۃ الغاشیہ کی تفسیر	۴۶۰	سورۃ الحاقۃ کی تفسیر
۴۸۱	سورۃ الفجر کی تفسیر	۴۶۰	سورۃ سال سائل کی تفسیر
۴۸۲	سورۃ التسم کی تفسیر		سورۃ نوح کی تفسیر
۴۸۳	سورۃ الشمس کی تفسیر	۴۶۱	آیت و داو لاسواعا کی تفسیر
	سورۃ اللیل کی تفسیر	۴۶۲	سورۃ جن کی تفسیر
۴۸۳	آیت والنہار اذا تجلی کی تفسیر	۴۶۳	سورۃ مزمل کی تفسیر
۴۸۵	آیت وما خلق الذکر والانثی کی تفسیر		سورۃ مدثر کی تفسیر
۴۸۶	آیت فاما من اعطی واتقی کی تفسیر	۴۶۵	آیت قم فانذر الخ کی تفسیر
۴۸۶	آیت وصدق بالحسنی وغیرہ کی تفسیر	۴۶۵	آیت وریک فکبر کی تفسیر
۴۸۷	آیت واما من بخل واستغنی کی تفسیر	۴۶۶	آیت وثیابک فطہر کی تفسیر
	سورۃ الضحیٰ کی تفسیر	۴۶۷	آیت والرحز فاهجر کی تفسیر
۴۹۰	آیت ماودع ربک الخ کی تفسیر		سورۃ القیامہ کی تفسیر
۴۹	سورۃ الم نشرح کی تفسیر	۴۶۸	آیت ان علینا جمعہ کی تفسیر
۴۹۱	سورۃ والتین کی تفسیر	۴۶۹	آیت فاذا اقرا ناہ الخ کی تفسیر
۴۹۳	سورۃ اقرآ کی تفسیر	۴۷۰	سورۃ ہر کی تفسیر
۴۹۶	آیت خلق الانسان من علق کی تفسیر		سورۃ المرسلات کی تفسیر
۴۹۶	آیت اقرا وربک الاکرم کی تفسیر	۴۷۲	آیت انتہاترمی بشر الخ کی تفسیر
۴۹۷	آیت کلانن لم ینتہ کی تفسیر	۴۷۲	آیت کاناہ جمالات صفر کی تفسیر
۴۹۸	سورۃ قدر کی تفسیر	۴۷۳	آیت ہذا یوم لا ینطقون کی تفسیر
۴۹۸	سورۃ البینہ کی تفسیر		سورۃ عم یتساء لون کی تفسیر
۵۰۰	سورۃ اذالزلزلہ کی تفسیر	۴۷۴	آیت یوم ینفخ فی الصور کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۷	نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری.....	۵۰۱	آیت ومن يعمل مثقال ذرة الحی کی تفسیر
۵۳۳	سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان	۵۰۱	سورہ العادیات کی تفسیر
۵۳۸	سورہ بقرہ کی فضیلت	۵۰۲	سورہ القارعہ کی تفسیر
۵۴۰	سورہ کہف کی فضیلت	۵۰۲	سورہ الحاکمہ کی تفسیر
۵۴۰	سورہ فتح کی فضیلت	۵۰۲	سورہ العصر کی تفسیر
۵۴۲	سورہ قل هو اللہ احد کی فضیلت	۵۰۲	سورہ ہمزہ کی تفسیر
۵۴۳	معوذات کی فضیلت کا بیان	۵۰۳	سورہ فیل کی تفسیر
۵۴۴	قرآن کی تلاوت کے وقت.....	۵۰۳	سورہ قریش کی تفسیر
۵۴۵	اس کے بارے میں جس نے کہا.....	۵۰۴	سورہ ماعون کی تفسیر
۵۴۶	قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر	۵۰۴	سورہ کوثر کی تفسیر
۵۴۷	کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کا بیان	۵۰۵	سورہ الکافرون کی تفسیر
۵۴۸	اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو.....	۵۰۵	سورہ نصر کی تفسیر
۵۴۹	قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے	۵۰۶	آیت وایت الناس یدخلون الح کی تفسیر
۵۵۰	تم میں سب سے بہتر وہ ہے.....	۵۰۷	آیت فسبح بحمد ربك الح کی تفسیر
۵۵۱	زبانی قرآن مجید کی تلاوت کرنا	۵۰۹	سورہ لہب کی تفسیر
۵۵۲	قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا.....	۵۰۹	آیت ما اغنی عنہ مالہ کی تفسیر
۵۵۳	سواری پر تلاوت کرنا	۵۱۰	آیت سیصلی نارا ذات لہب کی تفسیر
۵۵۴	بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا	۵۱۰	آیت وامراتہ حمالة الحطب الح کی تفسیر
۵۵۵	قرآن مجید کو بھلا دینا.....	۵۱۰	سورہ قل هو اللہ احد الح کی تفسیر
۵۵۶	جن کے نزدیک سورہ بقرہ یا.....	۵۱۱	آیت اللہ الصمد کی تفسیر
۵۵۸	قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف کرنا	۵۱۲	سورہ الفلق کی تفسیر
۵۵۹	قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا	۵۱۳	سورہ الناس کی تفسیر
۵۶۰	قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں.....	۵۱۳	کتاب فضائل القرآن
۵۶۰	خوشی الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا	۵۱۴	وحی کیونکر اتری.....
۵۶۰	اس شخص کے بارے میں قرآن مجید کو دوسرے سے سننا	۵۱۶	قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا
۵۶۱	قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا.....	۵۱۸	قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان
۵۶۱	کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے؟.....	۵۲۲	نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان
۵۶۲	قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت رونا	۵۲۲	قرآن مجید سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے
۵۶۵	اس شخص کی برائی جس نے دکھاوے.....	۵۲۳	قرآن مجید آیات کی ترتیب کا بیان
۵۶۷	قرآن مجید اس وقت تک پڑھو.....	۵۲۶	حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰۱	کیا کوئی عورت کسی سے نکاح کے لیے.....	۵۶۸	نکاح کی فضیلت کا بیان
۶۰۲	احرام والا شخص صرف نکاح کر سکتا ہے.....	۵۷۰	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص.....
۶۰۲	آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ.....	۵۷۱	جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو.....
۶۰۳	عورت کا اپنے آپ کو.....	۵۷۱	بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کے بارے میں
۶۰۵	کسی انسان کا اپنی بیٹی یا.....	۵۷۳	جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے.....
۶۰۷	ایک ارشاد الہی	۵۷۴	ایسے تنگ دست کی شادی کرانا.....
۶۰۸	نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا	۵۷۴	کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا.....
۶۰۹	بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں	۵۷۵	بجبر و رہنا اور اپنے کو نامرد بنانا منع ہے
۶۱۳	اگر عورت کا ولی خود.....	۵۷۷	کنوار یوں سے نکاح کرنے کا بیان
۶۱۵	آدمی اپنی نابالغ لڑکی کا.....	۵۷۸	بیوہ عورتوں کا بیان
۶۱۵	باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح.....	۵۷۹	کم عمر کی عورت سے زیادہ عمر والے مرد.....
۶۱۶	سلطان بھی ولی ہے.....	۵۷۹	کس طرح کی عورت سے نکاح کیا جائے.....
۶۱۷	باپ یا کوئی دوسرا ولی کنوار ہے.....	۵۸۰	لوٹنیوں کا رکھنا کیسا ہے.....
۶۱۸	اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح جبراً کر دیا.....	۵۸۲	جس نے لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا
۶۱۸	یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا.....	۵۸۲	مفسل کا نکاح کرنا درست ہے.....
۶۲۰	اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا.....	۵۸۳	کفالت میں دینداری کا لحاظ ہوتا
۶۲۱	کسی مسلمان بھائی نے ایک عورت کو.....	۵۸۷	کفالت میں مالدار کی کا لحاظ ہوتا.....
۶۲۲	پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا	۵۸۸	عورت کی نحوست سے بچنے کا بیان
۶۲۳	نکاح اور ولیہ کی دعوت میں دف بجانا	۵۸۹	آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے
۶۲۴	ایک ارشاد الہی کی تفسیر	۵۹۰	چار بیویوں سے زیادہ آدمی نہیں رکھ سکتا
۶۲۵	قرآن کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے.....	۵۹۱	آیت کریمہ یعنی اور تمہاری وہائیں.....
۶۲۶	کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی مہر ہو سکتی ہے	۵۹۳	اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ دو سال.....
۶۲۶	نکاح میں جو شرطیں کی جائیں.....	۵۹۴	جس مرد کا دودھ ہو.....
۶۲۷	وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں.....	۵۹۴	اگر صرف دودھ پلانے والی عورت.....
۶۲۷	شادی کرنے والے کے لیے زرد رنگ کا جواز	۵۹۵	کون سی عورتیں حلال ہیں اور کون سی حرام ہیں
۶۲۸	دولہا کو کس طرح و عادی جائے	۵۹۷	ایک آیت قرآنی کی وضاحت
۶۲۹	جو عورتیں دولہن کو.....	۵۹۸	آیت وان تجمعو بین الاختین کا بیان
۶۲۹	جہاد میں جانے سے پہلے.....	۵۹۹	اس بیان میں کہ اگر بھوپھی یا خالہ نکاح میں ہو.....
۶۳۰	جس نے نو سال کی عمر میں بیوی.....	۶۰۰	نکاح شغار کا بیان
۶۳۰	سفر میں نئی دلہن کے ساتھ خلوت کرنا		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۶۰	آنحضرت ﷺ کا عورتوں کو اس طرح پر چھوڑنا.....	۶۳۱	دولہا کا دلہن کے پاس.....
۶۶۲	عورتوں کو مارنا مکروہ ہے	۶۳۱	عورتوں کیلئے محفل کے بچھونے.....
۶۶۲	عورت گناہ کے حکم میں اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے	۶۳۲	وہ عورتیں جو دوا لہسن کا بناؤ سنگار.....
۶۶۳	اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے.....	۶۳۲	دوا لہسن کو تحائف بھیجنا
۶۶۳	عزل کا حکم کیا ہے؟	۶۳۴	دلہن کے پہننے کے لیے کپڑے.....
۶۶۴	سفر کے ارادہ کے وقت.....	۶۳۵	جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے.....
۶۶۵	عورت اپنے شوہر کی باری	۶۳۵	ولیمہ کی دعوت دو لہا کو کرنا لازم ہے
۶۶۵	بیویوں کے درمیان انصاف کرنا واجب ہے	۶۳۷	ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے
۶۶۶	اگر کسی کے پاس ایک بیوہ عورت.....	۶۳۸	کسی بیوی کے ولیمہ میں کھانا زیادہ.....
۶۶۶	کنواری بیوی کے ہوتے ہوئے جب کسی نے بیوہ سے.....	۶۳۸	ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا
۶۶۷	مرد اپنی سب بیویوں سے.....	۶۳۹	ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک دعوت کو قبول کرنا.....
۶۶۷	مرد اپنی عورت سے دن میں.....	۶۴۰	جس کسی نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا
۶۶۷	اگر مرد اپنی بیماری کے دن.....	۶۴۱	جس نے بکری کے کھر کی دعوت.....
۶۶۸	اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے.....	۶۴۱	ہر ایک دعوت قبول کرنا.....
۶۶۸	جھوٹا موٹھ جو چیز ملی نہیں.....	۶۴۲	دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا جانا
۶۶۹	غیرت کا بیان	۶۴۲	اگر دعوت میں جا کر.....
۶۷۳	عورتوں کی غیرت اور ان کے غصے کا بیان	۶۴۴	شادی میں عورت مردوں کا کام.....
۶۷۴	آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ.....	۶۴۴	کھجور کا شربت یا اور کوئی شربت.....
۶۷۵	قیامت کے قریب عورتوں کا بہت ہو جانا.....	۶۴۵	عورتوں کیساتھ خوش خلقی سے پیش آنا.....
۶۷۶	محرم کے سوا کوئی غیر مرد کسی غیر عورت.....	۶۴۶	عورتوں سے اچھا سلوک کرنے.....
۶۷۷	اگر لوگوں کی موجودگی میں.....	۶۴۷	سورۃ تحریم کی غیرت انگیز آیت
۶۷۷	زنانے اور بیچرے سفر میں.....	۶۵۱	اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنا
۶۷۸	عورت حبشیوں دیکھ سکتی ہے.....	۶۵۵	آدمی اپنی بیٹی کو اس کے خاوند
۶۷۹	عورتوں کا کام کاج کے لیے باہر نکلنا درست ہے	۶۵۶	شوہر کی اجازت سے عورت کو نفلی روزہ.....
۶۷۹	مسجد وغیرہ میں جانے کیلئے.....	۶۵۶	جو عورت غصہ ہو کر اپنے شوہر.....
۶۸۰	دودھ کے رشتہ سے بھی.....	۶۵۷	عورت اپنے شوہر کے گھر میں.....
۶۸۱	ایک عورت دوسری عورت سے.....	۶۵۹	عشیر کی ناشکری کی سزا.....
۶۸۲	کسی مرد کا یہ کہنا.....	۶۶۰	تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے
۶۸۲	آدمی سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہ آئے	۶۶۰	بیوی اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے
	نوٹ:- تشریحی مضامین کی فہرست آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔	۶۶۰	سورۃ نساء میں ایک ارشاد باری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اٹھارہواں پارہ

باب حجة الوداع کا بیان

۷۸- باب حَجَّةِ الْوَدَاعِ

تشریح لفظ وداع کے معنی رخصت کرنے کے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ۱۰ھ میں یہ حج کیا اور اس موقع پر آپ نے امت سے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اب آئندہ سال شاید میری ملاقات تم سے نہ ہو سکے گی۔ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اس لحاظ سے اس حج کو حجتہ الوداع کہا گیا۔ اس میں آپ امت سے رخصت ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے امت کو بہت قیمتی نصیحتیں فرمائیں، جن کا ذکر کتب سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حج کے مختلف واقعات کا ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ بغور مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو گا۔ اس حج کے لیے آپ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰ھ میں بعد نماز ظہر مدینہ منورہ سے تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور نو روز کا سفر کرنے کے بعد ۳ ذی الحج بروز اتوار صبح کے وقت آپ مکہ شریف پہنچ گئے۔ اس حج کے تین ماہ بعد آپ کی وفات ہو گیا۔ (رحمہ اللہ) اس سال غرہ ذی الحجہ جمعرات کے دن تھا اور وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا۔

(۴۳۹۵) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حجتہ الوداع کے موقع پر ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور جب تک دونوں کے ارکان نہ ادا کر لے احرام نہ کھولے، پھر میں آپ کے ساتھ جب مکہ آئی تو مجھ کو حیض آگیا۔ اس لیے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کر سکی۔ میں نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ سر کھول لے اور کنگھا کر لے۔ اس کے بعد حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج ادا کر چکے تو آنحضرت ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

۴۳۹۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَجْلُ حَتَّى يَجْلُ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((انْقُضِي رَأْسَكُمْ وَأَمْتِشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ)) فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي

تعمیم سے (عمرہ کی) نیت کرنے کے لیے بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس چھوٹے ہوئے عمرہ کی قضا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مردہ کی سعی کے بعد احرام کھول دیا۔ پھر بمبئی سے واپسی کے بعد انہوں نے دوسرا طواف (حج کا) کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا، انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

[راجع: ۲۹۴]

کیونکہ عمرہ کے ارکان حج میں شریک ہو گئے۔ علیحدہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے لیکن صرف اس لیے لائے کہ اس میں حجتہ الوداع کا ذکر ہے۔

(۴۳۹۶) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (عمرہ کرنے والا) صرف بیت اللہ کے طواف سے حلال ہو سکتا ہے۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثُمَّ مَحَلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (سورہ حج) سے اور نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجتہ الوداع میں احرام کھول دینے کے لیے دیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کر لے تو احرام کھول ڈالنا درست ہے۔

بَكَرَ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ : ((هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكَ)) قَالَتْ : فَطَافَ الَّذِينَ أَهْلُوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصُّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

۴۳۹۶ - حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ : هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ : مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ مَحَلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحْلُوا فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَقُلْتُ : إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ الْمَعْرِفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلَ وَيَعْدُ.

آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر ان کا حلال ہونا پانے گھر یعنی خانہ کعبہ کے پاس ہے۔

(۴۳۹۷) مجھ سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیال نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے طارق بن شہاب سے سنا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ وادی بطحاء (سگریزی زمین) میں قیام کئے ہوئے

۴۳۹۷ - حَدَّثَنِي بَيَانُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبُطْحَاءِ فَقَالَ : ((أَحْجَجْتَ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ :

((كَيْفَ أَهْلُتُ؟)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا هَلَالُ
كَاهِلَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((طُفْتُ
بِالنِّبْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ جِلُّ))
فَطُفْتُ بِالنِّبْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَنْتِ
امْرَأَةٌ مِنْ قَيْسٍ فَقُلْتُ رَأْسِي.

[راجع: ۱۵۵۷]

تھے۔ آپ نے پوچھا تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟ میں نے عرض کیا کہ
جی ہاں۔ دریافت فرمایا، احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کیا (اس
طرح) کہ میں بھی اسی طرح احرام باندھتا ہوں جس طرح نبی کریم
ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا، پہلے (عمرہ کرنے کے لیے) بیت
اللہ کا طواف کر، پھر صفا اور مروہ کی سعی کر، پھر حلال ہو جا۔ چنانچہ میں
بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے قبیلہ قیس کی ایک
عورت کے گھر آیا اور انہوں نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔

اسی قسم کے احرام کو حج تمتع کا احرام کہا جاتا ہے۔ آپ کا احرام حج قرآن کا تھا مگر ان کے لیے آپ نے حج تمتع ہی کو آسان خیال
فرمایا۔ اب بھی حج تمتع ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں حاجی کو آسانی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں نے حج بدل والوں کے لیے حج قرآن کی شرط
لگائی ہے جس کی دلیل نہیں ملی، واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۳۹۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم کو انس بن
عیاض نے خبر دی، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع
نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ
مطہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ حضور اکرم ﷺ نے حجتہ
الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال
ہو جائیں (یعنی احرام کھول دیں) حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (یا رسول
اللہ!) پھر آپ کیوں نہیں حلال ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں
نے تو اپنے بالوں کو جمالیا ہے اور اپنی قربانی کو ہار پہنا دیا ہے، اس لیے
میں جب تک قربانی نہ کر لوں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا۔

۴۳۹۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ،
أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ
حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَخْلُلْنَ عَامَ حَجَّةِ
الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: فَمَا يَمْنَعُكَ؟
فَقَالَ: لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَذِي فَلَسْتُ
أَجِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَذِي. [راجع: ۱۵۶۶]

گوند لگا کر آپ ﷺ نے سر مبارک کے بکھرے ہوئے بالوں کو جمالیا تھا، اس کو لفظ تلبد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کا احرام حج
قرآن کا تھا۔ اسی لیے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے حج تمتع ہی کے احرام کی تاکید فرمائی تھی۔

(۴۳۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شعیب نے
بیان کیا، ان سے زہری نے، (دوسری سند) (اور امام بخاری رحمہ اللہ نے
کہا) اور مجھ سے محمد بن یوسف قریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام
اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں سلیمان
بن یسار نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ خثعم کی ایک
عورت نے حجتہ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ سے ایک مسئلہ

۴۳۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ حَدَّثَنِي
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي
ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ
خَثْعَمٍ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةٍ

پوچھا، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ ہی کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اللہ کا جو فریضہ اس کے بندوں پر ہے (یعنی حج) میرے والد پر بھی فرض ہو چکا ہے لیکن بڑھاپے کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کر سکتی ہو۔

[راجع: ۱۵۱۳]

اس حدیث سے بدل حج کرنا ثابت ہوا مگر یہ حج کرنا اسی کے لیے جائز ہے جو پہلے اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ جیسا کہ حدیث شبرمہ میں وضاحت موجود ہے۔ روایت میں حجتہ الوداع کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

تَشْرِیْحُ

(۴۴۰۰) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے سرج بن نعمان نے بیان کیا، ان سے قلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ کی قصواء اونٹنی پر پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھادی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ کی کنجی لاؤ، وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ حضور اندر داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر گئے، پھر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دیر تک اندر (نماز اور دعاؤں میں مشغول) رہے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ دو قطاروں میں اور حضور ﷺ نے آگے کی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔ کعبہ کا دروازہ آپ کی پیٹھ کی طرف تھا اور چہرہ مبارک اس طرف تھا، جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ پوچھنا میں بھول گیا کہ آنحضرت ﷺ نے کتنی

الْوَدَاعِ، وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَرِيبَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ إِذْ رَكَتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

۴۴۰۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدَفٌ أَسَامَةَ عَلَى الْقِصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، حَتَّى آتَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ: ((إِنَّا بِالْمِفْتَاحِ)) فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ثُمَّ اغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَاجَ وَاتَّخَذَ النَّاسُ الدُّخُولَ فَسَبَقَتْهُمْ فَوَجَدَتْ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعُمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلَّى بَيْنَ الْعُمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ، وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ بَوَجهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبَلُكَ حِينَ تَلْجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ، قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ

صَلَّى؟ وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ رَكَعَتِ نَمَازٍ پڑھی تھی۔ جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں سرخ مَوْمَرَةٌ خَمْزَاءُ. [راجع: ۳۹۷]

تشیخ اس حدیث کی مناسبت باب سے معلوم نہیں ہوتی۔ فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وقوع میں آیا۔ شاید یہی فرق بتلانا مقصود ہو کہ حجۃ الوداع فتح مکہ کے بعد وقوع میں آیا ہے۔

۴۴۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي غُرُوةُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُصَيْنٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَاصَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَحَابِسْتُنَا هِيَ؟)) فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلْتَنْفِرْ)).

(۴۴۰۱) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کما مجھ سے عروہ بن زبیر اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ حضور ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر حائضہ ہو گئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا ابھی ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو مکہ لوٹ کر طواف زیارت کر چکی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اسے چلنا چاہیے۔ (طواف وداع کی ضرورت نہیں)

[راجع: ۲۹۴]

۴۴۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَذَرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَأُطِيبَ فِي ذِكْرِهِ وَقَالَ : ((مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهُ أُمَّتُهُ أَنْذَرَهُ نُوحٌ، وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ، فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ غَيْنِ الْيَمْنَى كَانَ عَيْنُهُ

(۴۴۰۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم (حجۃ الوداع) کا کرتے تھے، جبکہ حضور اکرم ﷺ موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور اس کی ثانیان کی پھر مسیح دجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے بھی انبیاء اللہ نے بھیجے ہیں، سب نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیاء نے بھی اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگوڑ کا دانہ!

عَنْبَةَ طَالِيَةَ)). [راجع: ۳۰۵۷]

۴۴۰۳- ((الَا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَعُورَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا الْاَهْلُ بَلَّغَتْ؟)) قَالُوا : نَعَمْ. قَالَ : ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، وَبَلَّغْتُمْ أَوْ وَبَحَّكُمُ انْظُرُوا، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۷۴۲]

(۴۴۰۳) خوب سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کئے ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شر اور اس مینے میں ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے پہنچادیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ آپ نے پہنچادیا۔ فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہو، تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا۔ افسوس! (آپ نے ویلکم فرمایا ویحکم، راوی کو شک ہے) دیکھو، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے (مسلمان) کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

تشیخ اس طور پر کہ کافروں کو چھوڑ کر آپس ہی میں لڑنے لگو۔ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کا بلاوجہ شرعی خون کرنا کفر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے لیکن دوسرے علماء نے تاویل کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کافروں کا سا فعل نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دواع کے بارے شک میں رہے کہ آنحضرت ﷺ کا دواع مراد ہے یا مکہ کا دواع مراد ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ خود آپ کا دواع مراد تھا۔ آپ پھر چند دنوں بعد ہی انتقال فرما گئے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ خطبہ بھی حجتہ الوداع کا خطبہ ہے۔

۴۴۰۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ : حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا بَسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَمَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحِجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَبِمَكَّةَ أُخْرَى.

(۴۴۰۴) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انیس غزوے کئے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔ اس حج کے بعد پھر آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔ یہ حج، حجتہ الوداع تھا۔ ابواسحاق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ نے (ہجرت سے پہلے) مکہ میں کیا تھا۔

[راجع: ۳۹۴۹]

یہ ابواسحاق کا خیال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے مکہ میں رہتے وقت بہت حج کئے تھے۔ آپ ہر سال حج کرتے تھے۔ (وحیدی)

۴۴۰۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَذْرُكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بجلي رضى الله عنه نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، لوگوں کو خاموش کر دو، پھر فرمایا، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

۴۴۰۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَذْرُكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بجلي رضى الله عنه نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، لوگوں کو خاموش کر دو، پھر فرمایا، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

بَعْضٍ)). [راجع: ۱۲۱]

مطلب یہ ہے کہ میرے بعد پھر عہد جاہلیت جیسے کام نہ کرنے لگ جانا، آپس کا جھگڑا فساد قتل غارت یہ بھی عہد کفر کے کام ہیں۔ اب مسلمان ہونے کے بعد پھر جاہلیت کی تاریخ نہ دہرانے لگ جانا، مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عہد نبوت کے بعد مسلمانوں میں خانہ جنگیوں کا ایک خطرناک سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک بھی جاری ہے۔ اہل اسلام نے ہدایت نبوی کو فراموش کر دیا۔ انا للہ۔

(۴۴۰۶) مجھ سے محمد بن قسطلانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی

نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن

سیرین نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، زمانہ اپنی اصل حالت پر

گھوم کر آیا ہے۔ اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا

کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ چار ان میں سے حرمت

والے مہینے ہیں۔ تین لگاتار ہیں، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا)

رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔ (پھر آپ

نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے

رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا

شاید آپ مشہور نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ

نے فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ پھر

دریافت فرمایا، یہ شہر کون سا ہے؟ ہم بولے اللہ اور اس کے رسول

ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا

کوئی اور نام آپ رکھیں گے، جو مشہور نام کے علاوہ ہو گا۔ لیکن آپ

نے فرمایا، کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے)

پھر آپ نے دریافت فرمایا اور یہ دن کون سا ہے؟ ہم بولے کہ اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کو زیادہ بہتر علم ہے، پھر آپ خاموش ہو گئے اور

ہم نے سمجھا شاید اس کا آپ اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام

رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں

ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پس تمہارا

خون اور تمہارا مال۔ محمد نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ

نے یہ بھی کہا، اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ

دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے

۴۴۰۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ

مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

((الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ

شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ.

ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمَحْرَمُ.

وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ.

أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بغيرِ اسْمِهِ

قَالَ : ((أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا : بَلَى.

قَالَ : ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بغيرِ

اسْمِهِ قَالَ : ((أَلَيْسَ الْبَلَدُ؟)) قُلْنَا : بَلَى

قَالَ : ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ

سَيَسْمِيهِ بغيرِ اسْمِهِ قَالَ : ((أَلَيْسَ يَوْمُ

النَّحْرِ؟)) قُلْنَا بَلَى، قَالَ : ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ

وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ وَآخِسِيهِ قَالَ :

((وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حُرَامٌ كَحُرْمَةِ

يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ

هَذَا، وَتَسْتَلْفُونَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ

أَعْمَالِكُمْ إِلَّا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا

رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں، پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ ہاں اور جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس (حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا، تو کیا میں نے پہنچادیا۔ آپؐ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

تشیخ ہوا یہ تھا کہ مشرک کبخت حرام مہینوں کو اپنے مطلب سے پیچھے ڈال دیتے۔ محرم میں لڑنا حرام تھا مگر ان کو اگر اس ماہ میں لڑنا ہوتا تو محرم کو صفر بنا دیتے اور صفر کو محرم قرار دے دیتے۔ اسی طرح مدقوں سے وہ اپنے اغراض کے تحت مہینوں کو الٹ پھر کرتے چلے آ رہے تھے۔ اتفاق سے جس سال آپؐ نے حجتہ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا ٹھیک مہینہ پڑا جو واقعی حساب سے ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت آپؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ مطلب آپؐ کا یہ تھا کہ اب آئندہ غلط حساب نہ ہونا چاہیے اور مہینوں کا شمار بالکل ٹھیک گنتی کے موافق ہونا چاہیے۔ ماہ رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ قبیلہ مضر والے اور عربوں سے زیادہ ماہ رجب کی تعظیم کرتے، اس میں لڑائی بھڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ ہوتے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بت سے اصولی احکام کا ابلاغ فرمایا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑنے بھگڑنے سے خاص طور پر منع فرمایا، مگر صد افسوس! کہ امت میں اختلاف پھر اشتقاق و افتراق کا جو منظر دیکھا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول ﷺ کی آخری وصیت پر کہاں تک عمل درآمد کیا ہے۔ صد افسوس!۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

روایت میں حجتہ الوداع کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعین میں بڑے زبردست عالم، فقیہ، محدث، متقی، باخدا بزرگ گزرے ہیں۔ اتنے نیک تھے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آجاتا تھا۔ موت کو بکثرت یاد فرماتے تھے۔ خواب کی تعبیر میں بھی امام فن تھے۔ ۷۷ سال کی عمر پر ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۴۰۷) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے یہاں نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کون سی آیت؟ انہوں نے کہا، ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ و اتممت علیکم نعمتی ﴿﴾ (آج میں نے تم پر اپنے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خوب

۴۴۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَنَسًا مِنَ الْيَهُودِ قَالُوا : لَوْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ : آيَةُ آيَةٍ؟ فَقَالُوا ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ﴿﴾ [المائدة : ۳] .

معلوم ہے کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے تھے۔ (یعنی حجۃ الوداع میں)

فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ،
أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ.

[راجع: ۴۵، ۶۷]

ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ اس دن تو دوہری عید تھی۔ ایک توجہ کا دن تھا جو اسلام کی ہفتہ واری عید ہے۔ دوسرے یوم عرفات تھا جو عید سے بھی بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ حجۃ الوداع کا ذکر ہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

۴۴۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ غُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِحَجَّةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهْلٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَجْلُوا حَتَّى يَوْمَ النَّحْرِ.

(۴۴۰۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کے لیے) نکلے تو کچھ لوگ ہم میں سے عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے، کچھ حج کا اور کچھ عمرہ اور حج دونوں کا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی حج کا احرام باندھا تھا۔ جو لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے یا جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، وہ قربانی کے دن حلال ہوئے تھے۔

سفر حج میں میقات پر پہنچنے کے بعد حاجی کو اختیار ہے کہ وہ تین قسم کی نیت میں سے چاہے جس نیت کے ساتھ احرام باندھے۔ (۱) حج تمتع (۲) حج قرآن (۳) حج افراد۔ حج تمتع کی نیت سے احرام باندھنا بہتر ہے۔ جس میں حاجی مکہ شریف پہنچ کر فوراً ہی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے اور پھر اٹھویں ذی الحجہ کو ازسرنو حج کا احرام باندھ کر منیٰ کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس احرام میں حاجی کے لیے ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ حج قرآن جس میں عمرہ پھر حج ایک ہی احرام سے کیا جاتا ہے اور خالی حج ہی کی نیت کرنا حج افراد کہلاتا ہے۔

۰۰۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ: مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۹۴]

ہم سے عبد اللہ بن یوسف ثیمسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، پھر یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع (کے لیے ہم نکلے) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ہم سے امام مالک نے بیان کیا، اسی طرح جو پہلے مذکور ہوا۔

(۴۴۰۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ بیماری نے مجھے موت کے منہ میں لا ڈالا تھا۔ میں نے عرض کیا،

۴۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ، أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ

یا رسول اللہ! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے، میرا مرض اس حد کو پہنچ گیا ہے اور میرے پاس مال ہے، جس کی وارث خالی میری ایک لڑکی ہے، تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا، آدھا کر دوں۔ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے فرمایا کیا پھر تہائی کر دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود رہی تو تمہیں اس پر ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (بیماری کی وجہ سے) کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ (مدینہ) نہیں جا سکوں گا؟ فرمایا اگر تم نہیں جا سکتے تب بھی اگر تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے کوئی عمل کرو گے تو تمہارا درجہ اللہ کے یہاں اور بلند ہو گا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور تم سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں (اسلام کے دشمنوں) کو نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو کامل فرما اور انہیں پیچھے نہ ہٹا لیکن نقصان میں تو سعد بن خولہ رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے ظاہر فرمایا۔

اللہ بَلَغَ بِهِ مِنَ الْوُجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِيئِي إِلَّا أَنَّهُ لِي وَاحِدَةٌ فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ فَالْثُلُثُ قَالَ: ((الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ غَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَلَسْتُ تَنْفِقَ نَفَقَةً تَنْبَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرْتَ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةَ تَجْعَلَهَا فِي فَمِ امْرَأَتِكَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفَ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَنْبَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزْدَدْتُ بِهِ دَرَجَةً وَرَفَعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَضُرُّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ امْنِمْ لِأَصْحَابِي هَوَاجَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَغْفَابِهِمْ)) لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَأَى لَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُوَفِّيَ بِمَكَّةَ.

حجۃ الوداع کے ذکر کی وجہ سے حدیث کو یہاں لایا گیا۔

(۴۴۱۰) مجھ سے ابراہیم بن منذر خزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو ضرہ انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

۴۴۱۰ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. [راجع: ۱۷۲۶]

(۴۴۱۱) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم

۴۴۱۱ - حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ

ﷺ اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب نے حجتہ الوداع کے موقع پر سرمنڈوایا تھا اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف ترشوا لیا تھا۔

(۴۴۱۲) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور انیس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ حجتہ الوداع کا موقع تھا۔ ان کا گدھا صف کے کچھ حصے سے گزرا، پھر وہ اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے۔

(۴۴۱۳) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد عروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے حجتہ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی (سفر میں) رفتار کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیچ کی چال چلتے تھے اور جب کشادہ جگہ ملتی تو اس سے تیز چلتے تھے۔

(۴۴۱۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے عبد اللہ بن یزید خطمی نے اور انیس ابوالیوب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجتہ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھی تھیں۔

جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی طرح سے حجتہ الوداع کا ذکر آیا ہے۔ اس لیے حضرت امام رحمہ اللہ نے ان احادیث کو یہاں نقل فرمایا جو ان کے کمال اجتہاد کی دلیل ہے۔ ویسے ہر ہر حدیث سے بہت سے مسائل کا اثبات ہوتا ہے۔ اسی لیے ان میں اکثر احادیث کئی بابوں کے تحت مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ بغور مطالعہ کرنے والے حضرات پر خود روشن ہو سکے گا۔

ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَاسَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَرَ بَعْضُهُمْ. [راجع: ۱۷۲۶]

۴۴۱۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

[راجع: ۱۷۲۶]

۴۴۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سُنَلُ أَسَامَةَ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيِّرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ: الْعَنَقُ فَإِذَا وَجَدَ فُجُوةً نَصَّ.

[راجع: ۱۶۶۶]

۴۴۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطَمِيِّ، أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمِيعًا. [راجع: ۱۶۷۴]

تشریح

۷۹- باب غزوة تبوك وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

باب غزوة تبوک کا بیان، اس کا دو سرانام غزوة عسرت یعنی (تنگی کا غزوہ) بھی ہے۔

تَفْصِيلُ عسرت کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سواری، راشن، کپڑے ہر چیز کی انتہائی تنگی تھی۔ یہ ماہ رجب ۹ھ کا واقعہ ہے۔ اس جنگ کا ذکر سورہ توبہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ سخت ترین گرمی کا موسم تھا۔ کھجوروں کی فصل بالکل تیار تھی۔ ان حالات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تیار ہونا بڑے ہی عزم و ایمان کا ثبوت پیش کرنا تھا۔ منافقین نے کھل کر انکار کر دیا اور بہت سے حیلے حوالے پیش کرنے لگے۔ آیات ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ﴾ (التوبہ: ۹۴) میں ان ہی منافقین کا ذکر ہے۔

(۴۴۱۵) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لیے سواری کے جانوروں کی درخواست کروں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت (یعنی غزوة تبوک) میں شریک ہونا چاہتے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے لیے سواری کے جانوروں کا انتظام کرا دیں۔ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں تم کو سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا۔ آپ ﷺ کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف بھی تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کی خبر دی، لیکن ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، وہ پکار رہے تھے، اے عبد اللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ کے لے جاؤ۔ آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے۔ ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد بن رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ

۴۴۱۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْأَلُهُ الْخُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابِي أُرْسِلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ)) وَوَأَفْقَتَهُ وَهُوَ غَضَبَانٌ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنَعَ النَّبِيَّ ﷺ وَمِنْ مَخَافَةٍ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أَلِثُ إِلَّا سُرُوعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي أَيُّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ: أَحِبُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: ((خُذْ هَذَيْنِ الْقَرْنَيْنِ وَهَذَيْنِ الْقَرْنَيْنِ لِسِتَةِ ابْعَرَةَ ابْتِاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَأُتْلِقَ بِهِنِ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ

تعالیٰ نے یا آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے میں نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے یہ عنایت فرمائے ہیں لیکن خدا کی قسم! کہ اب تمہیں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلنا پڑے گا، جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا انکار فرمانا سنا تھا، کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے آنحضور ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر آپؐ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کر لیں گے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے چند لوگوں کو لے کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جنہوں نے آنحضور ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تو دینے سے انکار کیا تھا لیکن پھر عنایت فرمایا۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

[راجع: ۳۱۳۳] روایت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا رسول کریم ﷺ سے سواریاں مانگنے کا ذکر ہے۔ اتفاق سے اس وقت سواریاں موجود نہ تھیں۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے انکار فرمادیا۔ تھوڑی دیر بعد سواریاں میا ہو گئیں اور رسول پاک ﷺ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو واپس بلوا کر پانچ چھ اونٹ ان کو دلوا دیے۔ اب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ ڈر ہوا کہ میرے ساتھی مجھ کو جھوٹا نہ سمجھ بیٹھیں کہ ابھی تو اس نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ سواری نہیں دے رہے ہیں اور ابھی سواریاں لے کر آگیا۔ اس لیے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ کہا کہ میرے ہمراہ چل کر میری بات کی تصدیق آنحضرت ﷺ سے کر لو تاکہ میری بات کا تم کو یقین ہو جائے۔ چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اصرار شدید پر چھ آدمی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کی۔ حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ مشہور مہاجر صحابی ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی اور یہ اہل سفینہ کے ساتھ مدینہ آئے تھے جبکہ رسول کریم ﷺ خیر میں تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور خلافت عثمانی میں ان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ جب ہی یہ مکہ آگئے تھے۔ ۵۲ھ میں مکہ ہی میں ان کا انتقال ہوا، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۴۴۱۶) ہم سے مسدد بن مسرید نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سمیر قفان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش

اللہ - أَوْ قَالَ - إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ فَأَرْكَبُوهُمْ)) فَأَنْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِمْ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَا أَدْعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِيَ بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالََةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَا تَطَّوُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالُوا لِي: إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدِّقٌ، وَلَنْفَعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَأَنْطَلَقَ أَبُو مُوسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوْا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ثُمَّ إِبْغَاءَهُمْ بَعْدَ فَحَدَّثُوهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثْتَهُمْ بِهِ أَبُو مُوسَى.

[۴۴۱۶] - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: ((أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ

نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اور ابوداؤد طیلیسی نے اس حدیث کو یوں بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے اور انہوں نے کہا میں نے مصعب سے سنا۔

هَارُونُ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيًّا
بَعْدِي)). وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

[راجع: ۳۷۰۶]

تشریح

غزوہ تبوک کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ روم کے نصاریٰ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں اور عرب کے بھی کئی قبائل نعم جذام وغیرہ کو وہ اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر آنحضرت ﷺ نے خود پیش قدمی کرنے کا فیصلہ فرمایا تاکہ نصاریٰ کو مسلمانوں کی تیاریوں کا علم ہو جائے اور وہ خود لڑائی کا خیال چھوڑ دیں اور جنگ نہ ہونے پائے۔ اس جنگ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو سواوٹ معہ سلمان کے مسلمانوں کے لیے پیش فرمائے تھے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے بھی عمل کریں ان کے لیے رضائے الہی واجب ہو چکی ہے۔ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے لیے ایسا ہی معاون قرار دیا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے معاون تھے۔ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ہارونؑ کو موسیٰؑ خلافت نہیں ملی۔ وہ حضرت موسیٰؑ سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے صرف طور پر جاتے وقت حضرت ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے جنگ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ بس اس مماثلت کا تعلق صرف اسی حد تک ہے۔ اس ارشاد نبوی کا مفہوم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں سمجھا تھا جو شیعہ حضرات نے سمجھا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا سمجھتے تو خود کیونکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ برحق سمجھتے۔ حدیث ہذا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد رسالت و نبوت کا سلسلہ قیامت تک کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اب جو بھی کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے، خواہ وہ کسی ہی اسلام دوستی کی بات کرے، وہ غدار ہے مکار ہے۔ تخت نبوت کا باغی ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے مدعی کا منہ توڑ مقابلہ کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنی پوری پوری جدوجہد کرے۔ اس دور آخر میں فرقہ قادیانیہ ایک ایسا ہی باطل پرست فرقہ ہے جو پنجاب کے قصبہ قادیان کے ایک شخص مسمیٰ مرزا غلام احمد کے لیے نبوت و رسالت کا مدعی ہے اور جس نے دجل و مکر پھیلانے میں ہو ہو دجال کی نقل ہے۔

(۴۴۱۷) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ میں نے عطاء سے سنا، انہوں نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ عسرت میں شریک تھا۔ بیان کیا کہ یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنے تمام عملوں میں اسی پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔ عطاء نے بیان کیا، ان سے صفوان نے بیان کیا کہ یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ وہ ایک شخص سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا۔ عطاء نے بیان کیا کہ مجھے

۴۴۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ يُخْبِرُ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ: كَانَ يَعْلَى يَقُولُ: تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِي عِنْدِي قَالَ عَطَاءُ: فَقَالَ صَفْوَانُ: قَالَ يَعْلَى: فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَصَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَاءُ: فَلَقَدْ

صفوان نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے کس نے اپنے مقابل کا ہاتھ کاٹا تھا، یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ بہر حال جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے جو کھینچا تو کاٹنے والے کے آگے کا ایک دانت بھی ساتھ چلا آیا۔ وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دانت کے ٹوٹنے پر کوئی قصاص نہیں دلوا یا۔ عطاء نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر کیا وہ تیرے منہ میں اپنا ہاتھ رہنے دیتا تاکہ تو اسے اونٹ کی طرح چبا جاتا۔

أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَبِيهِمَا عَصُ الْآخَرِ، فَنَسِيْتُهٖ قَالَ : فَأَنْتَزَعُ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاصِ فَأَنْتَزَعُ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءُ: وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَفِيدْغُ يَدَهُ فِي فَيْكِ تَقْضُمُهَا كَأَنَّهُا فِي فِي فَحُلْ يَقْضُمُهَا)). [راجع: ١٨٤٧]

یہ واقعہ بھی جنگ تبوک میں پیش آیا تھا۔ اسی لیے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا گیا۔

باب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اللہ عزوجل کا ارشاد ﴿وَعَلَى الَّذِينَ خَلَفُوا﴾

۸۰- باب حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ [التوبة: ١١٨].

یعنی اللہ نے ان تین شخصوں کا بھی قصور معاف کر دیا جو اس جنگ میں نہ جاسکے تھے۔ یہ تین شخص کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم تھے۔ حدیث ذیل میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے، جسے پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ میں آج اس واقعہ پر چودہ سو برس گزرنے کے باوجود حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عالم روحانیت میں مبارکباد پیش کروں۔ کیونکہ جس پامردی اور سچائی کا آپ نے اس نازک موقع پر ثبوت دیا، اس کی مثالیں ملنی مشکل ہیں۔ (والسلام، خادم، محمد داؤد راز ۳/ ربيع الثاني ۱۳۳۹ھ)

(۴۴۱۸) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے، ان سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے، (جب کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں وہ ہی کعب رضی اللہ عنہ کو راستے میں پکڑ کر چلا کرتے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، ان کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کسی قسم

٤٤١٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ، قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَنْتَخَلَفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةٍ

کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا کیونکہ آپ اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے ٹکرا ہو گئی اور میں لیلہ عقبہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوہ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے دو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے اس غزوہ کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح سے تیاری کر لیں۔ چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔ کعب بن لہب نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوے میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ سو اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ حضور اکرم ﷺ جب اس غزوہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی۔ لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے نالتا رہا۔ مجھے

بَدْرُ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاقَفْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أَحْبَبُّ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدٌ بَدْرُ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرُ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَبَرِي أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللَّهُ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَا حِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً غَزْوَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَثِيرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيدُ الدِّيَّانَ قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللَّهِ، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ التَّمَارُ وَالظَّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُو لَكِنِّي أَتَجَهَّزُ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَفْضِ شَيْئًا فَأَقُولُ

اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کر لوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور آنحضرت ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھالیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لیے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لیے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوہ میں شرکت میرے لیے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پا لوں گا۔ کاش! میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا پھر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ (وہ حسن و جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا) اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے تم نے بری بات کہی۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لارہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضرت ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔ اپنے گھر کے ہر عطلند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آچکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا

فِي نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادِي بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِي شَيْئًا فَقُلْتُ: أَتَجْهَرُ بَعْدَهُ يَوْمَ أَوْ يَوْمَيْنِ؟ ثُمَّ الْحَقَقَهُمْ فَعَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَضَّلُوا لِأَتَجْهَرُ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَجِلَ فَأَذْرِكُهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ فَلَمْ يَقْدَرْ لِي ذَلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَطَفْتُ فِيهِمْ أَخْزِنَنِي أَنِّي لَا أَرَى رَجُلًا مَغْمُوصًا فِيهِ النِّفَاقُ - أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ - وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتُبُوكَ: ((مَا فَعَلَ كَعْبُ)).

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَبْسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِيهِ، فَقَالَ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِنِسْمَا قُلْتُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، فَطَفِئْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَاسْتَعْنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ

کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمایا، ان سے عذر لیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔ آپ نے فرمایا 'اُو' میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا، میرے پاس سواری موجود تھی، خدا کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہوگی لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں، خدا کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا کی قسم اس وقت سے پہلے کبھی میں اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی، اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ

أَطْلَ قَادِمًا زَا حَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ فَاجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكَعَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخْلِفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَخْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضَعَّةٍ وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِلَالَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَاتِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ، فَجَنَّتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ الْمُغْضَبُ ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَى)) فَجَنَّتْ أُمِّشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي: ((مَا خَلَفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى، إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأْخُجُ مِنْ سَخَطِهِ بَعْدَ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لِيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَسْخَطَكَ عَلَيَّ وَلَكِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عَذْرِ. وَاللَّهُ مَا كُنْتُ قَطُّ أَفْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ)) فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ

سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم، ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی، آنحضرت ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے آنحضرت ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر آنحضرت ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی ہے اور انہیں جواب بھی وہی ملا ہے جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما۔ ان دو ایسے صحابہ کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا طرز عمل میرے لیے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان میں سے صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے تو اپنے گھروں سے نکلتا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومنا کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں، پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا

ذُنْبًا قَبْلَ هَذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتُ أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا اعْتَدَرُ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُونَ قَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَلِكَ اسْتَغْفَارُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَكَ، فَوَ اللَّهِ مَا زَالُوا يُؤْتُونِي حَتَّى أَرُدُّهُ أَنْ أَرْجِعَ فَأَكْذِبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِيَ أَحَدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا: مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ، فَقُلْتُ مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ رَبِيعِ الْعُمَرِيُّ، وَهَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيهِمَا أَسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ وَتَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرْتُ فِي نَفْسِي الْأَرْضِ فَمَا هِيَ إِلَّيْهِ أَغْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَنْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَكٌ شَفِئْتِهِ بَرْدُ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ فَأَسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا انْتَفَتُ نَحْوَهُ أَغْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا

رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضرت ﷺ میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انہیں سلام کیا، لیکن خدا کی قسم! انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا، ابو قتادہ! تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کی قسم دے کر، لیکن اب بھی وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (بیچے، باہر اتر آیا) انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا، پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا۔

”اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے۔“

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آگیا۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول کریم ﷺ کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا ہو، ان کے قریب نہ جاؤ

طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ حَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي، وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ أُنْشِدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أَحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ؟ فَسَكَتَ فَعَدْتُ لَهُ فَتَشَدَّدْتُ فَسَكَتَ، فَعَدْتُ لَهُ فَتَشَدَّدْتُ فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أُمَشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبِطِي مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَذُلُّ عَلَيَّ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانٍ فَإِذَا فِيهِ: أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بِدَارَ هَوَانٍ وَلَا مَضْبِغَةٍ، فَالْحَقُّ بِنَا نُوَاسِكَ. فَقُلْتُ: لَمَّا قَرَأْتُهَا؟ وَهَذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّوَرَّ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ أَمْرَاتِكَ فَقُلْتُ: أَطْلُقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرُبْهَا، وَأَرْسَلَ إِلَيَّ صَاحِبِي مِثْلَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِأَمْرَأَتِي: الْحَقِّي بِأَهْلِكَ فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ، قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتْ أَمْرَأَةٌ هَلَالٌ

میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چل جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ کعب بنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کی۔ خدا کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ بنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت آنحضرت ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں اس کے لیے آنحضرت ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو آنحضرت ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے آنحضرت ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا، اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراخی ہو جائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔

بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَنُكَ)) قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ، وَاللَّهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي أَمْرِكَ كَمَا أُذِنَ لَامْرَأَةِ هَلَالَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا اسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيَنِي مَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتَّى كَمَلْتُ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ قَدْ ضَاعَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاعَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَجَبْتُ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى جَبَلٍ سَلَعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ، يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَتَيْتُ قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنَّ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ وَأَذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا وَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبِي مُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفَى عَلَيَّ الْجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ.

لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آرہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جن صحابی نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی، جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں، میں نے انہیں دے دیئے۔ خدا کی قسم کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ خدا کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا، میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا، (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دک اٹھا تھا) اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہو جاتا تھا، ایسا جیسے چاند کا کلڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا لیکن

فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللَّهِ مَا أَثْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعْرَضْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهْنُونِي بِالتَّوْبَةِ، يَقُولُونَ: لِبَيْتِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُقَيْدٍ اللَّهُ يَهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي وَاللَّهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَا لَطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: ((أَبَشِّرْ بِخَيْرٍ يَوْمَ مَرَّ عَلَيْكَ مِنْذُ وَلَدْتِكَ أُمُّكَ)) قَالَ: قُلْتُ أَمِنَ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ)) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ، وَإِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ فَإِنِّي أَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْرٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا نَجَانِي بِالصَّدَقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ، فَوَاللَّهِ

کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا کی قسم! جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو، جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی۔ ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی“ اس کے ارشاد ”وكونوا مع الصادقين“ تک۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد، میری نظر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔ فرمایا ہے ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ ارشاد ﴿فان الله لا يرضى عن القوم الفاسقين﴾ تک۔ کعب بن لہجہ نے بیان کیا۔ چنانچہ ہم تین، ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾ سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا

مَا اَعْلَمَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَبْلَاةَ اللَّهِ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ اِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَاِنِّي لَا رَجُو اَنْ يَحْفَظَنِي اللَّهُ فَيَمَّا بَقِيْتُ وَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالٰى عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ [التوبة : ١١٧] اِلَى قَوْلِهِ : ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [التوبة : ١١٩] فَوَ اللَّهُ مَا اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ اَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذِبُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرًّا مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ - اِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبة : ٩٥-٩٦] قَالَ كَعْبٌ : وَكُنَّا تَحْلِفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أَوْلَيْكَ الَّذِينَ قَبَلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللَّهُ فِيهِ فَبَدَّلَكَ قَالَ اللَّهُ : ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ [التوبة : ١١٨] وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِمَّا خَلَفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ

اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ نہیں مراد ہے کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔

وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. [راجع: ۲۷۵۷]

اس طویل حدیث میں اگرچہ مذکورہ تین بزرگوں کا جنگِ تبوک سے پیچھے رہ جانے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا تفصیلی ذکر ہے مگر اس سے حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے اہل علم و فہم الباری کا مطالعہ فرمائیں۔ اس واقعہ کے ذیل علامہ حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ ارشاد گرامی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یاسبحان اللہ ما اکل هؤلاء الثلاثة مالا حراما ولا سفكوا دما حراما ولا افسدوا فی الارض اصباہم ماسمعتهم وضاعت علیہم الارض بما رحبت فكيف بمن يواقع الواحش والكبانو (فتح الباری) یعنی سبحان اللہ ان تینوں بزرگوں نے نہ کوئی حرام مال کھایا تھا نہ کوئی خون بہایا تھا اور نہ زمین میں فساد برپا کیا تھا، پھر بھی ان کو یہ سزا دی گئی جس کا ذکر تم نے سنا ہے۔ ان کے لیے زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی پس ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو بے حیائی اور ہر بڑے گناہوں میں ملوث ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر خدا اور رسول ﷺ کا کس قدر عتاب ہونا چاہیے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ گناہوں کا ارتکاب کس قدر خطرناک ہے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری خزرجی ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ ۵۰ھ میں ۷ سال کی عمر طویل پا کر انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاه)

باب حجر بستی سے آنحضرت ﷺ کا گزرنا

۸۱- باب نزول الحجر

(۴۴۱۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مقام حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا، ان لوگوں کی بستیوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے سرمبارک پر چادر ڈال لی اور بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے، یہاں تک کہ اس وادی سے نکل آئے۔

۴۴۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجَرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ)) ثُمَّ قَنَعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَارَ الْوَادِي. [راجع: ۴۳۳]

روایت میں مذکورہ مقام ”حجر“ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی بستی کا نام ہے۔ یہ وہی قوم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب زلزلہ شدید دھماکوں اور بجلی کی کڑک کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو یہ مقام راستے میں پڑا تھا۔ حجر، شام اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے۔

تَبَايَعُوا

(۴۴۲۰) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر کے

۴۴۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ

متعلق فرمایا، اس معذب قوم کی بستی سے جب تمہیں گزرنا ہی ہے تو تم روتے ہوئے گزرو، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔

[راجع: ۴۳۳]

باب

(۴۴۲۱) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے نافع بن جبیر نے، ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، پھر (جب آپ فارغ ہو کر واپس آئے تو) آپ کے وضو کے لیے میں پانی لے کر حاضر ہوا، جہاں تک مجھے یقین ہے انہوں نے یہی بیان کیا کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک دھویا اور جب کمنیوں تک دھونے کا ارادہ کیا تو جبہ کی آستین تنگ نکلی۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ جبے کے نیچے سے نکال لیے اور انہیں دھویا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

(۴۴۲۲) ہم سے خالد بن مغلہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل بن سعد نے اور ان سے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو (مدینہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ یہ ”طابہ“ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

(۴۴۲۳) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا، مدینہ میں بہت سے ایسے

اللہ ﷻ لأَصْحَابِ الْحِجْرِ : ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذِّبِينَ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ)).

۸۲- باب

۴۴۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ اسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَغْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ، وَذَهَبَ يُغَسِّلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَعَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. [راجع: ۱۸۲]

۴۴۲۲- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((هَذِهِ طَابَةٌ، وَهَذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

[راجع: ۱۴۸۱]

۴۴۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنْ

لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے قطع کیا وہ (اپنے دل سے) تمہارے ساتھ ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ ان کا قیام اس وقت بھی مدینہ میں ہی رہا ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ تھے) وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے تھے۔

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی طرح سے سرفربہاد کا ذکر آیا ہے۔ باب اور احادیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب کسریٰ (شاہ ایران) اور قیصر (شاہ روم) کو رسول اللہ

ﷺ کا خطوط لکھنا

۸۳- باب کتاب النبی ﷺ

إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

امام بخاری کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شاہان عالم کو جو خطوط آنحضرت ﷺ نے لکھوائے، یہ سب غزوہ تبوک ہی کے

سال کے واقعات ہیں۔

(۴۲۲۴) ہم سے اسحاق بن رباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (شاہ فارس) کسریٰ کے پاس اپنا خط عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے گورنر کو دے دیں (جو کسریٰ کا عامل تھا) کسریٰ نے جب آپ کا خط مبارک پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ شُهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَكْتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَذَافَةَ السَّهْمِيِّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ بِنَاحِيَةِ عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مَمْرُقٍ. [راجع: ۶۴]

کسریٰ نے صرف یہی گستاخی نہیں کی بلکہ اپنے گورنر باذان کو لکھا کہ وہ مدینہ جا کر اس نبی سے ملیں اگر وہ دعویٰ نبوت سے توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اس کا سر اتار کر میرے پاس حاضر کریں۔ چنانچہ باذان مدینہ آیا اور اس نے کسریٰ کا یہ فرمان سنایا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج رات کو میرے رب تعالیٰ نے اسے اس کے بیٹے شیریہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا ہے اور اب تمہاری حکومت پارہ پارہ ہونے والی ہے۔ یہ واقعہ ۷ھ میں بمابہ جمادی الاول ہوا۔ چھ ماہ تک شیریہ فارس کا بادشاہ رہا۔ ایک دن خزانے میں اس کو ایک دوا کی شیشی ملی جس پر قوت باہ کی دوا لکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے کھایا اور ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کسریٰ کی پوتی پوران نامی قومی حاکم ہوئی جو شیریہ کی بیٹی تھی جس کے لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس پر عورت حاکم ہو۔

(۴۴۲۵) ہم سے عثمان بن ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف اعرابی نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے ابوبکر بنیہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقع پر وہ جملہ میرے کام آگیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحاب جمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے لشکر کے ساتھ شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے لڑوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارث تخت و تاج بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔ (تشریح پیچھے ہو چکی ہے)

(۴۴۲۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ سفیان نے ایک مرتبہ (مع العلمان کے بجائے) مع الصبیان بیان کیا۔

(۴۴۲۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے یاد ہے، جب میں بچوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔

حدیث بالا میں ثنیۃ الوداع تک استقبال کے لیے جاننا مذکور ہے۔ یہ غزوہ تبوک ہی کی واپسی پر ہوا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کی بیماری

اور آپ کی وفات کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”آپ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے“ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے حضور میں جھکڑا کرو گے۔“ (۴۴۲۸) اور یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ

۴۴۲۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كَذَبَتْ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأَقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَكَوا عَلَيْهِمْ بِنْتُ كِسْرَى، قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)). [طرفہ فی : ۷۰۹۹].

۴۴۲۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ يَقُولُ: أَذْكَرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الْعِلْمَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ سُفْيَانُ: مَرَّةً مَعَ الصَّبِيَّانِ. [راجع: ۳۰۸۳]

۴۴۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيَّ، عَنِ السَّائِبِ أَذْكَرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الصَّبِيَّانِ نَتَلَقَى النَّبِيَّ ﷺ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمُهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ. [راجع: ۳۰۸۳]

۸۴ - بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ

وَوَفَاتِهِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ

مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾

۴۴۲۸ - وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيَّ، قَالَ

نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ خیر میں (زہر آلود) لقمہ جو میں نے اپنے منہ میں رکھ لیا تھا، اس کی تکلیف آج بھی میں محسوس کرتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری شہ رگ اس زہر کی تکلیف سے کٹ جائے گی۔

(۴۴۲۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز میں والمرسلات عرفا کی قرات کر رہے تھے، اس کے بعد پھر آپ نے ہمیں کبھی نماز نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔

(۴۴۳۰) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو (مجالس میں) اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ اس پر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ اس جیسے تو ہمارے بچے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ طرز عمل جس وجہ سے اختیار کیا، وہ آپ کو معلوم بھی ہے؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت (یعنی) ﴿اِذَا جَاءَ نصر الله والفتح﴾ کے متعلق پوچھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے (آیت میں) اسی کی اطلاع دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تم نے بتایا وہی میں بھی اس آیت کے متعلق جانتا ہوں۔

(۴۴۳۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان احوں نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا،

غُرُوءُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ((يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْرٍ فَهَذَا أَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ انْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السَّمَ)).

۴۴۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ.

[راجع: ۷۶۳]

۴۴۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءَ مِثْلَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ. فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿اِذَا جَاءَ نصرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[راجع: ۳۶۲۷]

۴۴۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلِيمَانَ الْأَخْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ

معلوم بھی ہے جمعرات کے دن کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں تیزی پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے وصیت نامہ لکھ دوں کہ تم اس پر چلو گے تو اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے لیکن یہ سن کر وہاں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کیا آپؐ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام فرما رہے ہیں؟ (جو آپؐ کی شان اقدس سے بعید ہے) پھر آپؐ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس آپؐ سے صحابہ پوچھنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ (یہاں شور و غل نہ کرو) میں جس کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے صحابہ کو تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلیجی (جو قبائل کے تمہارے پاس آئیں) ان کی اس طرح خاطر کیا کرنا جس طرح میں کرتا آیا ہوں اور تیسری بات ابن عباس نے یا سعید نے بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر نے یا سلیمان نے کہا میں تیسری بات بھول گیا۔

کتنے ہیں تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنالینا۔ اسے مؤطا میں امام مالک نے روایت کیا ہے۔

(۴۴۳۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق بن ہمام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے ایک دستاویز لکھ دوں، اگر تم اس پر چلتے رہے تو پھر تم گمراہ نہ ہو سکو گے۔ اس پر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ آنحضرت ﷺ پر بیماری کی سختی ہو رہی ہے، تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ کی کتاب بس کافی ہے۔ پھر گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا، بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز لکھنے

الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، فَقَالَ : ((أَتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ فَقَالُوا : مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهَمُوهُ؟ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ : ((دَعُونِي فَإِلَٰذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ)) وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ : ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَلَدَ بَنَحْوِ مَا كُنْتُ أَجِيزُهُمْ)) وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ فَانْسَيْتُهَا.

[راجع: ۱۱۴]

۴۴۳۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَضِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حُسْبُنَا كِتَابَ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: قَرَّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ

کی دے دو کہ اس پر آپ ہدایت لکھو اویں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب شور و غل اور نزاع زیادہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے جاؤ۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے آنحضرت ﷺ کو وہ ہدایت نہیں لکھنے دی۔

مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَمَّا اكْتَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُومُوا)). قَالَ عُيَيْدُ اللَّهِ: فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغْطِهِمْ.

[راجع: ۱۱۴]

تشریح یہ رحلت سے چار دن پہلے کی بات ہے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے فرمایا، لاؤ تمہیں کچھ لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ ”بعض نے کہا کہ آپؐ پر شدت درد غالب ہے، قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔ اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا سامان کتابت لے آؤ کہ ایسا نوشتہ لکھا جائے، کوئی کچھ اور کہتا تھا یہ شور و شغف بڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اٹھ جاؤ۔ یہ بیخ شبہ کا واقعہ ہے۔ اسی روز آپؐ نے تین وصیتیں فرمائیں۔ یہود کو عرب سے نکال دیا جائے۔ وفود کی عزت ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسا میں کرتا رہا ہوں۔ قرآن مجید کو ہر کام میں معمول بنایا جائے۔ بعض روایات کے مطابق کتاب اللہ اور سنت پر تمسک کا حکم فرمایا۔ آج مغرب تک کی جملہ نمازیں حضور ﷺ نے خود پڑھائی تھیں مگر عشاء میں نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جس کے تحت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حیات نبویؐ میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آئین۔

(۴۴۳۳-۴۴۳۴) ہم سے سیرہ بن صفوان بن جمیل نخعی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپؐ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی، میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے مجھ سے جب سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپؐ کے گھر کے آدمیوں میں سب سے پہلے میں آپؐ سے جا ملوں گی تو میں ہنسی تھی۔

۴۴۳۳، ۴۴۳۴ - حَدَّثَنَا بُسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ غُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شِكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاها فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ، فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوْفِّي فِيهِ فَبَكَيتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتَّبِعُهُ فَضَحِكْتُ. [راجع: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴]

(۴۴۳۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، ان سے عروہ نے

۴۴۳۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ، عَنْ غُرْوَةَ

اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا جاتا ہے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا، آپ اپنے مرض الموت میں فرما رہے تھے، آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔ آپ آیت ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

یعنی آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔ واقدی نے کہا آنحضرت ﷺ نے دنیا میں آنے پر سب سے پہلے جو کلمہ زبان سے نکالا وہ تشیع | اللہ اکبر تھا اور آخری کلمہ جو وفات کے وقت فرمایا، وہ الرفیق الاعلیٰ تھا۔ (وحیدی)

(۴۴۳۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں بار بار فرماتے تھے۔ (اللہم) ”الرفیق الاعلیٰ“ اے اللہ! مجھے میرے رفقاء (انبیاء اور صدیقین) میں پہنچا دے (جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں)

(۴۴۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہ عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تندرستی کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھادی گئی، پھر اسے اختیار دیا گیا (راوی کو شک تھا کہ لفظ یحیا ہے یا یخیر، دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) پھر جب آنحضرت ﷺ بیمار پڑے اور وقت قریب آگیا تو سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی، جب کچھ ہوش ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا۔ اللہم فی الرفیق الاعلیٰ۔ میں سمجھ گئی کہ اب حضور اکرم ﷺ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے۔ مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ نے تندرستی کے زمانے میں فرمائی تھی۔

(۴۴۳۸) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ. [أطرافه في: ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٥٨٦، ٦٣٣٨، ٦٥٠٩].

٤٤٣٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا مَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلَ يَقُولُ : ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) . [راجع: ٤٤٣٥]

٤٤٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَاحِبٌ يَقُولُ ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُحْيَا أَوْ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا اشْتَكَى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِ عَائِشَةَ غَشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ : ((اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) فَقُلْتُ: إِذَا لَا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَاحِبٌ. [راجع: ٤٤٣٥]

٤٤٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانٌ عَنْ

مسلم نے بیان کیا، ان سے صخر بن جویریہ نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد (قاسم بن محمد) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (ان کے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ میرے سینے سے نیک لگائے ہوئے تھے۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لیے تھی۔ آپ اس مسواک کی طرف دیکھتے رہے۔ چنانچہ میں نے ان سے مسواک لے لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد حضور ﷺ کو دے دی۔ آپ نے وہ مسواک استعمال کی جتنے عہدہ طریقہ سے حضور ﷺ اس وقت مسواک کر رہے تھے، میں نے آپ کو اتنی اچھی طرح مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ مسواک سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ یا اپنی انگلی اٹھائی اور فرمایا۔ ”فی الرفیق الاعلیٰ“ تین مرتبہ، اور آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو سر مبارک میری ہنسی اور ٹھوڑی کے درمیان میں تھا۔

[راجع: ۸۹۰]

تشریح اس میں یہ اشارہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آنحضرت ﷺ دنیا اور آخرت دونوں میں ایک جگہ رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھانا تیار کر کے ایصالِ ثواب کے وقت آنحضرت ﷺ اور حضرت فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہم کے ثواب کی نیت کیا کرتا تھا۔ ایک شب خواب میں آنحضرت ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ عتب کی نظر سے مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا ارشاد ہوا یہ امر سب کو معلوم ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھایا کرتا ہوں۔ (لہذا تم کو بھی ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی شامل کرنا چاہیے) حضرت مجدد کہتے ہیں میں نے اس روز سے آپ کی ازواجِ مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ایصالِ ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا۔ کھانا کھلانے کے لیے مطلقاً ایسا ایصالِ ثواب جو کسی قید یا رسم کے بغیر ہو اور خالص خدا کی رضا کے لیے کسی غریب مسکین یتیم کو کھلایا جائے اور اس کا ثواب بزرگوں کو بخشا جائے اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۴۴۳۹) مجھ سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۃ قلقل اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے اور

صَخْرَ بْنَ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سِوَاكَ رَطْبٌ يَسْتَنْ بِهِ فَأَبْدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السَّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّعْتُهُ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْ بِهِ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَنَا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، فَمَا عَذَا أَنْ فَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِبْصَعَهُ ثُمَّ قَالَ : ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَضَى وَكَانَتْ تَقُولُ : مَا تَرَأُسُهُ بَيْنَ حَافَتَيْ وَذَاتَيْي.

۴۴۳۹- حَدَّثَنِي حَبَابُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ

اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے حضور اکرم ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

(۴۴۴۰) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، وفات سے کچھ پہلے آنحضرت ﷺ پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور اکرم ﷺ دعا کر رہے ہیں۔ ”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔“

(۴۴۴۱) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشرکی نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی حمید وزان نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر بھی کھلی رکھی جاتی لیکن آپ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ کی قبر کو بھی سجدہ نہ کیا جانے لگے۔

غالباً آپ کی اس مبارک دعا کی برکت تھی کہ قبر مبارک کو اب بالکل مسقف کر کے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ آج ساری دنیا میں صرف ایک ہی سچے آخری رسول ﷺ کی قبر محفوظ ہے اور وہ بھی اس حالت میں کہ وہاں کوئی کسی بھی قسم کی پوجا پاٹ نہیں۔ (ﷺ)

(۴۴۴۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ

فلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ طِفِئَتْ أَنْفُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحَ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ.

[أطرافه في: ٥٠١٦، ٥٧٣٥، ٥٧٥١].

٤٤٤٠ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرُهُ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّحْمَةِ)).

[طرفه في: ٥٦٤٧].

٤٤٤١ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ الْوَزَّانِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ لَا ذَلِكَ الْأُبْرَزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [راجع: ٤٣٥]

٤٤٤٢ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ اللَّهَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ

کے لیے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا اور آپ کے مرض نے شدت اختیار کر لی تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ نے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کے لیے اجازت مانگی۔ سب نے جب اجازت دے دی تو آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، آپ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں زمین سے گھٹ رہے تھے۔ جن دو صحابہ کا آپ سہارا لیے ہوئے تھے، ان میں ایک عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے اور ایک اور صاحب۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی خبر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تو انہوں نے بتلایا، معلوم ہے وہ دوسرے صاحب جن کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا، کون ہیں؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا مجھے تو نہیں معلوم ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ جب میرے گھر میں آگئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ سات مشکیزے پانی کے بھر کر لاؤ اور مجھ پر ڈال دو، ممکن ہے اس طرح میں لوگوں کو کچھ نصیحت کرنے کے قابل ہو جاؤں۔ چنانچہ ہم نے آپ کو آپ کی زوجہ مطہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک لگن میں بٹھلایا اور انہیں مشکیزوں سے آپ پر پانی دھارنے لگے۔ آخر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ بس ہو چکا، بیان کیا کہ پھر آپ لوگوں کے مجمع میں گئے اور نماز پڑھائی اور لوگوں کو خطاب کیا۔

(۴۴۴۴-۴۴۴۴) اور مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شدت مرض کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ اپنی چادر کھینچ کر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے تھے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپ اسی شدت کے عالم میں فرماتے تھے، یہود و نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ اس طرح آپ (اپنی امت کو) ان کا عمل اختیار کرنے سے بچتے رہنے کی تاکید فرما رہے تھے۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ، فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخَطَّى رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ غَبِيْدُ اللَّهِ: فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِي مِنَ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي لَمْ نَسْمَعْ عَائِشَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَحَدَّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ تُخَلَّلْ أَوْ كَيْتِهِنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)) فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْصَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقَرَبِ، حَتَّى طَفِقَ يَشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتَن. قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ. [راجع: ۱۹۸]

۴۴۴۴-۴۴۴۴- وَأَخْبَرَنِي غَبِيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرُحُ خَمِيصَةَ عَلَى وَجْهِهِ. فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ. فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ: يَقُولُ: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يَحْذَرُ مَا صَنَعُوا.

[رجع: ۴۳۵، ۴۳۶]

۴۴۴۵- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ، وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مَرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسَ بَعْدَهُ رَجُلًا، قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَلَا كُنْتُ أَرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ أَحَدٌ مَقَامَهُ إِلَّا تَشَاءَ النَّاسُ بِهِ، فَارَدْتُ أَنْ يَعْدَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۱۹۸]

۴۴۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّ لَبِينَ حَاقِقًا وَذَاقَنِي فَلَا أَكْرَهَ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

[رجع: ۱۸۹۰]

۴۴۴۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بَشَرُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَّ عَلَيْهِمْ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ، يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ

(۴۴۴۵) مجھے عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اس معاملہ (یعنی ایام مرض میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے) کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا، میں بار بار آپ سے صرف اس لیے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں) آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا، لوگ اس سے کبھی محبت نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا خیال تھا کہ لوگ اس سے بدفالی لیں گے، اس لیے میں چاہتی تھی کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں، اس کی روایت ابن عمر، ابوموسیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

(۴۴۴۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن الہاد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ میری ہنسی اور ہوڑی کے درمیان (سر رکھے ہوئے) تھے۔ حضور اکرم ﷺ (کی شدت سکرات) دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لیے بھی نزع کی شدت کو برا نہیں سمجھتی۔

(۴۴۴۷) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن کعب بن مالک انصاری نے خبر دی اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کی (غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) توبہ قبول ہوئی تھی۔ انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔ یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا، ابوالحسن! حضور اکرم ﷺ کا آج مزاج کیا ہے؟ صبح انہوں نے بتایا کہ

الحمد للہ اب آپ کو افاقہ ہے۔ پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تم، خدا کی قسم تین دن کے بعد زندگی گزارنے پر تم مجبور ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم، مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے صحت نہیں پاسکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ اب ہمیں آپ کے پاس چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا مستحق ہو گا تو وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ سے اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لیے اس سے محروم کر دیں گے۔ میں تو ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی تھی جو انہوں نے یہ خیال ظاہر فرمایا جس سے کئی فتنوں کا دروازہ بند ہو گیا، رضی اللہ عنہ۔

(۴۴۴۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ہنس پڑے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔ آپ نے سمجھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ

رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِنًا، فَاخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلَاثِ، عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وَجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا فَقَالَ عَلِيُّ: إِنَّا وَاللَّهِ لَكِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَنْعَهَا لَا يُعْطِيهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۴۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَهُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرُوا إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَكَصَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقْبِهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ: وَهُمْ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَشَارَ

إِنَّهُمْ بِبَيْدِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَيْمُوا صَلَاتَكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَزْخَى لِيَا-

السُّرَّ. [راجع: ۶۸۰]

تشریح یہ حیات مبارکہ کے آخری دن دو شنبہ کی فجر کی نماز تھی، تھوڑی دیر تک آپ اس نماز باجماعت کے پاک مظاہرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے، جس سے رخ انور پر بشارت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس وقت وجہ مبارک ورق قرآن معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ پر دنیا میں کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ اسی موقع پر آپ نے حاضرین کو بار بار تاکید فرمائی تھی الصلوۃ الصلوۃ وما مملکت ایمانکم یہی آپ کی آخری وصیت تھی جسے آپ نے کئی بار دہرایا، پھر نزاع کا عالم طاری ہو گیا۔ (ﷺ)

۴۴۴۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُنَيْدٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عُمَرَ وَذَكَوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوَفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرَيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَيْدِهِ السَّوَاكُ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السَّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخِذْهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ. فَتَسَاوَلْتُهُ فَاسْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ أَلَيْتُهُ لَكَ، فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيْتُهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكُوعَةٌ أَوْ غَلَبَةٌ يَشْكُ عُمَرُ فِيهَا مَاءً، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ))، ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) حَتَّى قَبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ.

[راجع: ۸۹۰]

شدت ہوتی ہے پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے ”فی الرفیق الاعلیٰ“

یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

(۴۴۵۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا کہ کما کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہو گا، کل میرا قیام کہاں ہو گا؟ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر تھے، پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کی اجازت دے دی اور آپ کی وفات انہیں کے گھر میں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے یہاں آپ کے قیام کی باری تھی۔ رحلت کے وقت سر مبارک میرے سینے پر تھا اور میرا تھوک آپ کے تھوک کے ساتھ ملا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں استعمال کے قابل مسواک تھی۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا کہ عبدالرحمن! یہ مسواک مجھے دے دو۔ انہوں نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اسے اچھی طرح چلبایا اور جھاڑ کر حضور ﷺ کو دی، پھر آپ نے وہ مسواک کی، اس وقت آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

(۴۴۵۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا کہ ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ جب آپ بیمار پڑے تو ہم آپ کی صحت کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس بیماری میں بھی میں آپ کے لیے دعا کرنے لگی لیکن آپ فرما رہے تھے اور آپ کا سر آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تازہ شنی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ

۴۴۵۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَقُولُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَإِذَا لَهَا إِزْوَاجُهَا يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَذُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللَّهُ، وَإِنْ رَأْسُهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسُخْرِي وَخَالَطَ رِيقَهُ رِيقِي. ثُمَّ قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنْ بِهٖ، فَظَنَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْطَانِيهِ، فَقَضَمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَنْ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي. [راجع: ۸۹۰]

۴۴۵۱ - حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوَفِّي النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سُخْرِي وَنَحْرِي، وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّدُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرَضَ، فَذَهَبَتْ أُعَوِّدُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ وَقَالَ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى. فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) وَرَمَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيدَةٌ رَطْبَةٌ فَظَنَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ

شہنی میں نے ان سے لے لی۔ پہلے میں نے اسے چپایا، پھر صاف کر کے آپ کو دے دی۔ حضور ﷺ نے اس سے مسواک کی، جس طرح پہلے آپ مسواک کیا کرتے تھے اس سے بھی اچھی طرح سے، پھر حضور ﷺ نے وہ مسواک مجھے عنایت فرمائی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا، یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) مسواک آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور ﷺ کے تھوک کو اس دن جمع کر دیا جو آپ کی دنیا کی زندگی کا سب سے آخری اور آخرت کی زندگی کا سب سے پہلا دن تھا۔

(۴۴۵۳-۴۴۵۴) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ، مسخ سے گھوڑے پر آئے اور آکر اترے، پھر مسجد کے اندر گئے۔ کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے اور حضور اکرم ﷺ کی طرف گئے، نعش مبارک ایک یمنی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی، وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے۔

(۴۴۵۳) زہری نے بیان کیا اور ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر! بیٹھ جاؤ، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اتنے میں لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا، اما بعد! تم میں جو بھی محمد ﷺ کی عبارت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً. فَأَخَذْتُهَا فَمَضَعْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ فَاسْتَنْ بَهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًا، ثُمَّ نَاولِيَهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ فَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ، فِي آخِرِ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ.

[راجع: ۸۹۰]

۴۴۵۳، ۴۴۵۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَكَلِّمْ النَّاسَ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتِيَمَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُعَشَى بِنَوْبِ حَبْرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَتِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا. [راجع: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲]

۴۴۵۴- قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ،

عبادت کرتا تھا تو (اس کا معبود) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ”محمدؐ صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں“ ارشاد ”الشاکرین“ تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔ (زہری نے بیان کیا کہ) پھر مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا، جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی ہے تو میں سکتے میں آگیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھاپائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔

وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَتَّبِعُ اللَّهَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى قَوْلِهِ - الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ۱۴۴] وَقَالَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَفَّاهَا النَّاسُ مِنْهُ كُلُّهُمْ، فَمَا أَسْمَعَ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا، فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَن سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا، فَعَقَرْتُ حَتَّى مَا تَقْلُنِي رَجُلَايَ وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ.

[راجع: ۱۲۴۲]

تشریح ایسے نازک وقت میں امت کو سنبھالنا یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کا مقام تھا۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ہی ان کو اپنا خلیفہ بنا کر امام نماز بنادیا تھا جو ان کی خلافت حقہ کی روشن دلیل ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ خدا آپ پر دو موت طاری نہیں کرے گا، ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا رد کیا جو یہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وفات ہو گئی ہو جائے گی۔ بعضوں نے کہا دو بار موت نہ ہونے سے یہ مطلب ہے کہ پھر قبر میں آپ کو موت نہ ہو گی بلکہ آپ زندہ رہیں گے۔ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی، میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ آئے۔ دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعلین کو دیکھ کر کہا ہائے آپ بیہوش ہو گئے ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت تک مرنے والے نہیں ہیں جب تک سارے منافقین کا قلع قمع نہ کر دیں۔ ایک روایت میں یوں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے تھے خبردار! جو کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ مر گئے ہیں، میں تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعی یہ یقین تھا کہ آنحضرت ﷺ مرے نہیں ہیں یا ان کا یہ فرمانا بڑی مصلحت اور سیاست پر مبنی ہو گا۔ انہوں نے یہ چاہا کہ پہلے خلافت کا انتظام ہو جائے بعد میں آپ کی وفات کو ظاہر کیا جائے، ایسا نہ ہو آپ کی وفات کا حال سن کر دین میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔

(۴۴۵۵-۴۴۵۶-۴۴۵۷) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان

۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ

کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

اللَّهُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ. [طرفہ فی: ۵۷۰۹].

[راجع: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲]

(۴۴۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا عبد اللہ بن ابی شیبہ کی حدیث کی طرح، لیکن انہوں نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارہ سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) جو ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لیے ہم نے اصرار کیا) تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے۔ صرف عباس رضی اللہ عنہ اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔ اس کی روایت ابن ابی الزناد نے بھی کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔

۴۴۵۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ: لَدُنَّاهُ فِي مَرَضِهِ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ ((لَا تَلْدُونِي)) فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمُ أَنْ تَلْدُونِي)) قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ: ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ)) وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[أطرافہ فی: ۵۷۱۲، ۶۸۶۶، ۶۸۹۷].

(۴۴۵۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ازہر بن سعد سمان نے خبر دی، کہا ہم کو عبد اللہ بن عون نے خبر دی، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی (خاص) وصیت کی تھی؟ تو انہوں نے بتلایا یہ کون کتا ہے، میں خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے طشت منگوا یا، پھر آپ ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت مجھے بھی کچھ معلوم

۴۴۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: ذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ: مَنْ قَالَهُ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِنِّي لَمُسَيِّدَتُهُ إِلَى صَدْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَأَنْخَنَتْ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ.

[راجع: ۲۷۴۱]

۴۴۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِهَا قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ۲۷۴۰]

۴۴۶۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغَلْتُهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً. [راجع: ۲۷۳۹]

۴۴۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: وَاکْرَبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا: ((لَيْسَ عَلَى أَبِيكَ كَرَبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ)). فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا ابْنَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفَرْدَوْسِ مَاوَاهُ يَا ابْنَاهُ إِلَى جَبْرِيلَ نَعَّاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَخْتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

نہیں ہوا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کب وصی بنادیا۔
(۴۴۶۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بتایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تھی۔

(۴۴۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن حکیم) نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ درہم چھوڑے تھے، نہ دینار، نہ کوئی غلام نہ باندی، سوا اپنے سفید خچر کے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کا ہتھیار اور کچھ وہ زمین جو آپ نے اپنی زندگی میں مجاہدوں اور مسافروں کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

(۴۴۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ شدت مرض کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی بے چینی بہت بڑھ گئی تھی۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا، آہ اباجان کو کتنی بے چینی ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، آج کے بعد تمہارے ابا جان کی یہ بے چینی نہیں رہے گی۔ پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، ہائے اباجان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے اباجان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ ہم حضرت جبریل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دفن کر دیئے گئے تو آپ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا ”انس! تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہو گئے تھے۔“

۸۵- باب آخرِ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ

۴۴۶۳- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ قَالَ يُونُسُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَاحِبٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يَقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخْذِي غُشِي عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)) فَقُلْتُ: إِذَا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَاحِبٌ، قَالَتْ: فَكَانَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)).

[راجع: ۴۴۳۵]

باب نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا (۴۴۶۳) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے کئی اہل علم کی موجودگی میں خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی روح قبض کرنے سے پہلے انہیں جنت میں ان کی قیام گاہ دکھائی گئی، پھر اختیار دیا گیا، پھر جب آپ بیمار ہوئے اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو آپ نے اپنی نظر گھر کی چھت کی طرف اٹھالی اور فرمایا، اللہم الرفیق الاعلیٰ (اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں انبیاء اور صدیقین سے ملا دے) میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں پسند نہیں کر سکتے اور مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا کہ ”اللہم الرفیق الاعلیٰ“

تشریح نزع کی حالت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کو سہارا دیئے ہوئے پس پشت بیٹھی ہوئی تھیں۔ پانی کا پیالہ حضور ﷺ کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہوتا کبھی زرد پڑ جاتا، زبان مبارک سے فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات اتنے میں عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تازہ مسواک لئے ہوئے آگئے۔ آپ نے مسواک پر نظر ڈالی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کر کے پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے مسواک کی پھر ہاتھ کو بلند فرمایا اور زبان اقدس سے فرمایا اللہم الرفیق الاعلیٰ اس وقت ہاتھ لٹک گیا اور پتلی اوپر کو اٹھ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان

(۴۴۶۴-۴۴۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیام بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے (بعثت کے بعد) مکہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جس میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی دس سال تک آپ

۸۶- باب وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۴۶۴. ۴۴۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا.

[طرفہ بی: ۴۹۷۸]

کا قیام رہا۔

(۴۴۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے بھی اسی طرح خبر دی تھی۔

۴۴۶۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِينَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۵۳۶]

۱۳ / ربيع الاول ۱۱ھ یوم دو شنبہ وقت چاشت تھا کہ جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا، اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر چار دن تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشییع

باب

۸۷ - باب

(۴۴۶۷) ہم سے قبیصہ بن عتبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زہرہ ایک یہودی کے یہاں تھیں صاع جو کے بدلے میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

۴۴۶۷ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ بَعْنِي صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

[راجع: ۲۰۶۸]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کا قرض ادا کر کے آپ کی زہرہ چھڑائی۔ ان حالات میں اگر ذرا سی بھی عقل والا آدمی غور کرے گا تو صاف سمجھ لے گا کہ آپ سچے پیغمبر تھے۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ نہ تھے۔ اگر آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے تو لاکھوں کروڑوں روپے کی جائیداد اپنے بچوں اور بیویوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

تشییع

باب نبی کریم ﷺ کا

۸۸ - باب بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مرض الموت میں

أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي

ایک مہم پر روانہ کرنا

مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ

(۴۴۶۸) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا تو

۴۴۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضُّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ الْفَضِيلِ بْنِ سَلِيمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَسَامَةَ فَقَالُوا فِيهِ: فَقَالَ

النَّبِيِّ ﷺ: ((قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِي أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۳۰]

۴۶۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ تَطَعُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ۳۷۳۰]

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر رہے ہو حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

(۴۶۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور فرمایا، اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر اسی طرح اعتراض کر چکے ہو اور خدا کی قسم! اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے بہت لائق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) بھی ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

تشیع باوجودیکہ اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما شریک تھے مگر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنایا۔ اس سے یہ غرض تھی کہ ان کی دلجوئی ہو اور وہ اپنے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خوب دل کھول کر لڑیں۔ اس لشکر کی تیاری کا آنحضرت ﷺ کو بڑا خیال تھا۔ مرض موت میں بھی کئی بار فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ کرو مگر اسامہ رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی اور اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر واپس آگئے۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس لشکر کو روانہ کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ گئے۔ انہوں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا۔

باب ۸۹-

۴۷۰- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو، عَنْ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ: مَتَى هَاجَرْتَ؟ قَالَ: خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مَهَاجِرِينَ فَقَدِمْنَا الْحِمْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ: الْخَبَرُ؟ فَقَالَ: ذَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ مِنْذُ خَمْسٍ، فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخْبَرَنِي بِلَالٌ

باب

(۴۷۰) ہم سے اصبح بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں عمرو بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے عبد الرحمن بن عیسیٰ صناعی سے، جناب ابوالخیر نے ان سے پوچھا تھا کہ تم نے کب ہجرت کی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ہجرت کے ارادے سے یمن سے چلے، ابھی ہم مقام ححفہ میں پہنچے تھے کہ ایک سوار سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان سے مدینہ کی خبر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو پانچ دن ہو چکے ہیں میں نے پوچھا تم نے لیلۃ القدر کے

بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، حضور اکرم ﷺ کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ لیلہ القدر رمضان کے آخری عشرہ کے سات دنوں میں (ایک طاق رات) ہوتی ہے۔

یعنی اکیس تاریخ سے ستائیسویں تک کی طاق راتوں میں سے وہ ایک رات ہے یا یہ کہ وہ غالباً ستائیسویں رات ہوتی ہے۔

باب رسول کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کئے ہیں؟

(۴۴۷۱) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم نے کتنے غزوے کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے کتنے غزوے کئے تھے؟ فرمایا کہ انیس۔

تشیخ یعنی ان جہادوں میں آنحضرت ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے۔ جنگ ہو یا نہ ہو۔ ابو یعلیٰ کی روایت میں اکیس جہاد ایسے منقول ہیں جن میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے ہیں۔ بعضوں نے کہا آپ ستائیس جہادوں میں خود تشریف لے گئے ہیں اور ۳۷ لاکھ ایسے روانہ کئے ہیں جن میں خود شریک نہیں ہوئے، جن جہادوں میں جنگ ہوئی وہ نو ہیں۔ بدر، احد، مریض، خندق، بنی قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

(۴۴۷۲) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، انہوں نے ان سے ابواسحاق نے، کہا ہم سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ غزووں میں شریک رہا ہوں۔

(۴۴۷۳) مجھ سے احمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے کہس نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ غزووں میں شریک تھے۔

مَوْذَنَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۹۰۔ باب كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ

۴۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ. قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: نِسْعَ عَشْرَةَ. [راجع: ۳۹۴۹]

۴۴۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ.

۴۴۷۳۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ بْنُ هَلَالٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَهْمَسٍ، عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۶۵۔ کتاب التفسیر

قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ، الفاظ الرحمن الرحيم (اللہ تعالیٰ کی) یہ دو صفتیں ہیں جو لفظ ”الرحمة“ سے نکلے ہیں۔ الرحيم اور الراحم دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، جیسے العلیم اور العالم جاننے والا دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

بعضوں نے کہا ہے رحمٰن میں مبالغہ ہے اور اسی لیے کہتے ہیں۔ رحمن الدنيا ورحيم الاخرة کیونکہ دنیا میں اس کی رحمت سب پر عام ہے اور آخرت میں خاص مومنوں پر ہوگی مگر صحیح روایت میں ہے۔ رحمن الدنيا والاخرة ورحيمهما بعضوں نے کہا رحم میں مبالغہ ہے۔ حافظ نے کہا دونوں میں ایک ایک وجہ سے مبالغہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا رحمٰن وہ ہے جو مانگے پر دے، رحیم وہ ہے جس سے نہ مانگیں تو وہ ناخوش ہو۔ یہ اللہ کی بڑی بھاری مہربانی ہے کہ وہ مانگے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض۔ آیت شریفہ ﴿ اذْعُوْنَ اَسْجِدْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ ذٰلِجِرِيْنَ ﴾ (مومن: ۶۰) کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول کرے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وقت اس کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہی رہا کریں۔

سورہ فاتحہ کی تفسیر

[۱] سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

باب سورہ فاتحہ کا بیان

۱۔ باب مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاسْمِيتُ أُمُّ الْكِتَابِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ، وَالَّذِينَ الْجُزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِينُ تَدَانِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: بِالَّذِينَ بِالْحِسَابِ مَدِينِينَ مُحَاسِبِينَ.

ام، ماں کو کہتے ہیں۔ ام الکتاب اس سورہ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ قرآن مجید میں اسی سے کتابت کی ابتداء ہوتی ہے۔ (اسی لیے اسے فاتحہ الکتاب بھی کہا گیا ہے) اور نماز میں بھی قرأت اسی سے شروع کی جاتی ہے اور ”الدين“ بدلہ کے معنی میں ہے۔ خواہ اچھائی میں ہو یا برائی میں جیسا کہ (بولتے ہیں) ”کما تدین تدان“ (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) مجاہد نے کہا کہ ”الدين“ حساب کے معنی میں ہے۔ جبکہ ”مدینین“ بمعنی ”محاسبین“ ہے۔ یعنی حساب کئے گئے۔

(۴۷۴) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ضبیہ،

۴۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ

بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلیؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی حالت میں بلایا، میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر بعد میں، میں نے حاضر ہو کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے۔ ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم﴾ (اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو ہاں میں جواب دو) پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ حضور ﷺ نے مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ یہی وہ سب سے بڑی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

الرَّحْمَنَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ؟)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّورِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ هِيَ السُّعُّ الْمُنَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ)).

[أطرافه في: ٤٦٤٧، ٤٧٠٣، ٥٠٠٦]

سبح ثانی وہ سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کو نماز کی ہر ہر رکعت میں امام اور مقتدی سب کے لیے پڑھنا ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ یہی قرآن عظیم ہے۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ۔

باب آیت غیر المغضوب علیہم والا الضالین کی تفسیر

۲- باب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں یعنی یا اللہ! تو ہم کو ان لوگوں کی راہ پر نہ چلاؤ جن پر تیرا غضب نازل ہوا

اور وہ یہود ہیں اور نہ گمراہوں کی راہ پر جو نصاریٰ ہیں۔

(۴۴۷۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سہی نے، انہیں ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امامؓ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے کہے تو تم آمین کو کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جائے اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

٤٤٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ٧٨٢]

ظاہر ہے کہ مقتدی کو جب ہی علم ہو سکے گا جب امام لفظ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پھر لفظ آمین کو آواز بلند ادا کرے گا اور مقتدی بھی بالمراس کی آمین کی آواز کے ساتھ آمین کی آواز ملائیں گے۔ تب ہی وہ آمین کہنا ملائکہ کے ساتھ ہو گا۔ اس سے آمین بالمراس کا اثبات ہوتا ہے۔ جو لوگ آمین بالمراس کے انکاری ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ آمین بالمراس بلا شک و شبہ سنت نبوی ہے۔ محبت رسول ﷺ کے دعویداروں کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

[۲] سُورَةُ الْبَقَرَةِ

سورۃ بقرہ کی تفسیر (سورۃ بقرہ مدینہ میں نازل ہوئی)

۱ - باب الْآيَةِ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ

الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ

الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾

کامیان۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے۔ چنانچہ یہی فرزند آدم ہے جو دنیا کی ہزاروں زبانوں کو جانتا اور ان میں کلام کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت پیدا کر دی ہے کہ وہ دنیا کے سارے علوم و فنون کو حاصل کر لینے کی طاقت رکھتا ہے۔

(۷۶-۴۷۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور (آپس میں) کہیں گے۔ بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور میں آج کسی کو ہم اپنا سفارشی بناتے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ کے لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیں تاکہ آج کی اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے۔ آدم ﷺ کہیں گے، میں اس کے لائق نہیں ہوں، وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے حضور میں جانے سے شرم آئے گی۔ کہیں گے کہ تم لوگ نوح ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے بعد) زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح ﷺ کی

۷۶-۴۷۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَجِي، انْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ:

لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبُّهُ مَا
لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ، فَيَسْتَحْيِي فَيَقُولُ :
اَنْتَا خَلِيلُ الرَّحْمَنِ، فَيَاْتُوْنَهُ فَيَقُولُ :
لَسْتُ هُنَاكُمْ اَنْتَا مُوسَى عَبْدًا كَلِمَهُ
اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَةَ، فَيَاْتُوْنَهُ فَيَقُولُ :
لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ
بَغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ :
اَنْتَا عِيسَى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَةً
اللّٰهُ وَرَوْحُهُ فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ،
اَنْتَا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ، فَيَاْتُوْنِي
فَانْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُوْذَنُ
فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا،
فَيَدْعُنِيْ مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ : اَرْفَعْ
رَأْسَكَ وَسَلِّ تَعْطُ، وَقُلْ : يَسْمَعُ
وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ، فَاَرْفَعْ رَأْسِيْ فَأُحْمَدُهُ
بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِيْ
حَدًّا، فَأُذِلُّهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَغُوْذُ إِلَيْهِ،
فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ
لِيْ حَدًّا فَأُذِلُّهُمْ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَغُوْذُ
الرَّابِعَةَ، فَأَقُولُ : مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا
مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجِبَ عَلَيْهِ
الْخُلُوْءُ))، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ
حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى :

﴿حَالِدِينَ فِيهَا﴾

[راجع: ۴۴]

خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں
اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق
انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ ان کو بھی شرم آئے گی اور کہیں گے کہ اللہ
کے خلیل ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے
لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں، موسیٰ ﷺ کے پاس
جاؤ، ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی۔ لوگ ان
کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی عذر کر دیں گے کہ مجھ میں اس کی
جرات نہیں۔ ان کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے
گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے شرم دامن گیر ہوگی۔
کہیں گے تم عیسیٰ ﷺ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے اور اس کے
رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ ﷺ بھی یہی کہیں
گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ
اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ
معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان کے
ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل
جائے گی، پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب
تک اللہ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا
سراٹھاؤ اور جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا، جو چاہو تمہاری بات
سنی جائے گی۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا
سراٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے
سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک
حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کراؤں گا اور پھر
جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت
کروں گا، اس مرتبہ پھر میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی۔ جنہیں
میں جنت میں داخل کراؤں گا۔ جو تھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو
عرض کروں گا کہ جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا
جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ضروری قرار دے دیا

ہے۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ قرآن کی رو سے دوزخ میں قید رہنے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لیے خالدین فیہا کہا گیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

تشریح باب کی حدیث میں مومنین کا آدم علیہ السلام سے یہ کہنا مذکور ہے "وعلمک اسماء کل شئی" اسی مناسبت سے حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں ذکر فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے اور ان کی اولاد کے اندر ایسی قوت پیدا کر دی کہ وہ دنیا میں ہر زبان کو دیکھ سکیں اور سارے اسماء کو جان سکیں۔

باب آیت ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَیْطَانِهِمْ﴾ کی تفسیر

۲- باب

یعنی جب وہ منافق اپنے مشرک منافق دوستوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ محض مذاق کے طور پر ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔

مجاہد نے کہا شیاطین سے ان کے دوست منافق اور مشرک مراد ہیں محیط بالکفرین کے معنی اللہ کافروں کو اکٹھا کرنے والا ہے علی الخاشعین میں خاشعین سے مراد کچے ایماندار ہیں بقوۃ یعنی اس پر عمل کر کے قوت سے یہی مراد ہے۔ ابو العالیہ نے کہا مرض سے شک مراد ہے صبغة سے دین مراد ہے وما خلفها یعنی پچھلے لوگوں کے لیے عبرت جو باقی رہی لاشیۃ فیہا کا معنی اس میں سفیدی نہیں اور ابو العالیہ کے سوانے کہا یسومونکم کا معنی تم پر اٹھاتے تھے یا تم کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتے تھے۔ اور (سورہ کنف میں جو) الولایۃ بفتح واو ہے جس کے معنی ربوبیت یعنی خدائی کے ہیں اور ولایۃ بکسر واو اس کے معنی سرداری کے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا جن جن انابوں کو لوگ کھاتے ہیں ان کو فوم کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو فوم پڑھا ہے یعنی لسن کے معنی میں لیا ہے۔ فاداراتم کا معنی تم نے آپس میں جھگڑا کیا۔ قنارہ نے کہا فباء والیعنی لوٹ گئے اور قنارہ کے سوا دوسرے شخص (ابو عبیدہ) نے کہا یستفتحون کا معنی مدد مانگتے تھے شروا کے معنی بیچا نظر راعنا رعونة سے نکلا ہے۔ عرب لوگ جب کسی کو احق بناتے تو اس کو لفظ راعنا سے پکارتے لانتجزی کچھ کام نہ آئے گی ابتلی کے معنی آزمایا جانا خطوات لفظ خطوۃ بمعنی قدم کی جمع ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى شَیْطَانِهِمْ﴾ أَضْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ ﴿مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ اللَّهُ جَامِعُهُمْ صِبْغَةً دِينَ ﴿عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا، قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ يَعْمَلُ بِمَا فِيهِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ ﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ ﴿لَاشِیَّةٍ﴾ لَا يَبَاضُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسُومُونَكُمْ﴾ يُؤْلُونَكُمْ ﴿الْوَلَايَةُ﴾ مَفْتُوحَةٌ مُصَدَّرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوبِيَّةُ، وَإِذَا كُسِرَتْ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْحُبُوبُ الَّتِي تَوَكَّلُ كُلُّهَا ﴿فُومٌ﴾ ﴿فَالْدَارَاتِمُ﴾، اِخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَنَادَةُ: ﴿فَبَاوُوا﴾ فَانْقَلَبُوا، وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسْتَفْتِحُونَ﴾ يَسْتَنْصِرُونَ ﴿شَرَوْا﴾ بَاعُوا ﴿رَاعِنَا﴾ مِنَ الرُّعُونَةِ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْمُقُوا إِنْسَانًا، قَالُوا: رَاعِنَا ﴿لَا تَجْزِي﴾ لَا تُغْنِي ابْتَلَى اخْتَبَرَهُ ﴿خَطُوتٍ﴾ مِنَ الْخَطْوِ، وَالْمَعْنَى آثَارُهُ.

تشیخ حضرت امام بخاری نے سورہ بقرہ کی تفسیر کے سلسلے میں یہ چند لفظ ذکر فرما کر ان کے مطالب کی وضاحت فرمائی ہے۔ جملہ الفاظ آیات سورہ بقرہ میں اپنے اپنے مقامات پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ لفظ راعن احمق کو کہتے ہیں اور جسور نے لفظ راعنا بغیر تخوین کے پڑھا ہے۔ یہ مراعات سے امر کا صیغہ ہے۔ ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ لفظ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی نے کئی یہودیوں کو آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ لفظ کہتے سنا تو کہنے لگے کہ اگر تم میں سے پھر کوئی یہ لفظ رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں زبان سے نکالے گا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔

۳- باب وَقَوْلُهُ تَعَالَى : **باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ انداداً وانتم**

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ کی تفسیر میں۔

یعنی اے لوگو! تم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا مخلوق کو شریک ٹھہرانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔“

۴۷۷- حَدَّثَنِي غُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَغْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ بَدَأًا، وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَحَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)).

[أطرافه في : ٤٧٦، ٦٠١، ٦٨١١، زنا کرو۔

[٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢].

تشیخ ند کہتے ہیں نظیر یعنی جوڑ اور برابر والے کو انداد اس کی جمع ہے۔ ند سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ اللہ کے سوا اور دوسرا کوئی اور خدا سمجھے کیونکہ عرب کے اکثر مشرک اور دوسرے ملکوں کے مشرکین بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے جیسا کہ فرمایا ﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ (القمان: ۲۵) یعنی اگر تم ان مشرکوں سے پوچھو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ صرف اللہ پاک ہی خالق ہے۔ اس کہنے کے باوجود بھی اللہ نے ان کو مشرک ہی قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی جو صفات خاص ہیں جیسے محیط، علیم، قدرت کاملہ، تصرف کامل ان صفات کو کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے ثابت کرے، اس نے بھی اللہ کا نہ یعنی برابر والا اس دوسرے کو ٹھہرایا مثلاً کوئی یوں سمجھے کہ فلاں پیر یا پیغمبر دور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات ان کو معلوم ہو جاتی ہے یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے سوا اور کسی کی پوجا پاٹ کرے، اس کے نام کا روزہ رکھے، اس کی منت مانے، اس کے نام پر جانور کاٹے، اس کی قبر پر نذر و نیاز چڑھائے، اس کا نام اٹھتے بیٹھتے یاد کرے، اس کے نام کا وظیفہ پڑھے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی اور کو پکارے نہ اس کی پوجا کرے

بلکہ سب کو صرف اسی ایک اللہ کا محتاج سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ نفع و نقصان صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے ہاتھ میں ہے اولاد کا دینا، بارش برسانا، روزی میں فراخی عطا کرنا، مارنا، جلانا سب کچھ صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی یہ چیزیں اللہ کے سوا اور کسی پیر، پیغمبر سے مانگے تو وہ بھی بت پرستوں ہی کی طرح مشرک ہو جاتا ہے۔ الغرض توحید کی دو قسمیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ ایک توحید ربوبیت ہے یعنی رب، خالق، مالک کے طور پر اللہ کو ایک جاننا جیسا کہ مشرکین مکہ کا قول نقل ہوا ہے۔ یہ توحید نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔ دوسری قسم توحید الوہیت ہے یعنی بطور الہ، معبود، معبود صرف ایک اللہ رب العالمین کو ماننا۔ عبادت بندگی کی جس قدر قسمیں ہیں ان سب کو صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے لیے بجالانا اسی کو توحید الوہیت کہتے ہیں۔ یہی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اور تمام انبیاء کرام کی اولین دعوت یہی توحید الوہیت رہی ہے، وبالله التوفیق۔

۴- باب وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَوَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ الْآيَةِ کی تفسیر۔

﴿وَوَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰنَ وَالسَّلْوٰى، كُلُّوْا مِّنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ : اَلْمَنَّ صَمَغَةٌ وَالسَّلْوٰى الطَّيْرُ۔

یعنی ”اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا“ اور تم پر ہم نے من و سلوٰی اتارا اور کہا کہ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔“

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مجاہد نے کہا کہ من ایک درخت کا گوند تھا اور سلوٰی پرندے تھے۔

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جنگل میں یہ دونوں چیزیں کھانے کو دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من درختوں پر جم جاتا وہ جتنا چاہتے اس میں سے کھاتے۔ سدی نے کہا وہ ترنجبین کی طرح کا تھا۔ واللہ اعلم۔

۴۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنَّ، وَمَاوَاهَا شِفَاءٌ لِلْغَيْنِ)). [طرفاه فی: ۴۶۳۹، ۵۷۰۸]۔

اس سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے عمرو بن حرث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کماۃ“ (یعنی کھنبی) بھی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے۔

ایک مشہور خود رو بوٹی ہے جو کھائی بھی جاتی ہے، آنکھ کے امراض میں اس کا پانی بہترین دوا ہے۔ حدیث میں من کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

۵- باب قوله ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ﴾ الْآيَةِ

﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا: حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ

کی تفسیر۔ یعنی اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور پوری کشادگی کے ساتھ جہاں چاہو اپنا رزق کھاؤ اور دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہونا، یوں کہتے ہوئے کہ اے اللہ! ہمارے گناہ

معاف کر دے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور خلوص کے ساتھ عمل کرنے والوں کے ثواب میں ہم زیادتی کریں گے۔“ لفظ رغدا کے معنی واسع کثیر کے ہیں یعنی بہت فراخ۔

(۴۷۹) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے، ان سے عبداللہ بن مبارک نے، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھکتے ہوئے داخل ہوں اور حطہ کہتے ہوئے (یعنی اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے) لیکن وہ الٹے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ (حطہ) کو بھی بدل دیا اور کہا کہ حبة فی شعرة یعنی دل لگی کے طور پر کہنے لگے کہ دانہ بال کے اندر ہونا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کو بدل دیا اور اللہ کا حکم الہی کا مذاق اڑانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ایسے گستاخوں کی یہی سزا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلِ﴾ کی تفسیر میں

۶- باب قَوْلِهِ :

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلِ﴾

مردود یہودی حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے کیونکہ انہوں نے کئی بار ان پر عذاب اتارا۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ انہوں نے نبوت بنی اسرائیل میں سے نکال کر عرب لوگوں کو دے دی۔ بعضوں نے کہا کہ یہ یہودیوں کے راز پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی عجب بے وقوف لوگ تھے۔ بھلا حضرت جبریل کی کیا مجال کہ وہ جو چاہیں از خود کر دکھلائیں۔ وہ تو اللہ کے فرمانبردار فرشتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ ان سے دشمنی رکھنا خود اللہ تعالیٰ ہی سے دشمنی رکھنے کے معنی میں ہے۔

عکرمہ نے کہا کہ الفاظ جبر و میک اور سراف تینوں کے معنی بندہ کے ہیں اور لفظ ایل عبرانی زبان میں اللہ کے معنی میں ہے۔

(۴۸۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا کہ مجھ سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر

۴۷۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مَنبَهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا، وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْنَانِهِمْ، فَبَدَّلُوا وَقَالُوا: حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)). [راجع: ۳۴۰۳]

۴۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيعٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ يَقْدُومَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہو گا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے ابھی جبریل نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔ عبد اللہ بن سلام بولے، جبریل نے! فرمایا، ہاں، عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ﴾ اما اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَخْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ، وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَرِيَادَةُ كَبِدٍ حَوْثٍ، وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ۔ قَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ، وَاَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهَتُوا وَابْنُهُمْ اِنْ يَغْلُمُوا بِاسْلَامِي قَبْلَ اَنْ تَسْأَلَهُمْ يَنْهَتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللهِ فِيكُمْ)) قَالُوا : خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ: ((ارَاَيْتُمْ اِنْ اسْلَمَ عَبْدُ اللهِ بَنُ سَلَامٍ)) فَقَالُوا : اَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَقَالُوا : شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ قَالَ : فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ اُحَافِ يَا رَسُولَ اللهِ.

سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول

ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہو گا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے ابھی جبریل نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔ عبد اللہ بن سلام بولے، جبریل نے! فرمایا، ہاں، عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ﴾ اما اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَخْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ، وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَرِيَادَةُ كَبِدٍ حَوْثٍ، وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ۔ قَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ، وَاَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهَتُوا وَابْنُهُمْ اِنْ يَغْلُمُوا بِاسْلَامِي قَبْلَ اَنْ تَسْأَلَهُمْ يَنْهَتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللهِ فِيكُمْ)) قَالُوا : خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ: ((ارَاَيْتُمْ اِنْ اسْلَمَ عَبْدُ اللهِ بَنُ سَلَامٍ)) فَقَالُوا : اَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَقَالُوا : شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ قَالَ : فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ اُحَافِ يَا رَسُولَ اللهِ.

ہیں ”اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ عبد اللہ ﷺ نے کہا ”یا رسول اللہ! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔“

واقعہ میں حضرت جبریلؑ کا ذکر آیا ہے۔ یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ یہودیوں کی حماقت تھی کہ وہ جبریلؑ فرشتے کو اپنا دشمن کہتے تھے۔ حالانکہ فرشتے اللہ کے حکم کے تابع ہیں جو کچھ حکم الہی ہوتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔

۷- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾
باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾
الایہ کی تفسیر

یعنی ”ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیات لاتے ہیں۔“
۴۴۸۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَفَرُونَا أَيْبُ، وَأَفْضَلَنَا عَلِيٍّ، وَإِنَّا لَنَدْعُ مِنْ قَوْلِ أَبِيٍّ وَذَلِكَ أَنَّ أَبِيًّا يَقُولُ : لَا أَدْعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾ تَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا.
[طرفہ فی : ۵۰۰۵].

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضاء یعنی فیصلے کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے جو ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے، میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾ الخ ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو پھر اس سے اچھی آیت لائے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ گو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ قرآن مجید کے قاری ہیں مگر بعض آیتیں وہ ایسی بھی پڑھتے ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے کیونکہ ان کو نسخ کی خبر نہیں پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کیسا ہی بڑا عالم ہو مگر اس کی سب باتیں ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ خطا اور لغزش ہر ایک عالم سے ممکن ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا، معصوم عن الخطاء صرف اللہ کے نبی و رسول ہوتے ہیں جو براہ راست اللہ سے ہمکلامی کا شرف پاتے ہیں، باقی کوئی نہیں ہے۔ مقلدین ائمہ اربعہ کو اس سے سبق لینا چاہیے۔ جن کی تقلید پر جمود نے مذاہب اربعہ کو ایک مستقل چار دینوں کی حیثیت دے رکھی ہے۔ ہر حنفی، شافعی کو بنظر حقارت دیکھتا ہے اور ہر شافعی، حنفی کو دیکھ کر چراغ پا ہو جاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہما ہرگز ایسا تصور نہیں رکھتے تھے کہ ان کے ناموں پر فقہی مسلک کو ایک مستقل دین کی حیثیت دے کر امت کلڑے کلڑے ہو جائے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔“

دین حق را چار مذہب ساختند رخسہ در دین نبی انداختند

ہر امام بزرگ کا یہی آخری قول ہے کہ اصل دین قرآن و حدیث ہیں جو ان کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو، سر آکھوں سے قبول کی جائیں، جو بات ان کی قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے اور یہی عقیدہ رکھا جائے کہ غلطی کا امکان ہر کسی سے ہے صرف انبیاء و رسل ہی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

۸- باب قوله ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾ کی تفسیر میں

اور ان ”عیسائیوں“ نے کہا کہ اللہ نے (حضرت عیسیٰ کو اپنا) بیٹا بنایا ہے۔ یہ عیسائیوں کا کہنا بہت ہی غلط ہے اور اللہ پاک اس سے بالکل پاک ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

۴۴۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَرَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدًا فَسُبْحَانِي أَنْ اتَّخَذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا)).

۴۴۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ:

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد دیتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔

نجران کے نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا اور مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتلایا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بہت سی مشرک قوموں میں ایسے غلط تصورات مختلف شکلوں میں آج بھی موجود ہیں۔ مگر یہ سب تصورات باطلہ ہیں۔ اللہ کی ذات کے بارے میں صحیح ترین تصور وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے جس کا ذکر سورہ اخلاص میں ہے۔

۹- باب قوله ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ کی تفسیر میں

مثابہ سے یثوبون جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

یعنی حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم بھی اپنے لیے جائے نماز بنا لو اور اس سورہ میں مثابہ کا جو لفظ ہے اس کے معنی مرجع یعنی لوٹنے کی جگہ کے ہیں۔ اسی سے لفظ یثوبون ہے جس کے معنی بھی لوٹنے کے ہیں۔

۴۴۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ:

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک

ﷺ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے نے پہلے ہی موافقت کی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے موافق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو بعد میں یہی آیت نازل ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور انہوں نے بیان کیا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم ﷺ کی خلق کی خبر ملی۔ میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں حضور ﷺ کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے یہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے اگر اس نبی کا رب تمہیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے“ آخر آیت تک۔ اور ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

کعبہ میں صرف ایک ہی مصلیٰ مقام ابراہیم تھا، مگر صد افسوس! کہ امت نے کعبہ کو تقسیم کر کے اس میں چار مصلے قائم کر دیئے اور امت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حکومت سعودیہ عربیہ کو ہمیشہ قائم رکھے جس نے پھر اسلام اور کعبہ کی وحدت کو قائم کرنے کے لیے امت کو ایک ہی اصل مقام پر جمع کر کے فالتو مصلوں کو ختم کیا۔ خلدھا اللہ تعالیٰ (آمین)

باب آیت ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ﴾ کی تفسیر

یعنی اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب! ہماری اس خدمت کو قبول فرما کہ تو خوب سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ قواعد کا واحد قاعدۃ آتا ہے اور عورتوں کے بارے میں جب لفظ قواعد

عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَافَقْتُ اللَّهَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَافَّقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اتَّخَذْتُ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلِّغِي مُعَاتِبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُ نِسَائِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ: إِنَّنِ اهْتَبَيْتُنَّ أَوْ لَيِّدَلُنَّ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ قَالَتْ: يَا عُمَرُ أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْطُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعْطِهِنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿عَسَىٰ رُبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُدْلِكَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ الْآيَةَ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ.

[راجع: ۴۰۲]

۱۰۔ باب قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ وَالْقَوَاعِدُ: أَسَاسُهُ وَاجِدَتُهَا قَاعِدَةٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النَّسَاءِ

وَاجِدْهَا قَاعِدًا.

بولنے میں تو اس کا واحد قاعد آتا ہے۔

(۴۳۸۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، ان سے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھتی نہیں ہو کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق پھر سے کعبہ کی تعمیر کیوں نہیں کروا دیتے۔ آپ نے فرمایا، اگر تمہاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے نکلی نہ ہوتی (تو میں ایسا ہی کرتا) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ نے ان دو رکٹوں کا جو حطیم کے قریب ہیں (طواف کے وقت) چھوٹا اسی لیے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق مکمل نہیں تھی۔

۴۸۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَيَ أَنَّ قَوْمَكَ بَنَوْا الْكُعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((لَوْ لَا حَدَّثَانُ قَوْمَكَ بِالْكَفْرِ)) فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَبِنٌ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ، إِلَّا أَنَّ اللَّيْتِ لَمْ يُتِمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

[راجع: ۱۲۶]

حدیث اور باب میں وجہ مطابقت یہ ہے کہ اس میں ابراہیمی بنیادوں کا ذکر وارد ہوا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

۱۱- باب قوله ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ

الینا﴾ کی تفسیر میں۔

وَمَا نَزَلَ إِلَيْنَا﴾

یعنی ”اور کو تم کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے یعنی قرآن مجید۔“

(۴۳۸۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے کہ ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب (یہودی) توراۃ کو خود عبرانی زبان میں پڑھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تم تکذیب کرو بلکہ یہ کہا کرو۔ ”آمنّا باللہ وما نازل

۴۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَأُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَفْسَرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ

الْكِتَابِ، وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا)) الآية [البقرة: ۱۳۶]۔ [طرفاھ فی: ۷۲۶۲، ۷۵۴۲]۔

الینا“ نازل کی گئی ہے یعنی ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ وما انزل سے مراد قرآن مجید ہے جو پہلی ساری کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اہل کتاب کی جن باتوں کا قرآن میں رد موجود ہے وہ ضرور قابل تکذیب ہیں اور جن کے متعلق خاموشی ہے ان کے بارے میں یہ اصول ہے جو بیان ہوا۔ آجکل کے اہل کتاب بہت زیادہ گمراہی میں گرفتار ہیں۔ لہذا وہ اس حدیث کے مصداق بہت ہیں۔

۱۲- باب ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَاهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ: اللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

باب آیت ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”بہت جلد بے وقوف لوگ کہنے لگیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے پہلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ ہی کے لیے سب مشرق و مغرب ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔“

صراط مستقیم عقیدہ توحید و اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ پر مشتمل وہ راستہ جو انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کا راستہ ہے۔ یہاں اشارہ خانہ کعبہ کی طرف ہے جس کو قبلہ تسلیم کرنا بھی ضمنی طور پر صراط مستقیم ہے۔ تحویل قبلہ سے اسلامی دنیا کو جو روحانی و ملی یکجہتی حاصل ہوئی ہے وہ اقوام عالم میں ایک بے نظیر حقیقت ہے۔ تفصیل کے لیے تشریح کچھ احادیث کے بعد آنے والی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

(۴۴۸۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے ابو اسحاق سے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی لیکن آپ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ) ہو جائے (آخر ایک دن اللہ کے حکم سے) آپ نے عصر کی نماز (بیت اللہ کی طرف رخ کر کے) پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھی۔ جن صحابہ نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی، ان میں سے ایک صحابی مدینہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرے۔ اس مسجد میں لوگ رکوع میں تھے، انہوں نے اس پر کہا کہ میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے، تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ جو لوگ کعبہ کے قبلہ

۴۴۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا - أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا - وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبَلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَإِنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْغُصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ، وَهُمْ رَاكِعُونَ قَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الْبَيْتُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ

رَجَالٌ قُتِلُوا لَمْ نَذِرْ مَا نَقُولُ فِيهِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ : ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾
ہونے سے پہلے انتقال کر گئے، ان کے متعلق ہم کیا کہیں۔ (ان کی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں؟) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اللہ ایسا نہیں کہ تمہاری عبادات کو ضائع کرے، بے شک اللہ اپنے بندوں پر

بہت بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہے۔“

[راجع: ۴۰]

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یعنی اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ تمہاری نمازوں کو جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی ہیں ضائع کر دے، ان کا ثواب نہ دے۔ ہوا یہ کہ جب قبلہ بدلا تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ اب محمد رفتہ رفتہ ہمارے طریقہ پر آچلے ہیں۔ چند روز میں یہ پھر اپنا آبائی دین اختیار کر لیں گے۔ منافق کہنے لگے کہ اگر پہلا قبلہ حق تھا تو یہ دوسرا قبلہ باطل ہے۔ اہل کتاب کہنے لگے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو اس کے پیغمبروں کی طرح اپنا قبلہ بیت المقدس ہی کو بناتے۔ اسی قسم کی بیہودہ باتیں بنانے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیات ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾ (البقرة: ۱۳۲) کو نازل فرمایا۔ آیت میں لفظ عبادت کو ایمان کہا گیا ہے جس سے اعمال صالحہ اور ایمان میں یکسانیت ثابت ہوتی ہے۔

تَفْسِيرُ

باب آیت کریمہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور اسی طرح ہم نے تم کو ”امت وسط“ یعنی (امت عادل) بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔“

۱۳- باب ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً

وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

۴۸۷- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا

جَرِيرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لَجَرِيرٍ، عَنْ

الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَقَالَ أَبُو

أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

الْحَضْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: لَيْتَكَ

وَسَعْدِيكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَغْتَ؟

فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَغَكُمْ:

فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ

يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ

فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ، وَيَكُونُ الرَّسُولُ

عَلَيْكُمْ شَهِيدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

(۴۳۸) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر اور

ابو اسامہ نے بیان کیا۔ (حدیث کے الفاظ جریر کی روایت کے مطابق

ہیں) ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ابو اسامہ نے بیان

کیا (یعنی اعمش کے واسطے سے کہ) ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور

ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے، بلیک

وسعدیک، یا رب! اللہ رب العزت فرمائے گا، کیا تم نے میرا پیغام پہنچا

دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا، پھر ان کی

امت سے پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ

لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ

فرمائے گا (نوح علیہ السلام سے) کہ آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے

سکتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں

نے پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی حضور ﷺ) اپنی امت کے حق

میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی ہے) یہی مراد ہے اللہ کے اس ارشاد سے کہ ”اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کے لیے گواہی دو اور رسول تمہارے لیے گواہی دیں۔ (آیت میں) لفظ وسط کے معنی عادل منصف بہتر کے ہیں۔

شَهِدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۖ وَالْوَسْطُ: الْعَدْلُ. [البقرة: ۱۴۳].

[راجع: ۳۳۳۹]

یہ جملہ حدیث میں داخل ہے راوی کا کلام نہیں ہے۔ وسط کے معنی بہتر کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ فلان وسطی قومہ یعنی فلاں اپنی قوم میں سب سے بہتر آدمی ہے۔ ابو معاویہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پروردگار پوچھے گا تم کو کیسے معلوم ہوا وہ عرض کریں گے ہمارے رسول کریم ﷺ نے ہم کو خبر دی تھی کہ اگلے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کے حکم پہنچا دیئے اور ان کی خبرچی ہے۔ اس حدیث سے یہ قانون نکلا کہ اگر سنی ہوئی بات کا یقین ہو جائے تو اس کی گواہی دینا درست ہے۔

باب آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا﴾ الخ
کی تفسیر یعنی ”اور جس قبلہ پر آپ اب تک تھے“ اسے تو ہم نے اسی لیے رکھا تھا کہ ہم جان لیں رسول کی اتباع کرنے والے کو، اٹلے پاؤں واپس چلے جانے والوں میں سے۔ یہ حکم بہت بھاری ہے مگر ان لوگوں پر نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے، تمہارے ایمان (یعنی پہلی نمازوں) کو اور اللہ تو لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔“

۱۴- باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَوَظُوفٌ رَحِيمٌ﴾

(۴۳۸۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر ”قرآن“ نازل کیا ہے کہ آپ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں، لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیں۔ سب نمازی اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

۴۴۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ إِذْ جَاءَ جَاءَ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ۴۰۳]

باب آیت ﴿قَدْ نَرَى تَجَلُّفَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ الخ
کی تفسیر یعنی ”بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا۔ سو ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔“ آخر آیت ”عما تعملون“ تک۔

۱۵- باب قوله ﴿قَدْ نَرَى تَجَلُّفَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾

(۴۳۸۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے

۴۴۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سوا، ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں ہوا ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی صحابی دنیا میں زندہ نہیں رہا تھا۔

باب آیت ﴿وَلَنْ اتَّبِعَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا﴾
کی تفسیر یعنی اور اگر آپ ان لوگوں کے سامنے جنہیں کتاب مل چکی ہے، ساری ہی دلیلیں لے آئیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ کریں گے۔ آخر آیت ”انک اذا لمن الظالمین“ تک۔

مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِنْ صُلَى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي.

۱۶- باب قوله ﴿وَلَنْ اتَّبِعَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا﴾
أَتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ، مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ﴿إِلَى قَوْلِهِ﴾: ﴿إِنَّكَ إِذَا لَمِنْ الظَّالِمِينَ﴾

(۴۴۹۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب وہاں آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں، پس آپ لوگ بھی اب کعبہ کی طرف رخ کر لیں۔ راوی نے بیان کیا کہ لوگوں کا منہ اس وقت شام (بیت المقدس) کی طرف تھا، اسی وقت لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

۴۴۹۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بَقَاءَ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا، وَ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ إِلَّا فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ.

[راجع: ۴۰۳]

باب آیت ﴿الَّذِينَ اتَّبَعُوا﴾
یعنی جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں، وہ آپ کو پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں سے کچھ لوگ البتہ چھپاتے ہیں حق کو۔ آخر آیت ”من الممترین“ تک۔

۱۷- باب قوله ﴿الَّذِينَ اتَّبَعُوا﴾
الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ - إِلَى قَوْلِهِ -
مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿﴾

کتب سابقہ کی بنا پر اہل کتاب کو خوب معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ وہی سچے رسول ہیں جن کی پیش گوئی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ اپنے بیٹوں کی طرح صداقت محمدی کو جانتے تھے مگر حسد اور بغض و عناد نے ان کو اسلام قبول کرنے سے دور رکھا۔ آیت میں یہی مضمون بیان ہو رہا ہے۔

(۴۴۹۱) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام

۴۴۹۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا

مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب (مدینہ سے) آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف پھر جائیں۔ اس وقت ان کا منہ شام کی طرف تھا۔ چنانچہ سب نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب آیت ﴿وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ مَوْليهَا﴾ کی تفسیر۔

یعنی ”اور ہر ایک کے لیے کوئی رخ ہوتا ہے، جدھر وہ متوجہ رہتا ہے“ سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو پا لے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(۴۴۹۲) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

باب آیت ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

المسجد الحرام﴾ کی تفسیر۔ یعنی ”اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں نماز میں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور یہ حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل حق ہے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو۔“ لفظ شطرہ کے معنی قبلہ کی طرف کے ہیں۔

(۴۴۹۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ

مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بَقْعَاءَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةُ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكُعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكُعْبَةِ.

۱۸- باب ﴿وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ مَوْليهَا

فَاسْتَقْبِلُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

۴۴۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ - أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا - ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

[راجع: ۴۰]

۱۹- باب ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ شَطْرُهُ: تِلْقَاءُهُ

۴۴۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ

لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف منہ کر لینے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف منہ کر لیں اور جس حالت میں ہیں، اسی طرح اس کی طرف متوجہ ہو جائیں (یہ سنتے ہی) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کا منہ شام کی طرف تھا۔

باب آیت ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ کی تفسیر۔

یعنی اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں، اپنا منہ بوقت نماز مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور تم لوگ بھی جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس کی طرف موڑ لیا کرو آخر آیت لعلکم تہتدون تک۔

(۴۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابھی لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ایک آنے والے صاحب آئے اور کہا کہ رات کو رسول کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی اسی طرف منہ کر لیں۔ وہ لوگ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے لیکن اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بَقَاءَ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّيْلَةُ قُرْآنًا، فَأَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبَلُوهَا فَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ فَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ، وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ. [راجع: ۴۰۳]

۲۰۔ باب قوله ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ﴾

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بَقَاءَ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ، وَقَدْ أَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

[راجع: ۴۰۳]

تحویل قبلہ پر ایک تبصرہ:

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس بارے میں کوئی حکم الہی موجود نہ ہوتا، اس میں آپ اہل کتب سے موافقت فرمایا کرتے تھے۔ نماز آغاز نبوت ہی سے فرض ہو چکی تھی۔ مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اس لیے مکہ کی تیرہ سالہ اقامت کے عرصہ میں نبی ﷺ نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔ مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی عمل رہا، مگر ہجرت کے دوسرے سال یا ۷ ماہ کے بعد خدا نے اس بارے میں حکم نازل فرمایا۔ یہ حکم نبی ﷺ کی دلی منشاء کے موافق تھا کیونکہ آپ دل سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جسے مکعب شعل کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت الہی کے لیے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمت اور حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا۔ اس حکم میں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔ (۱) یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ جہات سے یکساں نسبت ہے۔ ﴿فَاتَّبِعُوا نُوْحًا فَإِنَّ مَوْجِدَ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۱۵) اور

﴿وَلِكُلِّ وُجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا﴾ (البقرة: ۱۴۸)

(۲) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لیے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا طبقات دوم میں شائع رہا ہے۔ ﴿وَلِكُلِّ وُجْهَةٌ هُوَ

مُوَلِّيهَا﴾ (البقرة: ۱۴۸)

(۳) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف منہ کر لینا اصل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا ﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (البقرة: ۱۷۷)

(۴) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسول کے لیے ایک متمیز عادت قرار دی جائے۔ ﴿لِنَعْلَمَ

مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَيَّ عَقْبَيْهِ﴾ (البقرة: ۱۴۳) یہی وجہ تھی کہ جب تک نبی ﷺ مکہ میں رہے، اس وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا کیونکہ مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے اور کعبہ کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معبد بنا رکھا تھا۔

اس لیے شرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی بین علامت مکہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ پہنچے وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عظمت کے قائل نہ

تھے اور بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل یا بیکل تسلیم کرتے ہی تھے۔ اس لیے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان بننے کی علامت یہ قرار پائی کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جایا کرے۔ حکم الہی کے مطابق یہی مسجد ہمیشہ کے لیے

مسلمانوں کا قبلہ قرار پائی۔ اس مسجد کو قبلہ قرار دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادی ہے ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران: ۹۶) یہ مسجد دنیا کی سب سے پہلی عمارت ہے جو خالص عبادت الہی کی غرض سے بنائی گئی ہے۔

چونکہ اسے تقدیم زمانی اور عظمت تاریخی حاصل ہے۔ اس لیے اس کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے۔ ﴿وَإِذْ يَفْعُ الْفَرَارِيُّ الْأَفْوَاعَ مِنَ الْبُيُوتِ

وَاسْمُجِبِلَّ﴾ (البقرة: ۲۷) دوم یہ کہ اس مسجد کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے جد اعلیٰ ہیں۔ اس لیے ان شاندار قوموں کے پدر بزرگوار کی مسجد کو قبلہ قرار دینا گویا اقوام ثلاثہ کو اتحاد نسبی و جسمانی کی

یاد دلا کر اتحاد روحانی کے لیے دعوت دینا اور متحد بن جانے کا پیغام ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرة: ۲۰۸) بنا دینا تھا۔ (از افادات حضرت قاضی سید سلیمان صاحب منصور پوری مرحوم)

۲۱- باب قوله

باب آیات ﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله﴾ الخ کی

تفسیر یعنی ”صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔

پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ

ان دونوں کے درمیان سعی کرے اور جو کوئی خوشی سے اور کوئی نیکی

زیادہ کرے سو اللہ تو بڑا قدردان، بڑا ہی علم رکھنے والا ہے۔“ شعائر

کے معنی علامات کے ہیں۔ اس کا واحد شعيرة ہے۔ حضرت عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صفوان ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہ

اگتی ہو۔ واحد صفوانة ہے۔ صفا ہی کے معنی میں اور صفا جمع کے لیے

آتا ہے۔

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ شعائر: علامات واحداثها

شعيرة، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الصَّفَوَانُ:

الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحَجَارَةُ الْمَلْسُ النَّحْيَ لَا

تَنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَحْدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى

الصَّفَا، وَالصَّفَا لِلْجَمْعِ.

۴۴۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (ان دنوں میں نو عمر تھا) کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمدورفت (یعنی سعی) کرے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہرگز نہیں، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، اگر مسئلہ یہی ہوتا تو پھر واقعی ان کے سعی نہ کرنے میں کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی (اسلام سے پہلے) انصار منات بت کے نام سے احرام باندھتے تھے، یہ بت مقام قدید میں رکھا ہوا تھا اور انصار صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے سعی کے متعلق آپ (ﷺ) سے پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان (سعی) کرے۔“

(۴۳۹۶) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسے ہم جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم ان کی سعی سے رک گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”ان الصفا والمروة“ ارشاد ”ان يطوف بهما“ تک۔ یعنی بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس ان کی سعی کرنے میں حج اور عمرہ کے دوران کوئی گناہ نہیں ہے۔

باب آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ﴾ کی تفسیر

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتِ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا. لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا إِنَّمَا أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهْلُونَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةَ حَذَوُ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتِ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾. [راجع: ۱۶۴۳]

۴۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سَلِيمَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ: كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾.

[راجع: ۱۶۴۸]

۲۲ - باب قوله: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

یعنی ”اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو بھی اس کا شریک بنائے ہوئے ہیں۔“ لفظ اندادا بمعنی اضدادا جس کا واحد ند ہے۔

يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا ۖ أُصْذَادًا: وَاجِدْهَا نِدًا.

(۴۴۹۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایک اور بات کہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور میں نے یوں کہا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا تو وہ جنت میں جاتا ہے۔

۴۴۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًا دَخَلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ: أَنَا مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلَّهِ نِدًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

[راجع: ۱۲۳۸]

مطلب ہر دو باتوں کا یہی ہے کہ توحید پر مرنے والے ضرور جنت میں داخل ہوں گے اور شرک پر مرنے والے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ شرک سے مراد قبروں، مزاروں، تعزیوں کو پوجنا جس طرح کافر لوگ بتوں کو پوجتے ہیں ہر دو قسم کے لوگ اللہ کے ہاں مشرک ہیں۔ شرک کا ایک شاہد بھی عند اللہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پس شرک سے بہت دور رہنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے میں بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام“ آخر آیت عذاب الیم تک اور عفی بمعنی ترک ہے۔

۲۳ - باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾: الْحَرْ بِالْحَرْ - إِلَى قَوْلِهِ - عَذَابُ أَلِيمٍ ۖ عَفْيٌ تَرْكٌ.

(۴۴۹۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص یعنی بدلہ تھا لیکن دیت نہیں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ ”تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت“ ہاں جس کسی کو اس کے فریق مقتول کی طرف سے کچھ معافی مل جائے۔“

۴۴۹۸ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ، لَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَّةُ. فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الْأُمَّةِ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحَرْ بِالْحَرْ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، وَالْأَنْثَى بِالْأُنْثَى، فَمَنْ عَفِيَ لَهُ مِنْ

تو معافی سے مراد یہی دیت قبول کرنا ہے۔ سو مطالبہ معقول اور نرم طریقہ سے ہو اور مطالبہ کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچایا جائے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے۔ ”یعنی اس کے مقابلہ میں جو تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔“ سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا اس کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہو گا۔“ (زیادتی سے مراد یہ ہے کہ دیت بھی لے لی اور پھر اس کے بعد قتل بھی کر دیا۔

أَحِبِّهِ نَشِئَةً ۖ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ۖ فَاتَّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَذَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۖ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ ۖ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۖ مِّمَّا كُتِبَ عَلَىٰ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ۖ فَمَنْ اغْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدِّيَةِ.

[طرفہ فی: ۶۸۸۱].

تقصاس سے بدلہ لینا مراد ہے جو اسلامی قوانین میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن رہ سکتا ہے۔ اگر یہ قانون نہ ہوتا تو کسی ظالم انسان کے لیے کسی غریب کا خون کرنا ایک کھیل بن کر رہ جاتا۔ مقتول کے وارثوں کی طرف سے معافی کا ملنا بھی اس وقت تک ہے جب تک مقدمہ عدالت میں نہ پہنچے۔ عدالت میں جانے کے بعد پھر قانون کا لاگو ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔

(۴۳۹۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے۔

۴۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)).

[راجع: ۲۷۰۳]

(۴۵۰۰) مجھ سے عبد اللہ بن مسیر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن بکر سہمی سے سنا، ان سے حمید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے، پھر اس لڑکی سے لوگوں نے معافی کی درخواست کی لیکن اس لڑکی کے قبیلے والے معافی دینے کو تیار نہیں ہوئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کے سوا اور کسی چیز پر راضی نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ربیع رضی اللہ عنہا کے دانت توڑ دیئے جائیں گے، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ان کے دانت نہ توڑے جائیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، انس! کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے۔ پھر لڑکی والے راضی

۴۵۰۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرِ السَّهْمِيَّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيْعَ عَمَتَهُ كَسَرَتْ نَيْبَةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْضَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُكْسِرُ نَيْبَةَ الرُّبَيْعِ. لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ نَيْبَتَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)) فَرَضِي الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ

ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر ہی دیتا ہے۔

مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ
لَا بُرْءَ لَهُ۔

[راجع: ۲۷۰۳]

جیسے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی تھی کہ ربیع کا دانت کبھی نہیں توڑا جائے گا۔ بظاہر اس کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھنے لڑکی کے وارثوں کا دل اس نے ایک دم پھیر دیا۔ انہوں نے قعاص معاف کر دیا۔ اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں، ان کا عزم صمیم اور توکل علی اللہ وہ کام کر جاتا ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾
کی تفسیر یعنی ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

۲۴- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(۴۵۰۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن جاہلیت میں ہم روزہ رکھتے تھے لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۵۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ
عَاشُورَاءَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ
رَمَضَانُ قَالَ: مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ
يَصُمْهُ. [راجع: ۱۸۹۲]

(۴۵۰۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے رکھا جاتا تھا۔ پھر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: كَانَ
عَاشُورَاءَ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ
رَمَضَانُ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.
[راجع: ۱۵۹۲]

(۴۵۰۳) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اشعث ان کے یہاں آئے، وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے، اشعث نے کہا کہ آج تو عاشوراء کا دن ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں عاشوراء کا

۴۵۰۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعُمُ فَقَالَ:
الْيَوْمَ عَاشُورَاءُ فَقَالَ: كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ

يُنَزَّلُ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَ
فَإِذَا فُكُلٌ.
روزہ رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا لیکن
جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم
بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

ان جملہ احادیث میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔ باب میں اور ان میں یہی مطابقت ہے۔
۴۵۰۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ أَخْبَرَنِي
أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ،
فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ،
فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيضَةَ
وَتَرِكَ عَاشُورَاءَ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ
وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ. [راجع: ۱۵۹۲]

(۴۵۰۴) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا،
کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور
ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن قریش زمانہ
جاهلیت میں روزے رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ بھی اس دن روزہ
رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اس
دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا، لیکن
جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو رمضان کے روزے فرض
ہو گئے اور عاشوراء کے روزہ (کی فرضیت) باقی نہیں رہی۔ اب جس کا
جی چاہے اس دن بھی روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

یوم عاشوراء کے روزہ کی فضیلت اور استحباب اب بھی باقی ہے۔ پہلے اس کا وجوب تھا جو رمضان کے روزوں کی فرضیت سے
منسوخ ہو گیا۔

۲۵- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿إِيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا
أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى
الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ
تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ
يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمَرَضِ
وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ
وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْصِيانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ
الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنْسَ
بَعْدَمَا كَبُرَ عَمَا أَوْ عَامِينَ كُلَّ يَوْمٍ

یعنی ”یہ روزے گنتی کے چند دنوں میں رکھنے ہیں“ پھر تم میں سے جو
شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا گن رکھنا ہے اور جو
لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے جو ایک
مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں
بہتر ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم
روزے رکھو۔“ عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ہز بیماری میں روزہ نہ
رکھنا درست ہے۔ جیسا کہ عام طور پر اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا
ہے اور امام حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ دودھ پلانے والی یا
حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بیٹے کی جان کا خوف ہو تو وہ افطار کر لیں اور پھر
اس کی قضاء کر لیں لیکن بوڑھا ضعیف شخص جب روزہ نہ رکھ سکے تو
وہ فدیہ دے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہو گئے تھے

مَسْكِينًا خُسْرًا وَلَخُمَا وَافْطَرًا. قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيقُونَهُ وَهُوَ أَكْثَرُ.

تو وہ ایک سال یا دو سال رمضان میں روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیا تھا۔ اکثر لوگوں نے اس آیت

میں بطیقونہ پڑھا ہے (جو اطاق بطیق سے ہے)

جس کے معنی یہ ہیں جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے بوڑھا ضعیف بعضوں نے کہا کہ لفظ لا یہاں مقدر ہے۔ عطاء کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک سوتین یا ایک سو دس برس کی عمر پائی تھی۔

۴۵۰۵- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحُ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوُّ قَوْلَهُ فِدْيَةُ طَعَامٍ مَسْكِينٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ، لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا فَلْيُطْعِمَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

(۴۵۰۵) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ یوں قرأت کر رہے تھے۔ ”وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوُّ قَوْلَهُ (تفیل سے) فِدْيَةُ طَعَامٍ مَسْكِينٍ۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے۔ جو روزے کی طاقت نہ رکھتی ہو، انہیں چاہیے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

تشیع یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ابتدائے اسلام میں یہی حکم ہوا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے فدیہ دے۔ پھر بعد میں آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: ۱۸۵) نازل ہوئی اور اس سے وہ پچھلی آیت منسوخ ہو گئی۔ البتہ جو شخص اتنا بوڑھا ہو جائے کہ روزہ نہ رکھ سکے اس کے لیے افطار کرنا اور فدیہ دینا جائز ہے۔

۲۶- باب قوله فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

باب آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کی تفسیر میں یعنی ”پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ وہ مہینے بھر روزے رکھے۔“

الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

(۴۵۰۶) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے یوں قرأت کی فدیہ بغیر تینوں طعام مساکین ”بتلایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔“

۴۵۰۶- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فِدْيَةُ طَعَامٍ مَسَاكِينَ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوخَةٌ.

[راجع: ۱۹۴۹]

یہی قول راجح ہے کیونکہ اگر ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ (البقرة: ۱۸۳) سے وہ لوگ مراد ہوتے جن کو روزے کی طاقت نہیں تو آگے یہ ارشاد کیوں ہوتا ﴿وَإِنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ (البقرة: ۱۸۳) (وحیدی)

(۴۵۰۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن معمر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے، ان سے سلمہ بن اکوع کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ تو جس کا جی چاہتا تھا روزہ چھوڑ دیتا تھا اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ بکیر کا انتقال یزید سے پہلے ہو گیا تھا۔ بکیر جو یزید کے شاگرد تھے یزید سے پہلے ۱۲۰ھ میں مر گئے تھے۔

اور یزید بن ابی عبید زندہ رہے ۱۳۶ھ یا ۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا اور یہی سبب تھا کہ مکی بن ابراہیم امام بخاری کے شیخ نے یزید بن ابی عبید کو پایا۔ امام بخاری کی اکثر ثلاثی احادیث اسی طریق سے مروی ہیں۔

باب آیت ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جائز کر دیا گیا ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا، سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسے تلاش کرو، جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔“

اس سے اولاد مراد ہے جو جماع کا اولین مقصد ہے نہ کہ صرف لذت نفسانی۔

(۴۵۰۸) ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، ان سے شریح بن مسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو مسلمان پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگوں نے اپنے کو خیانت میں مبتلا کر لیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ

۴۵۰۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُصَرَّرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بَكِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَفْطِرَ وَيَقْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَتَسَخَّتْهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَاتَ بَكِيرٌ قَبْلَ يَزِيدَ.

۲۷ - بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾

۴۵۰۸ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَوْسُفَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرُبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا۔“

فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾. [راجع: ۱۹۱۵]

خیانت سے مراد رات میں بیویوں سے ملاپ کر لینا ہے۔ بعد میں اس کی کھلے عام رات کو اجازت دے دی گئی۔

باب آیت ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ - إِلَى قَوْلِهِ - يَتَّقُونَ﴾. الْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ

یعنی ”کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے، پھر روزے کو رات (ہونے) تک پورا کرو اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب تم اعتکاف کئے ہو مسجدوں میں۔“ آخر آیت یَتَّقُونَ تک۔

عاکف بمعنی مقیم۔

۲۸- باب قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ - إِلَى قَوْلِهِ - يَتَّقُونَ﴾. الْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ

(۴۵۰۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے عامر شعبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لیا (اور سوتے ہوئے اپنے ساتھ رکھ لیا) جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو انہوں نے اسے دیکھا، وہ دونوں میں تمیز نہیں ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے (سفید و سیاہ دھاگے رکھے تھے اور کچھ نہیں ہوا) تو حضور ﷺ نے اس پر بطور مذاق کے فرمایا، پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہو گا کہ صبح کا سفید خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آگیا تھا۔

۴۵۰۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ قَالَ: أَخَذَ عَدِيَّ عَقْلًا أَبْيَضَ، وَعَقْلًا أَسْوَدَ حَتَّى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبَيِّنَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلْتُ تَحْتَ وَسَادَتِي قَالَ: ((إِنَّ وَسَادَكَ إِذَا لَعْرِضٌ إِنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وَسَادَتِكَ)).

[راجع: ۱۹۱۶]

تَشْرِيحٌ | عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیت کا مطلب یہ سمجھے کہ خیط ابیض اور خیط اسود سے حقیقت میں کالے اور سفید ڈورے مراد ہیں حالانکہ آیت میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مقصود ہے۔ سفید دھاری جب کھڑی ہوئی نظر آئے تو یہ صبح کاذب ہے اور عرض میں جب یہ پھیل جائے تو یہ صبح صادق ہے۔

(۴۵۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے مطرف نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (آیت میں) الخیط الابيض اور الخیط الاسود

۴۵۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَطْرَفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ

سے کیا مراد ہے؟ کیا ان سے مراد دو دھاگے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری کھوپڑی پھر تو بڑی لمبی چوڑی ہوگی، اگر تم نے رات کو دو دھاگے دیکھے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان سے مراد رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

لفظی ترجمہ یوں ہے تیرا سر پیچے کی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی گدی بہت چوڑی ہے اکثر ایسا آدمی بے وقوف ہوتا ہے۔
(۴۵۱۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف، حدثنی ابو حازم، عن سہل بن سعد قال: وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصُّومَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَاهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّ مَا يَعْنِي اللَّيْلُ مِنَ النَّهَارِ۔

باب آیت ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِان تَأْتُوا الْبُيُوتَ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور یہ تو کوئی بھی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی چھپی دیوار کی طرف سے آؤ۔ البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاں چاؤ۔“

(۴۵۱۲) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب لوگ جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں پیچھے کی طرف سے چھت پر چڑھ کر داخل ہوتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ، البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار

الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ أَهْمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ))، ثُمَّ قَالَ: ((لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ))۔ [راجع: ۱۹۱۶]

۴۵۱۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرَفٍ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصُّومَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَاهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّ مَا يَعْنِي اللَّيْلُ مِنَ النَّهَارِ۔

۲۹ - باب قوله ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِان تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

۴۵۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِان تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾۔

[راجع: ۱۸۰۳]

کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔“

عبد جاہلیت میں احرام کے بعد اگر واپسی کی ضرورت ہوتی تو لوگ دروازوں سے نہ داخل ہوتے، بلکہ پیچھے دیوار کی طرف سے آتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۰۔ باب قوله ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

باب آیت ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ الخ کی تفسیر یعنی اور ”ان کافروں سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ (شرک) باقی نہ رہ جائے اور دین اللہ ہی کے لیے رہ جائے، سو اگر وہ باز آجائیں تو سختی کسی پر بھی نہیں بجز (اپنے حق میں) ظلم کرنے والوں کے“

۴۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةٍ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوا وَأَنْتَ بَيْنَ عُمَرَ وَصَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ فَقَالَ: قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةً، وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللَّهِ.

[راجع: ۳۱۳۰]

(۴۵۱۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے پاس ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانہ میں (جب ان پر حجاج ظالم نے حملہ کیا اور مکہ کا محاصرہ کیا) دو آدمی (علاء بن عرار اور حبان سلمی) آئے اور کہا کہ لوگ آپس میں لڑ کر تباہ ہو رہے ہیں۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں پھر آپ کیوں خاموش ہیں؟ اس فساد کو رفع کیوں نہیں کرتے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری خاموشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کسی بھی بھائی مسلمان کا خون مجھ پر حرام قرار دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ”اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم (قرآن کے حکم کے مطابق) لڑے ہیں، یہاں تک کہ فتنہ یعنی شرک و کفر باقی نہیں رہا اور دین خالص اللہ کے لیے ہو گیا، لیکن تم لوگ چاہتے ہو کہ تم اس لئے لڑو کہ فتنہ اور فساد پیدا ہو اور دین اسلام ضعیف ہو، کافروں کو جیت ہو اور خدا کے برخلاف دوسروں کا حکم سنا جائے۔

۴۵۱۴۔ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي فَلَانٌ وَحْيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمُعَاوَرِيِّ أَنَّ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ

(۴۵۱۴) اور عثمان بن صالح نے زیادہ بیان کیا کہ ان سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں فلاں شخص عبد اللہ بن ربیعہ اور حیوہ بن شریح نے خبر دی، انہیں بکر بن عمرو معاویری نے، ان سے بکر بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ایک شخص (حکیم) ابن عمر

رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ
الرَّحْمَنِ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحْجَّ عَامًا
وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرِكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَبَ اللَّهُ فِيهِ؟
قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي بَيْنِي الْإِسْلَامُ عَلَى
خَمْسٍ: إِيْمَانٍ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَالصَّلَاةِ
الْخَمْسِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ،
وَحَجِّ الْبَيْتِ، قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ
طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا
بَيْنَهُمَا -إِلَى- أَمْرٍ﴾ اللَّهُ ﴿فَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ: فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا
فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا
يُعَذِّبُوهُ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ.

[راجع: ۳۱۳۰]

۴۵۱۵- قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ
وَعُثْمَانَ قَالَ: أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ عَفَا
عَنْهُ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَغْفُوا عَنْهُ وَأَمَّا
عَلِيٌّ فَبَيْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَسَنِهِ
وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ: هَذَا بَيْنُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

[راجع: ۸]

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! تم کو کیا
ہو گیا ہے کہ تم ایک سال حج کرتے ہو اور ایک سال عمرہ اور اللہ
عزوجل کے راستے میں جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ کو خود
معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف کتنی رغبت دلائی ہے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، میرے بھتیجے! اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں
پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ وقت نماز پڑھنا،
رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا۔ انہوں نے کہا، اے
ابو عبد الرحمن! کتاب اللہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا آپ کو وہ
معلوم نہیں ہے کہ ”مسلمانوں کی دو جماعتیں اگر آپس میں جنگ
کریں تو ان میں صلح کراؤ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”الی امر اللہ“ تک
(اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ان سے جنگ کرو) یہاں تک کہ فساد باقی نہ
رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم
یہ فرض انجام دے چکے ہیں، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے،
کافروں کا ہجوم تھا تو کافر لوگ مسلمانوں کا دین خراب کرتے تھے، کہیں
مسلمانوں کو مار ڈالتے، کہیں تکلیف دیتے یہاں تک کہ مسلمان بہت
ہو گئے فتنہ جاتا رہا۔

(۳۵۱۵) پھر اس شخص نے پوچھا اچھا یہ تو کہو کہ عثمان اور علی رضی اللہ
کے باب میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصور اللہ
نے معاف کر دیا لیکن تم اس معافی کو اچھا نہیں سمجھتے ہو۔ اب رہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ تو وہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد
تھے اور ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ یہ دیکھو ان کا گھر آنحضرت
ﷺ کے گھر سے ملا ہوا ہے۔

خارجی مردود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بہت طعن کرتے کہ وہ جنگ احد سے بھاگ نکلے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس وجہ سے
برا جانتے کہ وہ مسلمانوں سے لڑے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احسن طریق پر ان کا رد کیا۔ اعتراض کرنے والا خارجی
مردود تھا اور آیات قرآنی کو بے محل پیش کرتا تھا۔ ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات کا استعمال کر کے لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب
بنے ہیں۔ سچ ہے۔ ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ (البقرة: ۲۶)

۳۱- باب قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ﴾

الح کی تفسیر یعنی ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھے کام کرتے رہو۔ اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تہلکۃ اور ہلاکت کے ایک ہی معنی ہیں۔“

(۴۵۱۶) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابوالاکل سے سنا اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ بخلی کر کے اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ امام مسلم وغیرہ نے ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مسلمان روم کے کافروں کی صف میں گھس گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا۔ ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہا آیت ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة: ۱۹۵) کا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں اتاری جب مسلمان بہت ہو گئے تو ہم نے کہا اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال اسباب درست کریں گے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری تو تہلکۃ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ ایک شخص لڑائی میں کافروں پر اکیلا حملہ آور ہو گیا اور مارا گیا، لوگ کہنے لگے اس نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔

باب آیت ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا﴾ کی تفسیر میں
یعنی ”لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو“ اس پر ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ ضروری ہے۔“

(۴۵۱۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے ان سے عبد الرحمن بن اصہبانی نے، کہا میں نے عبد اللہ بن معقل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا، ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی اور ان سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے احرام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نوگ لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں، آپ نے فرمایا کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہو تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا، پھر تین دن کے

اللہ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ۔

۴۵۱۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ حَذِيفَةَ ؓ وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ؕ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ۔

تَشْرِيحُ کہ ایک مسلمان روم کے کافروں کی صف میں گھس گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا۔ ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہا آیت ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة: ۱۹۵) کا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں اتاری جب مسلمان بہت ہو گئے تو ہم نے کہا اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال اسباب درست کریں گے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری تو تہلکۃ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ ایک شخص لڑائی میں کافروں پر اکیلا حملہ آور ہو گیا اور مارا گیا، لوگ کہنے لگے اس نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔

۳۲- باب قوله ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ﴾

۴۵۱۷- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْهَبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ الْكُوفَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةِ مَنْ صِيَامَ، فَقَالَ خَمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمَلُ يَتَنَاقَرُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هَذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ

مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَاحِلِقٍ رَأْسَكَ) فَزَلْتُ فِيْ خَاصَّةٍ وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةٌ)۔ [راجع: ۱۸۱۴]

۳۳- باب قوله ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ

بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾

۴۵۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمَتَاعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بَرَأَيْهِ مَا شَاءَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: يُقَالُ إِنَّهُ غَمَرُ. [راجع: ۱۵۷۱]

تَشْرِيحُ

روزے رکھ لویا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو آدھا صاع کھانا کھلانا اور اپنا سر منڈوا لو۔ کعب بن علقمہ نے کہا تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس کا حکم تم سب کے لیے عام ہے۔

باب آیت ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ کی تفسیر

یعنی ”تو پھر جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھائے۔“

(۴۵۱۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عمران ابی بکر نے، ان سے ابو رجاء نے بیان کیا اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کے ساتھ (حج کیا) پھر اس کے بعد قرآن نے اس سے نہیں روکا اور نہ اس سے حضور ﷺ نے روکا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی (لہذا تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا ہے۔

ایک صاحب سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی رائے تمتع کے خلاف تھی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کو ان کی رائے قرار دیا اور قرآن و حدیث کے خلاف اسے تسلیم نہیں کیا۔ اس سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے جو خلفائے راشدین میں سے ہیں قرآن و حدیث کے خلاف تسلیم کے لائق نہ ٹھہری تو دوسرے مجتہدین کس گنتی و شمار میں ہیں۔ ان کی رائے جو حدیث کے خلاف ہو تسلیم کے قابل نہیں ہے۔ خود ان ہی نے ایسی وصیت فرمائی ہے۔ لفظ متعہ سے حج تمتع مراد ہے۔

باب آیت ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ

رَبِّكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے فضل یعنی معاش کو تلاش کرو۔“

(۴۵۱۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالحجاز زمانہ جاہلیت کے بازار (میلے) تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) موسم حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو آیت نازل ہوئی کہ ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے یہاں سے تلاش معاش کرو۔“ یعنی موسم حج میں تجارت کے لیے

۳۴- باب قوله ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾

۴۵۱۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عَكَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأْتَمُّوْنَ أَنْ يَتَجَرَّوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَزَلْتُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ

مذکورہ منڈیوں میں جاؤ۔

رَبَّكُمْ ﴿فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ﴾

[راجع: ۱۷۷۰]

تجارت کو بطور شغل اختیار کرنا لعنت ہے۔ وہ تجارت مراد ہے جس میں خدا سے غافل ہو جائے اور رزق حلال کو فضل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ موسم حج میں بھی اس کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ جس سے تجارت کی اہمیت بہت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔

۳۵- باب ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ

باب آیت ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ کی

تفسیر ”پھر تم بھی وہاں جا کر لوٹ آؤ جہاں سے لوگ لوٹ آتے ہیں۔“ (۳۵۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لیے) مزدلفہ میں ہی وقوف کیا کرتے تھے، اس کا نام انہوں نے ”الحمس“ رکھا تھا اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔ آیت ثم افیضوا من حيث افاض الناس سے یہی مراد ہے۔

أَفَاضَ النَّاسُ﴾

۴۵۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزْمٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِضَ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾. [راجع: ۱۶۶۵]

قریش کو بھی عرفات میں وقوف کا حکم دیا گیا۔ الحمس کے معنی دین میں کپے اور سخت کے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ ہم قریش حرم کے خادم ہیں۔ حرم کی سرحد سے ہم باہر نہیں جاتے۔ عرفات حل میں ہے یعنی حرم کی سرحد سے باہر ہے۔ قریش کے اس غلط خیال کی اصلاح کی گئی اور سب کے لیے عرفات ہی کا وقوف واجب قرار پایا۔

(۳۵۲۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو کرب بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (جو کوئی تمتع کرے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے وہ) جب تک حج کا احرام نہ باندھے بیت اللہ کا نفل طواف کرتا رہے۔ جب حج کا احرام باندھے اور عرفات جانے کو سوار ہو تو حج کے بعد جو قربانی ہو سکے وہ کرے، اونٹ ہو یا گائے یا بکری۔ ان تینوں میں سے جو ہو سکے اگر قربانی میسر نہ ہو تو تین

۴۵۲۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَطَوُّفُ الرَّجُلِ بِالنَّيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهْلَ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ الْبَقَرِ أَوْ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ أَيْ ذَلِكَ شَاءَ غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرَ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي

روزے حج کے دنوں میں رکھے۔ عرفہ کے دن سے پہلے اگر آخری روزہ عرفہ کے دن آجائے تب بھی کوئی قباحت نہیں شہر مکہ سے چل کر عرفات کو جائے وہاں عصر کی نماز سے رات کی تاریکی ہونے تک ٹھہرے، پھر عرفات سے اس وقت لوٹے جب دوسرے لوگ لوٹیں اور سب لوگوں کے ساتھ رات مزدلفہ میں گزارے اور اللہ کی یاد اور تکبیر اور تہلیل بہت کرتا رہے صبح ہونے تک۔ صبح کو لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ کو لوٹے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس﴾ الایہ یعنی کنکریاں مارنے تک اسی طرح اللہ کی یاد اور تکبیر و تہلیل کرتے رہو۔

الْحَجَّ وَذَلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِنُطْلِقُ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ، ثُمَّ لِيَذْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَتَلَفَعُوا جَمْعًا الَّذِي يَبْتَغُونَ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرَ اللَّهُ كَثِيرًا، وَأَكْثَرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا، ثُمَّ أَفِضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِضُونَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

باب آیت ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ۔“

۳۶- باب قوله ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

(۴۵۲۲) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے ”اے پروردگار! ہمارے! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ۔“

۴۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ».

یہ دعا بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جسے بکثرت پڑھنا دین اور دنیا میں بہت سی برکتوں کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں اس سے پہلے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو حج میں خالی دنیاوی مفاد کی دعائیں کرتے اور آخرت کو بالکل بھول جاتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی کہ وہ دنیا کے ساتھ آخرت کی بھی بھلائی مانگیں۔ اس آیت کا شان نزول یہی ہے۔ عرفات میں بھی زیادہ تر اس دعا کی فضیلت ہے۔

باب آیت ﴿وَهُوَ الَّذِي خَصَّامُ﴾ کی تفسیر یعنی ”حالانکہ وہ بہت ہی سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔“ عطاء نے کہا کہ اللہ

باب قوله ﴿وَهُوَ الَّذِي خَصَّامُ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ: النَّسْلُ: الْحَيَوَانُ.

تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَيَهْلِكُ الْحَوْثُ وَالنَّسْلُ﴾ میں نسل سے مراد جانور ہے۔

(۴۵۲۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑا لو ہو۔“ اور عبد اللہ (بن ولید عدنی) نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (وہی حدیث جو اوپر گزری)

حضرت امام بخاری نے عبد اللہ بن ولید کی سند اس لیے بیان کی کہ اس میں حدیث کے مرفوع ہونے کی صراحت ہے۔ یہ سفیان ثوری کی جامع میں موصول ہے۔

باب آیت ﴿إِنَّمَا حَسِبْتُمْ أَنَّ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ الخ کی تفسیر میں یعنی ”کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تم کو ان لوگوں جیسے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، انہیں تنگی اور سختی پیش آئی“ آخر آیت تک۔

(۴۵۲۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سورہ یوسف کی آیت حتی ﴿إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ (میں کذبوا کو ذال کی) تخفیف کے ساتھ قرأت کیا کرتے تھے، آیت کا جو مفہوم وہ مراد لے سکتے تھے لیا، اس کے بعد یوں تلاوت کرتے۔ ﴿حتى يقول الرسول والذين آمنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب﴾ پھر میری ملاقات عروہ بن زبیر سے ہوئی، تو میں نے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا ذکر کیا۔

(۴۵۲۵) انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو کہتی تھیں اللہ کی پناہ! پیغمبر تو جو وعدہ اللہ نے ان سے کیا ہے اس کو سمجھتے ہیں کہ وہ

۴۵۲۳ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَكْذُ الْخَصِمُ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۴۵۷]

۳۸ - باب قوله ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمُ الْأَسَاءِ وَالضَّرَاءِ - إِلَى - قَرِيبٌ﴾
۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا﴾ خَفِيفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا: ﴿حَتَّى يَقُولَ الرُّسُلُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾. فَلَقِيتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ.

۴۵۲۵ - فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا وَعَدَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا

مرنے سے پہلے ضرور پورا ہو گا۔ بات یہ ہے کہ پیغمبروں کی آزمائش برابر ہوتی رہی ہے۔ (مد آنے میں اتنی دیر ہوئی) کہ پیغمبر ڈر گئے۔ ایسا نہ ہو ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا سمجھ لیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت سورہ یوسف کو یوں پڑھتی تھیں۔ وطنوا انہم قد کذبوا۔ (ذال کی تشدید کے ساتھ)

عَلِمَ أَنَّهُ كَانَتْ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتَّى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مِنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُونَهُمْ، فَكَانَتْ تَقْرَأُهَا وَطَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا ۖ مُثْقَلَةً.

[راجع: ۳۳۸۹]

تشریح تو مطلب یہ ہو گا کہ نبیوں کو یہ ڈر ہوا کہ ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مشہور قرأت تخفیف کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں بعضوں نے یوں معنی کئے ہیں کہ ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھ گئے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا حالانکہ پیغمبروں کو اللہ کے وعدہ میں شک و شبہ نہیں ہوا کرتا وہ بہت پختہ ایمان اور یقین والے ہوتے ہیں۔

باب آیت نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتُم الخ کی تفسیر یعنی ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح سے چاہو اور اپنے حق میں آخرت کے لیے کچھ نیکیاں کرتے رہو۔“

۳۹۔ باب قوله تعالى ﴿نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ﴾ الآية.

(۴۵۲۶) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نصر بن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو عبد اللہ ابن عون نے خبر دی، ان سے نافع نے بیان کیا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن پڑھتے تو اور کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے یہاں تک کہ تلاوت سے فارغ ہو جاتے۔ ایک دن میں (قرآن مجید لے کر) ان کے سامنے بیٹھ گیا اور انہوں نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت نساءکم حرث لکم الخ پر پہنچے تو فرمایا، معلوم ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ فلاں فلاں چیز (یعنی عورت سے پیچھے کی طرف سے جماع کرنے کے بارے میں) نازل ہوئی تھی اور پھر تلاوت کرنے لگے۔

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَحَدَتْ عَلَيْهِ يَوْمًا، فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى أَنْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ: تَذَرِي فِيمَا أُنْزِلَتْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضَى.

[طرفة في: ۴۵۲۷].

(۴۵۲۷) اور عبد الصمد بن عبد الوارث سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو۔“ کے بارے میں فرمایا کہ (پیچھے سے بھی) آسکتا ہے۔ اور اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید بن قطان نے بھی اپنے والد سے

۴۵۲۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ قَالَ: يَأْتِيهَا فِي. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ

غمر۔ انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

[راجعہ: ۴۵۲۶]

تشیخ

آیت مذکورہ میں انی شتم سے مراد یہ ہے کہ جس طرح چاہو لٹا کر، بٹھا کر کھڑا کر کے اپنی عورت سے جماع کر سکتے ہو۔ لفظ حردکم (کھیتی) بتلا رہا ہے کہ اس سے وطی فی الدبر مراد نہیں ہے کیونکہ دبر کھیتی نہیں ہے۔ یہ آیت یہودیوں کی تردید میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ عورت سے اگر شرمگاہ میں پیچھے سے جماع کیا جائے تو لڑکا بھیگا پیدا ہوتا ہے جن لوگوں نے اس آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکالا ہے ان کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ دبر میں جماع کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا ہے کہ اللہ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو کسی مرد یا عورت سے دبر میں جماع کرے۔ یہ فعل بہت گندہ اور خلاف انسانیت بھی ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے برے کام سے بچائے، آمین۔

۴۵۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَخْوَلَ، فَزَلَتْ: «نِسَاءَكُمْ حَرُثٌ لَكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنِي شِئْتُمْ»۔
(۴۵۲۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستر کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھیگا پیدا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔“

مراد یہ ہے کہ لیٹے، بیٹھے، کھڑے جس طرح چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو۔ دبر میں جماع کرنا شرعاً قطعاً حرام ہے اور خلاف انسانیت۔ یہ ایسا فعل ہے جس کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ قوم لوط کا یہ فعل تھا کہ وہ لڑکوں سے بد فعلی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب نازل کیا کہ ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا اور ایسے بدکاروں کے لیے ان کو عبرت بنا دیا۔ آج بھی بہت سے لوگ ایسی خبیث عادت میں مبتلا ہو کر لعنت خداوندی کے مستحق ہو رہے ہیں۔

باب ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيَبْلُغْنَ أَجَلَهُنَّ﴾ الایۃ کی تفسیر
یعنی ”اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور پھر وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے پھر نکاح کر لیں۔ اس آیت کا شان نزول حدیث ذیل میں مذکور ہے۔

(۴۵۲۹) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھیں۔ ان کو ان کے اگلے خاوند نے نکاح کا پیغام دیا (دوسری سند) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے معقل

۴۰- باب قوله ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيَبْلُغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾

۴۵۲۹- حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتُ تُحْطَبُ إِلَيَّ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ح۔

بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (تیسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا اور ان سے امام حسن بصری نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی لیکن جب عدت گزر گئی اور طلاق بائن ہو گئی تو انہوں نے پھر ان کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا، مگر عورت چاہتی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَحَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ فَتَزَلَّتْ ﴿فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ زَوْجَاهُنَّ﴾ [اطرافہ فی: ۵۱۳۰، ۵۳۳۰، ۵۳۳۱]۔

تفسیر یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔ آیت میں مخاطب عورتوں کے اولیاء ہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ وہیں معقل رضی اللہ عنہ کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہے۔ حکم مذکورہ طلاق رجعی کے لیے ہے اور طلاق بائن کے لیے بھی جبکہ شرعی حلالہ کے بعد عورت پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اسے روکنا نہ چاہیے، از خود حلالہ کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

باب ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ الْآيَةِ
کی تفسیر ”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک روک رکھیں۔ آخر آیت بما تعملون خبیر تک۔ یعفون بمعنی یہیں (یعنی ہبہ کر دیں بخش دیں)

۴۱- باب قوله

﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ - إِلَى - بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ﴿يَعْفُونَ﴾ يَهْنُ.

تفسیر پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بیویوں کے لیے ایک سال گھر میں رکھنے اور ان کو نان نفقہ دینے کی وصیت کر جائیں، پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اتاری اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

(۴۵۳۰) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے، ان سے حبیب نے، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آیت والذین يتوفون منکم یعنی اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں کے متعلق عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لیے آپ اسے (صحف میں) نہ لکھیں یا (یہ کہا کہ) نہ رہنے دیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹے! میں (قرآن کا) کوئی حرف اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

۴۵۳۰- حَدَّثَنِي أُمِّيَةُ بْنُ بَسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْآخَرَى، فَلَمْ تَكُتِبْهَا أَوْ تَدْعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي: لَا أَغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ. [طرفہ فی: ۴۵۳۶]۔

تشیخ

منسوخ ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ بعض آیات حکم اور تلاوت دونوں طرح سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ ان کو قرآن شریف میں درج نہیں کیا گیا اور کچھ آیات ایسی ہیں کہ ان کا حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ ہے، بعض ایسی ہیں جن کا حکم منسوخ ہے اور تلاوت باقی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مراد ان ہی آیات سے تھی جن کو تلاوت کے لیے باقی رکھا گیا اور حکم کے لحاظ سے وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔

۴۵۳۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رُوْحٌ، حَدَّثَنَا شَيْبَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْخَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَاءَتْ اغْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَتَسِيخُ السُّكْنَى فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا

(۴۵۳۱) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شبل بن عباد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت ”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں“ کے بارے میں (زمانہ جاہلیت کی طرح) کہا کہ عدت (یعنی چار مہینے دس دن کی) تھی جو شوہر کے گھر عورت کو گزارنی ضروری تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت (کر جائیں) کہ وہ ایک سال تک گھر سے نہ نکلی جائیں، لیکن اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں۔ اگر وہ دستور کے موافق اپنے لیے کوئی کام کریں۔“ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے سات مہینے اور بیس دن وصیت کے قرار دیئے کہ اگر وہ اس مدت میں چاہے تو اپنے لیے وصیت کے مطابق (شوہر کے گھر میں ہی) ٹھہرے اور اگر چاہے تو کہیں اور چلی جائے کہ اگر ایسی عورت کہیں اور چلی جائے تو تمہارے حق میں کوئی گناہ نہیں۔ پس عدت کے ایام تو وہی ہیں جنہیں گزارنا اس پر ضروری ہے (یعنی چار مہینے دس دن) شبل نے کہا ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اس آیت نے اس رسم کو منسوخ کر دیا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت گزارے۔ اس آیت کی رو سے عورت کو اختیار ملا جہاں چاہے وہاں عدت گزارے اور اللہ پاک کے قول غیر اخراج کا یہی مطلب ہے۔ عطاء نے کہا، عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت گزارے اور خاوند کی وصیت کے موافق اسی کے گھر میں رہے اور اگر چاہے تو وہاں سے

نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ نکل جائیں تو دستور کے موافق اپنے حق میں جو بات کریں اس میں کوئی گناہ تم پر نہ ہوگا۔ عطاء نے کہا کہ پھر میراث کا حکم نازل ہوا جو سورہ نساء میں ہے اور اس نے (عورت کے لیے) گھر میں رکھنے کے حکم کو منسوخ قرار دیا۔ اب عورت جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اسے مکان کا خرچہ دینا ضروری نہیں اور محمد بن یوسف نے روایت کیا، ان سے درقاء بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نضیح نے اور ان سے مجاہد نے، یہی قول بیان کیا اور فرزندان ابن ابی نضیح سے نقل کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت نے صرف شوہر کے گھر میں عدت کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”غیر اخراج“ وغیرہ سے ثابت ہے۔

(۴۵۳۲) ہم سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو عبد اللہ بن عون نے خبر دی، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں حاضر ہوا۔ بڑے بڑے انصاری وہاں موجود تھے اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بھی موجود تھے۔ میں نے وہاں سبیحہ بنت حارث کے باب سے متعلق عبد اللہ بن عتبہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ عبد الرحمن نے کہا لیکن عبد اللہ بن عتبہ کے چچا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ایسا نہیں کہتے تھے۔ (محمد بن سیرین نے کہا) کہ میں نے کہا کہ پھر تو میں نے ایک ایسے بزرگ عبد اللہ بن عتبہ کے متعلق جھوٹ بولنے میں دلیری کی ہے کہ جو کوفہ میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ میری آواز بلند ہو گئی تھی۔ ابن سیرین نے کہا کہ پھر جب میں باہر نکلا تو راستے میں مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے میری ملاقات ہو گئی۔ (راوی کو شک ہے یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفیقوں میں سے تھے) میں نے ان سے پوچھا کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی عدت کے متعلق کیا فتویٰ دیتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے

نَسَكْنِي لَهَا، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرَقَاءُ عَنْ ابْنِ نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهِذَا. وَعَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ غَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهُ. [طبرانی: ۵۳۴۴]

۴۵۳۲ - حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عَظَمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْحَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: وَلَكِنْ عَمُّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذَلِكَ فَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيطَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النَّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوَلَى

وَقَالَ أَيُّوبُ: عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيتُ أَبَا عَظِيَّةَ
مَالِكِ بْنِ عَامِرٍ.
[طرفہ فی : ۴۹۱۰].

تھے کہ تم لوگ اس حاملہ پر سختی کے متعلق کیوں سوچتے ہو اس پر
آسانی نہیں کرتے (اس کو لمبی) عدت کا حکم دیتے ہو۔ سورۃ نساء چھوٹی
(سورۃ طلاق) لمبی سورۃ نساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور ایوب سختیائی
نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ میں ابو عقیہ مالک بن عامر
سے ملا۔

تشیخ سورۃ طلاق کو چھوٹی سورۃ نساء کہا گیا ہے اور سورۃ نساء کو بڑی سورۃ نساء قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ طلاق میں اللہ نے یہ فرمایا
ہے۔ ﴿وَأَزَلَّتِ الْاَحْمَالُ اَجْلَهُنَّ اَنْ يُصَفَّنَ حَمْلُهُنَّ﴾ (العلاق: ۴) تو حاملہ عورتیں سورۃ نساء کی آیت سے خاص کر لی گئیں۔
اس سے یہ نکلا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی حاملہ عورت کی عدت میں یہی تھا کہ وضع حمل سے اس کی عدت پوری
ہو جاتی ہے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا قول غلط نکلا۔ ایوب سختیائی کی روایت میں شک نہیں ہے۔ جیسے عبداللہ بن عون کی روایت میں
ہے کہ مالک بن عامر مالک بن عوف سے ملا۔ اس روایت کو خود امام بخاری نے تفسیر سورۃ طلاق میں وصل کیا ہے۔ روایت میں مذکورہ
سیبہ کا قصہ یہ ہے کہ سیبہ کا خاوند سعد بن خولہ مکہ میں مر گیا اس وقت سیبہ حاملہ تھی۔ خاوند کے انتقال کے چند روز بعد وہ بچہ جنی
اور ابوانسابل نے اس سے نکاح کرنا چاہا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو نکاح کی اجازت دے دی۔ معلوم ہوا
کہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے گزر جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ حاملہ بھی عدت پوری کرے گی اگر وضع
حمل میں چار مہینے دس دن باقی ہوں تو اس مدت تک اگر زیادہ عرصہ باقی ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

۴۲ - باب قوله ﴿حَافِظُوا عَلَى
الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾
باب آیت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”سب ہی نمازوں کی حفاظت رکھو اور درمیانی نماز کی پابندی
خاص طور پر لازم پکڑو۔“

(۴۵۳۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید
بن ہارون نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے
محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

(دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن بشر بن حکم
نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام
بن حسان نے، کہا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبیدہ
بن عمرو نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق
کے موقع پر فرمایا تھا، ان کفار نے ہمیں درمیانی نماز نہیں پڑھنے دی،

۴۵۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ

۰۰۰۰ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ هِشَامُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ : ((حَسَبُونَا
عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ

مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَيَبْوِئُهُمْ أَوْ جَوَافُهُمْ)) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، خدا ان کی قبروں اور گھروں کو یا ان کے پیڑوں کو آگ سے بھر دے۔ قبروں اور گھروں یا پیڑوں کے لفظوں میں شک یحییٰ بن سعید راوی کی طرف سے ہے۔

[راجع: ۲۹۳۱]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے۔ کچھ لوگوں نے بعض دوسری نمازوں کو بھی مراد لیا ہے۔ مگر قول راجح یہی ہے۔ اس بارے میں شارح نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام کشف الخطا عن صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔

باب آیت ﴿وَقَوْمِ اللَّهِ قَانَتَيْنِ﴾ کی تفسیر

قانتین بمعنی مطیعین یعنی فرمانبردار۔

۴۳- باب قوله ﴿وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانَتَيْنِ﴾

یعنی ”اور اللہ کے سامنے فرمانبرداروں کی طرح خاموش کھڑے ہوا کرو۔“ خاموشی سے دنیا کی بات نہ کرنا مراد ہے۔

۴۵۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ شَبِيلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يَكُلُّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانَتَيْنِ﴾ فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ. [راجع: ۱۲۰۰]

(۴۵۳۴) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے حارث بن شبیل نے، ان سے ابو عمرو شیبانی نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے بات بھی کر لیا کرتے تھے، کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لیے بات کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو۔“ اس آیت کے ذریعہ ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دیا گیا۔

لفظ قانتین سے خاموش رہنے والے فرمانبردار مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا قنوت یہ ہے کہ خشوع خضوع طول قیام کے ساتھ ادب سے نماز پڑھے۔ نگاہ نیچی رکھے، نماز دربار الہی میں عاجزانہ طور پر ظاہر و باطن کو جھکا دینے کا نام ہے۔ آیت میں قنوت سے نماز میں خاموش رہنا مراد ہے۔ (فتح الباری) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کتبت ابو عمرو ہے۔ یہ انصاری خزرجی ہیں۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ ۶۶ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

باب آیت ﴿وَأَنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اگر تمہیں ڈر ہو تو تم نماز پیدل ہی (پڑھ لیا کرو) یا سواری پر پڑھ لو۔ پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جس کو تم جانتے بھی نہ تھے۔“

۴۴- باب قول الله عز وجل ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

حالت جنگ میں جب ہر طرف سے خوف طاری ہو تو نماز پیدل یا سوار جس صورت میں بھی ادا کی جاسکے۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حالت جنگ کی یہ کیفیت اتفاقی امر ہے ورنہ سفر میں قہر بہر صورت جائز ہے۔

حالت جنگ میں جب ہر طرف سے خوف طاری ہو تو نماز پیدل یا سوار جس صورت میں بھی ادا کی جاسکے۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حالت جنگ کی یہ کیفیت اتفاقی امر ہے ورنہ سفر میں قہر بہر صورت جائز ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ كُرْسِيُّهُ : عِلْمُهُ، يُقَالُ :
بَسْطَةُ : زِيَادَةٌ وَلَفْظًا، أَفْرِغْ : أَنْزِلْ، وَلَا
يُؤْوَدُهُ : لَا يُنْقِلُهُ، آذَنِي أَنْفَلِيهِ وَالْآذُ
وَالْأُذُنُ : الْقُوَّةُ، السَّنَةُ : نَعَاسٌ، يَنْسَنُهُ :
يَتَغَيَّرُ، فَبُهِتَ : ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ، خَاوِيَةٌ : لَا
أَيْسَ لَهَا، عُرُوشُهَا : أَيْبَتُهَا، السَّنَةُ :
نَعَاسٌ : نُنْشِرُهَا : نُخْرِجُهَا، إِعْصَارٌ رِيحٌ
عَاصِفٌ تَهْبُ مِنْ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ
كَعَمُودٍ، فِيهِ نَارٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : صَلْدًا
لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَالَ عِكْرَمَةُ : وَابِلٌ :
مَطَرٌ شَدِيدٌ، الطَّلُ : النَّدَى وَهَذَا مَثَلُ
عَمَلِ الْمُؤْمِنِ، يَنْسَنُهُ : يَتَغَيَّرُ.

سعید بن جبیر نے کہا وسیع کرسیہ میں کرسی سے مراد پروردگار کا علم ہے۔ (یہ تاویلی مفہوم ہے احتیاط اسی میں ہے کہ ظاہر معنوں میں تسلیم کر کے حقیقت کو علم الہی کے حوالہ کر دیا جائے) بسطۃ سے مراد زیادتی اور تفصیل ہے۔ الفرج کا مطلب انزل ہے یعنی ہم پر مبرنازل فرما لفظ ولا یودہ کا مطلب یہ کہ اس پر بار نہیں ہے۔ اسی سے لفظ آذنی ہے یعنی مجھ کو اس نے بوجھل بنا دیا اور لفظ آذ اور اید قوت کو کہتے ہیں لفظ السنۃ او نگہ کے معنی میں ہے۔ لم یتسنہ کا معنی نہیں بگڑا لفظ فہیت کا معنی یعنی دلیل سے ہارے گا لفظ خاوی یعنی خالی جہاں کوئی رفیق نہ ہو۔ لفظ عروشا سے مراد اس کی عمارتیں ہیں، نُنشزھا کے معنی ہم نکالتے ہیں۔ لفظ اعصار کے معنی تند ہوا جو زمین سے اٹھ کر آسمان کی طرف ایک ستون کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لفظ صلدۃ یعنی چکنا چاف جس پر کچھ بھی نہ رہے اور عکرمہ نے کہا لفظ وابل زور کے مینہ پر بولا جاتا ہے اور لفظ طل کے معنی شبنم اوس کے ہیں۔ یہ مومن کے نیک عمل کی مثال ہے کہ وہ ضائع نہیں جاتا۔ یتسنہ کے معنی بدل جائے، بگڑ جائے۔

حضرت امام بخاری نے اپنی روش کے مطابق سورہ بقرہ کے یہ مختلف مشکل الفاظ منتخب فرما کر ان کے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پورے معانی و مطالب ان ہی مقالات سے متعلق ہیں جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوئے ہیں۔

(۴۵۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ امام مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت ان کے اور دشمن کے درمیان میں رہے۔ یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہ ہوں، پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے جو پہلے اس کے ساتھ تھے تو اب یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور ان کی جگہ لے لیں، جنہوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی ہے، لیکن یہ لوگ سلام نہ پھیریں۔ اب

۴۵۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَ إِذَا
سَبَلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ : يَتَقَدَّمُ
الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمْ
الْإِمَامُ رُكْعَةً، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ
وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يَصَلُّوا فَإِذَا صَلَّوْا الَّذِينَ
مَعَهُ رُكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ
يَصَلُّوا، وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ

وہ لوگ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی ہے اور امام انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اب امام دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز سے فارغ ہو چکا۔ پھر دونوں جماعتیں (جنہوں نے الگ الگ امام کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی تھی) اپنی باقی ایک ایک رکعت ادا کر لیں۔ جبکہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی دو دو رکعت پوری ہو جائیں گی۔ لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہے تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ مجھ کو یقین ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ باتیں رسول کریم ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہیں۔

يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ
الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ، فَيُصَلُّوْنَ لَأَنْفُسِهِمْ
رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ
كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوْا
رَجُلًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا
مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ، أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا. قَالَ
مَالِكٌ : قَالَ نَافِعٌ : لَا أَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۹۴۲]

تشریح نماز خوف ایک مستقل نماز ہے جو جنگ کی حالت میں پڑھی جاتی ہے اور یہ ایک رکعت تک بھی جائز ہے۔ بہتر تو یہی صورت ہے جو مذکور ہوئی۔ خوف زیادہ ہو تو پھر یہ ایک رکعت جس طور بھی ادا ہو سکے درست ہے۔ مگر قصر اپنی جگہ پر ہے جو حالت امن و خوف ہر جگہ بہتر ہے، افضل ہے۔

باب ۴۵ - ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾
کی تفسیر

باب ۴۵ - ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾

یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو خاندانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے لیے مکان کی اور خرچہ کی ایک سال تک کے لیے وصیت کر جائیں۔ پھر وہ عورتیں اس مدت تک نکالی نہ جائیں۔“ یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۴۵۳۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخْتُهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ: تَدْعُهَا يَا ابْنَ أَخِي لَا أَعْيُرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ قَالَ

یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں“ کا ہم سے حمید بن اسود اور یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حبیب بن شہید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سورہ بقرہ کی آیت یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”غیر اخراج“ تک کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس کو آپ نے مصحف میں کیوں لکھوایا، چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے کہا، میرے بھتیجے میں کسی آیت کو اس کے ٹھکانے سے بدلنے والا نہیں۔ یہ حمید نے کہا یا کچھ ایسا ہی جواب دیا۔ (اس پر

حَمِيدٌ : اَوْ نَحْوُ هَذَا. [راجع: ۴۵۳۰]

تفصیلی نوٹ پیچھے لکھا جا چکا ہے۔

۴۶- باب قوله ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

باب ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى﴾

رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى﴾.

کی تفسیر

یعنی ”اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے

گا۔“

۴۵۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشُّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ : ﴿رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى، قَالَ : أَوْلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ : بَلَى، وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾)).

(۴۵۳۷) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ابوسلمہ اور سعید نے، ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شک کرنے کا ہمیں ابراہیمؑ سے زیادہ حق ہے، جب انہوں نے عرض کیا تھا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا، اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا، کیا تجھ کو یقین نہیں ہے؟ عرض کی یقین ضرور ہے، لیکن میں نے یہ درخواست اس لیے کی ہے کہ میرے دل کو اور اطمینان حاصل ہو جائے۔

[راجع: ۳۳۷۲]

اللہ نے پھر ان سے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پکڑو اور ان کا گوشت خلط ملط کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ۔ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر دوڑے چلے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اپنی جگہ پر یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

۴۷- باب قَوْلِهِ : ﴿أَيُّودُ أَحَدُكُمْ

باب آیت ﴿أَيُّودُ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ لَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَجِيلٍ إِلَى قَوْلِهِ

أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَجِيلٍ إِلَى قَوْلِهِ

یعنی ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو“ آخر آیت ”تتفكرون“ تک۔

تَعَالَى تَتَفَكَّرُونَ﴾

۴۵۳۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ،

(۴۵۳۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي

دی، انہیں ابن جریج نے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے سنا، وہ

مَلِكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

عبد اللہ بن عباسؓ سے بیان کرتے تھے، ابن جریج نے کہا اور میں

وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ أَبِي مَلِكَةَ

نے ابن ابی ملیکہ کے بھائی ابو بکر بن ابی ملیکہ سے بھی سنا، وہ عبید بن

يُحَدِّثُ عَنْ غُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: قَالَ

عمیر سے روایت کرتے تھے کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے نبی کریم

عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ

ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا کہ آپ لوگ جانتے ہو یہ آیت کس

النَّبِيِّ ﷺ يَمِمْ تَرَوْنَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ

سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس

﴿أَيُّودُ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ﴾؟ قَالُوا:

کا ایک باغ ہو۔“ سب نے کہا کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ سن کر

حضرت عمرؓ بہت خفا ہو گئے اور کہا، صاف جواب دیں کہ آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے یا نہیں۔ ابن عباسؓ نے عرض کیا امیر المؤمنین! میرے دل میں ایک بات آتی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا، بیٹے! تمہیں کہو اور اپنے کو حقیر نہ سمجھو۔ ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، کیسے عمل کی؟ حضرت ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ عمل کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے، وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے اگلے نیک اعمال سب غارت ہو جاتے ہیں۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ساری عمر تو نیک عمل کرتا رہتا ہے جب آخر عمر ہوتی ہے اور نیک عملوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، اس وقت برے کام کرنے لگتا ہے اور اس کی ساری اگلی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری)

باب آیت ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْحَافَا﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ لوگوں سے چٹ کر نہیں مانگتے۔“ عرب لوگ الحف اور احفا بالمسئلة جب کہتے ہیں کہ کوئی گڑگڑا کر پیچھے لگ کر سوال کرے۔ فیحفکم کے معنی تمہیں مشقت میں ڈال دے، نہ تھکا دے۔

یہ اصحاب صفہ کا ذکر ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ جاہل لوگ ان کو غنی جانتے حالانکہ اصلی حقدار وہی لوگ تھے۔

(۴۵۳۹) ہم سے سعید ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شریک بن ابی نمر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار اور عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے بیان کیا اور انہوں نے کہا ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجور، ایک یا دو لقمے در بدر لیے پھریں، بلکہ مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا رہے اور اگر تم دلیل چاہو تو (قرآن سے) اس آیت کو پڑھ لو کہ ”وہ لوگوں سے چٹ کر

اللہ اَعْلَمُ، فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ: قُولُوا: نَعْلَمُ اَوْ لَا نَعْلَمُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنُ اُخِي قُلْ: وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ضَرَبْتَ مَثَلًا لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ: اَيُّ عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ: لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى اغْرَقَ اَعْمَالَهُ.

۴۸- باب قوله ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْحَافَا﴾ يُقَالُ: أَلْحَفَ عَلَيَّ، وَأَلَحَّ عَلَيَّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ فَيُحْفِكُمْ: يُجْهِدُكُمْ.

۴۵۳۹- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عُمَرَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللَّقْمَةُ وَلَا اللَّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ

وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلُهُ تَعَالَى: ((لَا)) نہیں مانگتے“
يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا))۔

[راجع: ۱۴۷۶]

تفسیر اللہ کی مخلوق سے سوال نہ کرے، خالق سے مانگے، یہی مراد اس حدیث میں ہے اللھم اھینی مسکینا بعضوں نے کہا سوال کرنا مسکین ہونے کے خلاف نہیں ہے لیکن سوال میں الحاح نہ کرے یعنی پیچھے نہ پڑ جائے۔ ایک بار اپنی حاجت بیان کر دے اگر کوئی دے تو لے لے ورنہ چلا جائے، بھروسا صرف اللہ پر رکھے۔

۴۹- باب قول اللہ ﴿وَأَحِلَّ اللَّهُ﴾ واصل اللہ البیع و حرم الربو کی تفسیر

الْبَيْعُ وَحَرَمُ الرَّبَا الْمَسُّ: الْجُنُونُ المس یعنی جنون

یعنی حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔ لفظ ”المس“ کے معنی جنون کے ہیں جسے دیوانگی بھی کہتے ہیں۔ فراء نے یہی تفسیر کی ہے۔ مس کا معنی جنوں کا چھونا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں سود خوار آخرت میں مجنون اٹھے گا۔

۴۵۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّبَا قَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَضَبًا عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ۴۵۹]

(۴۵۴۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا، ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سود کے سلسلے میں سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور اس کے بعد شراب کی تجارت بھی حرام قرار پائی۔

تفسیر یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا کہ سود بھی ایک طرح کی تجارت ہے پھر یہ حرام کیوں قرار دیا گیا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتلایا کہ تجارتی نفع حلال ہے اور سودی نفع حرام ہے۔ سود خوروں کا حال یہ ہو گا کہ وہ محشر میں دیوانوں کی طرح سے کھڑے ہوں گے اور خون کی نہریں ان کو غوطے دیئے جائیں گے۔

۵۰- باب قوله ﴿يُمَحِّقُ اللَّهُ﴾ يُمَحِّقُ اللَّهُ الرَّبَا يُذْهِبُهُ

کی تفسیر

یعنی ”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“ لفظ یمحق بمعنی یذهب کے ہے یعنی مٹ دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔

۴۵۴۱- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ: أَبَا الصُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا

(۴۵۴۱) ہم سے بشر بن خالد، اخبرنا محمد بن جعفر، عن شعبہ نے، انہیں سلیمان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالضحیٰ سے سنا، وہ مسروق سے روایت کرتے تھے کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب سورہ بقرہ

أُنزِلَتْ الْآيَاتُ الْآخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَتَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں انہیں پڑھ کر سنایا اس کے بعد شراب کی تجارت حرام ہو گئی۔

[راجع: ۴۵۹]

سودی مال بظاہر بڑھتا نظر آتا ہے مگر انجام کے لحاظ سے وہ ایک دن تلف ہو جاتا ہے۔ ہاں صدقہ خیرات ثواب کے لحاظ سے بڑھنے والی چیزیں ہیں۔ سود خور قوموں کو بظاہر عروج ملتا ہے مگر انجام کے لحاظ سے ان کی تسلیں ترقی نہیں کرتی ہیں۔ سود بیاج اسلام میں بدترین جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر قرض حسنہ ہے جس کے بہت سے فضائل ہیں۔

۵۱- باب قوله ﴿فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ فَاعْلَمُوا

باب آیت ﴿فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ کی تفسیر لفظ فاذنوا بمعنی فاعلموا ہے۔ یعنی جان لو، آگاہ ہو جاؤ۔

یعنی ”اگر یہ سن کر بھی سود سے باز نہیں آئے ہو تو خبردار! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ اس وقت ہے جب لفظ فاذنوا کی زوال پر فتح پڑھا جائے۔ بعضوں نے زوال کا کسرہ بھی پڑھا ہے۔ اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ لوگوں کو آگاہ کر دو۔

۴۵۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُنزِلَتْ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

(۴۵۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے منصور نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور شراب کی تجارت حرام قرار دی گئی۔

سود خوروں کو تنبیہ کی گئی کہ یا تو وہ اس سے باز آجائیں ورنہ خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کیلئے تیار ہو جائیں۔ گویا سود خوری سے باز نہ آئیوالے مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرِ جنگ ہیں۔ انکو اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

۵۲- باب قوله ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

باب آیت ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ کی تفسیر یعنی ”اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کے لیے آسانی مہیا ہونے تک مہلت دینا بہتر ہے اور اگر تم اس کا قرض معاف ہی کر دو تو تمہارے حق میں یہ اور بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔“

قرض خواہوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مقروض کے حال کے مطابق معاملہ کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ پہلے زمانے کا ایک شخص محض اس نیکی کی وجہ سے بخشا گیا کہ وہ اپنے مقروض لوگوں پر سختی نہیں کرتا تھا بلکہ معاف بھی کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ مگر آج کے مادی دور میں ایسی مثالیں محال ہیں جبکہ اکثریت نے دولت ہی کو اپنا خدا سمجھ لیا ہے۔ آج اکثر دولت مندوں کا یہ حال ہے کہ وہ کسی غریب کے ساتھ ایک پیسے کی رعایت کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ الا ماشاء اللہ۔

(۴۵۴۳) اور ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے منصور اور اعش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں پڑھ کر سنایا پھر شراب کی تجارت حرام کر دی۔

باب آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔“

(۴۵۴۴) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخری آیت جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کی آیت تھی۔

دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت ہے کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۲۸۱) تھی۔ حضرت امام بخاری نے یہ روایت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آیت روا سے یہی آیت ہے۔ اس طرح باب کی مطابقت بھی حاصل ہو گئی۔

باب آیت ﴿وَأَنْ تَبْذُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُهَا﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جو خیال تمہارے دلوں کے اندر چھپا ہوا ہے اگر تم اس کو ظاہر کر دیا اسے چھپائے رکھو ہر حال میں اللہ اس کا حساب تم سے لے گا“ پھر جسے چاہے بخش دے گا اور جسے چاہے عذاب کرے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

(۴۵۴۵) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا، کہا ہم سے مسکین بن بکیر حران نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے مروان اصفر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”اور جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے اگر تم ان کو ظاہر کر دیا چھپائے رکھو“ آخر تک منسوخ ہو گئی تھی۔

۴۵۴۳- وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ۴۵۹]

۵۳- باب قوله ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾

۴۵۴۴- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرِّبَا.

تفسیر ۵۴- باب قوله ﴿وَأَنْ تَبْذُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُهَا يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ، فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

﴿وَأَنْ تَبْذُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُهَا يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ، فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

۴۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا مُسْكِينُ بْنُ بَكِيرٍ عَنْ حُرَّانَ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَأَنْ تَبْذُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُهَا﴾ (الآية. [طرفه في: ۴۵۴۶].

تشیخ امام احمد نے مجاہد سے نکالا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت ﴿وَان تَبْدُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ﴾ پڑھی اور رونے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم تو تباہ ہو گئے کیونکہ دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور دلوں میں طرح طرح کے خیال آتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (سمعنا واطعنا) پھر آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللّٰهُ﴾ (البقرة: ۲۸۶) نے اس کو منسوخ کر دیا۔

۵۵- باب قوله ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ﴾
باب آیت ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ﴾ الخ
 کی تفسیر یعنی ”پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”اصرا“ عہد وعدہ کے معنی میں ہے اور بولتے ہیں ”غفرانک“ یعنی ہم تیری مغفرت مانگتے ہیں، تو ہمیں معاف کر دے۔

یہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمانی کیفیت کا وہ بیان ہے کہ وہ حکم ﴿وَان تَبْدُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ﴾ الخ پر ایمان لے آئے اور سمعنا واطعنا کہنے لگے۔ بعد میں اللہ نے ان کے حال پر رحم فرما کر آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللّٰهُ﴾ سے اس حکم کو منسوخ قرار دے دیا۔

۴۵۴۶- حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَذَاءِ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَخْبَنِيْ ابْنُ عَمَرَ ﴿وَان تَبْدُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ﴾ قَالَ: نَسَخْتَهَا الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا.
 (طبرانی: ۴۵۴۶)۔
 مجھ سے اسحاق بن منصور، مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں روح بن عباد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں مروان اصغر نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے، کہا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے آیت ﴿وَان تَبْدُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ﴾ کے متعلق بتلایا کہ اس آیت کو اس کے بعد کی آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَوْ سَعِيًّا﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

پہلی آیت کا مفہوم یہ تھا کہ تمہارے نفسوں کے وساوس پر بھی مواخذہ ہو گا۔ یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت شاق گزرا اور واقعی شاق بھی تھا کہ وساوس نفسانی دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَوْ سَعِيًّا﴾ نے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور محض وساوس نفسانی پر گرفت نہ ہونے کا اعلان کیا گیا جب تک ان کے مطابق عمل نہ ہو۔

سورۃ آل عمران کی تفسیر

[۳] سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

الفاظ تقاة و تقية دونوں کا معنی ایک ہے، یعنی بچاؤ کرنا۔ صراحت کا معنی برد یعنی سرد ٹھنڈک شفا حفرۃ کا معنی گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنویں کا کنارہ ہوتا ہے۔ تبوی یعنی تو لشکر کے مقامات پڑاؤ تجویز کرتا تھا۔ مورچے بنانا مراد ہیں۔ مسومین مسوم اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی نشانی ہو مثلاً پشم یا اور کوئی نشانی۔ ربیون جمع ہے اس کا واحد ربی ہے

تَقَاةٌ ﴿وَتَقِيَّةٌ﴾ وَاحِدَةٌ، صِرٌّ: بَرْدٌ شَمًا حُفْرَةٌ مِثْلُ شَفَا الرِّكْبَةِ وَهُوَ حَرْفُهَا: تَبَوَّى: تَتَّخِذُ مَعَسَكِرًا. الْمُسُومُ الَّذِي لَهُ سِيْمَاءٌ بَعْلَامَةٌ، أَوْ بِصُوفَةٍ، أَوْ بِمَا كَانَ رِبْيُونُ الْجَمِيعِ، وَالْوَاحِدُ رَبِيٌّ. تَحْسُونَهُمْ

یعنی اللہ والا۔ تحسونہم ان کو قتل کر کے جڑ پیڑ سے اکھاڑتے ہو غزا لفظ غازی کی جمع ہے یعنی جہاد کرنے والا۔ سنکب کا معنی ہم کو یاد رہے۔ گانزلا کا معنی ثواب کے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ نزلا اسم مفعول کے معنوں میں ہو یعنی اللہ کی طرف سے اتارا گیا جیسے کہتے ہیں انزلہ میں نے اس کو اتارا۔ مجاہد نے کہا والخیل المسومة کا معنی موٹے موٹے اچھے اچھے گھوڑے اور سعید بن جبیر نے کہا حصورا اس شخص کو کہتے ہیں جو عورتوں کی طرف مطلق مائل نہ ہو۔ عکرمہ نے کہا من فودھم کا معنی بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ مجاہد نے کہا یخرج الحی من المیت یعنی نطفہ بے جان ہوتا ہے اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے ابکار صبح سویرے۔ عشی کے معنی سورج ڈھلے سے ڈوبنے تک جو وقت ہوتا ہے اسے عشی کہتے ہیں۔

یہ الفاظ سورہ آل عمران کے مختلف مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ان کو لفظی طور پر حل کیا گیا ہے۔ پورے معانی کے لیے وہ مقامات دیکھنے ضروری ہیں جہاں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

باب ﴿منہ آیات محکمات﴾ کی تفسیر

”بعض اس میں محکم آیتیں ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔“ مجاہد نے کہا ”محکمات سے حلال و حرام کی آیتیں مراد ہیں۔ و آخر متشابہات کا مطلب یہ ہے کہ دوسری آیتیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ایک کی ایک تصدیق کرتی ہے۔ جیسی یہ آیات ہیں۔ ﴿وما یضلل بہ الا الفاسقین﴾ اور ﴿و یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون﴾ اور ﴿والذین اھتدوا زادھم ہدی﴾ ان تینوں آیتوں میں کسی حلال و حرام کا بیان نہیں ہے تو متشابہ ٹھہریں۔ زبیغ کا معنی شک، ابتغاء الفتنة میں فتنة سے مراد متشابہات کی پیروی کرنا، ان کے مطلب کا کھوج کرنا ہے۔ ”والراسخون“ یعنی جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔

(۴۵۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ فہنی نے بیان کیا، ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ

تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا. غَدًا: وَاجِدَهَا غَارًا. سَنَكْتُبُ: سَنَحْفَظُ نَزْلًا. ثَوَابًا وَيَجُوزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتَهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَالْخَيْلُ الْمُسُومَةُ: الْمَطْلُومَةُ الْحِسَانُ. وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: وَحَصُورًا لَا يَأْتِي النِّسَاءَ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: مِنْ فَوْزِهِمْ مِنْ غَضَبِهِمْ، يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يُخْرِجُ الْحَيَّ النُّطْفَةَ تَخْرُجُ مِثْنَةً وَيَخْرُجُ مِنْهَا الْحَيُّ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيِّ: مِثْلُ الشَّمْسِ، أَرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ.

۱- باب

﴿منہ آیات محکمات﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْحَلَالُ، وَالْحَرَامُ ﴿وَأَخْرَجَ مَشَابِهَاتٍ﴾ يَصْدَقُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾ وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ وَكَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى﴾ ﴿زَيْغٌ﴾ شَكٌّ. ﴿ابْتِغَاءُ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ ﴿وَالرَّاسِخُونَ﴾ يَعْلَمُونَ. ﴿يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾.

۴۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ

ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ﴾ یعنی وہ وہی خدا ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل دارومدار ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں چڑپن ہے۔ وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو متشابہ ہیں، فتنے کی تلاش میں اور اس کی غلط تاویل کی تلاش میں، آخر آیت اولو الالباب تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر فرمایا ہے، اس لیے ان سے بچتے رہو۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ إِلَى قَوْلِهِ أُولَؤُلَا الْأَلْبَابِ﴾ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ)).

تشیخ پہلے یہودی لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے، انہوں نے اور کل سورتوں کے حرفوں سے اس آیت کی مدت نکالی پھر خارجی لوگ پیدا ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے خارجیوں کو مراد لیا ہے اور کہا کہ پہلی بدعت جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ فتنہ خوارج ہے۔ صفات باری سے متعلق بھی جس قدر آیات ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کرنا اور تاویل نہ کرنا ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کر دینا یہی سلف صالح کا طریقہ ہے اور ان کی تاویلات کے پیچھے پڑنا اہل زنج کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سلف صالحین کے راستے پر چلائے، آمین۔ بعض سورتوں کے شروع میں جو الفاظ مقطعات ہیں ان کو بھی تشابہات میں شمار کیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَإِنِّي أَعِذُّهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”حضرت مریمؑ کی ماں نے کہا اے رب! میں اس مریمؑ کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔“

۲- باب قوله ﴿وَإِنِّي أَعِذُّهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

(۳۵۴۸) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے، جس سے وہ بچہ چلاتا ہے، سوا مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿إِنِّي أَعِذُّهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا) یہ کلمہ حضرت مریمؑ کی ماں نے کہا تھا، اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریمؑ اور عیسیٰ

۴۵۴۸- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمْسُهُ حِينَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَافَرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّي أَعِذُّهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

الشَّيْطَانُ الرَّجِيمُ ﴿۳۲۸۶﴾ [راجع: ۳۲۸۶]

۳- باب قوله ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ لَا خَيْرَ ﴿الْأِيمِ﴾ مُؤَلَّمٌ مُّوجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِي مَوْضِعٍ مُّفْعِلٍ

باب آیت ﴿ان الذین یشترون بعهد اللہ وایمانہم﴾ الح کی تفسیر یعنی ”بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور ان کو دکھ کا عذاب ہو گا۔“ الیم کے معنی دکھ دینے والا جیسے مولم ہے الیم بروزن فعیل بمعنی مفعول ہے (جو کلام عرب میں کم آیا ہے)

۴۵۴۹، ۴۵۵۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِهْنَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ يَمِينٍ صَبْرٍ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالٌ أَمْرِيءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قُلْنَا: كَذًا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أَنْزَلْتَ كَأَنْتَ لِي بَنُو فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَسْنُكَ أَوْ يَمِينُ)) فَقُلْتُ إِذَا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْتَطِعَ بِهَا مَالٌ أَمْرِيءٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)).

(۴۵۴۹-۴۵۵۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اس لیے قسم کھائی کہ کسی مسلمان کا مال (جھوٹ بول کر وہ) مار لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ اس پر نہایت ہی غصہ ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ ”بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔“ آخر آیت تک۔ ابو وائل نے بیان کیا کہ حضرت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا، ابو عبد الرحمن (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں، اس طرح سے حدیث بیان کی ہے۔ اشعث رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے ایک بچا کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (ہم دونوں کا اس کے بارے میں جھگڑا ہوا اور مقدمہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو) آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو گواہ پیش کر یا پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ میں نے کہا پھر تو یا رسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھا لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے

لے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہو گا۔

[راجع: ۲۳۵۶، ۲۳۵۷]

تفسیر ایک روایت میں یوں ہے کہ اشعث رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی میں زمین کی تکرار تھی۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں اتری، جس نے بازار میں ایک مال رکھ کر جموئی قسم کھا کر یہ بیان کیا کہ اس مال کا اس کو اتنا دام ملتا تھا لیکن اس نے نہیں دیا۔ آیت عام ہے، اب بھی اس کا حکم ہوتا ہے۔ کتنے لوگ جموئی قسمیں کھا کھا کر ناجائز پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ کتنے لوگ جموئے مقدمات میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس آیت کے مصداق ہیں۔

(۴۵۵۱) ہم سے علی بن ابی حاشم نے بیان کیا، انہوں نے ہشیم سے سنا، انہوں نے کہا ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبد الرحمن نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ فلاں شخص اس سامان کا اتنا روپیہ دے رہا تھا، حالانکہ کسی نے اتنی قیمت نہیں لگائی تھی، بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کسی مسلمان کو وہ دھوکا دے کر اسے ٹھک لے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”یشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں“ آخر آیت تک۔

۴۵۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا الْقَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أَغْطَى بِهَا مَا لَمْ يُغْطِهِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۲۰۸۸]

آیت میں بتلایا گیا ہے کہ معاملہ داری میں جموئی قسمیں کھانا اور اس طرح کسی کو نقصان پہنچانا کسی مرد مومن کا کام نہیں ہے۔

مسلمانوں کو اس عادت سے بچنا چاہیے۔

(۴۵۵۲) ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ دو عورتیں کسی گھریا حجرہ میں بیٹھ کر موزے بنایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت باہر نکلی اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چھو دیا گیا تھا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ مان لیا جائے لگے تو بہت سول کا خون اور مال برباد ہو جائے گا۔ جب گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت کو جس پر یہ الزام ہے، اللہ سے ڈراؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو، ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

۴۵۵۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرُجَانِ فِي بَيْتِ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ، فَحَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أَنْفَذَ بِإِشْفَى فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرَى فَرَفَعَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ يُغْطِي النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ)) ذَكَرُوهَا بِاللَّهِ وَأَقْرُؤُوا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، قسم مدعی علیہ پر ہے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرے گا تو اس کو اس وعید کا مصداق قرار دیا جائے گا جو آیت میں بیان کی گئی ہے۔

[راجع: ۲۵۱۴]

باب ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ﴾ کی تفسیر
یعنی ”آپ کہہ دیں کہ اے کتاب والو! ایسے قول کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔“ سواء کے معنی ایسی بات ہے جسے ہم اور تم دونوں تسلیم کرتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

(۴۵۵۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے معمر نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے امام زہری نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عقبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے منہ در منہ بیان کیا، انہوں نے بتلایا کہ جس مدت میں میرے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان صلح (حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق) تھی، میں (سفر تجارت پر شام میں) گیا ہوا تھا کہ آنحضور ﷺ کا خط ہر قل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت وحید الکلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لائے تھے اور عظیم بصری کے حوالے کر دیا تھا اور ہر قل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہر قل نے پوچھا کیا ہمارے حدود سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ دار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہر قل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس نے پوچھا، تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریبی کون ہے جو نبی

اللہ ﷻ فذکروہا فَاغْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْيَمِينُ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ)).

۴- باب ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ سواء: قصیدہ۔

۴۵۵۳- حدثني إبراهيم بن موسى، عن هشام عن معمر بن مَعْمَرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى قَالٍ: انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ عَظِيمُ بَصْرَى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بَصْرَى إِلَيَّ هِرَقْلَ قَالَ: فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَاجْلَسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیانؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھادیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھادیا۔ اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہر قل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا، جو نبی ہونے کا دعویٰ دار ہے، اگر یہ (یعنی ابوسفیانؓ) جھوٹ بولے تو تم اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیانؓ کی بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے متعلق جھوٹ بولنا نقل نہ کر دیں تو میں (آنحضرت ﷺ کے بارے میں) ضرور جھوٹ

بولتا۔ پھر ہر قل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیانؓ نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے پوچھا، تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تسمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر ان سے پھر گیا ہو؟ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا، تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا، تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا، کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیانؓ نے بیان

الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا. فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذَّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ لَا أَنْ يُؤْتُوا عَلَيَّ الْكُذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُ كَيْفَ حَسِبَهُ فِيكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا قَالَ أَيْبَعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ قَالَ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ: قُلْتُ لَا، بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخِطَةُ لَهُ؟ قَالَ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سَبْعَ لَيَالٍ يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمَدَّةِ، لَا نَذَرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أَدْخَلَ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسِبِهِ فِيكُمْ

کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا، پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہر قل نے اپنے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیاء کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب و نسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہے، تو تم نے اس کا انکار کیا میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں۔ یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیاء کی اتباع کرتا رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے، تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے، ایمان کا یہی معاملہ ہے، یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیاء کا

فَرَعَمْتُ أَنَّهُ فَيَكُمُ ذُو حَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِيهَا، وَسَأَلْتُ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَرَعَمْتُ، إِنْ لَا، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مَلِكُ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُ عَنْ أَتْبَاعِهِ اضْغَعَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضَعْفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُ هَلْ كُنْتُمْ تَتَهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ؟ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدْعِ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ وَسَأَلْتُ هَلْ يَزْنِدُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخَطُهُ لَهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بِشَاةَ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَكَوُنَ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِحَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَسْأَلُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُ هَلْ يَغْدِرُ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ رَجُلٌ أَنْتُمْ بِقَوْلٍ، قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمِ يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ،

وَالرُّكَاةَ، وَالصَّلَاةَ، وَالْعَقَابَ. قَالَ: إِنَّ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمْتُ أَنِّي أَخْلَصْتُ إِلَيْهِ لَأَخْبَيْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَفَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَلْبَسُنَّ مِنْكُمْ مَا تَحْتَ قَدَمَيْ قَالِ ثُمَّ دَعَا بِكَتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ، وَأَسْلِمْتَ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ هَذَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ - إِلَى قَوْلِهِ - أَشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَأَمَرَ بِنَا فَأَخْرَجَنَا قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمَرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيُظْهِرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَدَعَا هِرَقْلَ عَظَمَاءَ الرُّومِ فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الْأَبَدِ وَأَنْ يَثْبُتَ

بھی یہی معاملہ ہے، انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیاء کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ہر قل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا۔ آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوا یا اور اسے پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا، اللہ، رحمن رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف سے عظیم روم ہر قل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد! میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی سب) تم پر ہو گا اور ”اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ تک جب ہر قل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہو گیا اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا

لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ: فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ
الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِقَتْ
فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا
اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ
مِنْكُمْ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجِدُوا لَهُ وَرَضُوا
عَنْهُ.

[راجع: ۷]

معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفہر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضور ﷺ غالب آکر رہیں گے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔ زہری نے کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلا کر ایک خاص کمرے میں جمع کیا، پھر ان سے کہا اے رومیو! کیا تم ہمیشہ کے لیے اپنی فلاح اور بھلائی چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارا ملک تمہارے ہی ہاتھ میں رہے (اگر تم ایسا چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو) راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا، پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تمہیں آزمایا تھا کہ تم اپنے دین میں کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کر لیا جو مجھے پسند تھی۔ چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

تشریح یہ طویل حدیث یہاں صرف اس لیے لائی گئی ہے کہ اس میں آپ ﷺ کے نامہ مبارک کا ذکر ہے جس میں آپ نے اہل کتاب کو آیت ﴿يَا هَؤُلَاءِ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ﴾ (آل عمران: ۶۴) کے ذریعہ دعوت اسلام پیش کی تھی۔ مگر افسوس کہ ہرقل حقیقت جان کر بھی اسلام نہ لاسکا اور قومی عار پر اس نے نار دوزخ کو اختیار کیا۔ بیشتر دنیا داروں کا یہی حال رہا ہے کہ وہ دنیاوی عار کی وجہ سے حق سے دور رہے ہیں یا باوجودیکہ دل سے حق کو حق جانتے ہیں۔ اس طویل حدیث سے بہت سے مسائل کا استخراج ہوتا ہے، جس کے لیے فتح الباری کا مطالعہ ضروری ہے۔ ابو کبشہ آپ ﷺ کی انا حلیمہ دائی کے شوہر کا نام تھا۔ اس لیے قریش آپ کو ابو کبشہ سے نسبت دینے لگے تھے کہ وہ آپ کا رضاعی باپ تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہرقل مسلمان نہیں ہوا تھا۔ گو دل سے تصدیق کرتا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ نصرانی ہے، اسلام قبول کرنے کے لیے ظاہر و باطن ہر دو طرح سے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کلمۃ سواء کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ان المراد بالكلمة لا اله الا الله وعلى ذالك يدل سياق الآية الذي تضمنه قوله لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان جميع ذالك داخل تحت كلمة وهي لا اله الا الله والكلمة على هذا بمعنى الكلام وذاك سانغ في اللغة فتطلق الكلمة على الكلمات لان بعضها ارتبط ببعض فصارت في قوة الكلمة الواحدة بخلاف اصطلاح النحاة في تفريقهم بين الكلمة والكلام (فتح الباری) خلاصہ یہی ہے کہ کلمہ سواء سے مراد لا اله الا الله ہے۔

باب آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے مسلمانو! جب تک اللہ کی راہ میں تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، نیکی کو نہ پہنچ سکو گے۔“ آخر آیت علیم تک۔

۵۔ باب قوله ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ - إِلَى - بِهِ عَلِيمٌ

(۴۵۵۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس انصار میں سب سے زیادہ کھجوروں کے درخت تھے اور ”میرحاء“ کا باغ اپنی تمام جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ عزیز تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور حضور اکرم ﷺ بھی اس میں تشریف لے جاتے اور اس کے بیٹھے اور عمدہ پانی کو پیتے، پھر جب آیت ”جب تک تم اپنی عزیز ترین چیزوں کو نہ خرچ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے۔“ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنی عزیز چیزوں کو خرچ نہ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال ”میرحاء“ ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اللہ ہی سے میں اس کے ثواب و اجر کی توقع رکھتا ہوں، پس یا رسول اللہ! جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، خوب یہ فانی ہی دولت تھی، یہ فانی ہی دولت تھی۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ میں نے سن لیا اور میرا خیال ہے کہ تم اپنے عزیز و اقرباء کو اسے دے دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا، یا رسول اللہ! چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے ناطہ والوں میں بانٹ دیا۔ عبد اللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے ”ذالک مال رابع“ (رنج سے) بیان کیا ہے۔ یعنی یہ مال بہت نفع دینے والا ہے۔

مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے امام مالک کے سامنے ”مال رابع“ (روح سے) پڑھا تھا۔

تو نے اچھا کیا جو خیرات کر کے اس کو قائم کر دیا، عبد اللہ بن یوسف کی روایت کو خود امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ناقص کھجور اصحاب صفہ کو دیتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اچھا مال موجود ہوتے ہوئے راہ خدا میں ناقص مال دینا اچھا نہیں ہے جیسا مال ہو ویسا ہی دینا چاہیے۔

(۴۵۵۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انصاری نے

۴۵۵۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ نَخْلًا، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُوا بِرَهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخُذْ ذَلِكَ مَالَ رَابِعٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ)) وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ: وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذَلِكَ مَالُ رَابِعٍ. ۰۰۰۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ

عَلَى مَالِكٍ مَالَ رَابِعٍ. [راجم : ۱۶۶۱]

تَفْسِيرُ

۴۵۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے شامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان اور ابی بنی کعبہ کو دے دیا تھا۔ میں ان دونوں سے ان کا زیادہ قریبی تھا لیکن مجھے نہیں دیا۔

الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَجَعَلَهَا لِحَسَنٍ وَأَبِي، وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنْهَا شَيْئًا. [راجع: ۱۴۶۱]

اس کی وجہ یہ تھی کہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے تھے اور غیر نہیں سمجھتے تھے۔

۶- باب قوله ﴿فَلْيَأْتُوا بِالْبُورَةِ فَاَتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ باب آیت قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين یعنی تو آپ کہہ دیں کہ توریت لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔ یہود سے ایک خاص امر یہ مطالبہ کیا گیا تھا جیسا کہ حدیث ذیل میں وارد ہے۔

(۴۵۵۶) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ضمروہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے قبیلہ کے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا اگر تم میں سے کوئی زنا کرے تو تم اس کو کیا سزا دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا منہ کالا کر کے اسے مارتے بیٹھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے توریت میں رجم کا حکم نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، توریت لاؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو۔ (جب توریت لائی گئی) تو ان کے ایک بہت بڑے مدرس نے جو انہیں توریت کا درس دیا کرتا تھا، آیت رجم پر اپنی تھیلی رکھ لی اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا اور آیت رجم نہیں پڑھتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو آیت رجم سے ہٹا دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ آیت رجم ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور ان دونوں کو مسجد نبوی کے قریب ہی جہاں جنازے لا کر رکھے جاتے تھے، رجم کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس عورت کا ساتھی عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر

۴۵۵۶- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ: ((كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ؟)) قَالُوا: نَحْمَمُهَا وَنَضْرِبُهَا فَقَالَ: ((أَلَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوا: لَا نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ ﴿فَلْيَأْتُوا بِالْبُورَةِ فَاَتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ فَوَضَعَ مِذْرَاسَهَا الَّذِي يُدْرَسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُونَ يَدِهِ وَمَا وَرَاءَهَا وَلَا يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ فَنَزَعَ يَدَهُ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ؟)) فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَالُوا: هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرُ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ قَالَ: فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَخْنَأُ عَلَيْهَا بِقِيهَا الْحِجَارَةَ.

جھک جھک پڑتا تھا۔

[راجع: ۱۳۲۹]

نتیجہ علمائے یہود کی بددیانتی تھی کہ وہ من مانی کارروائی کرتے اور تورات کے احکام میں ردوبدل کر دیا کرتے تھے۔ جس کی ایک مثال مذکورہ روایت میں ہے۔ فقہائے اسلام میں سے بھی بعض کا رویہ ایسا رہا ہے کہ انہوں نے شرعی احکام کی ردوبدل کے لیے کتاب الحیل تصنیف کر ڈالی، جس میں اس قسم کے بہت سے حیل سکھائے گئے ہیں۔ خاص طور پر اہل بدعت نے مختلف جیلوں حوالوں سے تمام ہی منہیات کو جائز بنا رکھا ہے۔ نانچا، گنا، بجانا، غیر اللہ کو پکارنا، ان کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا کون سا ایسا برا کام ہے جو اہل بدعت نے جائز نہ کر رکھا ہو۔ یہی لوگ ہیں جن کو عیسائیوں اور یہودیوں کا چرہ کمنا مناسب ہے۔ رجم کا معنی پتھروں سے کچل کچل کر مار دینا۔ حکومت سعودیہ عربیہ غلہ خدا اللہ میں آج بھی قرآنی قوانین جاری ہیں۔ ایدھا اللہ۔

باب آیت ﴿کنتم خیر امة﴾ الخ کی تفسیر

۷- باب قوله ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ

یعنی ”تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو“ برے کاموں سے روکتے ہو۔“

أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴿١٠٠﴾

ان سے میسرہ نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت ”تم لوگ لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہو“ اور کہا ان کو گردنوں میں زنجیریں ڈال کر (لڑائی میں گرفتار کر کے) لاتے ہو پھر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

٤٥٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ
سَفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿كَنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ
تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ، فِي أَغْنَانِهِمْ
حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ.

[راجع: ٣٠١٠]

تشریح یہ گرفتاری ان کے حق میں نعمت عظمیٰ ہو جاتی ہے۔ وہ مسلمان ہو کر ثواب ابدی اور سعادت سرمدی حاصل کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگ امتوں کا سترواں عدد پورا کرنے والے ہو، تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزر چکی ہیں۔ ان سب امتوں میں اللہ کے نزدیک تم بہترین امت ہو، ان امتوں میں تاریخ انسانی کی ساری قومیں داخل ہیں، وہ ہندی ہوں یا سندھی یا عربی یا انگریزی سب ہی اس میں داخل ہیں۔

باب آیت ﴿ اذہمت طائفۃ منکم ﴾ الخ کی تفسیر

۸- باب قوله ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ﴾

یعنی ”جب تم میں سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ وہ بزدل ہو کر ہمت مار بیٹھیں۔“

مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلُوا ﴿١٠٠﴾

(۴۵۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا عمرو بن دینار نے کہا، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی، جب ہم سے دو جماعتیں اس کا

٤٥٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: فِينَا
نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ

خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، درآں حالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم دو جماعتیں بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے۔ حالانکہ اس آیت میں ہمارے بودے پن کا ذکر ہے، مگر ہم کو یہ پسند نہیں کہ یہ آیت نہ اترتی کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار (سرپرست) ہے۔

[راجع: ۵۰۵۱]

اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہوگی کہ ولایت الہی ہم کو حاصل ہو گئی۔ ہمارے بودے پن کا جو ذکر ہے وہ صحیح ہے۔ اس فضیلت کے سامنے ہم کو اس عیب کے فاش ہونے کا بالکل ملال نہیں۔

باب آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کی تفسیر

یعنی ”آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں کہ یہ ہدایت کیوں نہیں قبول کرتے اللہ جسے چاہے اسے ہدایت ملتی ہے۔“

(۳۵۵۹) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر یہ بددعا کی۔ ”اے اللہ! فلاں فلاں اور فلاں کافر پر لعنت کر، یہ بددعا آپ نے سماع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ”آپ کو اس میں کوئی دخل نہیں۔“ آخر آیت ”فانہم ظلمون“ تک۔ اس روایت کو اسحاق بن راشد نے زہری سے نقل کیا ہے۔

تَفْشَلًا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۖ قَالَ: نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُو حَارِثَةَ، وَبَنُو سَلَمَةَ، وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سَفْيَانٌ مَرَّةً: وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا لَمْ تُنَزَّلْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

۹- باب قوله ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

۴۵۵۹- حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرِّكَعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) بَعْدَ مَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[راجع: ۴۰۶۹]

اسحاق بن راشد کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ہے۔ آپ نے چار شخصوں کا نام لے کر بددعا کی تھی۔ مفوان بن امیہ، سہیل بن عمیر، حارث بن ہشام اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم اور بعد میں یہ چاروں مسلمان ہو گئے۔ اللہ کو ان کا مستقبل معلوم تھا، اسی لیے اللہ نے ان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

(۳۵۶۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، بیان کیا کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور

۴۵۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ. حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. وَأَبِي

ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے یا کسی کے لیے دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد کرتے۔ سمع اللہ لمن حمدہ اللہم رینالک الحمد کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی۔ ”اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! مضر والوں کو سختی کے ساتھ پکڑ لے اور ان میں ایسی قحط سالی لا، جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے یہ دعا کرتے اور آپ نماز فجر کی بعض رکعت میں یہ دعا کرتے۔ ”اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔“ عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں آپ (یہ بددعا کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ”آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔“

سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ قُرْبًا قَالَ إِذَا قَالَ : ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ، انْحِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سَيْنٍ كَسَيْنِي يُونُسُ)) يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ((اللَّهُمَّ الْعَنِ فَلَانًا وَفُلَانًا)) لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﷻ الْآيَةَ. [راجع: ۷۹۷]

بعد میں وہ قبائل مسلمان ہو گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر بددعا کرنے سے آپ کو منع فرمایا تھا، بڑوں کے اشارے بھی بڑی گہرائیاں رکھتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے“ اخراکم آخرکم کی تانیث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دو سعادتوں میں سے ایک سعادت فتح اور دوسری شہادت ہے۔

(۴۵۶۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے (تیر اندازوں کے) پیدل دستے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو افر مقرر کیا تھا، پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر لی، آیت ”اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے“ میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔

۱۰۔ باب قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيثُ أَخْرَاكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِخْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ فَتَحًا أَوْ شَهَادَةً.
۴۵۶۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ، وَاقْبَلُوا مِنْهُمْ مِينَ فَذَاكَ ﴿إِذْ يَدْعُوهُمْ الرُّسُولُ فِي أَخْرَاهُمْ﴾ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔ ان تیر اندازوں کی نافرمانی کی پاداش میں سارے مسلمانوں کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا کہ ستر صحابہ **کُتِبَ لَهُمُ** شہید ہوئے۔ ان تیر اندازوں نے نص کے مقابلہ پر رائے قیاس سے کام لیا تھا، اس لیے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے رائے قیاس پر چلنا اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ غداری کرنا ہے۔

۱۱- باب قَوْلِهِ ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾ باب آیت امانة نعاसा کی تفسیر

یعنی تمہارے اوپر غنودگی کی شکل میں راحت نازل کی۔

۴۵۶۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو يَعْقُوبَ بَغْدَادِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَنَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: عَشِينَا النُّعَاسَ وَنَحْنُ فِي مَصَافِنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَأَخَذَهُ وَيَسْقُطُ وَأَخَذَهُ. [زاجع: ۴۰۶۸]

۴۵۶۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحمن ابو یعقوب بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن محمد نے بیان کیا، ان سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، احد کی لڑائی میں جب ہم صف باندھے کھڑے تھے تو ہم پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ نیند سے میری تلوار ہاتھ سے بار بار گرتی اور میں اسے اٹھاتا۔

غنودگی سے کسل دور ہو کر جسم میں تازگی آ جاتی ہے۔ جنگ احد میں یہی ہوا جس کا ذکر روایت ہذا میں کیا گیا ہے۔

۱۲- باب قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا، ان میں سے جو نیک اور متقی ہیں ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔“ القرع یعنی الجرح (زخم) استجابوا یعنی اجابوا انہوں نے قبول کیا۔ يستجيب اى يجيب وہ قبول کرتے ہیں۔

۱۳- باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الآيَةِ.

باب آیت ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی مسلمانوں سے کہا گیا کہ بے شک لوگوں نے تمہارے خلاف بہت سامان جنگ جمع کیا ہے۔ پس ان سے ڈرو تو مسلمانوں نے جواب میں حسبن اللہ ونعم الوکیل کہا۔

۴۵۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَرَاهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ قَالَهُمَا: إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۴۵۶۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے ابو بکر شعبہ بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین عثمان بن عاصم نے اور ان سے ابو الصحی نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کلمہ حسبن اللہ ونعم الوکیل ابراہیم

ﷺ نے کہا تھا، اس وقت جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی کلمہ حضرت محمد ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لیے کہا تھا کہ لوگوں (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان جنگ اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو لیکن اس بات نے ان مسلمانوں کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ مسلمان بولے کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔

(۴۵۶۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو الضحیٰ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا ”حسبی اللہ ونعم الوکیل“ تھا یعنی میری مدد کے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔

اس مبارک کلمہ میں توحید و توحش، برہان و انوار ہے۔ اسی لیے یہ ایک بہترین کلمہ ہے۔ جس سے مصائب کے وقت عزم و حوصلہ میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ بطور وظیفہ اسے بلا تامل پڑھنے سے نصرت الہی حاصل ہوتی ہے اور اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کو خود تلقین فرمایا ہے جیسا کہ آیت ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (التوبہ: ۱۲۹) میں مذکور ہے۔

۱۴- باب قوله

﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ الآية. سَيُطَوَّقُونَ. كَقَوْلِكَ

طَوَّقْتَهُ بِطَوَّقَ.

باب آیت ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ﴾ کی تفسیر۔

اس آیت میں جو سَيُطَوَّقُونَ کا لفظ ہے وہ طوقہ بطوق سے ہے یعنی طوق پہنانے جائیں گے۔

یعنی ”اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے رہتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں اچھا ہے، نہیں، بلکہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ یقیناً قیامت کے دن انہیں اس کا مال طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔ جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور آسمانوں اور زمین کا اللہ ہی مالک ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔“

(۴۵۶۵) مجھ سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابو النضر ہاشم بن قاسم سے سنا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ

۴۵۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيعٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ. عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ بن کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے۔“ آخر تک۔

[راجع: ۱۴۰۳]

تشریح آیت میں ان مالداروں کا بیان ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے بلکہ سونے چاندی کو بطور خزانہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔ ان کا حال قیمت کے دن یہ ہو گا کہ ان کا وہ خزانہ زہریلا سانپ بن کر ان کی گردنوں کا ہار بنے گا اور ان کے جبڑوں کو چیرے گا۔ یہ وہ دولت کے پجاری لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں خزانہ گاڑ گاڑ کر رکھا اور اس کی زکوٰۃ تک ادا نہیں کی۔

باب آیت ﴿وَلْتَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ﴾
کی تفسیر یعنی ”اور یقیناً تم لوگ بہت سی دل دکھانے والی باتیں ان سے سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی سنو گے جو مشرک ہیں۔“

یعنی یہود و نصاریٰ و بت پرست قومیں ہمیشہ درپے آزار رہیں گی مگر تم کو صبر و استقامت کے ساتھ یہ سارے مصائب برداشت کرنے ہوں گے۔

(۴۵۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کی پشت پر فک کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ آپ بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبد اللہ بن ابی کے ظاہری اسلام لانے سے بھی پہلے کا قصہ ہے۔ مجلس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی

اللہ ﷻ: ﴿مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُوَدِّ زَكَاتَهُ مِثْلَ لَهُ مَالَهُ شَجَاعًا أَفْرَعُ لَهُ رَبِيبَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلَهْرِمَتِهِ - يَعْنِي بِشِدْقِهِ - يَقُولُ أَنَا مَالِكُ أَنَا كَنْزُكَ﴾ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

۱۵ - باب قوله ﴿وَلْتَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذَى كَثِيرًا﴾

۴۵۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَوْلُهُ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَرَأَاهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَبَادَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطَ

سب ہی طرح کے لوگ تھے، انہیں میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبد اللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور بطور تحقیر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا، پھر آپ سواری سے اتر گئے اور مجلس والوں کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا، جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا ہے، اس سے عمدہ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ یہ کلام بہت اچھا ہے، پھر بھی ہماری مجلسوں میں آکر آپ ہمیں تکلیف نہ دیا کریں، اپنے گھر بیٹھیں، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کریں۔ (یہ سن کر) عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں، ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ فساد اور لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی لیکن آپ نے انہیں خاموش اور ٹھنڈا کر دیا اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے، پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ سعد! تم نے نہیں سنا، ابو حباب، آپ کی مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے تھی، کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرمادیں اور اس سے درگزر کر دیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ) کے لوگ (پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس (عبد اللہ بن ابی) کو تاج پہنادیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے، اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا

مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ قَوْلُهُ عَبْدَةُ الْأَوْتَانِ وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ وَفِي الْمَجْلِسِ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتْ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَرَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَنْفَةَ بَرْدَانَهُ ثُمَّ قَالَ: لَا تَغَيِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِينَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَأَقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاغْتَنَّا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّ نَحْبُ. ذَلِكَ فَاسْتَبَ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتَّى كَاذُوا يَشَاوِرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُحَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّةً فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حَبَابٍ - يُرِيدُ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي - قَالَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدْ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحِيرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوَجَّوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعَصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ

فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَغْفُونَ
عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلَ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ
اللَّهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
أَذَى كَثِيرًا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ اللَّهُ: ﴿وَوَدَّ كَثِيرٌ
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ
يَمَانِكُمْ كُفْرًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾
إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَأَوَّلُ
الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ اللَّهُ فِيهِمْ.
فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَذَرَا فَقَتَلَ اللَّهُ
بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أَبِي
سَلُولٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعِبْدَةُ
الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُولَ
عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْلَمُوا [راجع: ۱۲۹۸۷]

جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”اور یقیناً تم بہت سی دل آزاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے، جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑے عزم و حوصلہ کی بات ہے“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنا لیں، حسد کی راہ سے جو ان کے دلوں میں ہے۔“ آخر آیت تک۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضور اکرم ﷺ ہمیشہ کفار کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ جنگ کی اجازت دے دی اور جب آپ نے غزوہ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق قریش کے کافر سردار اس میں مارے گئے تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے دوسرے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کر کے ان سب نے بھی حضور اکرم ﷺ سے اسلام پر بیعت کر لی اور ظاہراً اسلام میں داخل ہو گئے۔

آیت میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین سے تم کو ہوشیار رہنا ہو گا وہ ہمیشہ تم کو ستاتے ہی رہیں گے اور کبھی باز نہیں آئیں گے، ہاتھ سے زبان سے ایذا نہیں دیتے رہیں گے۔ تمہارے لیے ضروری ہے کہ ان سے ہوشیار رہو انکی چکنی چیزیں باتوں سے دھوکا نہ کھاؤ بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہو، آخر میں کامیابی تمہارے ہی لیے مقدر ہے۔

۱۶۔ باب قوله ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا﴾

کی تفسیر

یعنی ”جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو نیک کام انہوں نے نہیں کئے خواہ مخواہ ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، سوائے لوگوں کے لیے ہرگز خیال نہ کرو کہ وہ عذاب سے بچ سکیں گے۔“

(۴۵۶۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي

اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب حضور اکرم ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے لیکن جب حضور ﷺ واپس آتے تو عذر بیان کرتے اور قسمیں کھا لیتے بلکہ ان کو ایسے کام پر تعریف ہونا پسند آتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا اور بعد میں چکنی چڑی باتوں سے اپنی بات بنانا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یہ آیت ”لا تحسبن الذين يفرحون“ آخر آیت تک اتاری۔

یہ چند منافقین تھے جو جہاد سے جی چراتے، ان کے مکرو فریب کا جال بکیر دیا۔ ایسے کتنے لوگ آج بھی موجود ہیں کتنے بے نمازی ہیں جو اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کی بجائے الٹ نمازیوں سے اپنے کو بہتر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کتنے بدعتی مشرک ہیں جو اہل توحید پر اپنی برتری کے دعویدار ہیں۔ یہ سب لوگ اس آیت کے صدق ہیں۔

(۴۵۶۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انیس ابن جریج نے خبر دی، انیس ابن ابی ملیکہ نے اور انیس علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے دربان سے کہا کہ رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آیت ولا تحسبن الذين کی رو سے تو ہم سب کو عذاب ہونا چاہیے کیونکہ ہر ایک آدمی ان نعمتوں پر جو اس کو ملی ہیں، خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اس نے کیا نہیں اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ ابو رافع نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، تم مسلمانوں سے اس آیت کا کیا تعلق! یہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک دین کی بات پوچھی تھی۔ (جو ان کی آسانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل بات کو تو چھپایا اور دوسری غلط بات بیان کر دی، پھر بھی اس بات کے خواہشمند رہے کہ حضور ﷺ کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد

سَعِيدَ الْخُدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ وَفَرَحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اغْتَدَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا وَأَحْبَبُوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَنَزَلَتْ: لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا

۴۵۶۸ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ ابْنَ أَبِي مَلِيكَةَ أَنَّ عُلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ: لَنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذِّبًا لِنَعْدْبَيْنِ أَجْمَعِينَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ؟ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكْتُمُوهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنَّ قَدْ اسْتَحْمَدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيمَا سَأَلَهُمْ وَفَرَحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كَيْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ» كَذَلِكَ حَتَّى قَوْلِهِ «يَفْرَحُونَ بِمَا أُوتُوا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا». تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

ابن جُرَیج،

۰۰۰۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ، أَخْبَرَنَا
الْحَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَیجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي
مَلِكَةَ، عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَوْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهِذَا.

لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کر دینا لوگوں پر، آیت ”جو لوگ
اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں کئے
ہیں، ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے“ تک۔ ہشام بن یوسف کے
ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی ابن جریج سے روایت کیا۔
ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی،
انہوں نے ابن جریج سے کہا، مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، ان کو
حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ مروان نے اپنے دربان
رافع سے کہا، پھر یہی حدیث بیان کی۔

باب آیت ﴿ان فی خلق السموات والارض﴾ کی تفسیر
یعنی ”بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف
رہنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔“

۱۷۔ باب قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

اختلاف سے رات و دن کا گھٹنا بڑھنا مراد ہے، جو موسمی اثرات سے ہوتا رہتا ہے، یہ سب قدرت الہی کے نمونے ہیں۔

(۳۵۶۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر
نے خبر دی، کہا کہ مجھے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں
کریب نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں
ایک رات اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہ گیا۔
پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی (میمونہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ
تھوڑی دیر تک بات چیت کی، پھر سو گئے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی
رہا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت
تلاوت کی ”بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے
مختلف ہونے میں عقلمندوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔“ اس کے
بعد آپ کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں
تہجد اور وتر پڑھیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (فجر کی) اذان دی تو
آپ نے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھی اور باہر مسجد میں تشریف لائے
اور فجر کی نماز پڑھائی۔

۴۵۶۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي
شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمْرٍ، عَنْ
كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: بَتَّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَتَحَدَّثَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ أَهْلَهُ صَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ
فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى
السَّمَاءِ فَقَالَ: ((إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ)) ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنْ
فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ
فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

[راجع: ۱۱۷]

تشریح | یہی گیارہ رکعتیں رمضان میں لفظ تراویح کے ساتھ موسوم ہوئیں۔ پس تراویح کی یہی گیارہ رکعات سنت نبوی ہیں۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا﴾ کی تفسیر

۱۸۔ باب قَوْلِهِ: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ

اللَّهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ ﴿٤٥٧﴾

یعنی ”وہ عقلمند جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہوا ہے، ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر ہر حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا۔“ آخر آیت تک۔

(۴۵۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے مخزمہ بن سلیمان نے، ان سے کرب بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سو گیا، ارادہ یہ تھا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا۔ میری خالہ نے آپ کے لیے گدا بچھادیا اور آپ اس کے طول میں لیٹ گئے پھر جب آخری رات میں بیدار ہوئے تو چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار دور کئے۔ پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، اس کے بعد آپ ایک مشکیزے کے پاس آئے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی کھڑا ہو گیا اور جو کچھ آپ نے کیا تھا وہی سب کچھ میں نے بھی کیا اور آپ کے پاس آکر آپ کے بازو میں میں بھی کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور میرے کان کو (شفقت سے) پکڑ کر ملنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعت تہجد کی نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

۴۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، بْنِ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: بَتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقُلْتُ لَا نَظَرُونَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطَرَحْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَادَةً فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْآيَاتِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ أَتَى شَا مِعْلَقًا فَأَخَذَهُ فِقْصًا ثُمَّ قَامَ يَصَلِّي فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَ يَفْتُلُهَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ.

[راجع: ۱۱۷]

۱۹۔ باب قوله ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ

تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

باب آیت ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے ہمارے رب! تو نے جسے دوزخ میں داخل کر دیا“ اسے تو نے واقعی ذلیل و رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

٤٥٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ
بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ
أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ
خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ
الْوَسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ
فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ
الَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ
النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ
الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ
قَامَ إِلَى شَيْءٍ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ
وُضْوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. فَصَنَعَتْ مِثْلَ مَا
صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبَتْ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي
وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتَلُهَا فَصَلَّى
رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
أَوْتَرَى، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ
فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ
فَصَلَّى الصُّبْحَ. [راجع: ١١٧]

(۳۵۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسٰی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریم نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک رات وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطھرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہ گئے جو ان کی خالہ تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت ﷺ اور آپ کی بیوی طول میں لیٹے، پھر آپ سو گئے اور آدمی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا بعد میں آپ بیدار ہوئے اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کیا، پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر مشکیزے کے قریب گئے جو لٹکا ہوا تھا۔ اس کے پانی سے آپ نے وضو بہت ہی اچھی طرح سے پورے آداب کے ساتھ کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی آپؐ ہی کی طرح (وضو وغیرہ) کیا اور نماز کے لیے آپؐ کے بازو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسی ہاتھ سے (بطور شفقت) میرا کان پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، اس سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آیا تو آپ اٹھے اور دو بلکی (فجر کی سنت) رکعتیں پڑھیں اور نماز فرض کے لیے باہر تشریف (مسجد میں) لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

روایت میں آنحضرت ﷺ کا تہجد کے لیے اٹھنا اور آیات مذکورہ کا بطور دعا تلاوت کرنا مذکور ہے۔ حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب آیت ﴿رَبَّنَا انصُرْنَا مَعَنَا مَتَىٰ نَدْعُكَ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا جو

٢٠- باب قوله ﴿رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ﴾ الآية.

پکارنے والے سے حضرت رسول کریم ﷺ مراد ہیں۔

٤٥٧٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبِ
مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ
فِي غَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طَوْلِهَا فَلَمَّا رَسُلُ اللَّهِ
ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ،
أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَجَلَسَ يَمْسُحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ يَدَيْهِ، ثُمَّ
قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ
عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَيْءٍ مُغْلَقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا
فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ
دَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي
الْيُمْنَى يَفْتَلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ ثُمَّ اضْطَجَعْتُ
حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ
خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

آیات مذکورہ کو آپ تعجد کے وقت اٹھنے کے بعد اکثر پڑھا کرتے۔ یہاں بیان کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ان دعائیہ آیات کے رموز و نکات وہی حضرات جان سکتے ہیں جن کو سحر کے وقت اٹھنا اور مناجات میں مشغول ہونے کی لذت سے شناسائی ہو۔

وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء-

سورہ نساء کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (قرآن مجید کی آیت) یَسْتَنْكِفُ یَسْتَنْكِفُ، یعنی میں ہے۔ قواماً (قیاماً) یعنی جس پر تمہارے گزران کی بنیاد قائم ہے۔ ”لہن سبیلاً“ یعنی شادی شدہ کے لیے رجم اور کنوارے کیلئے کوڑے کی سزا ہے (جب وہ زنا کریں) اور دوسرے لوگوں نے کہا (آیت میں) مثنیٰ وثلاث ورباع سے مراد دو تین تین اور چار چار ہیں۔ اہل عرب رباع سے آگے اس وزن سے تجاوز نہیں کرتے۔

باب آیت ﴿وَانْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامٰی﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے۔“

(۴۵۷۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے کہا، کہا مجھ کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، پھر اس نے اس سے نکاح کر لیا، اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ اسی باغ کی وجہ سے یہ شخص اسکی پرورش کرتا رہا حالانکہ دل میں اس سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ آیت اتری کہ ”اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے۔“ ہشام بن یوسف نے کہا میں سمجھتا ہوں، ابن جریج نے یوں کہا یہ لڑکی اس درخت اور دوسرے مال اسباب میں اس مرد کی حصہ دار تھی۔

(۴۵۷۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت ﴿وَانْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامٰی﴾ کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَسْتَنْكِفُ: يَسْتَنْكِفُ، قَوَامًا، قَوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ لَهُنَّ سَبِيلًا يَعْنِي الرِّجْمَ لِلثَّيِّبِ، وَالْجُلْدَ لِلْبِكْرِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مَثْنَى وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا وَلَا تَجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

۱- باب قوله ﴿وَانْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامٰی﴾

۴۵۷۳- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، اخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَكَحَّحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿وَانْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامٰی﴾ أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ الْعَذْقِ وَفِي مَالِهِ.

[راجع: ۲۴۹۴]

۴۵۷۴- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: اخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَانْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَقْسُطُوا

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کی جائیداد کی حصہ دار ہو (ترکے کی رو سے اس کا حصہ ہو) اب اس ولی کو اس کی مالداری خوبصورتی پسند آئے۔ اس سے نکاح کرنا چاہے پر انصاف کے ساتھ پورا مہر جتنا مہر اس کو دوسرے لوگ دیں، نہ دینا چاہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں، نکاح کرنے سے منع فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔ (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو) عروہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، اس آیت کے اترنے کے بعد لوگوں نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا، اس وقت اللہ نے یہ آیت ویستفتونک فی النساء اتاری۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت میں یہ جو فرمایا وترغبون ان تنکحوهن یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال و جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ان یتیم لڑکیوں سے جن کا مال و جمال کم ہو نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو نکاح کرنے کی رغبت ہے نکاح نہ کرو، مگر جب انصاف کے ساتھ ان کا مہر پورا ادا کرو۔

فِي الْيَتَامَى فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُنْجِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا تَشْرُكُهُ فِي مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلَيْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بغير أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَهُمْ عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَغْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَأَمَرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ غُرُوزَةُ : قَالَتْ غَابِشَةُ : وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ : ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ غَابِشَةُ : وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى : ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَةٍ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةُ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ : فَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوا عَمَّنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ.

[رجع: ۱۲۴۹۴]

باب آیت ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھالے اور جب امانت ان یتیم بچوں کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو“ آخر آیت تک بدارا بمعنی مبادرة جلدی کرنا اعتدنا بمعنی اعددنا، عتاد سے افعلنا کے وزن پر جس کے معنی ہم نے تیار کیا۔

(۴۵۷۵) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن نمیر نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے

۲- باب قوله ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ الآية وبيدًا مبادرة. اعددنا اعددنا افعلنا من العتاد.

۴۵۷۵- حدثني إسحاق أخبرنا عبد الله بن نمير، حدثنا هشام عن أبيه، عن

والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے کو بالکل روکے رکھے۔ البتہ جو شخص نادار ہو وہ واجب طور پر کھا سکتا ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں اتری ہے کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کی اجرت میں وہ واجب طور پر (یتیم کے مال میں سے کچھ) کھا سکتا ہے۔ (بشرطیکہ نیت میں فساد نہ ہو)

باب آیت ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جب تقسیم ورثہ کے وقت کچھ عزیز قرابت دار اور بچے اور یتیم اور مسکین لوگ موجود ہوں تو ان کو بھی کچھ دے دیا کرو“ آخر آیت تک۔

(۴۵۷۶) ہم سے احمد بن حمید نے بیان کیا، ہم کو عبد اللہ اشجعی نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں ابواسحاق شیبانی نے، انہیں عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور جب تقسیم کے وقت عزیز و اقارب اور یتیم اور مسکین موجود ہوں“ کے متعلق فرمایا کہ یہ محکم ہے، منسوخ نہیں ہے۔ عکرمہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن جبیر نے بھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

باب آیت ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارہ میں وصیت کرتا ہے۔“

(۴۵۷۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ انہیں ابن جریج نے خبر دی، بیان کیا کہ مجھے ابن منکدر نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو سلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ

عائشۃ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾. أَنَهَا نَزَلَتْ فِي مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِالْمَعْرُوفِ.

[راجع: ۱۲۲۱۲]

۳- باب قوله ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ﴾ فَأَرْزُقُوهُمْ مِنْهُ.

۴۵۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَمِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُثَيْبٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةُ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ﴾ قَالَ: هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ. تَابِعَهُ سَعِيدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

[راجع: ۲۷۵۹]

۴- باب قوله ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾

۴۵۷۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُنْكَدَرٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلَمَةَ مَاشِينَ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ

پر بے ہوشی طاری ہے، اس لیے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا، میں ہوش میں آگیا، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔“

باب آیت ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور تمہارے لیے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں جبکہ ان کے اولاد نہ ہو۔“

(۴۵۷۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ورقاء بن عمر یشکری نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابتداء اسلام میں میت کا سارا مال اولاد کو ملتا تھا، البتہ والدین کو وہ ملتا جو میت ان کے لیے وصیت کر جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے جیسا مناسب سمجھا اس میں نسخ کر دیا۔ چنانچہ اب مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور میت کے والدین یعنی ان دونوں میں ہر ایک کے لیے اس مال کا چھٹا حصہ ہے۔

بشرطیکہ میت کے کوئی اولاد ہو، لیکن اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو، بلکہ اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی مال کا ایک تہائی حصہ ہو گا اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہو گا، جبکہ اولاد ہو، لیکن اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ہو گا اور شوہر کا آدھا حصہ ہو گا، جبکہ اولاد نہ ہو، لیکن اگر اولاد ہو تو چوتھائی ہو گا۔

باب آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهَ﴾ کی تفسیر یعنی ”تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم بیوہ عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ“ آخر آیت تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (آیت میں) لا تعصلوہن کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جبر و قہر نہ کرو، حوبا یعنی گناہ تعولوا یعنی تمیلوا، جھکو تم لفظ نحلۃ مہر کے لیے آیا ہے۔

(۴۵۷۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسباط بن محمد

لَا أَغْلِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَقْفَتُ فَقُلْتُ : مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَتَرَلْتُ ۖ يَبُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ

[راجع: ۱۹۹]

۵- باب ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾

۴۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبْوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ وَالثُلُثُ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثَّمَنَ وَالرُّبْعَ وَلِلزَّوْجِ الشُّطْرُ وَالرُّبْعَ.

[راجع: ۲۷۴۷]

۶- باب قوله

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهَ الْآيَةِ وَيَذَكَّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْصَلُوهُنَّ لَا تَقْهَرُوهُنَّ. حُوبًا: إِنَّمَا تَعُولُوا : تَمِيلُوا. نَحْلَةٌ: النَّحْلَةُ الْمَهْرُ.

۴۵۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور شیبانی نے کہا کہ یہ حدیث ابوالحسن عطاسوائی نے بھی بیان کی ہے اور جہاں تک مجھے یقین ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے بیان کیا ہے کہ آیت ”اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک ہو جاؤ اور نہ انہیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے، اس کا کچھ حصہ وصول کر لو، انہوں نے بیان کیا کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مرجاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اگر انہیں میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح عورت کے گھر والوں کے مقابلہ میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اسی پر یہ آیت یا ایہا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها نازل ہوئی۔

تفسیر اب کہاں ہیں وہ پوری لوگ جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو لونڈی بنا دیا۔ اسلام کی برکت سے تو عورتیں آدمی ہونیں، ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کی طرح ان کو مال اسباب سمجھ لیا تھا۔ عورت کو ترک نہ ملتا، اسلام نے ترک دلایا۔ عورت کو جتنی چاہتے بے گنتی طلاق دیئے جاتے، عدت نہ گزارنے پاتی کہ ایک اور خلاق دے دیتے، اس کی جان غضب میں رہتی۔ اسلام نے تین طلاقوں کی حد باندھ دی۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت اس کے وارثوں کے ہاتھ میں کھ پتلی کی طرح رہتی۔ اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا چاہے نکاح ثانی پڑھالے۔ (وحیدی)

۷- باب قوله

باب آیت ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوْلًى مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ﴾
کی تفسیر یعنی اور ”جو مال والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں اس کے لیے ہم نے وارث ٹھہرا دیئے ہیں“ معمر نے کہا کہ موالی سے مراد اس کے اولیاء اور وارث ہیں۔ والدین عاقدت ایمان کم سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو قسم کھا کر اپنا وارث بناتے تھے یعنی حلیف اور مولیٰ کے کئی معانی آئے ہیں۔ چچا کا بیٹا، غلام، لونڈی کا مالک، جو اس پر احسان کرے، اس کو آزاد کرے، خود غلام، جو آزاد کیا جائے، مالک دین کا پیشوا۔

﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوْلًى مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ الآية. موالی اولیاء وراثۃ. ﴿عَاقَدْتَ إِيمَانَكُمْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ وَهُوَ الْحَلِيفُ. وَالْمَوْلَى اَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ. وَالْمَوْلَى الْمُنْعَمُ الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ الْمَمْلُوكُ. وَالْمَوْلَى الْمَوْلَى فِي الدِّينِ.

(۳۵۸۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۴۵۸۰- حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ.

ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے اور یس نے، ان سے طلحہ بن مصرف نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (آیت میں) ”لکل جعلنا موالی“ سے مراد وارث ہیں اور والذین عاقدت ایمانکم کی تفسیر یہ ہے کہ شروع میں جب مہاجرین مدینہ آئے تو قرابت داروں کے علاوہ انصار کے وارث مہاجرین بھی ہوتے تھے۔ اس بھائی چارہ کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان کرایا تھا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لکل جعلنا موالی تو پہلا طریقہ منسوخ ہو گیا۔ پھر بیان کیا کہ والذین عاقدت ایمانکم سے وہ لوگ مراد ہیں جن سے دوستی اور مدد اور خیر خواہی کی قسم کھا کر عہد کیا جائے۔ لیکن اب ان کے لیے میراث کا حکم منسوخ ہو گیا۔ مگر وصیت کا حکم رہ گیا۔ اس اسناد میں ابو اسامہ نے اور یس سے اور اور یس نے طلحہ بن مصرف سے سنا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرَفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا «وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي» قَالَ: وَرَثَةُ «وَالَّذِينَ عَاقَدْتُ أَيْمَانُكُمْ» كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ ذُو ذِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي أَخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ «وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي» نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِينَ عَاقَدْتُ أَيْمَانُكُمْ» مِنَ النَّصْرِ وَالرَّقَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ وَسَمِعَ إِدْرِيسَ طَلْحَةَ. [راجع: ۱۲۲۹۲]

تفسیر مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار نے ان کو منہ بولا بھائی بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے ترکہ میں حصہ دار بنالیا، بعد میں بتلایا گیا کہ ترکہ کے وارث صرف اولاد اور متعلقین ہی ہو سکتے ہیں۔ ہاں تنائی مال کی وصیت کرنے کا حق دیا گیا۔ اگر مرنے والا چاہے تو یہ وصیت اپنے منہ بولے بھائیوں کے لیے بھی کر سکتا ہے۔

باب آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”بیشک اللہ ایک ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا“ مِثْقَالَ ذرۃ سے ذرہ برابر مراد ہے۔

۸- باب قوله ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ

(۳۵۸۱) مجھ سے محمد بن عبد العزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمر حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، جبکہ اس پر بادل بھی نہ ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اور کیا چودھویں رات کے چاند کو

۴۵۸۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ هَلْ تَصَارُونَ فِي زُرِّيَةِ الشَّمْسِ بِالظُّهْرِ ضَوْءَ

دیکھنے میں تمہیں کچھ دشواری پیش آتی ہے، جبکہ اس پر بادل نہ ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بس اسی طرح تم بلا کسی دقت اور رکاوٹ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ ہر امت اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی، سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گنہگار اور اہل کتاب کے کچھ لوگ، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر ابن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا ادھر نہیں چلتے۔ چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ وہاں چمکتی ریت پانی کی طرح نظر آئے گی۔ بعض بعض کے ٹکڑے کئے دے رہی ہوگی۔ پھر سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہو؟ اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گنہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایک صورت میں جلوہ گر ہو گا، جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے، ملتی جلتی ہوگی (یہ وہ صورت نہ ہوگی) اب ان سے کہا جائے گا۔ اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی، وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں جب لوگوں سے (جنہوں نے کفر کیا تھا) جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج

لِئْسَ فِيهَا سَحَابٌ) قَالَوَا: لَا. قَالَ: ((وَهَلْ تُصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَوْدَ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ)) قَالَوَا: لَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذُنٌ مُؤَذِّنٌ تَنبِئُ كُلَّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، فَلَا يَبْقَى مِنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بَرًّا أَوْ فَاجِرًا وَغَيْرَاتِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيَقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالَوَا: كُنَّا نَعْبُدُ عَزِيرَ ابْنِ اللَّهِ، فَيَقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقَالُوا: غَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْتَقْنَا فَيُشَارُ الْأَوَّلُونَ فَيُخْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهُمَا سَرَابٌ، يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيَقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالَوَا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيَقَالُ لَهُمْ: مَاذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ أَنَا هُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَذْنَى صُورَةٍ مِنَ النَّبِيِّ وَآوَةٍ فِيهَا، فَيَقَالُ: مَاذَا تَنْتَظِرُونَ؟ تَنبِئُ كُلَّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالَوَا: فَأَرْقَنَّا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى

تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور اب ہمیں اپنے سچے رب کا انتظار ہے جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں۔ اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، دو یا تین مرتبہ یوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے پروردگار کے لیے صورت ثابت ہوئی۔ اگر صورت نہ ہو پھر اس کا دیدار کیوں کر ہو گا۔ صورت کی حقیقت خود اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اہل حدیث صفات باری کی تاویل نہیں کرتے۔ سلف صالح کا یہی طریقہ رہا ہے۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ مسلمان پہلے اپنے پروردگار کو نہ پہچان سکیں گے، کیونکہ وہ دوسری صورت میں جلوہ گر ہو گا اور جب وہ فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو مسلمان کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں پھر پروردگار اپنی پہلی صورت میں ظاہر ہو گا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے۔ اس وقت سب مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور کہیں گے تو بیشک ہمارا پروردگار ہے۔

بابت آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾

کی تفسیر یعنی ”سو اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور ان لوگوں پر تجھ کو بطور گواہ پیش کریں گے۔“ المختال اور ختال کا معنی ایک ہے یعنی غرور کرنے اور اکڑنے والا، نطمس وجوہہم کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے چروں کو میٹ کر گدھے کی طرح سپاٹ کر دیں گے۔ یہ طمس الکتاب سے نکلا ہے یعنی لکھا ہوا میٹ دیا۔ لفظ سعیرا بمعنی ایندھن کے ہے۔

(۴۵۸۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں عبیدہ نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ نے بیان کیا کہ حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرہ سے ہے (بواسطہ ابراہیم) کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے قرآن پڑھ کے سناؤ۔ میں نے عرض کیا، حضور ﷺ کو میں پڑھ کے سناؤں؟ وہ تو آپ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ نساء سنائی شروع کی، جب میں فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیداً پر پہنچا تو آپ نے

اَفْقَرُ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ، لَمْ نَصَاحِيهِمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

[راجع: ۲۲]

تَشْخِصٌ

۹- باب قوله

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ المختال: وَالْخِتَالُ وَاحِدٌ. نَطْمَسُ وَجُوهًا نَسْوِيهَا حَتَّى تَعْوَدَ كَأَقْفَانِيهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ، سَعِيرًا : وَفُودًا.

۴۵۸۲- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: يَحْضِي بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((افْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ أَفْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ: ((فَإِنِّي أَحَبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((أَمْسِكْ)) فَإِذَا عَيْنَاهُ

تَذَرُفَانِ. [أطرافه في : ٥٠٤٩، ٥٠٥٠، ٥٠٥٥، ٥٠٥٦].
فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آپ اس وجہ سے رو دیئے کہ امت نے جو کچھ کیا ہے اس پر گواہی دینی ہوگی۔ بعضوں نے کہا آپ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا چونکہ آپ تمام پیغمبروں کے گواہ بنیں گے۔ آیت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

۱۰۔ باب قوله

باب آیت ﴿وَان كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو اور پانی نہ ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرے۔“ صعیدا زمین کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں۔ جائز نے کہا کہ ”طاغوت“ بڑے ظالم مشرک قسم کے سردار لوگ جن کے یہاں جاہلیت میں لوگ مقدمات لے جاتے تھے۔ ایک ایسا سردار قبیلہ جینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں تھا اور ہر قبیلہ میں ہی ایک ایسا طاغوت ہوتا تھا۔ یہ وہی کاہن تھے جن کے پاس شیطان (غیب کی خبریں لے کر) آیا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”الجبت“ سے مراد جادو ہے اور ”الطاغوت“ جس زبان میں سے مراد شیطان ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ”الجبت“ حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور ”الطاغوت“ بمعنی کاہن کے آتا ہے۔

(۴۵۸۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (مجھ سے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا، نہ لوگ وضو سے تھے اور نہ پانی موجود تھا۔ اس لیے وضو کے بغیر نماز پڑھی گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

تیمم کا معنی قصد کرنا، اصطلاح میں پانی نہ ہونے پر پاکی حاصل کرنے کیلئے پاک مٹی کا قصد کرنا جس کی تفصیلات مذکور ہو چکی ہیں۔

باب آیت ﴿وَاُولٰٓئِیْهِ اَمْرٌ﴾ کی تفسیر

اولو الامر سے باختیار حاکم لوگ مراد ہیں۔

۱۱۔ باب قوله ﴿وَاُولٰٓئِیْهِ اَمْرٌ﴾

منکم ﴿ذَوِیْ اَمْرِ﴾

یعنی ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اولو الامر کی“ آگے آیت یوں ہے ﴿فَاِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ

۱۵۸۴- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۖ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ بْنِ عَدِيٍّ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ.

۱۵۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ قَالَ: خَاصِمَ الزُّبَيْرِ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شَرِيحٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْقِ

۱۵۸۴- ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں یعلیٰ بن مسلم نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت ”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اپنے میں سے حاکموں کی۔“ (عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔

۱۵۸۵- ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ) صحابی سے مقام حرہ کی ایک ٹالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا (کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سینچے کا حق رکھتا ہے) نبی

راستے میں ان کو کسی بات پر غصہ آیا، انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا آگ سلگاؤ، جب آگ روشن ہوئی تو کہا اس میں گھس جاؤ۔ بعض نے کہا ان کی اطاعت کرنی چاہیے، بعضوں نے کہا کہ ان کا یہ حکم شریعت کے خلاف ہے۔ اس کا ماننا ضروری نہیں۔ آخر یہ آیت ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ (النساء: ۵۹) نازل ہوئی۔ حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرو اس سے تقلید شخصی کی جڑ کٹ گئی۔

باب آیت ﴿فَلَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا﴾

کی تفسیر یعنی ”تیرے رب کی قسم! یہ لوگ ہرگز ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں، تجھ کو اپنا حکم نہ بنالیں، پھر تیرے فیصلے کو برضا و رغبت تسلیم نہ کر لیں۔“

۱۶- باب قوله

﴿فَلَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا﴾
﴿فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

۱۵۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ قَالَ: خَاصِمَ الزُّبَيْرِ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شَرِيحٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْقِ

کریم ﷺ نے فرمایا کہ زیرِ بٹہ پہلے تم اپنا باغ بیچ لو پھر اپنے پڑوسی کو جلد پانی دے دینا۔ اس پر ان انصاری صحابی بٹہ نے کہا، یا رسول اللہ! اس لیے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا زیر! اپنے باغ کو بیچو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ منڈیر تک بھر جائے، پھر اپنے پڑوسی کے لیے اسے چھوڑو۔ (پہلے آنحضور ﷺ نے انصاری کے ساتھ اپنے فیصلے میں رعایت رکھی تھی) لیکن اس مرتبہ آپ نے حضرت زیر بٹہ کو صاف طور پر ان کا پورا حق دے دیا کیونکہ انصاری نے ایسی بات کہی تھی جس سے آپ کا غصہ ہونا قدرتی تھا۔ حضرت ﷺ نے اپنے پہلے فیصلہ میں دونوں کے لیے رعایت رکھی تھی۔ زیر بٹہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے، یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھیں۔ ”تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں آپ کو حکم نہ بنالیں اور آپ کے فیصلے کو کھلے دل کے ساتھ برضا و رغبت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔“

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ایمان کبھی پورا ہونے والا نہیں جب تک یہ اپنے آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو حکم نہ بنالیں پھر تیرے فیصلے کو سن کر خوشی تسلیم نہ کر لیں۔ مومن کی یہی نشانی ہے کہ جس مسئلہ میں اگر صحیح حدیث مل جائے بس خوشی خوشی اس پر عمل شروع کر دے۔ اگر تمام جہان کے مولوی مجتہد مل کر اس کے خلاف بیان کریں تو کرتے رہیں، ذرا بھی دل میں یہ خیال نہ لائے کہ ان مجتہدوں کا مذہب جو ہم چھوڑتے ہیں اچھی بات نہیں ہے، بلکہ دل میں بہت خوشی اور سرور پیدا ہو کہ حق تعالیٰ نے حدیث شریف کی پیروی کی توفیق دی اور کیدانی اور قہستانی کے پھندے سے نجات دلوائی۔ (وحیدی)

۱۳ - باب قوله ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ﴾
باب آیت ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ کی تفسیر

تفسیر یعنی ”تو ایسے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے (اپنا خاص) انعام کیا ہے۔ جیسے ”نبیوں اور صدیقین اور شہداء و صالحین“ ان کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔“ یہ آیت اس وقت اتری جب ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو آپ سے بے حد محبت ہے۔ گھر میں رہوں تو چین نہیں آتا۔ جب آپ کی صورت آن کر دیکھ لیتا ہوں تو تسلی ہوتی ہے۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ آخرت میں آپ تو اعلیٰ درجے پر ہوں گے میں خدا جانے کہاں ہوں گا، آپ کا جمال مبارک وہاں کیسے دیکھ سکوں گا؟ اس کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ حکم عام ہے اور ہر محب رسول ﷺ مسلمان اس بشارت کا مصداق ہے۔ جعلنا اللہ منهم۔

(۴۵۸۶) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا کہ جو نبی مرض الموت میں بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت کا اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی مرض الموت میں جب آواز گلے میں پھنسنے لگی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ ”ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ“ اس لیے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے (اور آپ نے اللہم بالرفیق الاعلیٰ کہہ کر آخرت کو پسند فرمایا ﷺ)۔

باب آیت ﴿وَمَالَكُمْ لَا تقاتلون في سبيل الله﴾ الخ
کی تفسیر یعنی ”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے اور ان لوگوں کی مدد کے لیے نہیں لڑتے جو کمزور ہیں، مردوں میں سے اور عورتوں اور لڑکوں میں سے“

مکہ میں جو کمزور لوگ مقید رہ گئے تھے ان کو آزاد کرانے کی ترغیب میں یہ آیت نازل ہوئی۔
(۴۵۸۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں اور میری والدہ ”مستضعفین“ (کمزوروں) میں سے تھے۔

ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یہ دونوں دل سے مسلمان ہو گئے تھے مگر مکہ میں کافروں کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تھے، ہجرت نہیں کر سکتے تھے، ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

(۴۵۸۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں اور میری والدہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حصرت معنی میں ضافت

۴۵۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرُ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))، وَكَانَ فِي شَكْوَاهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ)) فَلَعَلَّمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ. [راجع: ۴۴۳۵]

۱۴- باب قَوْلِهِ: ﴿وَمَالَكُمْ لَا تقاتلون في سبيل الله إلى الظالمين أهلها﴾ الآية.

تَشْرِيحُ
۴۵۸۷- حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ. [راجع: ۱۳۵۷]

۴۵۸۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ قَالَ: كُنْتَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ. وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصْرَتُ

کے ہے ”تلووا“ یعنی تمہاری زبانوں سے گواہی ادا ہوگی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا دوسرے شخص (ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ) نے کہا مراغم کا معنی ہجرت کا مقام۔ عرب لوگ کہتے ہیں راغمت قومی یعنی میں نے اپنی قوم والوں کو جمع کر دیا۔ موقوتا کے معنی ایک وقت مقررہ پر یعنی جو وقت ان کے لیے مقرر ہو۔

صَافَتْ. تَلُّوْا اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ الْمَرَامُ: الْمَهَاجَرُ. رَاغَمْتُ: هَاجَرْتُ قَوْمِي. مَوْقُوتًا: مَوْقَاتًا وَقْتُهُ عَلَيْهِمْ. [راجع: ۱۳۵۷]

باب آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ﴾ کی تفسیر
یعنی اور ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ اللہ نے ان کے کرتوتوں کے باعث انہیں الٹا پھیر دیا۔“ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ارکسہم بمعنی بدرہم ہے فتنہ یعنی جماعت۔ (۴۵۸۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر اور عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آیت ”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے ہو۔“ کے بارے میں فرمایا کہ کچھ لوگ منافقین جو (اوپر سے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، جنگ احد میں (آپ کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت تو یہ کہتی تھی کہ (یا رسول اللہ! ﷺ) ان (منافقین) سے قتال کیجئے اور ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ ان سے قتال نہ کیجئے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو۔“ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مدینہ ”طیبہ“ ہے۔ یہ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

۱۵۔ قوله باب ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ وَاللَّهُ أَرَكْسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَدُدُّهُمْ فِتْنَةً: جَمَاعَةً.
۴۵۸۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ غَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَخَذَ وَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ، فِرْقٌ يَقُولُ: أَقْتُلْهُمْ، وَفِرْقٌ يَقُولُ: لَا. فَتَزَلَّتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ﴾ وَقَالَ: إِنَّهَا طَيِّبَةٌ، تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِئْصَةِ. [راجع: ۱۸۸۴]

جنگ احد کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوا کہ اس نے سچے مسلمانوں اور جھوٹے مسلمانوں کو الگ الگ ظاہر کر دیا۔ منافقین کھل کر سامنے آ گئے، جیسا کہ بعد کے واقعات نے بتلایا۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے کاتب ہیں ان کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ تدوین قرآن میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خلافت صدیقی میں انہوں نے قرآن کریم کی کتابت بھی کی ہے اور قرآن پاک کو مصحف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے نقل کیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ۳۵ھ میں وفات پائی، کل ۵۶ برس کی عمر ہوئی، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب قولہ

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ أَفْشَوْهُ. يَسْتَنْبِطُونَهُ: يَسْتَخْرِجُونَهُ. حَسِيبًا: كَافِيًا، إِلَّا إِنَانَا: الْمَوَاتِ حَجَرًا أَوْ مَدْرًا وَمَا أَشْبَهَهُ. مَرِيدًا مُتَمَرِّدًا. فَلْيَتَكَّنْ: بِتَكَّهُ قَطْعُهُ. قِيلًا، وَقَوْلًا وَاحِدًا. طَبِعَ: خُتِمَ.

۱۶- باب قولہ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا

مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾

باب آیت ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو یہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔“ اذاعوا کا معنی مشہور کر دیتے ہیں۔ یسنبطونہ کا معنی نکال لیتے ہیں حسیباً کا معنی کافی ہے۔ الا انانا سے بے جان چیزیں مراد ہیں پتھر مٹی وغیرہ۔ مریداً کا معنی شریر۔ فلیتکن بتکھ سے نکلا ہے یعنی اس کو کاٹ ڈالو۔ قیلًا اور قولاً دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ طبع کا معنی مہر کر دی۔

باب آیت ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾

الخ کی تفسیر

یعنی ”اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے۔“

(۳۵۹۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ علماء کوفہ کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس کے لیے سفر کر کے گیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ”اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔“ نازل ہوئی اور اس باب کی یہ سب سے آخری آیت ہے اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

۴۵۹۰- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ. قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: آيَةُ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ. [راجع: ۳۸۵۵]

تشیع بلاوجہ ہر انسان کا خون ناحق بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید نے ایسے خونخوار انسانوں کو پوری نوع انسانی کا قاتل قرار دیا ہے اور اسے بہت بڑا فساد پر مجرم بتلایا ہے پھر اگر یہ خون ناحق کسی مومن مسلمان کا ہے تو اس قاتل کو قرآن مجید نے ابدی دوزخی قرار دیا ہے جو قرآنی اصطلاح میں ایک سنگین ترین اور آخری سزا ہے۔ اسی آیت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قاتل مومن کی توبہ قبول نہ ہونے کے قائل تھے۔ مگر سورہ فرقان میں ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (الفرقان: ۷۰) کے تحت جمہور اس کی توبہ کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ روایت میں مذکورہ بزرگ ترین تابعی حضرت سعید بن جبیر کے عبرت انگیز حالات یہ ہیں۔

یہ سعید بن جبیر اسدی کوئی ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انہوں نے ابو مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور ان سے بہت لوگوں نے۔ ماہ شعبان ۹۵ھ میں جبکہ ان کی عمر انچاس سال کی تھی حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کرایا اور خود حجاج رمضان میں مرا اور بعض کے نزدیک اسی سال شوال میں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ان کے شہادت کے چھ ماہ بعد مرا۔ ان کے بعد حجاج کسی کے قتل پر قادر نہیں ہوا کیونکہ سعید نے اس کے لیے دعا کی تھی۔ جبکہ حجاج ان سے مخاطب ہو کر بولا کہ تم کو کس طرح قتل کیا جائے، میں تم کو اسی طرح قتل کروں گا۔ جبیر بولے کہ اے حجاج! تو اپنا قتل ہونا جس طرح چاہے وہ بتلا

اس لیے کہ خدا کی قسم! جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح آخرت میں میں تجھ کو قتل کروں گا۔ حجاج بولا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں؟ بولے کہ اگر عفو واقع ہوا تو وہ اللہ کی طرف سے ہو گا اور رہا تو تو اس میں تیرے لیے کوئی برأت و عذر نہیں۔ حجاج یہ سن کر بولا کہ ان کو لے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ پس جب ان کو دروازہ سے باہر نکالا تو یہ ہنس پڑے۔ اس کی اطلاع حجاج کو پہنچائی گئی تو حکم دیا کہ ان کو واپس لاؤ، لہذا واپس لایا گیا تو اس نے پوچھا کہ اب ہنسے گا کیا سبب تھا؟ بولے کہ مجھ کو اللہ کے مقابلے میں تیری بیباکی اور اللہ تعالیٰ کی تیرے مقابل میں حلم و بردباری پر تعجب ہوتا ہے۔ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ کھال بچھائی جائے تو بچھائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ﴿وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَائِفَةً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الانعام: ۷۹) یعنی ”میں نے اپنا رخ سب سے موڑ کر اس خدا کی طرف کر لیا ہے کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔“ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو قبلہ کی مخالف سمت کر کے مضبوط ہاندھ دیا جائے۔ سعید نے فرمایا ﴿فَاقْتَاتُوا لِلَّهِ وَجْهَهُ﴾ (البقرة: ۱۱۵) جس طرف کو بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے۔ اب حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل اونڈھا کر دیا جائے۔ سعید نے فرمایا ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى﴾ (طہ: ۵۵) حجاج نے یہ سن کر حکم دیا اس کو ذبح کر دو۔ سعید نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں اور حجت پیش کرتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ (حجت ایمانی) میری طرف سے سنبھال یہاں تک کہ تو مجھ سے قیامت کے دن ملے۔ پھر سعید نے دعا کی کہ اے اللہ! حجاج کو میرے بعد کسی کے قتل پر قادر نہ کر۔ اس کے بعد کھال پر ان کو ذبح کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ حجاج ان کے قتل کے بعد پندرہ راتیں اور جیا اس کے بعد حجاج کے پیٹ میں کیڑوں کی بیماری پیدا ہو گئی۔ حجاج نے حکیم کو بلوایا تاکہ معائنہ کرے۔ حکیم نے گوشت کا ایک سڑا ہوا ٹکڑا منگوایا اور اس کو دھاگے میں پرو کر اس کے گلے سے اتارا اور کچھ دیر تک چھوڑ رکھا۔ اس کے بعد حکیم نے اس کو نکالا تو دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ حکیم سمجھ گیا کہ اب یہ بچنے والا نہیں ہے۔ حجاج اپنی بقیہ زندگی میں چیخا رہتا تھا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہو گیا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتا ہے۔ سعید بن جبیر عراق کی کھلی آبادی میں دفن کئے گئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعة۔

۱۷- باب قوله ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾
 التَّسْلِيمُ: وَالسَّلَامُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ۔
 باب آیت ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ کی
 تفسیر یعنی اور جو تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو تو
 مسلمان ہی نہیں۔ السلام اور السالم اور السلام سب کا ایک ہی معنی
 ہے۔

(۴۵۹۱) مجھ سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور جو تمہیں سلام کرتا ہو اسے یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب (مرد اس نامی) اپنی بکریاں چرا رہے تھے، ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا ”السلام علیکم“ لیکن مسلمانوں نے بہانہ خور جان کرا نہیں قتل کر دیا اور ان

۴۵۹۱- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا» قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ. وَآخِذُوا غَنِيمَتَهُ فَأَنزَلَ اللَّهُ

کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی آخر آیت ”عرض الحیاة الدنيا“ اس سے اشارہ انہیں بکریوں کی طرف تھا۔ بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”السلام“ قرأت کی ہے۔ مشہور قرأت بھی یہی ہے۔

فِي ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ بَلَدُ الْغَيْمَةِ قَالَ : قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ.

تفسیر روایت میں مذکور سفیان ثوری حدیث کے بہت بڑے عالم اور زاہد و عابد و ثقہ تھے۔ ائمہ حدیث اور مرجع العلوم تھے، ان کا شمار بھی ائمہ مجتہدین میں ہے۔ قلوب اسلام ان کو کیا گیا ہے۔ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

باب آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الخ
کی تفسیر یعنی ”ایمان والوں میں سے (بلا عذر گھروں میں) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“

۱۸- باب قوله ﴿لَا يَسْتَوِي

الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

﴿وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے، جتنا فرق آسمان اور زمین میں ہے۔

(۴۵۹۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صلح بن کيسان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے حضرت سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا (بیان کیا کہ) پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ آیت لکھوائی ”مسلمانوں میں سے (گھر بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“ ابھی آپ یہ آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اور عرض کیا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شرکت کر سکتا تو یقیناً جہاد کرتا۔ وہ اندھے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری۔ آپ کی ران میری ران پر تھی (شدت وحی کی وجہ سے) اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے اپنی ران کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ آخر یہ کیفیت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ”غیر اولی الضرر کے الفاظ اور نازل کئے۔

۴۵۹۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يَمْلُهَا عَلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ اسْتَطِيعَ الْجِهَادُ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَفَجَدَّهُ عَلَى فَجْدِي فَقُلْتُ عَلَى حَتَّى خَفْتُ أَنْ تُرْصَ فَجْدِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۲]

یعنی جو لوگ معذور ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان لفظوں کے اترنے سے عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے معذور لوگوں کو تسلی ہو گئی کہ ان کا مرتبہ مجاہدین سے کم نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ قدرت رکھ کر جہاد نہ کریں وہ مجاہدین کا درجہ نہیں پاسکتے۔

۴۵۹۳- حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَرَاتَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ غَيْرَ أُولَى الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

(۴۵۹۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آیت لا يستوی القاعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لیے بلایا اور انہوں نے وہ آیت لکھ دی۔ پھر حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے ”غیر اولی الضرر“ کے الفاظ اور نازل کئے۔

جس سے معذورین کا اشتیاء ہو گیا۔ آیت میں مجاہدین اور بیٹھ رہنے والوں کا ذکر تھا کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے مگر جو لوگ معذور ہیں وہ قابل معافی ہیں۔

۴۵۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ادْعُوا فَلَانًا)) فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللُّوْحُ أَوْ الْكِتَابُ فَقَالَ: ((اُكْتُبْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷻ وَخَلَفَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولَى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷻ﴾. ۲۸۳۱

(۴۵۹۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”لا يستوی القاعدون من المؤمنین“ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ وہ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی لے کر حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا لکھو۔ ”لا يستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللہ“ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو حضور اکرم ﷺ کے پیچھے موجود تھے، عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں۔ چنانچہ وہیں اس طرح آیت نازل ہوئی ”لا يستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللہ“

آیت کا ترجمہ یہی ہے کہ سوائے معذور لوگوں کے جہاد سے بیٹھ رہنے والے اور جہاد میں شرکت کرنے والے مؤمنین برابر نہیں ہو سکتے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ بہت بلند ہے۔

۴۵۹۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ ح

(۴۵۹۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو عبد الکریم جری نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن حارث کے غلام مقسم نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ”لا یستوی القاعدون من المومنین“ سے اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو بدر میں شریک تھے اور جنہوں نے بلا کسی عذر کے بدر کی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی، وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ شان نزول کے اعتبار سے ہے ورنہ حکم عام ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے۔

باب آیت ﴿ان الذین توفاهم الملائکة﴾ کی تفسیر

یعنی ”بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے۔ (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے، وہ بولیں گے ہم اس ملک میں بے بس کمزور تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ کیا اللہ کی سرزمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔“

باوجود طاقت کے جن لوگوں نے مکہ سے ہجرت نہ کی، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، آگے کمزوروں کو اس سے مستثنیٰ کر

دیا گیا۔

(۴۵۹۶) ہم سے عبد اللہ بن یزید المقری نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوة بن شریح وغیرہ (ابن لیبہ) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد الرحمن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا کہ اہل مدینہ کو (جب مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا) شام والوں کے خلاف ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عکرمہ سے میں ملا اور انہیں اس صورت حال کی اطلاع کی۔ انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی زیادتی کا سبب بنتے، پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (غلطی میں) انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس پر

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ، أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ۖ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ. [راجع: ۳۹۵۴]

۱۹ - باب

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ؟ قَالُوا: كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا: أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا﴾ الآية.

۴۵۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعَثَ فَأَكْتَبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَهَاجَنِي عَنْ ذَلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكْتَرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ فَيَصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيَقْتُلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ إِنَّ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں“ آخر آیت تک۔ اس روایت کو لیث بن سعد نے بھی ابو اسود سے نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی مسلمان کے لیے دشمنوں کی فوج میں بھرتی ہونا جائز نہیں ہے۔

باب آیت ﴿الْمُسْتَظْعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ﴾
کی تفسیر یعنی ”سوائے ان لوگوں کے جو مردوں اور عورتوں بچوں میں سے کمزور ہیں کہ نہ کوئی تدبیر ہی کر سکتے ہیں اور نہ کوئی راہ پاتے ہیں کہ ہجرت کر سکیں۔“

(۴۵۹۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الا المستضعفین کے متعلق فرمایا کہ میری ماں بھی ان ہی لوگوں میں تھیں جنہیں اللہ نے معذور رکھا تھا۔

شروع اسلام میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ کچھ کمزور لوگ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں مصیبتوں کی زندگی گزارتے رہے، ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”تو یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے گا اور اللہ تو بڑا ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“

(۴۵۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پھر سجدہ میں جانے سے پہلے یہ دعا کی۔ ”اے اللہ! عیاش بن ابی ریحہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! کفار مضر کو سخت سزا دے۔ اے اللہ! انہیں ایسی قحط

نوافلہم الملائكة ظالمی أنفسهم﴾ الآية.
رواہ الثیث عن ابی الاسود.
[طرفہ بی : ۷۰۸۵].

۲۰ - باب

﴿الْمُسْتَظْعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا﴾

۴۵۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿الْمُسْتَظْعِفِينَ﴾ قَالَ: كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ. [راجع: ۱۳۵۷]

۲۱ - باب قَوْلِهِ: ﴿فَأُولَٰئِكَ عَسَى

اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا﴾ الآية.

آیت کا تعلق پیچھے والے مضمون ہی سے ہے۔

۴۵۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ يَحْيَى. عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: بَيَّنَّا النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيُ الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: ((اللَّهُمَّ نَجِّ عِيَّاشَ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ. اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنِ هِشَامٍ. اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ. اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَظْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.

اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرٍّ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سَبِينَ كَسْبِي يُوسُفَ))
[راجع: ۷۹۷]

سالی میں مبتلا کر جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی آئی تھی۔

آنحضرت ﷺ کی دعا کمزور مسلمانوں کے لیے تھی جو مکہ میں پھنسے رہ گئے تھے۔ مضر قبیلہ کے لیے بددعا اس واسطے کی کہ انہوں نے مسلمانوں کو خاص طور پر سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کافر مسلمانوں کو ستائیں ان پر قحط اور بیماری کی بددعا کرنا درست ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَصُغُوا أَسْلِحَكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو۔“
(۴۵۹۹) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حجاج بن محمد عور نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں یعلیٰ بن مسلم نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ”ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی“ کے سلسلے میں بتلایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے، ان سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت میں مجاہدین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ کسی وقت بھی غفلت زدہ نہ ہوں۔ ہر وقت ہتھیار بند ہو کر رہیں ہاں کسی وقت کوئی تکلیف لاحق ہو جائے تو اس حالت میں ہتھیاروں کو اتار کر رکھ دینا جائز ہے۔ یہ صرف قرآنی ہدایت ہی نہیں بلکہ اقوام عالم کی فوجوں کا ایک بے حد ضروری ضابطہ ہے۔

باب آیت ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ معلوم کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں عورتوں کی بابت حکم دیتا ہے اور وہ حکم وہی ہے جو تم کو قرآن مجید میں ان یتیم لڑکیوں کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا حق نہیں دیتے۔“

(۴۶۰۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ حماد بن اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان

۲۲- باب قوله

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَصُغُوا أَسْلِحَكُمْ﴾

۴۵۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيحًا.

۲۳- باب قوله :

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَأَمَّى النِّسَاءِ﴾

۴۶۰۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وی) فتویٰ دیتا ہے۔ آیت ”وَتَرْغَبُونَ ان تَنْكِحُوهُنَّ“ تک۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی کہ اگر اس کی پرورش میں کوئی یتیم لڑکی ہو اور وہ اس کا ولی اور وارث بھی ہو اور لڑکی اس کے مال میں بھی حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی۔ اب وہ شخص خود اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے، کیونکہ اسے یہ پسند نہیں کہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر دے کہ وہ اس کے اس مال میں حصہ دار بن جائے، جس میں لڑکی حصہ دار تھی، اس وجہ سے اس لڑکی کا کسی دوسرے شخص سے وہ نکاح نہ ہونے دے تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

وہ شخص خود بھی واجبی مریر اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ مرکم دینا چاہے تو ایسے نکاح سے اللہ نے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر تم پورے پورے مریر اس سے نکاح کرنا نہ چاہو تو دوسرے شخص سے اسے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی، بد صورت۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتے تھے اور مال اسباب کے خیال سے یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے کیونکہ وہ اس کے مال کا دعویٰ کرے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ صنف نازک کا کسی بھی قسم کا نقصان شریعت میں سخت ناپسند ہے۔

باب آیت ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاصًا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ظلم زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ صلح بہتر ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (آیت میں) شقاق کے معنی فساد اور جھگڑا ہے۔ واحضرت الانفس الشح ہر نفس کو اپنے فائدے کا لالچ ہوتا ہے۔ کالمعلقة یعنی نہ تو وہ بیوہ رہے اور نہ شوہر والی ہو۔ نشوز بمعنی بغضاعدات کے معنی میں ہے۔

(۴۶۰۱) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور کسی عورت کو

غُرُوزًا، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلَيْثُهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يَزُوجَهَا رَجُلًا فَيَشْرِكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكْتُهُ، فَيُعْضِلُهَا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

[راجع: ۲۴۹۴]

۲۴- باب قوله: ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاصًا﴾
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ: تَفَاسُدُ. وَأَخْضَرَتِ الْإِنْفُسَ الشَّحُّ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَخْرُصُ عَلَيْهِ. ﴿كَالْمُعْلَقَةِ﴾ لَا هِيَ أَيْمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ ﴿نُشُوزًا﴾: بُغْضًا.

۶۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ غُرُوزًا، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ﴿وَإِنْ

اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو“ کے متعلق کہا کہ ایسا مرد جس کے ساتھ اس کی بیوی رہتی ہے، لیکن شوہر کو اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں، بلکہ وہ اسے جدا کر دینا چاہتا ہے، اس پر عورت کہتی ہے کہ میں اپنی باری اور اپنا (نان و نفقہ) معاف کر دیتی ہوں (تم مجھے طلاق نہ دو) تو ایسی صورت کے متعلق یہ آیت اسی باب میں اتری۔

امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ۖ قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْبِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَنَقُولُ: أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَتَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

[راجع: ۲۴۵۰]

جو رو مرد اگر صلح کر کے کوئی بات ٹھہرائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ مثلاً جو رو اپنی باری معاف کر دے یا اور کوئی بات پڑ جائے۔

باب آیت ﴿ان المنافقين في الدرك الاسفل﴾ کی تفسیر یعنی ”بلاشک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ الدرك الاسفل سے مراد جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے اور سورہ انعام میں نفقا بمعنی سراپا یعنی سرنگ مراد ہے۔

۲۵- باب قوله ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْفَلُ النَّارِ. نَفَقًا: سَرَبًا.

تشریح اس کو ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا ہے۔ اس تفسیر کو امام بخاری یہاں اس لیے لائے کہ منافق اور نفق کا مادہ ایک ہی ہے۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہنم، دیل، طمہ، سعیر، سمر، جحیم اور ہاویہ۔ پس منافق درک اسفل یعنی ہاویہ میں ہوں گے۔ وہ دوزخ کی تہ میں آگے کے صندوقوں میں ہوں گے جو ان پر دھکتے ہوں گے۔ (ابن جریر)

(۴۶۰۲) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر کہا منافق میں وہ جماعت مبتلا ہو گئی جو تم سے بہتر تھی۔ اس پر اسود بولے، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ”منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔“ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد بھی ادھر ادھر چلے گئے، پھر

۶۰۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللَّهِ، فَجَاءَ حَذِيفَةُ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أَنْزَلَ النَّفَاقَ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ، قَالَ الْأَسْوَدُ: سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَسَمَّ عِنْدَ اللَّهِ وَجَلَسَ حَذِيفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِي بِالْحَصَا

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر کنکری پھینکی (یعنی مجھ کو بلایا) میں حاضر ہو گیا تو کہا کہ مجھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہنسی پر ت ہوئی حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اسے وہ خوب سمجھتے تھے۔ یقیناً اتفاق میں ایک جماعت کو جتلا کیا گیا تھا جو تم سے بہتر تھی، اس لیے کہ پھر انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی۔

اسود کو یہ تعجب ہوا کہ بھلا منافق لوگ ہم مسلمانوں سے کیونکر بہتر ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ تم سے بہتر تھے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرن میں تھے۔ تم تابعین کے قرن میں ہو۔ وہ نفاق کی وجہ سے خراب ہو گئے، دین سے پھر گئے، مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی وہ عند اللہ مقبول ہو گئے۔

باب آیت ﴿اَنَا وَحِينَا إِلَيْكَ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ایسی ہی وحی جیسی ہم نے حضرت نوح اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف بھیجی تھی اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر“ آخر آیت تک۔

(۴۶۰۳) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر کہے۔

آیت کے مطابق حدیث میں بھی حضرت یونس سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

(۴۶۰۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلح نے بیان کیا، ان سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ کہا۔

یہ آپ کی کمال تواضع اور کسر نفسی اور اخلاق فاضلہ کی بات ہے ورنہ اللہ نے آپ کو سب انبیاء پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ لاشک فیہ

باب آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں خود کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا

فَاتِيَهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ : عَجَبْتُ مِنْ ضَجْحِهِ، وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أَنْزَلَ النَّفَاقَ عَلَى قَوْمٍ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ.

۲۶- باب قَوْلُهُ

﴿اَنَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ - وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسَلِيمَانَ﴾.

۴۶۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى)). [راجع: ۳۴۱۲]

۴۶۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا هَلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى فَقَدْ كَذَبَ)). [راجع: ۲۴۱۵]

۲۷- باب

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾
إِنْ أَمْرُ هَلْكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتُ

فَلَهَا بِنَفْسٍ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ وَالْكَلَالَةُ : مَنْ لَمْ يَرِثْهُ اَبٌ اَوْ ابْنٌ وَهُوَ مُصَدَّرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

فحص مرجائے کہ اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے ایک بہن ہو تو اس سے بہن کو اس کے ترکہ کا ادھالے گا اور وہ مرد وارث ہو گا اس (بہن کے کل ترکہ) کا اگر اس بہن کے کوئی اولاد نہ ہو۔

پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو ٹکٹ ترکہ سے ملیں گے اور اگر اس کلالہ کی کئی بہن بھائی مرد عورت وارث ہوں تو مرد کو عورت سے دو گنا حصہ ملے گا اور "کلالہ" اسے کہتے ہیں جس کے وارثوں میں نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ یہ لفظ مصدر ہے اور "تکللہ النسب" سے نکلا ہے۔ یعنی نسب نے اسے کلالہ (لا وارث) بنا دیا۔

۴۶۰۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : أَخْرَجُ سُورَةَ نَزَلَتْ بَرَاءَةً وَأَخْرَجُ آيَةَ نَزَلَتْ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ﴾ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ

(۴۶۰۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورہ برأت ہے اور (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ "یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ" ہے۔

[راجع: ۴۳۶۴]

تشیخ مطلب یہ کہ مسائل میراث سے متعلق یہ آخری آیت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے بیہوش پایا۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کلالہ ہوں (جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا بیٹی) میرا ترکہ کیونکر تقسیم ہو گا۔ اس وقت یہ آیت اتری (کلالہ کے معنی ہارا ضعیف) یہاں فرمایا اس کو جس کے وارثوں میں باپ اور بیٹا نہیں کہ اصل وارث وہی تھے تو اس وقت گئے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے۔ گئے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے۔ نری ایک بہن کو ادھا اور دو کو دو تہائی اور بھائی بہن ملے ہوں تو مرد کو دو ہر حصہ ملے گا عورت کو اکرا، جو نہ بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہوں گے یعنی حصہ معین نہیں وہ عصبہ ہیں۔

سورہ مائدہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرم حرام کی جمع ہے (یعنی احرام باندھے ہوئے ہو) فبما نقضہم میثاقہم سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے جو عہد ان کو دیا تھا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ وہ نہیں بجالائے۔ تبوء بالمی یعنی تو میرا گناہ اٹھالے گا۔ دائرہ کے معنی زمانہ کی گردش اور دوسرے لوگوں نے کہا اغراء کا معنی مسلط کرنا ڈال دینا۔ اجورہن یعنی ان کے مرہمہم کا معنی امانتدار (تمکبان) قرآن کو یا اگلی آسمانی کتابوں کا محافظ ہے۔ سفیان ثوری نے کہا سارے قرآن میں اس سے زیادہ کوئی آیت

﴿حُرْمٌ﴾ وَاٰحِذْهَا حَرَامٌ ﴿فَبِمَا نَقَضْتُمْ مِثْقَاتِهِمْ﴾ بِنَفْسِهِمْ ﴿اَلَيْسَ كَتَبَ اللَّهُ جَعَلَ اللَّهُ ﴿تَبْوَةً﴾ تَحْمِلُ ﴿دَائِرَةٌ﴾ دَوْلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ: الْاِغْرَاءُ : التَّسْلِيْطُ. اُجُوْرُهُنْ مُّهُوْرُهُنْ. الْمُهْمَمِنُ: الْاَمِيْنُ الْفُرْقَانِ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ، قَالَ سُفْيَانٌ : مَا فِي الْفُرْقَانِ آيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى

مجھ پر سخت نہیں ہے وہ آیت یہ ہے لستم علی شئی حتی تقیموا التوراة والانجیل الخ (کیونکہ اس آیت میں یہ ہے کہ جب تک کوئی اللہ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل نہ کرے، اس وقت تک اس کا دین و ایمان لائق اعتبار نہیں ہے) مخمصة کے معنی بھوک۔ من احیاء یعنی جس نے ناحق آدمی کا خون کرنا حرام سمجھا گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔ شرعة ومنہا جاسے راستہ اور طریقہ مراد ہے۔

باب آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ الخ کی تفسیر
یعنی آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مخمصة سے بھوک مراد ہے۔

شئٍ حَتَّى تَقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿١٦٢﴾
مَخْمَصَةً : مَجَاعَةً، مَنْ أَحْيَاهَا: غَيْرَ ظَهَرَ،
الْأُولَيَّانِ : وَاحِدُهُمَا أَوَّلَى.

۲- باب قوله ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَخْمَصَةٌ : مَجَاعَةٌ.

اس آیت نے دین کامل کی جو تصویر پیش کی ہے اور جس وقت کی ہے اس وقت مسلمانوں میں فرقہ بندی نہیں تھی نہ یہ تقلیدی مذاہب تھے۔ نہ چار مصلوں اور چار اماموں پر امت کی تقسیم ہوئی تھی۔ یہ دین کامل تھا مگر بعد میں تقلید جلد کی بیماری نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دین کامل کو مسخ کر کے رکھ دیا اور آج جو حال ہے وہ ظاہر ہے کہ اماموں اور مجتہدوں کے ناموں پر امت کی تقسیم کس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ بیدار مغز مسلمان کھڑے ہوں اور تقلیدی دیواروں کو توڑ کر امت کی شیرازہ بندی کریں۔ فلاح دارین کا صرف یہی ایک راستہ ہے، سچ کہا ہے۔

فأهرب عن التقليد فإِنَّهُ ضَلَالَةٌ ان المقلد في سبيل الهالك

۴۶۰۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَتْ الْيَهُودُ: لِعَمْرٍ إِنْكُمْ تَقْرَؤُونَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللَّهِ بِعَرَفَةَ، قَالَ سُفْيَانُ : وَأَشْكُ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾. [راجع: ٤٥]

۴۶۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن اسلم نے اور ان سے طارق بن شہاب نے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں وہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم (جس دن وہ نازل ہوئی ہوتی) اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کہاں اور کب نازل ہوئی تھی اور جب عرفات کے دن نازل ہوئی تو حضور ﷺ کہاں تشریف رکھتے تھے۔ اللہ کی قسم! ہم اس وقت میدان عرفات میں تھے۔ سفیان ثوری نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا اور کوئی دوسرا دن۔

تیس بن مسلم کی دوسری روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعہ ہی کا دن تھا۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو پیغمبر ﷺ کا آخری حج تھا جس کے تین ماہ بعد آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عرفہ کی شام کو جمعہ کے روز اتری تھی۔ اس کے بعد حلال حرام کا کوئی حکم نہیں اترتا۔ آپ کی وفات سے نو رات پہلے آخری آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ نازل ہوئی جس دن یہ آیت اتری اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں۔ جمعہ کا دن، عرفہ کا دن، یہود کی عید، نصاریٰ کی عید، مجوس کی عید۔ اس آیت سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو رائے اور قیاس پر چلتے ہیں اور نص کو چھوڑتے ہیں گویا ان کے نزدیک دین کال نہیں ہوا۔ نعوذ باللہ۔

باب آیت ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

کی تفسیر یعنی ”پھر اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو“ تیمموا یعنی تعمدوا اسی لیے آتا ہے یعنی قصد کرو امین یعنی عامدین قصد کرنے والے امت اور تیمم ایک ہی معنی میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لمستم، تمسوهن، اللاتی دخلتم بہن اور الافضاء سب کے معنی عورت سے ہم بستری کرنے کے ہیں۔

(۴۶۰۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش تک پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کروانے کے لیے وہیں قیام کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا۔ وہاں کہیں پانی نہیں تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی پانی نہیں تھا۔ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر رکھا ہے اور حضور ﷺ کو یہیں ٹھہرا لیا اور ہمیں بھی، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (میرے یہاں) آئے۔ حضور ﷺ سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہنے لگے تم نے آنحضرت ﷺ کو اور سب کو روک لیا، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں

۳۔ باب قَوْلِهِ :

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾
تَيَمَّمُوا تَعَمَّدُوا. آمِنَ غَامِدِينَ أَمْتٌ
وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَسْتُمْ
وَتَمَسَّوْهُنَّ وَاللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ،
وَالْإِفْضَاءُ: النِّكَاحُ.

۴۶۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ
- أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ - انْقَطَعَ عَقْدٌ لِي
فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى التَّمَاسِيهِ وَأَقَامَ
النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ
مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى
مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضْبَعُ رَأْسَهُ عَلَى فَخْذِي
قَدْ نَامَ فَقَالَ: حَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَالنَّاسُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ

ہے اور نہ کسی کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا مجھے کہا سنا اور ہاتھ سے میری کونکھ میں کچھ کے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے کوئی حرکت نہیں کی کہ آنحضرت ﷺ میری ران پر اپنا سر رکھے ہوئے تھے، پھر حضور ﷺ اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام و نشان نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری تو اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمارا اسی کے نیچے مل گیا۔

حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری وجہ سے بہت سی آیات و احکام کا نزول ہوا ہے جیسا کہ یہ آیت تیمم موجود ہے جو تمہاری موجودہ پریشانی کی برکت میں نازل ہوئی، اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ تیمم کا رائج طریقہ یہی ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مار کر ان کو چرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا جائے۔ اس کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ مار لینا کافی ہے۔ بخاری شریف میں ایسا ہی ہے۔

(۴۶۰۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا۔ ہم مدینہ واپس آرہے تھے، نبی کریم ﷺ نے وہیں اپنی سواری روک دی اور اتر گئے، پھر حضور ﷺ سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو رہے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آگئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ ایک ہار کے لیے تم نے حضور ﷺ کو روک لیا لیکن حضور ﷺ کے آرام کے خیال سے میں بے حس و حرکت بیٹھی رہی حالانکہ مجھے تکلیف ہوئی تھی، پھر حضور ﷺ بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا اور پانی کی تلاش ہوئی لیکن کہیں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اسی وقت یہ آیت اتری۔ یا ایہا الزین امنوا اذا قمتم الى الصلوة الخ۔ اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے آل ابی بکر! تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے باعث برکت بنایا ہے۔ یقیناً تم لوگوں کے لیے باعث برکت ہو۔ تمہارا ہار گم

ماء قَالَتْ عَائِشَةُ : فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ : وَجَعَلَ يَطْعَمُنِي بِيَدِهِ عَيْرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَحْجَذِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيْمُمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ : مَا هِيَ يَا أُولَ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ : فَتَعَنَّا النِّعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ . [راجع : ۳۳۴]

تَشْرِيحُ ۴۶۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُمَرُو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ ، وَنَحْنُ ذَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ ، فَأَنَاحَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَزَلَ فَتَنَى رَأْسَهُ فِي حِجْرِي رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْرَةً شَدِيدَةً وَقَالَ : حَبَسْتَ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فِيهِ الْمَوْتُ لِمَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَوْجَعَنِي ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتَمَسَ الْمَاءَ فَلَمْ يَوْجِدْ فَنَزَلَتْ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ الْآيَةَ . فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللَّهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ

ہو اللہ نے اس کی وجہ سے تیم کی آیت نازل فرمادی جو قیامت تک مسلمانوں کے لیے آسانی اور برکت ہے۔ علیٰ هذا القیاس۔

باب آیت ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”سو آپ خود اور آپ کا رب جہاد کرنے چلے جاؤ اور آپ دونوں ہی لڑو بھڑو۔ ہم تو اس جگہ بیٹھے رہیں گے۔“

یہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس وقت کہا تھا جب حضرت موسیٰ نے ان کو ارض موعود میں دشمنوں سے لڑنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے جواب میں یہ کہا جو آیات میں مذکور ہے۔ تو رات میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی دہشت سے اس قدر بے طاقت ہو گئے تھے کہ وہ رو کر کہنے لگے یا خدا! تو نے ہم کو مصر کی سرزمین سے کیوں نکالا تھا۔ اس پر حکم ہوا کہ یہ لوگ چالیس سال تک جزیرہ نما سینہای کے صحرا میں پڑے رہیں گے۔

(۴۶۰۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مخارق نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے قریب موجود تھا (دوسری سند) اور مجھ سے حمدان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر (ہاشم بن قاسم) نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عبد الرحمن اشجعی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے مخارق بن عبد اللہ نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقع پر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، یا رسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ”آپ خود اور آپ کے خدا چلے جائیں اور آپ دونوں لڑ بھڑلیں۔ ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں۔“ نہیں آپ چلے، ہم آپ کے ساتھ جان دینے کو حاضر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات سے خوشی ہوئی۔ اس حدیث کو دکیج نے بھی سفیان ثوری سے، انہوں نے مخارق سے، انہوں نے طارق سے روایت کیا ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا (جو اوپر بیان ہوا)

باب آیت ﴿انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے

أَبَى بِكُمْ مَا أَنْتُمْ إِلَّا بِرَكَّةٍ لَهُمْ.
[راجع: ۳۳۴]

۴- باب قَوْلِهِ: ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ اِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ ﴿﴾

۴۶۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمَقْدَادِ ح وَحَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّضْرِ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ الْمَقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ وَلَكِنْ اَمْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ، أَنَّ الْمَقْدَادَ قَالَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۹۵۲]

۵- باب قَوْلِهِ: ﴿اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي

ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزائیں یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں۔ آخر آیت ”وَيَنْفُوا مِنَ الْأَرْضِ“۔ الْمُحَارَبَةُ لِلَّهِ : الْكُفْرُ بِهِ۔
 ورسولہ سے کفر کرنا مراد ہے۔

تشریح یہ آیت کریمہ ان ڈاکوؤں کے بارے میں اتری تھی جو فریب سے مسلمان ہو گئے تھے اور جلندر کے مریض تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو علاج کے لیے صدمے کے اونٹوں میں بھیج دیا تاکہ وہاں کشادگی سے اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیویں۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گئے اور غداروں کے اسلامی چرواہے کو بچاؤ کر قتل کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں ببول کے کانٹے گاڑ دیئے آخر گرفتار ہوئے اور ان سے قصاص کے بارے میں یہ احکام نازل ہوئے۔

۶۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا فَقَالُوا: وَقَالُوا قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ، فَالْتَبَتْ إِلَى أَبِي قَلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ: مَا تَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - أَوْ قَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا قَلَابَةَ-؟ قُلْتُ: مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، أَوْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُبَيْدَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا، قُلْتُ: إِنِّي حَدَّثْتُ أَنَسَ قَالَ: قَدِيمٌ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمُوهُ فَقَالُوا: قَدْ اسْتَوْحَمْنَا هَذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ: ((هَذِهِ نَعَمْ)) لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوا فِيهَا فَاشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا)) فَخَرَجُوا

(۴۶۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلمان ابورجاء ابوقلابہ کے غلام نے بیان کیا اور ان سے ابوقلابہ نے کہ وہ (امیر المؤمنین) عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (مجلس میں قسامت کا ذکر آگیا) لوگوں نے کہا کہ قسامت میں قصاص لازم ہو گا۔ آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس میں قصاص لیا ہے۔ پھر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے وہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھا عبد اللہ بن زید تمہاری کیا رائے ہے، یا یوں کہا کہ ابوقلابہ! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہے کہ اسلام کی کسی شخص کا قتل جائز ہو، سوا اس کے کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو، یا ناحق کسی کو قتل کیا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑا ہو۔ (مرد ہو گیا ہو) اس پر عتبہ نے کہا کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث بیان کی تھی۔ ابوقلابہ بولے کہ مجھ سے بھی انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہمیں اس شہر مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہمارے یہ اونٹ چرنے جارہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (کیونکہ

ان کے مرض کا یہی علاج تھا) چنانچہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جس سے انہیں صحت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے (حضور ﷺ کے چرواہے) کو پکڑ کے قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگے۔ اب ایسے لوگوں سے بدلہ لینے میں کیا تامل ہو سکتا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور حضور ﷺ کو خوفزدہ کرنا چاہا۔ عنبہ نے اس پر کہا، سبحان اللہ! میں نے کہا، کیا تم مجھے جھٹلانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ (نہیں) یہی حدیث انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی بیان کی تھی۔ میں نے اس پر تعجب کیا کہ تم کو حدیث خوب یاد رہتی ہے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ عنبہ نے کہا، اے شام والو! جب تک تمہارے یہاں ابو قلابہ یا ان جیسے عالم موجود رہیں گے، تم ہمیشہ اچھے رہو گے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابو قلابہ نے کہا امیر المؤمنین اہل کے پاس اتنی بڑی فوج کے سردار اور عرب کے اشراف لوگ ہیں۔ بھلا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایسے شادی شدہ مرد پر گواہی دیں جو دمشق کے قلعہ میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے مگر ان لوگوں نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک شخص پر جو حصص میں ہو، انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مطلب ابو قلابہ کا یہ تھا کہ قسامت میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت دلائی جائے گی، کسی نامعلوم قتل پر اس محلہ کے پچاس آدمی حلف اٹھائیں کہ وہ اس سے بری ہیں اسے قسامت کہتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ﴾ کی تفسیر

”یعنی اور زخموں میں قصاص ہے۔“

(۴۶۱۱) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے۔ لڑکی والوں نے قصاص چاہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ان کا دانت نہ توڑا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے

فِيهَا فَشَرِبُوا مِنْ اَبْوَالِهَا وَالتَّبَانِهَا وَاسْتَصَحَّوْا وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ، وَاطْرَدُوا النِّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هَؤُلَاءِ قَتَلُوا النِّفْسَ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَخَوَّنُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) فَقُلْتُ: تَهْمِنِي قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِذَا اَنَسٌ قَالَ: وَقَالَ يَا اَهْلَ كَذَا اِنْكُمْ لَنْ تَرَالُوْا بِخَيْرٍ مَا اَبْقَى هَذَا فِيكُمْ وَمِثْلُ هَذَا.

[راجع: ۲۳۳]

۶- باب قَوْلِهِ: ﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ﴾

قِصَاصٌ

۴۶۱۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَسَرَتِ الرَّبِيعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللَّهِ لَا تُكْسِرُ سِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ

فرمایا، انس! لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔ پھر لڑکی والے معافی پر راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے۔

یہی لوگ ہیں جن کو قرآن مجید نے لفظ اولیاء اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ جن کو لاخوف کی بشارت دی گئی ہے۔ جعلنا اللہ منهم۔ حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ الخ کی تفسیر

جاثر صحابہ رضی اللہ عنہم رات کو آپ کے مکان پر پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے پہرہ اٹھا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث ذیل میں مزید تفسیر کر دی ہے۔ اللہ نے جو کچھ اپنے حبیب ﷺ کی حفاظت فرمائی وہ تاریخ اسلام کی سطر سے ظاہر ہے۔

(۴۶۱۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے شعبی نے، ان سے مسروق نے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، جو شخص بھی تم سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر جو کچھ نازل کیا تھا، اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا، تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ”اے پیغمبر! جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، یہ (سب) آپ (لوگوں تک) پہنچا دیں۔“

چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں سے اس بارے میں تصدیق چاہی تھی اور مسلمانوں نے بالاتفاق کہا تھا کہ بے شک آپ نے اپنے تبلیغی فرض کو پورے طور پر ادا فرما دیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

باب آیت ﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ﴾ الخ کی تفسیر یعنی اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر پکڑ نہیں کرتا۔

(۴۶۱۳) ہم سے علی بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت ”اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر پکڑ نہیں کرتا۔“ کسی کے اس طرح قسم کھانے کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ نہیں، خدا کی قسم، ہاں خدا کی قسم!

اللہ ﷻ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ مِنَ الْفَصَّاصِ﴾
فَوَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ فَقَالَ رَسُولُ
اللہ ﷻ: ﴿إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ
عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ﴾. [راجع: ۲۷۰۳]

۷- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾

۴۶۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ،
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ
الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا
كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهِ
يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةُ. [راجع: ۳۲۳۴]

۸- باب قوله ﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾

۴۶۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا
مَالِكُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾
فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى وَاللَّهِ.

[طرفہ فی : ۶۶۶۳]

جو قسم بلا کسی ارادہ کے زبان پر آجاتی ہے۔ امام شافعی اور ابوجحد کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ایک بات کا گمان غالب ہو اور پھر اس پر کوئی قسم کھالے تو یہ قسم لغو ہے۔ بعضوں نے کہا لغو قسم وہ ہے جو غصے میں یا بھول کر کھالی جائے۔ بعضوں نے کہا کھانے پینے لباس وغیرہ کے ترک پر جو قسم کھائی جائے وہ مراد ہے۔

۴۶۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا النُّصْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَخْشُ فِي يَمِينٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا أَرَى يَمِينًا أَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةً اللَّهُ وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

(۴۶۱۴) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قسم کے خلاف کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل کر دیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اگر اس کے (یعنی جس کے لیے قسم کھا رکھی تھی) سوا دوسری چیز مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرتا ہوں اور وہی کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

[طرفہ فی : ۶۶۶۱]

تعلیمی نے کہا کہ آیت ﴿لَا يُؤْخَذُكُمْ اللَّهُ﴾ (المائدہ: ۸۹) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے غصہ ہو کر یہ قسم کھائی تھی کہ اب سے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں کوئی سلوک نہیں کروں گا۔ یہ مسطح رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہمت لگانے میں شریک ہو گئے تھے۔

تفسیر

باب آیت ﴿لَا تَحْرَمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں از خود حرام نہ کرلو۔“

۹- باب قوله : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرَمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾

یہ ایک اصول ہے جو آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اصول اسلام میں قانونی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر جو حلال چیز شریعت ہی نے بعد میں حرام کر دی ہے اس سے مستثنیٰ ہے۔ متعہ بھی اس میں داخل ہے، جو بعد میں قیامت تک کے لیے حرام مطلق قرار دے دیا گیا۔

(۴۶۱۵) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر جماد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے کو خسی کیوں نہ کر لیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں، پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت

۴۶۱۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِمِي؟ فَهَنَانَا عَنْ ذَلِكَ فَرُخِصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ نَنْزَوِيَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ أَبُو رَجَاءٍ

پڑھی ”اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے جائز کی ہیں۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرُمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾ [طرفہ فی: ۵۰۷۱، ۵۰۷۵]

شروع اسلام میں منع جائز تھا اس کے بارے میں یہ آیت اتری۔ بعد میں منع قیامت تک کے لیے حرام ہو گیا۔ منع اس عارضی نکاح کو کہتے تھے جو وقت مقررہ تک کے لیے کسی مقرر چیز کے بدلے کیا جاتا تھا۔ اب منع قیامت تک بالکل حرام ہے جس کی حرمت پر اہل سنت کا پورا اتفاق ہے۔

تفسیر

۱۰ - باب

باب آیت ﴿انما الخمر والميسر والانصاب﴾ الخ
تفسیر یعنی ”شراب اور جو اور بت اور پانے یہ سب گندی چیزیں ہیں بلکہ یہ سب شیطانی کام ہیں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”الازلام“ سے مراد وہ تیر ہیں جن سے وہ اپنے کاموں میں قائل نکالتے تھے۔ کافران سے اپنی قسمت کا حال دریافت کیا کرتے تھے۔ ”نصب“ (بیت اللہ کے چاروں طرف بت ۳۶۰ کی تعداد میں کھڑے کئے ہوئے تھے جن پر وہ قربانی کیا کرتے تھے۔) دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ لفظ ”زلم“ وہ تیر جن کے پر نہیں ہوا کرتے، ازلام کا واحد ہے۔ ”استقسام“ یعنی پانسا پھینکنا کہ اس میں نہیں آجائے تو رک جائیں اور اگر حکم آجائے تو حکم کے مطابق عمل کریں۔ تیروں پر انہوں نے مختلف قسم کے نشانات بنا رکھے تھے اور ان سے قسمت کا حال نکالا کرتے تھے۔ استقسام سے (لازم) فعلت کے وزن پر قسمت ہے اور قسوم مصدر ہے۔

قوله: ﴿انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان﴾ وقال ابن عباس: الازلام: القداح يقتسمون بها في الأمور، والنصب: أنصاب يذبحون عليها. وقال غيره: الزلم القدح لا ريش له وهو واحد الازلام، والاستقسام: أن يجبل القداح فإن نهته انتهى وإن أمرته فعل ما تأمره. وقد أعلموا القداح أغلاها بضروب يستقسمون بها، وفعلت منه قسمت والقسوم المصدرو.

(۴۶۱۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن بشر نے خبر دی، ان سے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ میں اس وقت پانچ قسم کی شراب استعمال ہوتی تھی۔ لیکن انگریز شراب کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ (بہر حال وہ بھی حرام قرار پائی)

۴۶۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنْ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةُ أَشْرَبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِصَبِ.

[طرفہ فی: ۵۵۷۹]

(۴۶۱۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ

۴۶۱۷ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم لوگ تمہاری "فضیخ" (کھجور سے بنائی ہوئی شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم نے فضیخ رکھ رکھا ہے، میں کھڑا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو پلا رہا تھا اور فلاں اور فلاں کو، کہ ایک صاحب آئے اور کہا، تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جا چکی ہے۔ فوراً ہی ان لوگوں نے کہا، انس رضی اللہ عنہ اب ان شراب کے منکول کو بہا دو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کی اطلاع کے بعد پھر ان لوگوں نے اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ مانگا اور نہ پھر اس کا استعمال کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اطاعت شعاری اور خدا ترسی تھی کہ حکم خدا سنتے ہی ہمیشہ کے لیے تائب ہو گئے۔ یہی حکومت الہی ہے جس کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔

(۴۶۱۸) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صبح صبح شراب پی تھی اور اسی دن وہ سب شہید کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ (اس لیے وہ گنہگار نہیں ٹھہرے)

(۴۶۱۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عیسیٰ اور ابن ادریس نے خیر دی، انہیں ابو حیان نے، انہیں شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے فرما رہے تھے۔ اما بعد!

اے لوگو! جب شراب کی حرمت مازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور شراب ہر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

صُهَيْب، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا إِذَا جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمْ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوا: أَهْرَقَ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ، قَالَ: فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجِعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ. [راجع: ۲۶۶۴]

۴۶۱۸ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: صَبَّحَ أَنَسٌ عَدَاةً أَخَذَ الْخَمْرَ فَقَتَلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شَهْدَاءَ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا. [راجع: ۲۸۱۵]

۴۶۱۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنبَرِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ. وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ مِنَ الْعَنْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحَنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

[أطرافه في: ۵۵۸۸، ۵۵۸۹، ۵۵۸۱]

[۷۳۳۷]

آخری فرمان عموم کے ساتھ ہے کہ جو بھی مشروب عقل کو زائل کرنے والا ہو، وہ کسی بھی چیز سے تیار کیا گیا تب بہر حال وہ خمر

ہے اور خمر کا پینا حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ کھانے کی چیز جو نشہ آور ہیں، وہ سب چیزیں اس حکم میں داخل ہیں۔ جیسے افیون، چنڈو وغیرہ۔

۱۱- باب قولہ

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ - إِلَى قَوْلِهِ -
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

باب آیت ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے پہلے کھالیا ہے۔ آخر آیت ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ تک۔ یعنی شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے پہلے جن لوگوں نے شراب پی ہے اور اب وہ تائب ہو گئے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۴۶۲۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے، ان سے انس بن مالک نے کہ (حرمت نازل ہونے کے بعد) جو شراب بہائی گئی تھی وہ ”فضیخ“ کی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد نے ابو النعمان سے اس زیادتی کے ساتھ بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا، میں صحابہ کی ایک جماعت کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے منادی کو حکم دیا اور انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، باہر جا کے دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ بیان کیا کہ میں باہر آیا اور کہا کہ ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ ”خبردار ہو جاؤ“ شراب حرام ہو گئی ہے۔“ یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور شراب بہادو۔ راوی نے بیان کیا، مدینہ کی گلیوں میں شراب بننے لگی۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں فضیخ شراب استعمال ہوتی تھی۔ بعض لوگوں نے شراب کو جو اس طرح بہتے دیکھا تو کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے شراب سے اپنا پیٹ بھر رکھا تھا اور اسی حالت میں انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے کھالیا۔“

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے شراب پی تھی بعد میں تائب ہو گئے، جیسا کہ گزرا ہے۔

باب آیت ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے لوگو! ایسی باتیں نبی سے مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی

۴۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْرَيْقَتِ الْفَضِيخَ. وَرَأَيْتُ مُحَمَّدًا عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَتَزَلَّ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَخْرُجْ فَاظْطَرَّ مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ: هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ لِي: اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا، قَالَ: فَجَرَّتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾.

[راجع: ۲۴۶۴]

۱۲- باب قولہ : ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ﴾

أَشْيَاءٍ إِنْ تَبَدُّ لَكُمْ تَسْؤُكُمْ

جائیں تو تمہیں وہ باتیں ناگوار مگرزریں۔“

(۴۶۲۱) ہم سے منذر بن ولید بن عبد الرحمن جارودی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہتے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے چھپائے، باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صحابی نے اس موقع پر پوچھا، میرے والد کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار مگرزریں۔“ اس کی روایت نصر اور روح بن عبادہ نے شعبہ سے کی ہے۔

۴۶۲۱- حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَارُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ : ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَغْلَمَ لَصَجَحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَّيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالَ : فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجُوهَهُمْ لَهُمْ حَبِيبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي؟ قَالَ : فَلَانٌ . فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدُ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ﴾ . رَوَاهُ النَّضَرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ . [راجع: ۹۳]

تشریح آنحضرت ﷺ کا یہ وعظ موت اور آخرت سے متعلق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ بے تحاشا رونے لگے کیونکہ ان کو کامل یقین حاصل تھا۔ بے جا سوال کرنے والوں کو اس آیت میں روکا گیا کہ اگر جواب میں اس کی حقیقت کھلی جس کو وہ ناگوار محسوس کریں تو پھر اچھا نہیں ہو گا لہذا بے جا سوالات کرنے ہی مناسب نہیں ہیں۔ فقہائے کرام نے ایسے بے جا مفروضات مگر مگر کر اپنی قہمت کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں، جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ تفصیلات کے لیے کتاب حقیقۃ الفقہ کا مطالعہ کیا جائے۔

۴۶۲۲- قیماں طریق جدل ساختند لم لاسلم در انداختند

(۴۶۲۲) ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خیشمہ نے بیان کیا، ان سے ابو جویریہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے مذاقا سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہو گی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار مگرزریں۔“ یہاں تک کہ پوری آیت

۴۶۲۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَيْرِيَّةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتِهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَصِلُ نَاقَتُهُ إِنْ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدُ

پڑھ کر سنائی۔

باب آیت ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ﴾ کی تفسیر

یعنی اللہ نے نہ بحیرہ کو مقرر کیا ہے نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔ ”واذ قال اللہ (میں قال) معنی میں يقول کے ہے اور ”اذ“ یہاں زائد ہے۔ المائدہ اصل میں مفعولہ (ممودہ) کے معنی میں ہے۔ گو صیغہ فاعل کا ہے، جیسے عیشۃ راضیۃ اور تطلیقۃ بسۃ میں ہے۔ تو مائدہ کا معنی ممیدہ یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی ہے۔ اسی سے مادی میمدنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، متوفیک کے معنی میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ کو آخر زمانہ میں اپنے وقت مقررہ پر جو موت آئے گی وہ مراد ہو سکتی ہے۔

(۴۶۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ”بحیرہ“ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جاتا اور کوئی شخص اس کے دودھ کو دوہنے کا مجاز نہ سمجھا جاتا اور ”سائبہ“ اس اونٹنی کو کہتے تھے جسے وہ اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے اور اس سے بار برداری و سواری وغیرہ کا کام نہ لیتے۔ سعید راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا، اس نے سب سے پہلے ساند چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ اور ”وصیلہ“ اس جوان اونٹنی کو کہتے تھے جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ ہی جنتی، اسے بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے لیکن اسی صورت میں جبکہ وہ برابر دو مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور اس درمیان میں کوئی تربیہ نہ ہوتا۔ اور ”حام“ وہ نراونٹ جو مادہ پر شمار سے کئی دفعہ چڑھتا (اس کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے) جب وہ اتنی صحتیں کر چکے تو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور

لَكُمْ تَسْؤُكُمْ﴾ حَتَّىٰ فَرَّغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا.

۱۳- باب قوله

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ﴾ ﴿يَقُولُ﴾ قَالَ اللَّهُ ﴿وَإِذْ هِيَ صِلَةٌ﴾ ﴿الْمَائِدَةِ﴾ ﴿أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ﴾ كَعَيْنَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مَيْدٌ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ سَرٍ يُقَالُ: مَاذَنِي يَمِيدُنِي، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَتَوَفَاكَ مُمَيْتَكَ.

۴۶۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دُرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِأَلِيَّتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرُو بْنَ عَامِرٍ الْخَزَاعِيَّ يَجْرُ قَصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَبَّ السَّوَابِ)) وَالْوَصِيلَةُ: النَّاقَةُ الْبَكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نَتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تَنْتِي بَعْدُ بِأَنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضَّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضَرَابَهُ وَدَعَا لِلطَّوَاغِيتِ وَأَغْفَوَهُ مِنْ

بوجھ لاونے سے معاف کر دیتے (نہ سواری کرتے) اس کا نام حام رکھتے اور ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے سنا، کہا میں نے سعید بن مسیب سے یہی حدیث سنی جو اوپر گزری۔ سعید نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (وہی عمرو بن عامر خزاعی کا قصہ جو اوپر گزرا) اور یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے بھی اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

(۴۶۲۴) مجھ سے محمد بن ابی یعقوب ابو عبد اللہ کرمانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھائے جا رہے ہیں اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں اس میں گھسیٹتا پھر رہا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی۔

باب آیت ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا“ پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے اور تو تو ہر چیز پر گواہ ہے۔“

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان لفظوں میں اپنی صفائی پیش کریں گے۔

(۴۶۲۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن نعمان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا، اے لوگو! تم اللہ کے پاس جمع کئے جاؤ گے، ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ”جس طرح ہم نے اول بار پیدا

الْحَمَلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمُوهُ الْحَامِي. قَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ: يُخْبِرُهُ بِهَذَا قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ۳۵۲۸]

۴۶۲۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجْرُ قُصْبُهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَبَّ السَّوَابِ)). [راجع: ۱۰۴۴]

۱۴ - باب قوله ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾.

۴۶۲۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةَ غُرَاةٍ غُرُلًا))،

کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اسے دوبارہ زندہ کر دیں گے ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور اسے کر کے ہی رہیں گے۔“ آخر آیت تک۔ پھر فرمایا قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ ہاں اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انہیں جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی باتیں شریعت میں نکالی تھیں۔ اس وقت بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہو گا کہ ”میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے“ مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی جدائی کے بعد یہ لوگ دین سے پھر گئے تھے۔

نُم قَالَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَغَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. نُم قَالَ: ﴿أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّيِّ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أَصْنَحَابِي فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بِغَدِّكَ، فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ فَيَقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ)).

[راجع: ۳۳۴۹]

قططانی نے کہا، مراد وہ گنوار لوگ ہیں جو خالی دنیا کی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد وہ اسلام سے پھر گئے تھے اور وہ جملہ اہل بدعت مراد ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا بدعات بنی ہوئی ہیں۔

باب آیت ﴿ان تعذبهم فانهم عبادك﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”تو اگر انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بھی تو زبردست حکمت والا ہے۔“

مغفرت کا معاملہ مشیت الہی کے حوالہ ہے۔ اس میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ ہاں جن کے لیے غلوط واجب کر دی گئی ہے وہ بہر حال مغفرت سے محروم ہی رہیں گے۔

(۴۶۲۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے نے کہا ہو گا۔ ”میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا“ آخر آیت العزیز الحکیم تک۔

۱۵ - باب قَوْلِهِ: ﴿إِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَبِأَنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَبِإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

۴۶۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ، وَإِنْ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ - الْعَزِيزُ

سورة النعام

بسم الله الرحمن الرحيم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم لم تکن فتنتم کا معنی پھر ان کا اور کوئی عذر نہ ہو گا۔ معروضات کا معنی ٹیوں پر چڑھائے ہوئے جیسے انگور وغیرہ (جن کی بیل ہوتی ہے) حمولۃ کا معنی لدو یعنی بوجھ لادنے کے جانور وللبسنا کا معنی ہم شبہ ڈال دیں گے۔ بناون کا معنی دور ہو جاتے ہیں۔ تبسل کا معنی رسوا کیا جائے۔ ابسلو رسوا کئے گئے۔ باسطوا ابیدہم میں بسط کے معنی مارنا۔ استکثرتہم یعنی تم نے بہتوں کو گمراہ کیا ﴿ وجعلوا اللہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیباً ﴾ یعنی انہوں نے اپنے پھلوں اور مالوں میں اللہ کا ایک حصہ اور شیطان اور بتوں کا ایک حصہ ٹھہرایا اکنۃ کنان کی جمع ہے یعنی پردہ ﴿ اما اشتملت علیہ ارحام الانیین ﴾ یعنی کیا مادوں کی پیٹ میں نرمادہ نہیں ہوتے پھر تم ایک کو حرام ایک کو حلال کیوں بناتے ہو اور دما مسفو حا یعنی بہایا گیا خون۔ و صدف کا معنی منہ پھیرا۔ ابلسوا کا معنی ناامید ہوئے۔ فاذاہم مبلسون میں اور ابسلوا بما کسبوا میں یہ معنی ہے کہ ہلاکت کے لیے سپرد کئے گئے سرمدا کا معنی ہمیشہ استہوتہ کا معنی گمراہ کیا مترون کا معنی شک کرتے ہو۔ وقر کا معنی بوجھ (جس سے کان بہرا ہو) اور وقر بکسرہ واو کا معنی بوجھ جو جانور پر لادا جائے اساطیر اسطوره اور اسطارۃ کی جمع ہے یعنی واہیات اور لغوباتیں الباساء باس سے نکلا ہے یعنی سخت مایوس سے یعنی تکلیف اور محتاجی نیز بوس سے بھی آتا ہے اور محتاج جہرۃ کھلم کھلا صور (یوم ینفخ فی الصور) میں صورت کی جمع ہے جیسے سور سورۃ کی جمع ملکوت سے ملک یعنی سلطنت مراد ہے۔ جیسے رہبوت اور حوت مثل ہے رہبوت (یعنی ڈر) رحمت (مہربانی) سے بہتر ہے اور کہتے ہیں تیرا ڈرایا جانا پیچہ پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ جن علیہ اللیل رات کی اندھیری اس پر چھا گئی۔ حسابان کا معنی

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتَنَهُمْ مَغْدِرَتُهُمْ مَغْرُوشَاتٍ: مَا يُغْرَسُ مِنَ الْكَرَمِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، حَمُولَةٌ: مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا، وَلَلْبَسْنَا: لَسَبْنَاهَا، وَيَنَاقُونَ، يَتَبَاغَدُونَ، تُبْسَلُ: تُفَضَّحُ، ابْسِلُوا: أَفْضِحُوا، بَاسِطُوا: ابْيَدِيهِمْ: الْبَسَطُ الضَّرْبُ، اسْتَكْثَرْتُمْ: أَضَلَلْتُمْ كَثِيرًا. ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ: جَعَلُوا لِلَّهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَا لَهُمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْتَانِ نَصِيبًا. أَكْنَةً وَاجِدَهَا: كِنَانٌ، أَمَا اسْتَمَلْتِ يَعْنِي هَلْ تَشْتَمَلِينَ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أَثْنَى؟ فَلَيْمَ تُحَرِّمُونَ بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا. مَسْفُوحًا: مُهْرَاقًا، صَدَفٌ: أَغْرَضٌ. ابْلِسُوا: أَوِيسُوا. ابْسِلُوا: اسْلِمُوا. سَرْمَدًا: دَائِمًا. اسْتَهْوَتْهُ أَضَلَّتْهُ. تَمْتَرُونَ: تَشْكُونَ، وَقَرَا: صَمَمَ، وَأَمَا الْوَقْرُ فَإِنَّهُ الْجَمَلُ. اسَاطِيرُ: وَاجِدَهَا اسْطُورَةٌ وَاسْطَارَةٌ وَهِيَ التَّرَهَاتُ، الْبَاسَاءُ مِنَ الْبَاسِ وَيَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ. جَهْرَةً: مُعَايَنَةً، الصُّورُ: جَمَاعَةُ صُورَةٍ كَقَوْلِهِ: سُورَةٌ وَسُورٌ، مَلَكُوتٌ: مُلْكٌ مِثْلَ رَهْبُوتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحْمُوتٍ وَيَقُولُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ، جَنٌّ: أَظْلَمَ، يُقَالُ: عَلَى اللَّهِ حُسْبَانُهُ أَيُّ حِسَابُهُ، وَيُقَالُ

حساب کہتے ہیں اللہ پر اس کا حسابان یعنی حساب ہے اور بعضوں نے کہا حسابان سے مراد تیر اور شیطان پر پھینکنے کے حربے مستقر پاپ کی پشت مستودع مال کا پیٹ قنو (خوشہ) کچھ اس کا تشبیہ قنوان اور جمع بھی قنوان جیسے صنواور صنوان۔ (یعنی جڑ ملے ہوئے درخت)

باب آیت ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور اس ہی کے پاس ہیں غیب کے خزانے“ انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(۴۶۲۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ”بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا، بیشک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا ہے۔“

حُسْبَانًا: مَرَامِي وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ. مُسْتَقَرٌّ: فِي الصُّلْبِ، وَمُسْتَوْدَعٌ: فِي الرِّحْمِ، الْقَنُوءُ الْعَذَقُ وَالْإِثْنَانُ قَنُوءٌ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قَنُوءٌ مِثْلُ صِنُو وَصِنَوَانٍ.

۱- باب قوله ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ

الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

۶۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ)) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ)).

[راجع: ۱۰۳۹]

ان پانچ چیزوں کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ حتیٰ کہ کوئی نبی، رسول، بزرگ انہیں نہیں جانتا نہ آج کل کے سائنس دان، کوئی حتیٰ خبر ان کے متعلق دے سکتے ہیں جو لوگ ایسا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں۔

باب آیت ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ

الْخ کی تفسیر

یعنی ”آپ کہہ دیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے۔“ آخر آیت تک۔ یلبسکم کا معنی ملا دے خلط طہ کر دے۔ یہ التباس سے نکلا ہے۔ شیعا فرقا گروہ گروہ فرقے فرقے۔

(۴۶۲۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ”قل هو القادر

۲- باب قوله: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ

فَوْقَكُمْ﴾ الآية. يَلْبَسُكُمْ يَخْلُطُكُمْ مِّنَ الْإِتْيَاسِ. يَلْبَسُوا: يَخْلِطُوا. شَيْعًا: فِرْقًا.

۶۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ

علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا، اے اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر یہ اترے۔ او من تحت ارجلکم آپ نے فرمایا، یا اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ اترے۔ او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے عذابوں سے ہلکایا آسان ہے۔

الْآیَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَهْوَنُ أَوْ هَذَا أَيْسَرُ)).

[طرفاء فی: ۷۴۰۶، ۷۳۱۳]

تفسیر کیونکہ پہلے عذاب تو عام عذاب تھے، جس سے کوئی نہ بچتا، اس میں تو کچھ بچ رہتے ہیں، کچھ مارے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے میری امت پر سے رجم یعنی آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب اور خف یعنی زمین میں دھسنے کا عذاب موقوف رکھا پر یہ عذاب یعنی آپس کی پھوٹ اور نااتفاق کا عذاب باقی رکھا۔ بعضوں نے کہا موقوف رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ عذاب موقوف رکھا۔ آئندہ اس امت میں خف اور قذف اور مسخ ہو گا جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

باب آیت ولم یلبسوا ایمانہم الخ کی تفسیر

یعنی ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے خلط ملط نہیں کیا۔“ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔

(۴۶۲۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ جب آیت ﴿ولم یلبسوا ایمانہم بظلم﴾ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم میں کون ہو گا جس کا دامن ظلم سے پاک ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ”بیشک شرک ظلم عظیم ہے۔“

۳- باب قوله ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾

۴۶۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَيْنَا لَمْ يَظْلِمَ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الشُّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾. [راجع: ۳۲]

تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے لفظ ظلم کو عام معانی میں سمجھا جس پر اللہ نے بتلایا کہ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔ اگر شرک ذرہ برابر بھی ایمان کے ساتھ خلط ملط ہوا تو وہ سارا ہی ایمان غارت ہو جاتا ہے۔

باب آیت ﴿وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكَلا فَضَلْنَا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اور حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کو اور ان میں سے سب کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔“

(۴۶۳۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن

۴- باب قوله: ﴿وَيُونُسَ وَلُوطًا

وَكَلا فَضَلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

۴۶۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا

ممدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قنَادہ نے، ان سے ابو العالیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی ﷺ سے بہتر بتائے۔

[راجع: ۳۳۹۵]

(۴۶۳۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حمید بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔ (اس پر نوٹ پہلے گزر چکا ہے۔)

[راجع: ۳۴۱۵]

باب آیت ﴿اولئک الذین ہدی اللہ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔“

(۴۶۳۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان اہول نے خبر دی، انہیں مجاہد نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا سورہ ”ص“ میں سجدہ ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا، ہاں۔ پھر آپ نے آیت ”وہبنا“ سے ﴿فہداهم اقتدہ﴾ تک پڑھی اور کہا کہ داؤد علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں۔ (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے) یزید بن ہارون، محمد بن عبید اور سل بن یوسف نے عوام بن حوشب سے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، تو انہوں نے کہا تمہارے نبی بھی ان میں سے ہیں جنہیں اگلے انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن مہدی، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَغْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)).

۴۶۳۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ ابْرَاهِيمَ، قَالَ : سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)).

۵ - باب قَوْلِهِ : ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ اِقْتَدِهْ﴾

۴۶۳۲ - حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَخْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي (ص) سَجْدَةٍ؟ فَقَالَ : نَعَمْ، ثُمَّ تَلَا: ﴿وَوَهَبْنَا - إِلَى قَوْلِهِ - فَبِهِدَاهُمْ اِقْتَدِهْ﴾ ثُمَّ قَالَ: هُوَ مِنْهُمْ. زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: فَقَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ.

[راجع: ۳۴۲۱]

۶- باب

قَوْلِهِ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرْمًا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرْمًا عَلَيْهِمْ شَحُومُهُمَا﴾ الْآيَةَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلَّ ذِي ظُفْرٍ الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ. الْحَوَايَا: الْمَبْعَرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: هَادُوا صَارُوا يَهُودًا، وَأَمَّا قَوْلُهُ هَذَا: تَبْنَا. هَذِهِ: تَائِبٌ.

باب آیت ﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرْمًا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرْمًا عَلَيْهِمْ شَحُومُهُمَا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے ان پر ناخن والے کل جانور ہم نے حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چرمیاں حرام کی تھیں“ آخر آیت تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”کل ذی ظفر“ سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہیں۔ لفظ ”الحوایا“ بمعنی اوجھڑی کے ہے اور ان کے سوا ایک اور نے کہا کہ ”ہادوا“ کے معنی ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے۔ لیکن سورہ اعراف میں لفظ ہدنا کا معنی یہ ہے کہ ہم نے توبہ کی اسی سے لفظ ہاند کہتے ہیں توبہ کرنے والے کو۔

۴۶۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ لَمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ شَحُومَهَا جَمَلَوْهُ ثُمَّ بَاغَوْهُ فَأَكَلُوهَا)) وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ

(۴۶۳۳) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے کہ عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ یہودیوں کو عارت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردہ جانوروں کی چربی حرام کر دی تو اس کا تیل نکال کر اسے بیچے اور کھانے لگے۔ اور ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، انہیں عطاء نے لکھا تھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

[راجع: ۲۲۳۶]

معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے یہود میں مختلف جیلوں سے حرام کو حلال بنا لینے کا عام دستور تھا، جس کی ایک مثال یہاں مذکور ہے۔
فقہائے اسلام کے لیے بھی یہ خوف کا مقام ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ الخ کی تفسیر

۷- باب قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنٌ﴾

یعنی ”اور بے حیائیوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ (خواہ) وہ ظاہر ہوں اور (خواہ) پوشیدہ ہوں۔“ ہر قسم کی بے حیائی سے بچو۔
(۴۶۳۴) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے عبد اللہ

۴۶۳۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ

ﷺ نے کہا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی خود مدح کی ہے۔ (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا آپ نے یہ حدیث خود عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی؟ کہا کہ ہاں۔

اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : ((لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ)). قُلْتُ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ : نَعَمْ.

[أطرافه في: ٤٦٣٧، ٥٢٢٠، ٧٤٠٣]

باب

وکیل کے معنی تمکبان گھیر لینے والا۔ قبلا قبیل کی جمع ہے یعنی عذاب کی قسمیں قبیل ایک ایک قسم زخرف لغو اور بیکار چیز (یا بات) جس کو ظاہر میں آراستہ پیراستہ کریں (زخرف القول، چکنی چڑی باتیں) حرث حجر یعنی روکی گئی، حجر کہتے ہیں حرام اور ممنوع کو اسی سے ہے۔ حجر محجور اور حجر عمارت کو بھی کہتے ہیں اور مادہ گھوڑیوں کو بھی اور عقل کو بھی حجر اور ححی کہتے ہیں اور اصحاب الحجر میں ثمود کی بستی والے مراد ہیں اور جس زمین کو تو روک دے اس میں کوئی آنے اور جانور چرانے نہ پائے اس کو بھی حجر کہتے ہیں۔ اسی سے خانہ کعبہ کے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حطیم محطوم کے معنوں میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں اب رہا یمامہ کا حجر تو وہ ایک مقام کا نام ہے۔

۸ - باب

وَكَيْلٌ حَفِیْظٌ وَمُحِیْطٌ بِهِ. قَبْلًا جَمْعُ قَبِيلٍ. وَالْمَغْنَى أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ، كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيلٌ، زُخْرَفُ الْقَوْلِ كُلُّ شَيْءٍ حَسَنَتُهُ وَوَشِيتُهُ، وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرَفٌ، وَحَرَثٌ حَجَرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حَجَرٌ مَخْجُورٌ. وَالْحَجَرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنِيَتْهُ وَيُقَالُ لِلْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حَجَرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حَجَرٌ وَحِجْجِي وَأَمَّا الْحَجَرُ فَمَوْضِعٌ ثَمُودَ، وَمَا حَجَرَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حَجَرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمٌ أَلْبَيْتِ حِجْرًا، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَخْطُومٍ مِثْلُ قَبِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ وَأَمَّا حَجَرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْرَلٌ.

باب آیت ﴿هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”آپ کہنے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ۔“ ہلم اہل حجاز کی بولی میں واحد تشنیہ اور جمع سب کے لیے بولا جاتا ہے۔

(۴۶۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمارہ نے بیان کیا،

۹ - باب قَوْلِهِ : ﴿هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ﴾

لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْأَثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾

۴۶۳۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا

انہوں نے کہا ہم سے ابو زرہؓ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔

[قبیل: (راجع: ۸۵)]

یہ قیامت قائم ہونے کی آخری علامت ہے جو اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہو کر رہے گی مگر اس کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

(۴۶۳۶) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو لے۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہو گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا، پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا رَأَاهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ)). [راجع: ۸۵]

۴۶۳۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ وَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا)) ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ.

سورۃ اعراف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن عباسؓ نے کہا یواری سواتکم وریاشا میں ریاشا سے مال اسباب مراد ہے لایحب المعتدین میں معتدین سے دعائیں حد سے بڑھ جانے والے مراد ہیں۔ عفو کا معنی بہت ہو گئے ان کے مال زیادہ ہو گئے۔ فتاح کہتے ہیں فیصلہ کرنے والے کو افتتاح بیننا ہمارا فیصلہ کر، نتقنا اٹھایا، انجست پھوٹ نکلے، متبر تباہی نقصان، اسی غم کھاؤں فلا تاس غم نہ کھا۔ اوروں نے کہا مامنعک ان لا تسجد میں لا زائد ہے۔ یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا یخصفان من ورق الجنة انہوں نے بہشت کے پتوں کا دوٹا بنا لیا یعنی بہشت کے پتے اپنے اوپر جوڑ لئے (تاکہ ستر نظر نہ آئے) سواتہما سے شرمگاہ مراد ہے۔ متاع الیٰ حین میں حین سے قیامت مراد ہے۔ عرب کے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَرِيَاشًا: الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ فِي الدُّعَاءِ وَفِي غَيْرِهِ، عَفْوًا: كَثُرُوا أَمْوَالَهُمْ. الْفَاتِحُ: الْقَاضِي، افْتَحَ بَيْنَنَا: أَقْضَى بَيْنَنَا، نَتَقْنَا: رَفَعْنَا. انْجَسَتْ: انْفَجَرَتْ، مُتَبَّرٌ: خُسْرَانٌ: آسَى: أَحْزَنَ تَأْسًا: تَخَوَّنَ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ يُقَالُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ؟ يَخْصِفَان: أَخَذَا الْخِصْفَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلَّفَانِ الْوَرَقَ: يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، سَوَاءَهُمَا: كِتَابَةٌ

محاورے میں حین ایک ساعت سے لے کے بے انتہادیت کو کہہ سکتے ہیں۔ رہائش اور ریش کے معنی ایک ہیں یعنی ظاہری لباس، قبیلہ اس کی ذات والے شیطان جن میں سے وہ خود بھی ہے۔ ادار کو اکٹھا ہو جائیں گے آدمی اور جانور سب کے سوراخ (یا مساموں) کو مسموم کہتے ہیں اس کا مفرد سم ہے یعنی آنکھ کے سوراخ نتھنے منہ کان پاخانہ کا مقام پیشاب کا مقام غواش غلاف جس سے ڈھانپے جائیں گے نشرا متفرق نکدا تھوڑا یغنوا جیے یا بے، حقیق حق واجب استرہوہم رہبت سے نکلا ہے یعنی ڈرایا تلف لقمہ کرنے لگا (نگلنے لگا) طائرہم ان کا نصیب حصہ طوفان سیلاب، کبھی موت کی کثرت کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چچریاں چھوٹی جوؤں کی طرح عروش اور عریش عمارت، سقط جب کوئی شرمندہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں سقط فی یدہ۔ اسباط بنی اسرائیل کے خاندان قبیلے بعدون فی السبت ہفتہ کے دن حد سے بڑھ جاتے تھے اسی سے ہے تعد یعنی حد سے بڑھ جائے، شرع پانی کے اوپر تیرتے ہوئے بنیس سخت اخلد بیٹھ رہا، پیچھے ہٹ گیا۔ سنسندر جہم یعنی جہاں سے ان کو ڈرنے ہو گا ادھر سے ہم آئیں گے جیسے اس آیت میں ہے ﴿فَاتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا﴾ یعنی اللہ کا عذاب ادھر سے آپہنچا جہاں سے گمان نہ تھا من جنۃ یعنی جنوں دیوانگی فمرت بہ برابر پیٹ رہا، اس نے پیٹ کی مدت پوری کی بنزغنگ گدگدائے پھسلائے طیف اور طائف شیطان کی طرف سے جو اترے یعنی وسوسہ آئے۔ دونوں کا معنی ایک ہے یمدونہم ان کو اچھا کر دکھاتے ہیں خیفۃ کا معنی خوف ڈر خفیۃ اخفاء سے ہے یعنی چپکے چپکے اصال اصال کی جمع ہے وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے جیسے اس آیت میں ہے بکرۃ واصیلا۔

عَنْ فَرْجِهِمَا، وَمَتَاعٍ إِلَى حِينٍ: هَهُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِينُ عِنْدَ الْغُرُبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحْصَى عَذَابُهَا. الرَّيَاشُ وَالرَّيْشُ: وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللَّبَاسِ، قَبِيلُهُ: جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ، إِذَا رَسُوا: اجْتَمَعُوا، وَمَتَاعُ الْإِنْسَانِ وَالذَّائِبَةُ كُلُّهُمْ يُسَمَّى سُمُومًا وَاحِدًا سَمٌّ وَهِيَ غِيَاةُ وَمَنْخَرَاهُ وَقَلَمُهُ وَأَذْنَاهُ وَذُبُرُهُ وَإِخْلِيلُهُ: غَوَاشٍ: مَا غُشُوا بِهِ، نُشْرًا: مُتَفَرِّقَةً، نَكِيدًا: قَلِيلًا، يَغْنَوُ: يَغِيثُوا، حَقِيقٌ: حَقٌّ، اسْتَرَهُوهُمْ: مِنَ الرَّهْبَةِ. تَلَقَّفُ: تَلَقَّمُ، طَائِرُهُمْ: حَظُّهُمْ، طُوفَانٌ: مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ. الْقَمْلُ: الْحَمَّانُ يُشْبِهُ صَغَارَ الْحَلَمِ. غُرُوشٌ وَعَرِيشٌ: بِنَاءٌ، سَقَطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ. فَقَدْ سَقَطَ فِي يَدِهِ. الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، يَغْدُونَ فِي السَّبْتِ يَتَعَدُّونَ لَهُ يُجَاوِزُونَ تَعْدَ تَجَاوَزَ. شَرَعًا: شَوَارِعَ، بَنِيْسٍ: شَدِيدٍ، أَخْلَدَ: قَعَدَ وَتَقَاعَسَ، سَنَسَدَرَجُهُمْ: أَيْ نَأَيْبُهُمْ مِنْ مَأْمِيهِمْ. كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا﴾ مِنْ جَنَّةٍ: مِنْ جُنُودٍ، فَمَرَّتْ بِهِ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاتَمَّتْهُ. يَنْزَغَنَّكَ، يَسْتَحِفُّكَ، طَيْفٌ: مُلِمٌ بِهِ لَمَمٌ، وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ، يَمْدُونَهُمْ: يُزَيِّنُونَ، وَخَيْفَةٌ: خَوْفٌ، وَخَفِيَّةٌ: مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْأَصَالِ: وَاحِدًا أَصِيلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِكَ: بُكَرَةٌ وَأَصِيلٌ.

۱- باب قوله عزوجل ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ﴾

باب آیت ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”آپ کہہ دیں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے۔ ان میں سے جو ظاہر ہوں (ان کو بھی) اور جو چھپے ہوئے ہوں۔ (ان کو بھی)

۴۶۳۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَعَمْ، وَرَفَعَهُ قَالَ: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَذْحَةُ مِنَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

[راجع: ۴۶۳۴]

(۴۶۳۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے (ابوداؤد سے) پوچھا کیا تم نے یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اسی لیے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا خواہ ظاہر میں ہوں یا پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا اور کوئی نہیں، اسی لیے اس نے اپنے نفس کی خود تعریف کی ہے۔

شیخ اہل حدیث نے صفات الہیہ جیسے غضب، حُک، تَجَبُّ، فَرَح کی طرح غیرت کی بھی تاویل نہیں کی ہے اور ان کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا ہے۔ جو پروردگار کی شان کے لائق ہے اور سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ونحن علی ذلک من

الشاہدین۔

۲- باب قوله

باب آیت ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور) پر آگئے اور ان سے ان کے رب نے کلام کیا۔ موسیٰ بولے، اے میرے رب! مجھے تو اپنا دیدار کرا دے (کہ) میں تجھ کو ایک نظر دیکھ لوں (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ تم (اس) پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم (مجھ کو بھی دیکھ سکو گے، پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو (تجلی نے) پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب انہیں ہوش آیا تو بولے اے رب! تو پاک ہے، میں تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾ قَالَ: رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرِنِي أَغْطِي.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ارنی، اعطنی کے معنی میں ہے کہ دے تو مجھ کو یعنی اپنا دیدار عطا کر۔

(۴۶۳۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ مازنی نے، ان سے ان کے والد یحییٰ مازنی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا تھا۔ اس نے کہا، اے محمد! آپ کے انصاری صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، انہیں بلاؤ۔ لوگوں نے انہیں بلایا، پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اسے طمانچہ کیوں مارا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا، اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی۔ مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے طمانچہ مار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا، مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

۴۶۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِهِ قَالَ: ((اذْعُوهُ)) فَذَعُوهُ قَالَ: ((لَمْ لَطَمْتُمْ وَجْهَهُ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى النَّبِيِّ. فَقُلْتُ: وَعَلَى مُحَمَّدٍ؟! وَأَخَذْتَنِي غَضَبَةً فَلَطَمْتُهُ قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَضَعِفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَكَوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَذْرِي أَفَاقَ قِبَلِي أَمْ جُزْيَ بِضَعْفَةِ الطُّورِ)).

[راجع: ۲۴۱۲]

آیت میں طور پر حضرت موسیٰ اور اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا بیان ہے جس میں حضرت موسیٰ کا تجلی کے اثر سے بے ہوش ہونا بھی مذکور ہے۔ آیت اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

آیت ﴿الْمَنَ وَالسَّلَوَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”ہم نے تمہارے کھانے کے لیے من اور سلویٰ اتارا۔“

(۴۶۳۹) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے عمرو بن حرث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کھنی ”من“ میں سے ہے اور

۴۶۳۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكُمَاهُ

اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَّاءُ الْعَيْنِ))۔

[راجع: ۴۴۷۸]

۳۔ باب قولہ

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمُوتُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ کہہ دیں کہ اے انسانو! بیشک میں اللہ کا سچا رسول ہوں، تم سب کی طرف اسی اللہ کا جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے امی رسول و نبی پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کی باتوں پر اور اس کی پیروی کرتے رہو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

۴۶۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُيَيْدٍ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: كَانَتْ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرُ مُحَاوَرَةً فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ فَأَنْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتَّى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ هَذَا فَقَدْ غَامَرَ)) قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْحَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ

ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن اور موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن علاء بن زید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ بحث سی ہو گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر غصہ ہو گئے اور ان کے پاس سے آنے لگے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو گئے، معافی مانگتے ہوئے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف نہیں کیا اور (گھر پہنچ کر) اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اب ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے یہ صاحب (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ) لڑ آئے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے طرز عمل پر نادم ہوئے اور حضور ﷺ کی طرف چلے اور سلام کر کے آپ کے قریب بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ بہت ناراض ہوئے۔ ادھر ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار یہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ!

واقعی میری ہی زیادتی تھی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم لوگ مجھے میرے ساتھی سے جدا کرنا چاہتے ہو، کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو، جب میں نے کہا تھا کہ اے انسانو! پیٹک میں اللہ کا رسول ہوں، تم سب کی طرف، تو تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں۔ ابو عبید اللہ نے کہا ”غامر“ کے معنی حدیث میں یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھلائی میں سبقت کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے تو ان کی قدامت اسلام اور میری رفاقت کا خیال رکھو، ان کو رنجیدہ نہ کرو۔ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ فی الواقع اسلام میں ان کا بہت ہی بڑا مقام ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۴- باب قَوْلِهِ وَقُولُوا ﴿حِطَّةٌ﴾

باب آیت ﴿وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور کہتے جاؤ کہ یا اللہ! گناہوں سے ہماری توبہ ہے۔“

(۴۶۴۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم زید بن عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں (عاجزی سے) بھٹکتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے، لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا۔ چوتروں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہا کہ ”حبة فی شعرة“ یعنی ہم کو بالیوں میں دانہ چاہیئے۔

بنی اسرائیل کی ایک حرکت کا بیان ہے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے حکم کو بدل ڈالا اور خدا کی لعنت میں گرفتار ہوئے۔

باب آیت ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأَعْرِضْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! معافی اختیار کر اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں سے منہ موڑو۔“ المعروف کے معنی میں ہے جس کے معنی نیک کاموں کے ہیں۔

(۴۶۴۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر

يَقُولُ : وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا نَأْتَا كُنْتُمْ أَظْلَمَ لَقَالَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي إِنِّي قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا فَقُلْتُمْ : كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : صَدَقْتَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : غَامَرٌ سَبَقَ بِالْخَيْرِ. [راجع: ۳۶۶۱]

﴿شَيْخٌ﴾

۴۶۴۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا : حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ فَبَدَلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْنَانِهِمْ وَقَالُوا : حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)). [راجع: ۳۶۴۰۳]

۵- باب قوله ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ المعروف : الْمَعْرُوفُ.

۴۶۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَوْلَهُ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ

دی اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے اپنے بھتیجے حریس بن قیس کے یہاں آکر قیام کیا۔ حریس چند خاص لوگوں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہت قریب رکھتے تھے جو لوگ قرآن مجید کے زیادہ عالم اور قاری ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہیں کو زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی تھی اور ایسے لوگ آپ کے مشیر ہوتے۔ اس کی کوئی قید نہیں تھی کہ وہ عمر رسیدہ ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہیں اس امیر کی مجلس میں بہت نزدیکی حاصل ہے۔ میرے لیے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حریس بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے لیے بھی اجازت مانگوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لیے بھی اجازت مانگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب وہ پہنچے تو کہنے لگے، اے خطاب کے بیٹے! خدا کی قسم! نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی اس بات پر بڑا غصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حریس بن قیس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کر کے فرمایا ہے ”معانی اختیار کر اور نیک کام کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے“ اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہیں۔ اللہ کی قسم! کہ جب حریس نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی حالت ہوتی تھی۔

اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اَن ابْن عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَتَزَلَّ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُذْنِبُهُمْ عُمَرُ، وَكَانَ الْفُرَاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كَهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عَيْنَةُ لَابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ قَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَأْذِنَ الْحُرُّ لِعَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَ اللہ مَا تُغَطِّينَا الْجَزَلَ وَلَا تُحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللہ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ وَاللہ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللہ.

[طرفہ فی: ۷۲۸۶]

سیرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما بالکل نوجوان تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ دوسرے بوڑھے بوڑھے لوگوں پر ان کا مرتبہ زیادہ رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم اور علماء کے قدردان تھے اور ہر ایک بادشاہ اسلام کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ہمیشہ عالموں کی قدر و منزلت اور تعظیم اور تکریم لازم ہے ورنہ پھر کوئی ان کے ملک میں علم نہ پڑھے گا اور ملک کیا ہو گا جاہلوں کا ڈربہ۔ ایسا ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہو گا۔ افسوس! ہمارے زمانہ میں علم اور علماء کی قدر و منزلت تو کیا عالموں کو جاہلوں کے برابر بھی نہیں رکھا جاتا بلکہ جاہلوں کو جو عہدے اور منصب عطا کئے جاتے ہیں عالم ان کے مستحق اور سزاوار نہیں سمجھے جاتے۔ خود مجھ پر یہ واقعہ گزر چکا ہے۔ چند روز میں قضا کی آفت میں گرفتار کیا گیا تھا مگر خدا کا بڑا فضل ہوا۔ علم و فضل کی ناقدر دانی نے مجھ کو جلد سبکدوش کر دیا ورنہ معلوم نہیں کب تک اس آفت میں گرفتار رہتا۔ میں دل سے قضا کو مکروہ جانتا تھا خیر میں تو ہٹا دیا گیا اور دوسرے لوگ جو علم و فضل سے عاری اور ان کی قابلیت ایسی تھی کہ برسوں میں ان کو تعلیم دے سکتا تھا وہ اپنی خدمات پر بدستور قائم رہے۔ گو میں اس انقلاب سے جہاں تک میری

ذات سے متعلق تھا خوش ہوا اور سجدہ شکر بجالایا مگر ملک اور قوم پر رونا آیا۔ یا اللہ! ہمارے بادشاہوں کو سمجھ دے، آمین یا رب العالمین۔

اللہ اللہ! عیینہ کی بے ادبی اور گستاخی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مبر اور قتل، اگر اور کوئی دنیا دار بادشاہ ہوتا تو ایسی زبان درازی اور بے ادبی پر کیسی سزا دیتا۔ عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دنیا دار بادشاہوں کی طرح سمجھے کہ جاہل مصاحبوں اور واپسی رفیقوں پر بادشاہی خزانہ جو رعایا کا مال ہے لٹاتے رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تو ایک ادنیٰ سپاہی کی طرح تنخواہ دیا کرتے وہ بھلا ان سے واپسی لوگوں کو کب دینے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان اور اخلاص سمجھنے کے لیے انصاف والے آدمی کے لیے یہی قصہ کافی ہے۔ قرآن مجید کی آیت پڑھتے ہی غصہ جاتا رہا مبر اور قتل پر عمل کیا سبحان اللہ، رضی اللہ عنہ (وحیدی)

۴۶۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، : خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ.

(۴۶۴۳) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت ”معافی اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہئے۔“ لوگوں کے اخلاق کی اصلاح کے لیے ہی نازل ہوئی ہے۔

[طرفہ فی : ۴۶۴۴]

۴۶۴۴- وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ۴۶۴۳]

(۴۶۴۴) اور عبداللہ بن براد نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لیے درگزر اختیار کریں یا کچھ ایسا ہی کہا۔

تشیع غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ عفو سے اس آیت میں قصور کی معافی کرنا، خطا سے درگزر کرنا مراد ہے اور یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قرآن پاک میں کوئی آیت اس طرح جامع اخلاق نہیں ہے لیکن بعضوں نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ خذ العفو سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ مال ان کے ضروری اخراجات سے بچ رہے وہ لے لے اور یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ طبری اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی سے نکالا۔ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے اس کا مطلب پوچھا، انہوں نے کہا میں جا کر پروردگار سے پوچھتا ہوں، پھر لوٹ کر آئے کہنے لگے تمہارا پروردگار تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو کوئی تم سے نالہ کاٹے تم اس سے جوڑو اور جو کوئی تم کو محروم کرے تم اس کو دو اور جو کوئی تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔ (وحیدی)

سورۃ انفال کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب آیت ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْإِنْفَالِ﴾ الخ کی تفسیر

۱- باب

یعنی ”یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ غنیمتیں اللہ کی ملک ہیں پھر رسول کی۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے آپس کی اصلاح کرو۔“ ابن عباسؓ نے کہا کہ ”الانفال“ کے معنی غنیمتیں ہیں۔ قتادہ نے کہا کہ لفظ ”ریحکم“ سے لڑائی مراد ہے (یعنی اگر تم آپس میں نزاع کرو گے تو لڑائی میں تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) لفظ ”نافلہ“ عطیہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بدر میں شامل تھے جب کافر شکست کھا کر بھاگے تو لشکر اسلام سے بعض لوگ تو بھاگنے والوں کے تعاقب میں دوڑے، بعض نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ صرف آنحضرتؐ کی حفاظت میں رہے۔ جب رات کو سب جمع ہوئے تو غنیمت جمع کرنے والوں نے کہا کہ یہ مال صرف ہمارا ہے، ہم نے جمع کیا ہے۔ دوسرے لوگوں نے اپنے حقوق جلا کے جب اختلاف برپا ہوا تو سورہ انفال کا نزول ہوا۔

(۴۶۴۵) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشیم بن خردیؓ انہوں نے کہا ہم کو ابو بکرؓ نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ انفال کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتلایا کہ غزوہ بدر میں نازل ہوئی تھی۔ الشوکہ کا معنی دھار نوک مردفین کے معنی فوج در فوج کہتے ہیں ردنی واردنی یعنی میرے بعد آیا ذالکم فذوقہ ذوقہ کا معنی یہ ہے کہ یہ عذاب اٹھاؤ اس کا تجربہ کرو، منہ سے چکھنا مراد نہیں ہے۔ فیرکمہ کا معنی اس کو جمع کرے شرد کا معنی جدا کر دے (یا سخت سزا دے) جنحوا کے معنی طلب کریں یشخن کا معنی غالب ہوا اور مجاہد نے کہا مکاء کا معنی انگلیاں منہ پر رکھنا تصدیۃ سٹی بجانا یشتوک تاکہ تجھ کو قید کر لیں۔

قَوْلُهُ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْإِنْفَالِ قُلِ: الْإِنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ. فَأَتَقُوا اللَّهَ وَأَصْلَحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْإِنْفَالُ الْمَغَانِمُ، قَالَ قَتَادَةُ: رَيْحُكُمْ الْحَرْبُ. يُقَالُ: نَافِلَةٌ: عَطِيَّةٌ.

۴۶۴۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هَشِيمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْإِنْفَالِ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ، الشُّوْكَةُ: الْحَدُّ، مُرْدِفِينَ، فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ، رَدَفْنِي وَأَرَدَفْنِي جَاءَ بَعْدِي. ذُوقُوا: بَاشِرُوا وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذُوقِ الْقَمِّ، فَيْرُكْمُهُ: يَجْمَعُهُ. شَرْدٌ: فَرَقٌ، وَإِنْ جَنَحُوا: طَلَبُوا، يُشَخِّنُ: يَغْلِبُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَكَاءً إِذْ خَالَ أَصَابِعَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ، وَتَصْدِيَةُ الصَّغِيرِ، لِيُشَبِّتُوكَ: لِيَحْبِسُوكَ.

[راجع: ۴۰۲۹]

باب آیت ﴿ان شر الدواب﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گوشتے لوگ ہیں جو ذرا بھی عقل نہیں رکھتے۔“

(۴۶۴۶) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقاء

۲- باب

﴿إِنْ شَرُّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾

۴۶۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ،

بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ برے گوشتے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے“ بنو عبدالدار کے کچھ لوگوں کے بارے میں اتری تھی۔

حَدَّثَنَا وَزْقَاءُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: «إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الَّذِينَ لَا يَفْقَهُونَ» قَالَ: هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ.

قریش کے کافروں میں سے بنو عبدالدار قبیلہ کے کچھ لوگ جنگ احد میں کفر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شر کے گوشتے حیوانات قرار دیا کہ یہ انجام سے غافل ہیں۔ چنانچہ بعد کے حالات نے تصدیق کی کہ فی الواقع ایسے لوگ جانوروں سے بھی بدتر تھے۔ کیونکہ اپنے انجام کا انہوں نے فکر نہیں کیا۔

تَشْرِيحٌ

۳- باب قوله

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ﴾ الخ کی

تفسیر یعنی ”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہو جبکہ وہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلائیں اور جان لو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل کے درمیان اور یہ کہ تم سب کو اسی کے پاس اکٹھا ہوتا ہے۔“ استجیبوا ای اجیبوا یعنی قبول کرو، جواب دو، لہذا یحییٰ کم ای لما یصلحکم اس چیز کے لیے جو تمہاری اصلاح کرتی ہے تم کو درست کرتی ہے۔ جس کے ذریعہ تم کو دائمی زندگی ملے گی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُخْشَرُونَ﴾ اسْتَجِيبُوا. أَجِبُوا لِمَا يُحْيِيكُمْ: يَصْلِحْكُمْ.

(۴۶۴) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے، انہوں نے حفص بن عاصم سے سنا اور ان سے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکارا۔ میں آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو، جبکہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں“ پھر آپ نے فرمایا، مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورہ سکھاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا اور معاذ بن معاذ غنیری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

۴۶۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّيَ فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ قَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِي؟ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾)) ثُمَّ فَقَالَ: ((لَأَعْلَمَنَّكَ أَكْثَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ)) فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ وَقَالَ: مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

ان سے خبیث نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلیؓ سے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے، سنا اور انہوں نے بیان کیا وہ سورۃ ”الحمد للہ رب العالمین“ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

خَبِيثٌ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلًا
مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا، وَقَالَ: ((هِيَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ السَّبْعَ
الْمَثْنِيَّ)). [راجع: ٤٤٧٤]

تشیع قرآن مجید کی پوری آیت یوں ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سُبْحَانَ الْمَنَافِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: ٨٧) اے نبی! ہم نے آپ کو قرآن مجید میں سات آیات ایسی دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی رہتی ہیں اور جو قرآن مجید کی بہت ہی بڑی عظمت والی آیات ہیں گویا یہ آیات قرآن عظیم کملانے کی مستحق ہیں۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں جن آیتوں کا ذکر ہوا ہے، اس سے سورۃ فاتحہ مراد ہے۔ حدیث میں جسے ام الکتاب یعنی قرآن مجید کی جڑ بنیاد کہا گیا ہے، یہی وہ سورہ ہے جسے ہر نمازی اپنی نماز میں بار بار پڑھتا ہے۔ نماز نفل ہو یا سنت یا فرض ہر رکعت میں یہ سورہ پڑھی جاتی ہے۔ سارے قرآن میں اور کوئی سورہ شریفہ ایسی نہیں ہے جو اس کا بدل ہو سکے۔ اس سورہ کے بہت سے نام ہیں، اس کو صلوٰۃ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں حدیث قدسی میں نقل ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین میں نے ”صلوٰۃ“ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ کا آدھا حصہ تعریف و حمد و تقدیس الہی پر مشتمل ہے اور آگے دعاؤں اور ان کے آداب و قوانین کا بیان ہے۔ اس لیے حدیث میں صاف وارد ہوا ہے کہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب یعنی جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی ہو اس کی نماز کچھ نہیں ہے۔ اسی لیے اکثر صحابہ کرام و تابعین و ائمہ مجتہدین ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور اسی کو رائج اور قوی مذہب قرار دیا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اکثر اصحاب رحمہم اللہ بھی سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے استحباب کے قائل ہیں۔ بہر حال سورۃ فاتحہ بڑی شان و عظمت والی سورہ ہے۔ اس کی ہر آیت معرفت و توحید الہی کا ایک عظیم دفتر ہے۔ عقائد و اعمال کا خزانہ ہے۔ ہر انصاف پسند نمازی کا فرض ہے وہ امام ہو یا مقتدی مگر اس سورۃ شریفہ کو ضرور پڑھے تاکہ نماز میں کوئی نقص نہ رہے۔ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل بہت ہیں جو پیچھے کتاب الصلوٰۃ میں مفصل بیان ہو چکے ہیں وہاں ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

باب آیت ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ وَآبَاءَنَا وَآبَاءُ آبَائِنَا وَإِنَّا نَعْبُدُكَ وَآبَاءَنَا وَآبَاءُ آبَائِنَا﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے نبی! ان کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ان کافروں نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ (کلام) تیری طرف سے واقعی برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر (کوئی اور ہی) عذاب دردناک لے آ۔“ ابن عبینہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مطر“ (بارش) کا استعمال قرآن میں عذاب ہی کے لیے کیا ہے، عرب اسے ”غیث“ کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وینزل الغیث من بعد ما قنطوا میں ہے۔

قرآن مجید نے باران رحمت کے لیے لفظ غیث استعمال کیا ہے۔ مطر کا لفظ آسمان سے عذاب نازل کرنے کے موقع پر بولا گیا ہے۔ اس قسم کی کئی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

۴- باب

قَوْلُهُ: ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ وَآبَاءَنَا وَآبَاءُ آبَائِنَا وَإِنَّا نَعْبُدُكَ وَآبَاءَنَا وَآبَاءُ آبَائِنَا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّيْنَةَ: مَا سَمَّى اللَّهُ تَعَالَى مَطْرًا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا عَذَابًا، وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا﴾.

(۴۶۴۸) مجھ سے احمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب الزیادی عبد الحمید نے جو کرید کے صاحبزادے تھے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب دردناک لے آ؟ تو اس پر آیت ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے“ اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کے لیے کیا وجہ کہ اللہ ان پر عذاب (ہی سرے سے) نہ لائے درآں حالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔“ آخر آیت تک۔

۴۶۴۸ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هُوَ بْنُ كُرْدَيْبٍ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾. الْآيَةُ.

[طرفہ فی : ۴۶۴۹].

ابو جہل کی دعا قبول ہوئی اور بدر میں وہ ذلت کی موت مرا۔ آیت اور حدیث میں یہی مذکور ہوا ہے اگر وہ لوگ توبہ استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ضرور ان پر رحم کرتا مگر ان کی قسمت میں اسلام نہ تھا۔ ﴿وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ اس سے استغفار کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

باب آیت ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب کرے اس حال میں کہ اے نبی! آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔“

(۴۶۴۹) ہم سے محمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب زیادی عبد الحمید نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا۔ اس

۵ - باب قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾.

۴۶۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ

حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کو اللہ کیوں نہ عذاب کرے جن کا حال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔“ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾

الخ کی تفسیر

یعنی ”اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہ جائے۔“

(۴۶۵۰) ہم سے حسن بن عبد العزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن یحییٰ نے، کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے، انہوں نے بکر بن عمرو سے، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص (حبان یا علاء بن عرار نامی) نے پوچھا ابو عبد الرحمن! آپ نے قرآن کی یہ آیت نہیں سنی کہ جب مسلمانوں کی دو جماعتیں لڑنے لگیں الخ، اس آیت کے بموجب تم (حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے) کیوں نہیں لڑتے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فَقَاتِلُوا آلَ بَنِي نَدْلَہِ﴾ انہوں نے کہا میرے بھتیجے اگر میں اس آیت کی تاویل کر کے مسلمانوں سے نہ لڑوں تو یہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس آیت ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ کی تاویل کروں، وہ شخص کہنے لگا اچھا اس آیت کو کیا کرو گے جس میں مذکور ہے کہ ان سے لڑو تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا (واہ واہ) یہ لڑائی تو ہم آنحضرت ﷺ کے عہد میں کر چکے، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے اور مسلمان کو اسلام اختیار کرنے پر تکلیف دی جاتی۔ قتل کرتے، قید کرتے یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔ مسلمان بہت ہو گئے اب فتنہ جو اس آیت میں مذکور ہے وہ کہاں رہا، جب اس شخص نے دیکھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی طرح لڑائی پر اس کے موافق نہیں ہوتے تو کہنے لگا اچھا بتاؤ علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ کہو تو سنو، علی رضی اللہ عنہ اور عثمان

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴿الآيَةُ﴾. [راجع: ۴۶۴۸]

۶- باب قوله

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

۴۶۵۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا حَبِوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي اغْتَرَبَ بِهِدِهِ الْآيَةُ وَلَا أَقَاتِلُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ اغْتَرَبَ بِهِدِهِ الْآيَةُ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ إِلَى آخِرِهَا قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا، فَكَانَ الرَّجُلُ يَفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا يَقْتُلُوهُ، وَإِمَّا يُوثِقُوهُ، حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةً فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَا يُوَافِقُهُ فِيمَا يُرِيدُ قَالَ: فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَ عُثْمَانَ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا قَوْلِي فِي

نبیؐ کے بارے میں اپنا اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ عثمان نبیؓ کا جو قصور تم بیان کرتے ہو (کہ وہ جنگ احد میں بھاگ نکلے) تو اللہ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا مگر تم کو یہ معافی پسند نہیں (جب تو اب تک ان پر قصور لگاتے جاتے ہو) اور علی مرتضیٰ نبیؓ تو (سبحان اللہ) آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا یہ ان کا گھر ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

عَلِيٍّ وَ عُثْمَانُ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكُفِّرْتُمْ أَنْ يَغْفُوا عَنْهُ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَأَبْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَتَنُهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهَذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بَنَتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

[راجع: ۳۱۳۰]

یعنی حضرت علی نبیؓ کا تقرب اور علو مرتبہ تو ان کے گھر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے گھر سے ان کا گھر ملتا ہوا ہے اور قرابت قریب یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے۔ ایسے صاحب فضیلت کی نسبت بد اعتقادی کرنا کم بختی کی نشانی ہے۔ شاید یہ شخص خوارج میں سے ہو گا جو حضرت علی نبیؓ اور حضرت عثمان نبیؓ دونوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ (وحیدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ موجودہ جنگ خاگی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں کافروں سے ہماری جنگ دنیا کی حکومت یا سرداری کے لیے نہیں بلکہ خالص دین کے لیے تھی تاکہ کافروں کا غور و لوٹ جائے اور مسلمان ان کی ایذا سے محفوظ رہیں تم تو دنیا کی سلطنت اور حکومت اور خلافت حاصل کرنے کے لیے لڑ رہے ہو اور دلیل اس آیت سے لیتے ہو جس کا مطلب دوسرا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کو بے محل استعمال کرنے والوں نے اسی طرح امت میں فتنے اور فساد پیدا کئے اور ملت کے شیرازے کو منتشر کر دیا ہے۔ آج کل بھی بہت سے نام نہاد عالم بے محل آیات و احادیث کو استعمال کرنے والے بکثرت موجود ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کو لڑاتے رہتے ہیں۔ ہداهم اللہ الی صراط مستقیم۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس طرز عمل میں بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں، کاش! ہم غور کر سکیں۔

(۴۶۵۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان کیا، ان سے ویرہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس تشریف لائے، تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے باہمی) فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا تمہیں معلوم بھی ہے ”فتنہ“ کیا چیز ہے۔ محمد ﷺ مشرکین سے جنگ کرتے تھے اور ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کی جنگ تمہاری ملک و سلطنت کی خاطر جنگ کی طرح نہیں تھی۔

٤٦٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا بَيَّانٌ، أَنَّ وَبَرََةَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَذَرِي مَا الْفِتْنَةُ؟ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدَّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ. [راجع: ۳۱۳۰]

تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

باب

۷- باب قوله تعالى

آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الخ کی تفسیر

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

یعنی ”اے نبی! مومنوں کو قتل پر آمادہ کیجئے۔ اگر تم میں سے ہیں آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔“

(۴۶۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَقِرُّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ: غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَا يَقِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ﴾ الْآيَةَ، فَكُتِبَ أَنْ لَا يَقِرَّ مِائَةً مِنْ مِائَتَيْنِ، زَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ: ﴿حَرَضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ ابْنُ شُبْرَمَةَ وَأَرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هَذَا.

[طرفہ فی: ۴۶۵۳]

یعنی اگر مخالفین کی جماعت برابر یا دو گنی ہو جب بھی کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ کرے ورنہ گنہگار ہو گا۔ اچھی بات کا حکم کرے۔ بری بات سے منع کر دے۔ اگر مخالفین دو گنے سے بھی زیادہ ہوں اور جان جانے کا ڈر ہو اس وقت سکوت کرنا جائز ہے لیکن دل سے ان کو برا سمجھے ان کی جماعت سے الگ رہے۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں کمزوری آگئی ہے“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد واللہ مع الصابرين تک۔

(۴۶۵۳) ہم سے یحییٰ بن عبد اللہ سلمیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو جریر بن حازم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زبیر ابن خریٹ نے خبر دی، انہیں

الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ.

۴۶۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَقِرُّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ: غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَا يَقِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ﴾ الْآيَةَ، فَكُتِبَ أَنْ لَا يَقِرَّ مِائَةً مِنْ مِائَتَيْنِ، زَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ: ﴿حَرَضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ ابْنُ شُبْرَمَةَ وَأَرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هَذَا.

۸- باب قوله ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ

عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ الْآيَةَ.

۴۶۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری ”اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے“ تو مسلمانوں پر سخت گزرا کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ اس لیے اس کے بعد تخفیف کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”اب اللہ نے تم سے تخفیف کردی اور معلوم کر لیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے۔ سو اب اگر تم میں صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تعداد کی اس کمی سے اتنی ہی مسلمانوں کے صبر میں کمی ہو گئی۔

الرُّبُزُ بْنُ جَرِيْتٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، فَجَاءَ التَّخْفِيفُ فَقَالَ: ﴿لَا إِنْ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ لَكُمْ صَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدَرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ.

[راجع: ۴۶۵۲]

ایمان اور عزم و حوصلہ کی بات ہے کہ جب مسلمانوں میں یہ چیزیں خوب ترقی پر تھیں، ان کا ایک ایک فرد دس دس پر غالب آتا تھا اور جب ان میں کمی ہو گئی تو مسلمانوں کی قوت میں بھی فرق آ گیا۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ آج پارہ نمبر ۱۸ کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں۔ اس سال خصوصیت سے بہت سے افکار و ہوم کا شکار رہا۔ صحت نے بہت کافی حد تک مایوسی کے درجہ پر پہنچا دیا۔ مالی و جانی نقصانات نے کمرہت کو توڑ کر رکھ دیا، پھر بھی دل میں یہی لگن رہی کہ حالات کچھ بھی ہوں۔ بہر حال و بہر صورت خدمت بخاری شریف کو انجام دینا ہے۔ کاتب بخاری مولانا محمد حسن لدانی مرحوم کی وفات حسرت آیات سے بہت کم امید تھی کہ یہ نیک سلسلہ حسب منشا چل سکے گا مگر اللہ پاک نے مخلصین کی دعاؤں کو قبول کیا اور مرحوم مولانا لدانی کی جگہ میرے پرانے دوست بھائی مولانا عبدالحق صاحب خلیق بستوی کاتب دل و جان سے اس خدمت کے لیے تیار ہو گئے۔ الحمد للہ یہ پارہ حضرت مولانا موصوف ہی کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک مجھ کو اور میرے سارے کاتب حضرات کو تندرستی کے ساتھ یہ خدمت مکمل کرنے کی سعادت عطا کرے۔ یہ پارہ زیادہ تر کتاب التفسیر پر مشتمل ہے۔ امام الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں مختلف الفاظ اور آیات کا انتخاب فرما کر ان کے معانی و مطالب اور شان نزول وغیرہ سلفی طرز پر بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ہم جیسے قرآن مقدس کے طالب علموں کو بہت سی قیمتی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ خادم نے ترجمہ و تشریحات میں اختصار کو ملحوظ نظر رکھا ہے۔ پھر بھی اس پارے کی ضخامت کافی ہو گئی ہے۔ اس ہوش ربا گرانی کے زمانے میں مسلسل اس خدمت کو انجام دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ دماغی و ذہنی کدو کاوش مطالعہ کتب تراجم و شروح پھر کاتبوں اور مطالعہ کے چکر کاٹنے اور موجودہ گرانی کا مقابلہ کرنا یہ سارے حالات بہت ہی بہت شکن ہیں۔ مگر مخلصین کی دعاؤں کا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم خاص سے یہاں تک پہنچا دیا۔ سمو آکچہ نہ کچھ اغلاط ضرور ملیں گی۔ اس لیے میں اپنے قدر دانوں سے معافی مانگنے کے ساتھ معزز علمائے کرام سے باادب درخواست کروں گا کہ اصلاح فرما کر مجھ کو یہ دل سے شکر ادا کرنے کا موقع دیں اور مجھ ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ میں

بقایا خدمت باحسن طریق انجام دے سکوں جس کے لیے ابھی کافی وقت اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔
 یا اللہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لیے تیرے حبیب رسول کریم ﷺ کے فرامین عالیہ کی یہ قلمی خدمت انجام دے رہا ہوں
 تو اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر میرے لیے اور میرے جملہ ہمدردان کرام کے لیے ذریعہ سعادت دارین بنائیے اور میرے بعد بھی اس
 تبلیغی سلسلہ کو جاری رکھو اگر اس صدقہ جاریہ کو دوام بخش دیجئے۔ آمین ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ علی رسولہ
 الکریم والحمد لله رب العالمین ○

راقم ناچیز

محمد داؤد راز السلفی

موضع رہپوا ڈاکخانہ پنگواں ضلع کوڑگاؤں ہریانہ

یکم جنوری الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق جولائی ۱۹۷۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انیسواں پارہ

سورہ برأت کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۱۲۹ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

اے اللہ! تیرے پاک نام کی برکت سے یہ پارہ ۱۹ شروع کر رہا ہوں۔ اس کو پورا کرانا تیرا کام ہے۔ بیشک تو بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

ولیعجۃ وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے اندر داخل کی جائے (یہاں مراد بھیدی ہے) الشقۃ سفریا دور دراز راستہ خبال کے معنی فساد اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں۔ ولا تفتنی یعنی مجھ کو مت جھڑک، مجھ پر خفا مت ہو۔ کُرها اور کُرها دونوں کا معنی ایک ہے یعنی زبردستی ناخوشی سے مدخلا گھس بیٹھے کا مقام (مثلاً سرنگ وغیرہ) یجمحون دوڑتے جائیں۔ موتفکات یہ انتفکات بہ الارض سے نکلا ہے یعنی اس کی زمین الٹ دی گئی۔ اہوی یعنی اس کو ایک گڑھے میں دھکیل دیا جنات عدن کا معنی بیشکلی کے ہیں عرب لوگ بولتے ہیں عدنت بارض یعنی میں اس سرزمین میں رہ گیا اس سے معدن کا لفظ نکلا ہے (جس کا معنی سونے یا چاندی یا کسی اور دھات کی کان کے ہیں) معدن صدق یعنی اس سرزمین میں جہاں سچائی آتی ہے۔ الخوالف خالف کی جمع ہے۔ خالف وہ جو مجھ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہا۔ اسی سے ہے یہ حدیث واخلفہ فی عقبہ فی الغابریں یعنی جو لوگ میت کے بعد باقی رہ گئے تو ان میں اس کا قائم مقام بن (یعنی ان کا محافظ اور نگہبان ہو) اور

﴿وَلِیَعِجۃ﴾ کُلُّ شَیْءٍ اَدْخَلْتَهُ فِی شَیْءٍ، ﴿الشَّقۃُ﴾: السَّفَرُ، الْخَبَالُ: الْفَسَادُ، وَالْخَبَالُ: الْمَوْتُ، وَلَا تَفْتِنِی: لَا تُؤَبِّخِنِی، کُرها وَکُرها وَاحِدٌ، مُدْخَلًا: یَدْخُلُونَ فِیْهِ. یَجْمَحُونَ: یُسْرِعُونَ، وَالْمُوتَفِکَاتُ انْتَفَكَتْ: انْقَلَبَتْ بِهَا الْاَرْضُ، اَهْوٰی: اَلْقَاهُ فِی هَوٰی، عَدَنٌ خَلْدٌ عَدَنَتْ بِاَرْضٍ اٰی اَقَمْتُ، وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَیُقَالُ فِی مَعْدِنٍ صِدْقٌ فِی مَنْبِتٍ صِدْقٌ، ﴿الْخَوَالِفُ﴾: الْخَالَفُ الَّذِیْ خَلَفَنِی فَعَقَدَ بَعْدِی، وَمِنْهُ یَخْلُفُهُ فِی الْغَابِرِیْنَ وَیَجُوزُ اَنْ یَّکُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالَفَةِ، وَاِنْ کَانَ جَمْعُ الذُّکُورِ لِاَنَّهُ لَمْ یُوجَدْ عَلٰی تَقْدِیْرِ جَمْعِهِ اِلَّا حَرْفَانِ، فَارِسٌ، وَفَوَارِسٌ

خوالف سے عورتیں مراد ہیں اس صورت میں یہ خالفة کی جمع ہوگی (جیسے فاعلة کی جمع فواعل آتی ہے) اگر خالف مذکر کی جمع ہو تو یہ شاذ ہوگی ایسے مذکر کی زبان عرب میں دو ہی جمعیں آتی ہیں جیسے فارس اور فوارس اور هالک اور هالک۔ الخیرات خیرۃ کی جمع ہے۔ یعنی نیکیاں بھلائیاں۔ مرجون ڈھیل میں دیئے گئے (زیر دریافت ہے) الشفا کہتے ہیں شفیر کو یعنی کنارہ الجرف زمین جو ندی نالوں کے بہاؤ سے کھد جاتی ہے۔ ہار گرنے والی اسی سے ہے۔ تہورت البئر یعنی کنواں گر گیا۔ اوہ یعنی خدا کے خوف سے اور ڈر سے آہ و زاری کرنے والا جیسے شاعر (مشقب عبدی) کہتا ہے۔

وَهَالِكٌ وَهَالِكٌ: الْخَيْرَاتُ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ، وَهِيَ الْفَوَاضِلُ: مُرْجُونَ: مُؤَخَّرُونَ، الشِّفَا شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ، وَالْجُرْفُ: مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأَوْدِيَةِ. هَارٍ: هَابِرٌ، يُقَالُ: تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ مِثْلُهُ. لِأَوَاهٍ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ:

إِذَا مَا قُمْتُ أَرْخُلُهَا بِلَيْلٍ
تَأْوَهُ آهَةُ الرَّجُلِ الْحَزِينِ

رات کو اٹھ کر کسوں جب اونٹنی
غمرہ مردوں کی سی کرتی ہے آہ

سورۃ برأت ہی کا دوسرا نام سورۃ توبہ ہے اس میں یہ مختلف الفاظ مختلف مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ تفصیلی مطالب کے لئے ان کو ان ہی مقامات پر مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں حضرت امام بخاریؒ نے لغوی اور اصطلاحی معانی پر اشارات فرمائے ہیں۔ الفاظ واخلفہ فی عقبہ فی الغابین کے بارے میں امام مسلم نے ام سلمہ سے نکالا کہ جب ابو سلمہ مر گئے تو آنحضرت ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ اللھم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجۃ فی المہدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابین۔ ہالک کی جمع ہوالک یہ ابو عبیدہ کا قول ہے۔ لیکن ابن مالک نے کہا کہ ان کے سوا اور بھی جمعیں مذکر کی آتی ہیں۔ اسی وزن پر جیسے شافع سے شواہق اور ناکس سے نواکس اور داجن سے دواجن۔ اس شعر کو لا کر امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اوہ بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے جو تاوہ سے نکلا ہے۔ سورۃ برأت کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں ہے اس کے جواب میں حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ جب صحابہؓ نے قرآن شریف کو جمع کیا تو سوال آیا کہ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں اس کے جواب میں ہر دو سورتوں میں صرف ایک سطر کا فاصلہ چھوڑ دیا گیا۔ جس میں کچھ لکھا نہ تھا۔ یہاں بسم اللہ بھی نہیں لکھی گئی۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور یہی قول معتمد ہے۔ (فتح الباری) اس کے شروع میں رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ نہیں سنی گئی اس لئے لکھی بھی نہیں گئی۔

باب آیت ﴿براءة من الله ورسوله﴾ کی تفسیر

۱- باب قَوْلِهِ :

یعنی اعلان بیزارگی ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے جن سے تم نے عہد کر رکھا ہے (اور اب عہد کو انہوں نے توڑ دیا ہے) حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اُذُن اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر بات سن لے اس پر یقین کر لے ”تطروہم“ اور تزکیہم بہا کے ایک معنی ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے مترادف الفاظ بہت ہیں۔ ”الزکاة“ کے معنی بندگی اور اخلاص کے ہیں۔ لاینوتون

﴿بِرَّاءَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَيَّ الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أُذُنٌ يُصَدَّقُ، تُطَهَّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَنَحْوَهَا كَثِيرٌ، وَالزَّكَاةُ: الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ. لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ: لَا يَشْهَدُونَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: يُضَاهَوْنَ:

يُشْبِهُون. الزكاة کے معنی یہ کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتے۔

”بضاهنون“ ای شبہون۔ یعنی اگلے کافروں کی سی بات کرتے ہیں۔

تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿وَوَيْلٌ لِلْمُصْرِفِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ (حم السجدة: ۶۷) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ مشرک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہی پڑھنے سے انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ یہ پڑھ لیتے تو عند اللہ شرک و کفر سے پاک ہو جاتے۔ جن لوگوں نے اس آیت سے زکوٰۃ مالی مراد لے کر مشرکین کو بھی احکام شرع کا مکلف قرار دیا ہے امام بخاری کو ان کی تردید کرنا مقصود ہے۔ (فتح الباری)

۴۶۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: آخِرُ آيَةِ نَزَلَتْ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ وَآخِرُ سُورَةِ نَزَلَتْ بِرَاءَةً.

(۴۶۵۴) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ”﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾“ اور سب سے آخر میں سورہ برأت نازل ہوئی۔

[راجع: ۴۳۶۴]

تفسیر کفار مکہ نے صلح حدیبیہ میں جو جو عہد کئے تھے توڑے ہی دنوں بعد وہ عہد انہوں نے توڑ ڈالے اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کو انہوں نے بری طرح قتل کیا۔ ان کی فریاد پر رسول کریم ﷺ کو بھی قدم اٹھانا پڑا اور اسی موقع پر سورہ برأت کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ آخری سورہ کا مطلب یہ کہ اکثر آیات اس کی آخر میں اتری ہیں۔ آخری آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَفُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ (البقرة: ۲۸۱) ہے جس کے چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ (فتح الباری)

باب آیت ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.....﴾

۲- باب قَوْلِهِ :

کی تفسیر یعنی (اے مشرک!) ”زمین میں چار ماہ چل پھرو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔“

﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُفْعَظِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ﴾ سِيحُوا: سِروا۔

یہ بد عہد مشرکین مکہ کے لئے الٹی میٹم تھا جو حالات کے پیش نظر بہت ضروری تھا۔

(۴۶۵۵) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (کہا) اور مجھے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر (جس کا آنحضرتؐ نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھے بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا، جنہیں آنحضرتؐ نے یوم نحر میں اس لئے بھیجا تھا کہ اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ

۴۶۵۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُوَذِّنِينَ بَعْثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمَنَى أَنَّ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ

کا طواف ننگے ہو کر نہ کرے۔ حمید بن عبد الرحمن نے کہا پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے بھیجا اور انہیں سورہ برأت کے احکام کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چنانچہ ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم نحر ہی میں سورہ برأت کا اعلان کیا اور اس کا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے ہو کر طواف کرے۔

بِالنَّبِيِّ عُرْيَانٌ قَالَ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ: ثُمَّ أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْلِي
بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤْذَنَ بِرَاءَةِ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأُذِنَ مَعَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي
أَهْلٍ مِنِّي بِرَاءَةً، وَأَنْ لَا يَحْجُ بَعْدَ الْعَامِ
مُشْرِكًا وَلَا يَطُوفَ بِالنَّبِيِّ عُرْيَانٌ.

[راجع: ۳۶۹]

تفسیر اس سرکاری اہم اعلان کے لئے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مامور کیا گیا ہے۔ بعد میں آپ کو بذریعہ وحی بتلایا گیا کہ آئین عرب کے مطابق ایسے اہم اعلان کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا ہونا ضروری ہے ورنہ آپ کے اہل بیت سے کسی کو ہونا چاہئے اس لئے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطور منادی کے مقرر کر دیا تھا۔ (فتح الباری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن امور کا اعلان کیا وہ یہ تھے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَطُوفُ بِالنَّبِيِّ عُرْيَانٌ وَلَا يَجْتَمِعُ مُسْلِمٌ مَعَ مُشْرِكٍ فِي الْحَجِّ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَمَنْ كَانَ لَهُ عَهْدُ فَعَهْدُهُ إِلَى مَدَتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَارَبْعَةَ أَشْهُرٍ (فتح الباری) یعنی جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے اور اب سے کوئی آدمی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے گا اور نہ آئندہ سے حج کے لئے کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ جمع ہو سکے گا اور جس کے لئے اسلام کی طرف سے کوئی عہد ہے اور جس مدت کے لئے ہے وہ برقرار رہے گا اور جس کے لئے کوئی عہد نامہ نہیں ہے اس کی مدت صرف چار ماہ مقرر کی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں کو ختم کر کے ذی بن جائیں ورنہ بعد میں ان کے خلاف اعلان جنگ ہو گا۔

حکومت اسلامی کے قیام کے بعد اصلاحات کے سلسلہ میں یہ کلیدی اعلانات تھے جو ہر خاص و عام تک پہنچائے گئے۔

۳- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿وَإِذْ أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ.....﴾ کی تفسیر

یعنی اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں، پھر بھی اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم منہ پھیرتے ہی رہے تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور کافروں کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دیجئے۔ اذنبہم ای اعلمہم یعنی ان کو آگاہ کیا۔

﴿وَإِذْ أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ
الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ، فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ
لَكُمْ، وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ
مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ﴾ اذنبہم : أَعْلَمَهُمْ.

(۳۶۵۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ حضرت

۶۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ
ابْنُ شِهَابٍ : فَأَخْبَرَنِي حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر (جس کا آنحضرت نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھ کو ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں آپ نے یوم نحر میں بھیجا تھا منیٰ میں یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ پھر پیچھے سے نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ سورہ برأت کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منیٰ کے میدان میں دسویں تاریخ میں سورہ برأت کا اعلان کیا اور یہ کہ کوئی مشرک آئندہ سال سے حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔

تشریح مشرکین عرب میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ ان کے کپڑے بہر حال گندے ہیں۔ لہذا وہ حج اور طواف کے لئے یا تو قریش مکہ کا لباس عاریتاً حاصل کریں اگر یہ نہ مل سکے تو پھر طواف بالکل ننگے ہو کر کیا جائے۔ اسی رسم بد کے خلاف یہ اعلان کیا گیا۔

۴- باب قوله إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ باب آیت ﴿الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.....﴾

کی تفسیر یعنی مگر ہاں وہ مشرکین اس سے الگ ہیں جن سے تم نے عہد لیا (اور وہ عہد پر قائم ہیں جن کو ذی کہا گیا ہے)

۴۶۵۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَدُّونَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَخْجُرَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ غُرَبَاءَ، فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمَ النَّحْرِ: يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ۳۶۹]

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا انہیں رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا۔ حجۃ الوداع سے (ایک سال) پہلے ۹ھ میں انہیں بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں لوگوں میں آپ نے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم نحر بڑے حج کا دن ہے۔

لوگوں میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج ہو تو وہ حج اکبر ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کی رو سے یوم النحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے۔ یوم الترویہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورہ برأت کو پڑھ کر سنایا تھا۔ یہ اعلان ۹ھ میں کیا

گیا تھا۔ (فتح)

۵- باب قوله ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾
إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ

باب آیت ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ.....﴾ کی تفسیر

یعنی کفر کے سرداروں سے جہاد کرو عہد توڑ دینے کی صورت میں اب ان کی قسمیں باطل ہو چکی ہیں۔

(۴۶۵۸) ہم سے محمد بن قثمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ بن یمان کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا یہ آیت جن لوگوں کے بارے میں اتری ان میں سے اب صرف تین شخص باقی ہیں، اسی طرح منافقوں میں سے بھی اب چار شخص باقی ہیں، ان میں سے ایک رہنمائی کرنے لگا آپ تو آنحضرتؐ کے صحابی ہیں، ہمیں ان لوگوں کے متعلق بتائیے کہ ان کا کیا حشر ہو گا جو ہمارے گھروں میں چھید کر کے اچھی چیزیں چرا کر لے جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ فاسق بدکار ہیں۔ ہاں ان منافقوں میں چار کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا ہے اور ایک تو اتنا بوڑھا ہو چکا ہے کہ اگر ٹھنڈا پانی پیتا ہے تو اس کی ٹھنڈ کا بھی اسے پتہ نہیں چلتا۔

۴۶۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حَذِيفَةَ فَقَالَ: مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا مِنْ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ، فَقَالَ أَغْرَابِي: إِنَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ تُخْبِرُونَا فَلَا نَذَرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُبْقِرُونَ بَيُوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَغْلَاقَنَا؟ قَالَ: أُولَئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلُ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَثِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ.

آیت میں ائمۃ الکفر سے ابو سفیان اور ابو جہل اور عقبہ اور سمیل بن عمرو وغیرہ مراد ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب لوگ مارے گئے یا مر گئے صرف تین اشخاص ان میں سے زندہ ہیں۔ یعنی ابو سفیان اور سمیل اور ایک اور کوئی شخص۔ گو اس وقت ابو سفیان اور سمیل مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر آیت کے اترتے وقت یہ لوگ ائمۃ الکفر تھے جس سے افواج کفار کے سرکردہ مراد ہیں۔ حذیفہؓ آنحضرتؐ کے محرم راز تھے۔ ان کو معلوم ہو گا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مذکورہ چار منافقین کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے (فتح الباری)

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ.....﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی اور جو لوگ کہ سونا اور چاندی زمین میں گاڑ کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے! آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔“

(۴۶۵۹) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الرناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن اعرج

۶- باب قوله

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِشْرُهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

۴۶۵۹- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، أَنَّ عَبْدَ

نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا خزانہ جس میں سے زکوٰۃ نہ دی گئی ہو قیامت کے دن گنجنے ناگ کی شکل اختیار کرے گا۔

(۳۶۶۰) ہم سے قتیبہ بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں مقام ربذہ میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس جنگل میں آپ نے کیوں قیام کو پسند کیا؟ فرمایا کہ ہم شام میں تھے۔ مجھ میں اور وہاں کے حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہو گیا) میں نے یہ آیت پڑھی اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں، آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے (جب وہ زکوٰۃ دیتے رہیں) بلکہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، فرمایا کہ میں نے اس پر کہا کہ یہ ہمارے بارے میں بھی ہے اور اہل کتاب کے بارے میں بھی ہے۔

بِس اس مسئلہ پر مجھ سے امیر معاویہ کی تکرار ہو گئی۔ معاویہ نے میری شکایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھی۔ انہوں نے مجھ کو شام سے یہاں بلا لیا۔ میں مدینہ آ گیا وہاں بھی بہت لوگ میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم چاہو تو ہمیں الگ جا کر رہو اس وجہ سے میں یہاں جنگل میں آ کر رہ گیا ہوں۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت بڑے زاہد تارک الدنیا بزرگ تھے۔ اس لئے ان کی دوسرے لوگوں سے کم بنتی تھی۔ آخر وہ خلوت پسند ہو گئے اور اسی خلوت میں ان کی وفات ہو گئی۔

باب آیت ﴿يَوْمَ يَحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ.....﴾ کی تفسیر یعنی اس دن کو یاد کرو جس دن (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے (جنہوں نے اس خزانے کی زکوٰۃ نہیں ادا کی) ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ (اور ان سے کہا جائے گا) یہی ہے وہ مال جسے تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

(۳۶۶۱) احمد بن شیبہ بن سعید نے کہا کہ ہم سے میرے والد (شیبہ

الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : (يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعًا)). [راجع: ۱۴۰۳]

۴۶۶۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ: مَرَزْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ: مَا أَتَزَلُّكَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ: كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِشْرُهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ : مَا هَذِهِ فِينَا مَا هَذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، قَالَ: قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ.

[راجع: ۱۴۰۶]

۷- باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿يَوْمَ يَحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزُكُمْ لَأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾.

۴۶۶۱ - وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَةَ بْنِ

بن سعید) نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے خالد بن اسلم نے کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو انہوں نے کہا کہ یہ (مذکورہ بالا آیت) زکوٰۃ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ پھر جب زکوٰۃ کا حکم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ سے مالوں کو پاک کر دیا۔

سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهْرًا لِلْأَمْوَالِ. [راجع: ۱۴۰۴]

تفسیر وہ سرمایہ دار دولت کے پیاری جو دن رات تجویروں کو بھرنے میں رہتے ہیں اور وہ فی سبیل اللہ کا نام بھی نہیں جانتے قیامت کے دن ان کی دولت کا نتیجہ یہ ہو گا جو آیت اور حدیث میں ذکر ہو رہا ہے۔

باب آیت ﴿ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا﴾
کی تفسیر یعنی بے شک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک کتاب الہی میں بارہ ہی مہینے ہیں۔ جس روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ قیم بمعنی القانم جس کے معنی درست اور سیدھے کے ہیں۔

۸- باب قوله: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ الْقِيمُ : هُوَ الْقَانِمُ.

تفسیر حافظ صاحب فرماتے ہیں ای ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ لما ابتدا خلق السموات والارض جعل السنة اثنا عشر شهرا (فتح) یعنی اللہ نے جب زمین آسمان کو پیدا کیا اسی وقت بارہ مہینے کا سال مقرر فرمایا۔ پس کفار عرب کا ۱۳-۱۳ ماہ تک کا اپنی منشا کے مطابق سال بنا لیتا غلط قرار دیا گیا۔ سنہ عربی ہلالی صرف بارہ مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ خطبہ دیا سورج برج حمل میں تھا جبکہ رات اور دن دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

(۴۶۶۲) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے، ان سے ان کے والد ابو بکرہ نفع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا دیکھو زمانہ پھر اپنی پہلی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین تو لگا تار یعنی ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضروب جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔

۴۶۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادِي وَشَعْبَانَ)). [راجع: ۶۷]

باب آیت ﴿ثاني اثنين اذ هما في الغار.....﴾ کی تفسیر
یعنی جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے دونوں غار میں (موجود) تھے۔ جب

۹- باب قوله: ﴿ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾

مَعْنًا: نَاصِرُونَا السَّكِينَةُ : فَعِيلَةٌ مِّنَ السُّكُونِ.

وہ رسولؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ فکر نہ کر اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔ ”معنا“ یعنی ہمارا محافظ اور مددگار ہے۔ سکینۃ فعیلۃ کے وزن پر سکون سے نکلا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ اور جملہ اہل حدیث نے اللہ پاک کی معیت سے یہی مراد لی ہے کہ اس کا علم سب کے ساتھ ہے اور اس کی مدد مومنوں کے ساتھ ہے۔ (بہتر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کی کسی طرح کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ معیت بھی اللہ کی صفت ہے جیسی اس کی شان کے لائق ہے ویسی ہی ہم بھی مانیں گے۔ (محمود الحسن اسد) ۴۶۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَأَى قَالَ ((مَا ظَنُّكَ يَا ثَابِتُ)) (راجع: ۳۶۵۳)

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان بن ہلال باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں غار ثور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے کافروں کے پاؤں دیکھے (جو ہمارے سر پر کھڑے ہوئے تھے) صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور بولے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کسی نے ذرا بھی قدم اٹھائے تو وہ ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا تو کیا سمجھتا ہے ان دو آدمیوں کو (کوئی نقصان پہنچا سکے گا) جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

۴۶۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسَفِيَّانَ : إِسْنَادُهُ فَقَالَ: حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ.

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب میرا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو گیا تھا تو میں نے کہا کہ ان کے والد زبیر بن عوامؓ تھے، ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر تھیں، ان کی خالہ عائشہؓ تھیں۔ ان کے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی دادی (حضور اکرمؐ کی پھوپھی) صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں (عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہ) میں نے سفیان (ابن عیینہ) سے پوچھا کہ اس روایت کی سند کیا ہے؟ تو انہوں نے کہنا شروع کیا حدیثا (ہم سے حدیث بیان کی) لیکن ابھی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ انہیں ایک دوسرے شخص نے دوسری باتوں میں لگا دیا اور (راوی کا نام) ابن جریج وہ نہ بیان کر سکے۔

اس صورت میں یہ احتمال رہ گیا تھا کہ شاید سفیان نے یہ حدیث خود ابن جریج سے بلا واسطہ نہ سنی ہو۔ اسی لئے حضرت امام

بخاری نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی ابن جریج سے نکالا۔

۴۶۶۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَعَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةٍ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَجْلُهُ أَبَدًا قَالَ: قَالَ النَّاسُ بَايَعَ لَابْنَ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرُ عَنْهُ أَمَا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُرِيدُ الزُّبَيْرَ. وَأَمَا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ. وَأَمَا أُمُّهُ فَذَاتُ النَّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللَّهُ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رُبُونِي رُبُونِي أَكْفَاءُ كِرَامَ قَاتِرِ التُّوَيْنَاتِ وَالْأَسْمَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيدُ أَبُطُنًا مِنْ أَسَدِ بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أَسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقَدَمِيَّةَ يَغْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوَى ذَنَبَهُ يَغْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

[راجع: ۴۶۶۴]

(۳۶۶۵) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ ابن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان بیعت کا جھگڑا پیدا ہو گیا تھا، میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاذ اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے ابن زبیرؓ اور بنو امیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ خدا کی قسم! میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن زبیر سے بیعت کرلو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، ان کے والد آنحضرت ﷺ کے حواری تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام سے تھی۔ ان کے نانا صاحب غارتھے، اشارہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ صاحبہ نطاقرین تھیں یعنی حضرت اسماءؓ۔ ان کی خالہ ام المؤمنین تھیں، مراد حضرت عائشہؓ سے تھی۔ ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہؓ سے تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کی مراد ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور حضور اکرمؐ کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہؓ کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور خدا کی قسم اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا ہی چاہئے وہ میرے بہت قریب کے رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔ لیکن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو توتیت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ ان کی مراد مختلف قبائل یعنی بنو اسد، بنو توتیت، بنو اسامہ اور بنو اسد سے تھی۔ ادھر ابن ابی العاص بڑی عمدگی

سے چل رہا ہے یعنی عبدالملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو اس کے سامنے دم دبا لی ہے۔

عبدالملک نے خلیفہ ہوتے ہی عرض کا ملک ابن زبیر سے چھین لیا ان کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکہ بھی فتح کر لیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ قبیلہ تویت کی نسبت تویت بن اسد کی طرف ہے اور اسلمت کی نسبت بنی اسلمہ بن اسد بن عبدالعزیٰ کی طرف ہے اور حمیدات کی نسبت بھی حمید بن زبیر بن حارث کی طرف ہے۔ یہ سارے خاندان ابن زبیر کے دادا غیلید بن اسد پر جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

(۴۶۶۶) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔ وہ اب خلافت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لئے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی نہیں کی۔ حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔ زبیر کے بیٹے اور ابو بکر کے نواسے، خدیجہؓ کے بھائی کے بیٹے، عائشہؓ کی بہن کے بیٹے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا وہ مجھ سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے نہیں چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں (اپنے دل میں کہا) مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے جو ہونا تھا وہ ہوا اب بنی امیہ جو میرے چچا زاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

۴۶۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَلَا تَفْعَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لِأَحَابِسِنَ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ، وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَغْرَضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أَرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لِأَن يُرْتَبِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُرْتَبِي غَيْرُهُمْ.

[راجع: ۳۶۶۴]

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا ہے۔ اس آیت کے تحت ان احادیث کو لانے کا یہی مقصد ہے۔ صحابہ کرام کے ایسے باہمی مذاکرات جو نقل ہوئے ہیں وہ اس بنا پر قاتل معانی ہیں کہ وہ بھی سب انسان ہی تھے۔ معصوم عن الخطاء نہیں تھے۔ ہم کو ان سب کے لئے دعائے خیر کا حکم دیا گیا ہے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤوف رحيم (آمین)

باب آیت ﴿وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی نیز ان (نومسلموں کا بھی حق ہے) جن کی دلجوئی منظور ہے۔ مجاہد

۱۰- باب قَوْلِهِ: ﴿وَالْمُؤَلَّفَةُ

قُلُوبُهُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: يَتَأَلَّفُهُمْ

بِالْعَطِيَّةِ

نے کہا کہ آنحضرتؐ ان نو مسلم لوگوں کو کچھ دے دلا کر ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

(۴۶۶۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے، انہیں ابن ابی نعیم نے اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے چار آدمیوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ (جو نو مسلم تھے) اور فرمایا کہ میں یہ مال دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں اس پر (بنو تمیم کا) ایک شخص بولا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے باہر ہو جائیں گے۔

[راجع: ۳۳۴۴]

دو چار آدمی زرہ اور عیینہ اور زید اور علقمہ تھے۔ یہ مال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے کے ڈلے کی شکل میں بھیجا تھا۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ﴾ کی تفسیر

”یلمزون کا معنی عیب لگاتے ہیں، طعنہ مارتے ہیں۔ جہدہم (جیم کے ضم) اور جہدہم خیم کے نصب کے ساتھ دونوں قرأت ہیں۔ یعنی محنت مزدوری کر کے مقدور کے موافق دیتے ہیں۔

یعنی یہ ایسے بد زبان ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں

(۴۶۶۸) مجھ سے ابو محمد بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں ابو وائل نے اور ان سے ابو مسعود انصاریؒ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابو عقیل اسی مزدوری سے آدھا صلح خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی عبدالرحمن بن عوف اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس (یعنی عقیلؒ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمن بن عوف) نے تو محض دکھاوے کے لئے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ”یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن

۴۶۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَعِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَنَا لِفُهْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا عَذَلْتُ فَقَالَ: ((يَخْرُجُ مِنْ صِنْوِي هَذَا قَوْمٌ يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ)).

۱۱ - باب قَوْلِهِ: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ

الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ يَلْمِزُونَ: يَعْيبُونَ وَجْهَهُمْ وَجَهْدَهُمْ: طَاقَتَهُمْ

۴۶۶۸ - حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ، كُنَّا نَحَامِلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِصَنْفٍ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرِ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِبَاءً فَزَلْتُ: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾. الآية.

[راجع: ۱۴۱۵]

کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا۔“ آخر آیت تک۔

(۴۶۶۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا، آپ حضرات سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا تھا کہ ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہؓ مزدوری کر کے لاتے اور (بڑی مشکل سے) ایک مد کا صدقہ کر سکتے لیکن آج انہیں میں بعض ایسے ہیں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا (حماد نے کہا ہاں سچ ہے)

باب آیت ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ...﴾ کی تفسیر
یعنی اے نبی! آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے (جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)

۴۶۶۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ أَحَدْتُكُمْ زَائِدَةً عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَإِنْ لَأَحَدِهِمْ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ.

[راجع: ۱۴۱۵]

۱۲- باب قَوْلِهِ : ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾

ان منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جو عہد رسالت میں اوپر سے اسلام کا دم بھرتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کی گھات میں گئے رہتے۔ جن کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ یہاں پر مذکور آیات کا تعلق ان ہی منافقین سے ہے۔

(۴۶۷۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے عبداللہ بن عبد اللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لئے عنایت فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نماز جنازہ بھی پڑھادیں۔ آنحضرت نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جارہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا ہے

۴۶۷۰- حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أَسَامَةَ، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكْفَنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ فَسَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِتَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ

کہ ”آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے (تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا) اس لئے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کر دے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آخر آنحضرتؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ”اور ان سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔“

عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا خَيْرِي اللَّهُ فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَرِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ)) قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ. قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾

نتیجہ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرا کرتہ اس کے کچھ کام آنے والا نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا عبداللہ بن ابی کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ آپ کے اخلاق کا ان پر بہت بڑا اثر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی ابھی زندہ تھا کہ اس نے آنحضرتؐ کو بلوایا اور آپ سے کرتہ مانگا اور دعا کی درخواست کی۔ حافظ صاحب نقل کرتے ہیں لما مرض عبداللہ بن ابی جاءہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ فقال قد علمت ما تقول فامنن علی فکفنی فی قیصک وصل علی ففعل وکان عبداللہ بن ابی اراد بذالک دفع العار عن ولده وعشیرتہ بعد موته فاطر الرغبة فی صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووقعت اجابته علی سوالہ بحسب ما ظهر من حالہ آلی من کشف اللہ الغطاء عن ذالک کما سیأتی وهذا من احسن الاجوبة فیما يتعلق بهذه القصة (فتح الباری)

عبداللہ بن ابی نے آنحضرتؐ سے جنازہ اور کرتہ کے لیے خود درخواست کی تھی تاکہ بعد میں اس کی اولاد اور خاندان پر عار نہ ہو۔ رسول کریمؐ پر اس کی مصلحتوں کا کشف ہو گیا تھا، اس لیے آپؐ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا، اس عبارت کا یہی خلاصہ ہے۔ مصلحتوں کا ذکر ابھی پیچھے ہو چکا ہے۔

(۴۶۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے اور ان کے علاوہ (ابو صالح) عبداللہ بن صالح نے بیان کیا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عبداللہ بن ابی ابن سلول کی موت ہوئی تو رسول کریمؐ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ابن ابی (منافق) کی نماز جنازہ پڑھانے لگے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس طرح

۴۶۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْصَةَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ

کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کسی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تبسم کر کے فرمایا، عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ (اور صف میں جا کے کھڑے ہو جاؤ) میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے (ان کے لئے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورہ برأت کی دو آیتیں نازل ہوئیں کہ ”ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھے“ آخر آیت وہم فاسقون تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے آنحضرت کے سامنے اپنی اس درجہ جرأت پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق حکم دیا۔ کیا کتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجیب صائب الرائے تھے۔ انتظامی امور اور سیاست دانی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت کے پیش نظر ایک مصلحت تھی جس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے۔ بعد میں صریح ممانعت نازل ہونے کے بعد آپ نے کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

باب آیت ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ.....﴾ کی تفسیر

یعنی اے نبی! اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس پر کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھئے اور نہ اس کی (دعائے مغفرت کے لئے) قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ فاسق مرے ہیں۔

(۴۶۷۲) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی کا اشتقال ہوا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت نے انہیں اپنا کرتہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اس

أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: ((أَعِزُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ)) فَقَبَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((أَخْرَجْتُ عَنْيَ يَا عُمَرُ)) فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: ((إِنِّي خَيْرْتُ فَأَخْرَجْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يَغْفِرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهِ)) قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّنْ إِلَّا يَسِيرًا، حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ۱۳۶۶]

۱۳- باب قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ

أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ

قَبْرِهِ﴾

۴۶۷۲- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

کرتے سے اسے کفن دیا جائے پھر آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ یہ منافق ہے، اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر چکا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، یا راوی نے خیمہ کی جگہ لفظ احمر بنی نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا“ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر آپؐ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ پڑھی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ان میں سے جو کوئی مر جائے، آپ اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے۔“

باب آیت ﴿سِبْ حَلْفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ.....﴾ کی تفسیر

یعنی عقرب یہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس واپس لوٹو گے اللہ کی قسم کھائیں گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو، سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو بے شک یہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، بدلہ میں ان افعال کے جوہ کرتے رہے ہیں۔“ (۴۶۷۳)

ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے کعب بن مالکؓ سے ان کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتلایا، خدا کی قسم ہدایت کے بعد اللہ نے مجھ پر اتا بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا جتنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کے بعد ظاہر ہوا تھا کہ اس نے مجھے جھوٹ بولنے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكْفَنَهُ بِهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِنَوْبِهِ فَقَالَ: تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا خَيْرِي اللّٰهُ - أَوْ أَخْبَرَنِي اللّٰهُ - فَقَالَ: «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ» فَقَالَ: سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ)) قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾.

۱۴- باب : ﴿سِبْ حَلْفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾

إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رَجِسٌ وَمَآ وَاهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

۴۶۷۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللّٰهُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَغْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سے بچایا، ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے لوگ جھوٹی معذرتیں بیان کرنے والے ہلاک ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہارے میں وحی نازل کی تھی کہ ”عقرب یہ لوگ تمہارے سامنے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ اللہ کی قسم کھا جائیں گے۔ آخر آیت الفاسقین تک۔

وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونُ كَذَبُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيُ سَيُخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ - الْفَاسِقِينَ ﴿٢٧٥٧﴾

[راجع: ۲۷۵۷]

پہلے کعب کے دل میں طرح طرح کے خیال شیطان نے ڈالے تھے کہ کوئی جھوٹا بہانہ کر دیتا۔ لیکن اللہ نے ان کو بچالیا۔ انہوں نے سچ سچ اپنے قصور کا اقرار کر لیا اور یہی اللہ کا فضل تھا جس کا وہ مدۃ العرش شاندار لفظوں میں ذکر فرماتے رہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سچ ہی بولنے کی سعادت بخشے (آمین)

۱۵- باب ﴿وَأَخْرَوْنَ اعْتَرَفُوا﴾

باب آیت ﴿وَأَخْرَوْنَ اعْتَرَفُوا﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا، انہوں نے ملے جلے عمل کئے (کچھ بھلے اور کچھ برے) قریب ہے کہ اللہ ان پر نظر رحمت فرمائے، بے شک اللہ بہت ہی بڑا بخشش کرنے والا اور بہت ہی بڑا مہربان ہے۔“

۴۶۷۴- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلٌ، هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا: ((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَأَتَعَتَانِي فَأَتَيْتُهُمَا إِلَى مَدِينَةِ مَبْنِيَّةٍ بَلْبِنِ ذَهَبٍ وَلَبْنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَانَا رَجُلًا شَطْرًا مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرًا كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، فَقَالَ لَهُمْ : اذْهَبُوا فَفَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا : أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرًا

(۴۶۷۴) ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے سمرة بن جندب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا، رات (خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ وہاں ہمیں ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت، اتنا کہ کسی دیکھنے والے نے ایسا حسن نہ دیکھا ہو گا اور بدن کا دوسرا آدھا حصہ نہایت بد صورت تھا، اتنا کہ کسی نے بھی ایسی بد صورتی نہیں دیکھی ہو گی، دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بد صورتی جاتی رہی اور اب وہ نہایت خوبصورت نظر آتے تھے پھر فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ”جنت عدن“ ہے اور آپ کا مکان یہیں ہے۔ جن لوگوں کو ابھی آپ نے دیکھا کہ جسم کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بد صورت، تو یہ وہ

مِنْهُمْ قَبِيحٌ لِإِنْتِهَاءِ خَلْقِهِمْ عَمَلًا صَالِحًا
وَأَخْرَجْنَا سَيِّئًا تَحَارَوْا اللَّهَ عَنْهُمْ)).
لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں اچھے اور برے سب کام کئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

[راجع: ۸۴۶]

شبیخ حکم کے لحاظ سے آیت شریفہ قیامت تک ہر اس مسلمان کو شامل ہے جس کے اعمال نیک و بد ایسے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ پاک اپنے فضل سے بخش دے گا۔ اس کے وعدہ ان رحمتی سبقت علی غضبی کا تقاضا ہے۔

۱۶- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا...﴾ کی تفسیر
یعنی ”نبی اور جو لوگ ایمان لائے“ ان کے لئے اجازت نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قربت دار ہوں جبکہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ وہ دوزخی ہیں۔“

(۴۶۷۵) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد مسیب بن حزن نے کہ جب ابو طالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا (آپ ایک بار زبان سے کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ میں اسی کو (آپ کی نجات کے لئے وسیلہ بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کر لوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے ابو طالب! کیا آپ عبد المطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ آپؐ نے کہا کہ اب میں آپ کے لئے برابر مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تو یہ آیت نازل ہوئی ”نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ (یقیناً) اہل دوزخ سے ہیں۔“

۶۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَيُّ عَمٍّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةٍ : يَا لَمَبَا طَالِبٍ أَتَرَعْبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُكَ عَنْكَ)) فَتَرَلَّتْ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

آیت کا شان نزول بتلایا گیا ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔

۱۷- باب قَوْلِهِ : ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ﴾
باب آیت ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ کی تفسیر یعنی ”بے شک اللہ نے نبی پر مہاجرین و انصار پر رحمت فرمائی۔ وہ لوگ جنہوں نے نبی کا ساتھ تنگی کے وقت (جنگ تبوک)

میں دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ
ترنزل پیدا ہو گیا تھا۔ پھر (اللہ نے) ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ
فرمادی، بے شک وہ ان کے حق میں بڑا ہی شفیق بڑا ہی رحم کرنے والا
ہے۔“

(۴۶۷۶) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ
بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی (دوسری سند) احمد
بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے
یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو
عبدالرحمن بن کعب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن کعب نے خبر
دی کہ (ان کے والد) حضرت کعب بن مالک جب نابینا ہو گئے تو ان
کے بیٹوں میں یہی ان کو راستے میں ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ انہوں نے
بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے ان کے اس واقعہ کے
سلسلے میں سنا جس کے بارے میں آیت ”﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ
خَلَفُوا﴾“ نازل ہوئی تھی۔ آپ نے آخر میں (آنحضرت ﷺ سے)
عرض کیا تھا کہ اپنی توبہ کے قبول ہونے کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ
اور اس کے رسول کے راستے میں خیرات کرتا ہوں لیکن آنحضرتؐ
نے فرمایا کہ نہیں اپنا کچھ تھوڑا مال اپنے پاس ہی رہنے دو۔ یہ
تمہارے حق میں بھی بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ خیرات بھی وہی بہتر ہے جو طاعت کے موافق کی جائے۔ اگر کوئی محض خیرات کے نتیجہ میں خود بھوکا نگارہ جائے تو وہ
خیرات عند اللہ بہتر نہیں ہے۔

۱۸ - باب قوله

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا
صَافَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
وَصَافَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُوا أَنَّ لَا
مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

باب آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور ان تینوں پر بھی اللہ نے (توجہ فرمائی) جن کا مقدمہ پیچھے کو
ڈال دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے
تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے
سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اسی کی طرف کے، پھر
اس نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی تاکہ وہ بھی توبہ کر کے رجوع
کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔“

تفسیر آیت و علی الغلابة الذین خلفوا کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان تینوں پر جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن کا مقدمہ زیر تجویز رکھا گیا تھا اور جن کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس واقعہ میں ان بدعتیوں کا بھی رد ہے جو آنحضرت ﷺ کو غیب داں کہتے ہیں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو ان تینوں بزرگوں کا حقیقی حال خود معلوم فرما لیتے مگر وحی الہی کے لئے آپ کو ان کے بارے میں کافی انتظار کرنا پڑا۔ پس اہل بدعت اس خیال باطل میں بالکل جھوٹے ہیں، غیب داں صرف ذات ہاری ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ۔

(۴۶۷۷) مجھ سے محمد بن نصر عیثا پوری نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عیین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خردی، ان سے ان کے والد عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سنا۔ وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ دو غزووں، غزوہ عسرت (یعنی غزوہ تبوک) اور غزوہ بدر کے سوا اور کسی غزوے میں کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے نہیں رکا تھا۔ انہوں نے بیان کیا چاشت کے وقت جب رسول اللہ ﷺ (غزوہ سے واپس تشریف لائے) تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت ہی آپ (مدینہ) پہنچتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بہر حال) آپ نے مجھ سے اور میری طرح عذر بیان کرنے والے دو اور صحابہ سے دوسرے صحابہ کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ (جو ظاہر میں مسلمان تھے) اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے لیکن آپ نے ان میں سے کسی سے بھی بات چیت کی ممانعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ معاملہ بہت طول پکڑتا جا رہا تھا۔ ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں (اس عرصہ میں) میں مر گیا تو آپ مجھ پر نماز جنازہ نہیں پڑھائیں گے یا آپ کی وفات ہو جائے تو افسوس لوگوں کا یہی طرز عمل میرے ساتھ پھر ہمیشہ کے لئے

۴۶۷۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُيَيْنٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَيَّنَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزَوَتَيْنِ : غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ، وَغَزْوَةِ بَدْرٍ، قَالَ : فَأَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَى وَكَانَ قَلَمًا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ سَافِرُهُ إِلَّا ضَحَى، وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبِي، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامٍ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرَنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ أَنَّ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونُ مِنَ النَّاسِ بِبَيْتِكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا

باقی رہ جائے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے گا اور نہ مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی بشارت آپؐ پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ آپؐ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مجھ پر بڑا احسان و کرم تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا ام سلمہ! کعبہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ پھر میں ان کے یہاں کسی کو بھیج کر یہ خوشخبری نہ پہنچا دوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ آنحضرتؐ نے جب یہ خوشخبری سنا تو آپؐ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور (غزوہ میں نہ شریک ہونے والے دوسرے لوگوں سے) جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان کی معذرت قبول بھی ہو گئی تھی، ہم تین صحابہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی، لیکن جب ان دوسرے غزوہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کا ذکر کیا، جنہوں نے آپؐ کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور جھوٹی معذرت کی تھی تو اس درجہ برائی کے ساتھ کیا کہ کسی کا بھی اتنی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے سب کے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو آپؐ کہہ دیں کہ ہمارے نہ بناؤ، ہم ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے! بے شک ہم کو اللہ تمہاری خبر دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ.....﴾ کی تفسیر
”یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔“

(۴۶۷۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث

عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ
الْفُلْتُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ، وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ
وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي مَغْنِيَةً
فِي أَمْرِي لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أُمُّ
سَلَمَةَ يَبِيبُ عَلَى كَعْبٍ)) قَالَتْ: أَفَلَا
أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرُهُ؟ قَالَ: ((إِذَا يَخْطُبُكُمْ
النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمْ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلِ))
حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا
وَكَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ اسْتَبَارَ وَجْهَهُ حَتَّى
كَانَهُ قِطْعَةً مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ
الَّذِينَ خَلَفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قَبْلَ مِنْ
هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا
التَّوْبَةَ، فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُخَلَفِينَ
وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ
أَحَدٌ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ
إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ: لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ
نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ
وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾ الْآيَةُ.

[راجع: ۳۰۵۷]

۱۹- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

الصَّادِقِينَ﴾

۴۶۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ، حَدَّثَنَا

اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخْلَفُ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ فَوَ اللَّهُ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِنَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مِنْهُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ - إِلَى قَوْلِهِ - وَكَوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

۲۰ - باب قَوْلِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

۴۶۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخَشَى أَنْ يَسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ

بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اور ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ (جب وہ ناپید ہو گئے تھے) عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ غزوہ تبوک میں اپنی غیر حاضری کا قصہ بیان کر رہے تھے، کہا کہ خدا کی قسم سچ بولنے کا جتنا عمدہ پھل! اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا، کسی کو نہ دیا ہو گا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں نے اس بارے میں سچی بات کہی تھی، اس وقت سے آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کی تھی کہ ”بیشک اللہ نے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ آخر آیت مع الصادقین تک۔

باب آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”بیشک تمہارے پاس ایک رسول آئے ہیں جو تمہاری ہی جنس میں سے ہیں، جو چیز تمہیں نقصان پہنچاتی ہے وہ انہیں بہت گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری (بھلائی) کے انتہائی حریص ہیں اور ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ رؤف رافعة سے نکلا ہے۔

(۴۶۷۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبید اللہ بن سباق نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (اللہ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ مارے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہوں گے اور اس طرح بہت سا

قرآن ضائع ہو جائے گا، اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرادیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرادیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمرؓ سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم آنحضرت کی وحی لکھا بھی کرتے تھے، اس لئے تم ہی قرآن مجید کو جابجا سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ خدا کی قسم کہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لئے کہتے تو یہ میرے لئے اتنا بھاری نہیں تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کے کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظہ سے بھی مدد لی اور سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھی۔ (وہ آیتیں یہ تھیں) ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿إِلَى آخِرِهِمَا﴾۔ وَكَانَتِ الْمَصُحُفُ النَّبِيُّ جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ

مِنْ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَحْمُوهُ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : قُلْتُ لِعُمَرَ : كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ : هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِدِلِّكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ : وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَهَمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أُمِرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ : كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقُمْتُ فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَابِ وَالْعُسْبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿إِلَى آخِرِهِمَا﴾۔ وَكَانَتِ الْمَصُحُفُ النَّبِيُّ جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ

صاحبزادی (ام المؤمنین حفصہؓ) کے پاس محفوظ رہا) شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا مجھ سے عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا اس میں خزیمہ کے بدلے ابو خزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابو خزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اور ابو ثابت محمد بن عبید اللہ مدنی نے، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ مذکور ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَاللَيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ : مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ. وَقَالَ مُوسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ، وَتَابِعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ. وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ.

[راجع: ۲۸۰۷]

سورہ یونس کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ایک سو نو آیات اور گیارہ رکوع ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”فاختلط“ کا معنی یہ ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اگا۔

﴿فَاخْتَلَطَ﴾ قَبِيتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :

۱- باب

باب آیت ﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾ کی تفسیر

یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ وہ بے نیاز ہے اور زید بن اسلم نے کہا کہ ”ان لهم قدم صدق“ سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ اس سے بھلائی مراد ہے۔ ”تلك آیات“ میں تلك جو حاضر کے لئے ہے مراد اس سے غائب ہے۔ یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں، اسی طرح اس آیت۔ حتی اذا كنتم فى الفلك وجرين بهم میں بهم سے بکم مراد ہے یعنی غائب سے حاضر مراد ہے ”دعواهم“ اى دعائهم ان کی دعا احبط بهم یعنی ہلاکت و بربادی کے قریب آ گئے، جیسے ”احاطت به خطيئته“ یعنی

﴿وَقَالُوا: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ﴾ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ: ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَغْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ، وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمُ﴾ الْمَعْنَى بِكُمْ ﴿دَعَاؤُهُمْ﴾ دَعَاؤُهُمْ ﴿أَحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحَاطَتْ

گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ فاتبعہم اور اتبعہم کے ایک معنی ہیں ”عدو“ عدوان سے نکلا ہے۔ آیت ”یَجْعَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ“ کے متعلق مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد غصہ کے وقت آدمی کا اپنی اولاد اور اپنے مال کے متعلق یہ کہنا کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ فرما اور اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے تو (بعض اوقات ان کی یہ بد دعائیں لگتی) کیونکہ ان کی تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے اور (بعض اوقات) جس پر بد دعا کی جاتی ہے وہ ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ للذین احسنوا الحسنی و زیادة میں مجاہد نے کہا زیادة سے مغفرت اور اللہ کی رضا مندی مراد ہے دوسرے لوگوں نے کہا زیادة سے اللہ کا دیدار مراد ہے۔ الکبریاء سے سلطنت اور بادشاہی مراد ہے۔

زیادة کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث حافظ صاحب نے نقل کی ہے اذا دخل اهل الجنة الجنة نودوا ان لكم عند الله عهدا فيقولون الم يبض وجوهنا ويزحزحنا عن النار ويدخلنا الجنة قال فيكشف الحجاب فينظرون اليه فوالله ما اعطاهم شيئا هو احب اليهم منه ثم قرأ للذين احسنوا الحسنی و زیادة یعنی دخول جنت کے بعد اہل جنت کو بلایا جائے گا کہ آج دربار الہی میں تمہارے لئے کچھ وعدہ ہے وہ کہیں گے کہ کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیئے اور کیا ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا اب اور کون سا وعدہ باقی رہ گیا ہے۔ پس پردہ اٹھا دیا جائے گا اور جنتی اللہ پاک کا دیدار کریں گے اور یہ نعمت سب سے بڑھ کر ان کو محبوب ہوگی۔ آیت میں لفظ زیادة سے یہی مراد ہے۔ یعنی دیدار الہی۔

اللہ پاک مجھ ناچیز خادم کو اور بخاری شریف پڑھنے والے سب مردوں عورتوں کو اپنا دیدار عطا کرے اور ان معاونین کرام کو بھی جن کی کوششوں سے اس گرائی و گمراہی کے دور میں یہ خدمت حدیث انجام دی جا رہی ہے۔ آمین

باب آیت ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ.....﴾

کی تفسیر یعنی اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم کرنے کے (ارادہ) سے ان کا پیچھا کیا۔ (وہ سب سمندر میں ڈوب گئے اور فرعون بھی ڈوبنے لگا تو وہ بولا) میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی مسلمان ہوتا ہوں ”ننجیک ای نلقیک علی نجوة من الارض“ بمعنی النجوة وهو المكان المرتفع ”یعنی ہم تیری لاش کو نجوة (اونچی جگہ) پر ڈال دیں گے جس کو سب دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

۲- باب قوله

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَذْرَكَهُ الْفَرَقُ قَالَ : آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ [یونس : ۹۰]۔

﴿نُجِّيك﴾ : نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ وَهِيَ الشَّرُّ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

(۴۶۸۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر فتح ملی تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہم ان سے بھی زیادہ مستحق ہیں، اس لئے تم بھی روزہ رکھو۔

بعد میں یہود کی مشابہت سے بچنے کیلئے اسکے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے کا حکم فرمایا یعنی نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ اور ملایا جائے۔

سورۃ ہود کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو میسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا اوہ حبشی زبان میں مہربان، رحم دل کو کہتے ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا بادی الراۃ کا معنی جو ہم کو ظاہر ہوا۔ اور مجاہد نے کہا جودی ایک پہاڑ ہے اس جزیرے میں جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کے قریب ہے اور امام حسن بصری نے کہا۔ ﴿انک لانت الحلیم الرشید﴾ یہ کافروں نے حضرت شعیبؑ کو ٹھٹھے کی راہ سے کہا تھا۔ اور ابن عباس نے کہا اقلعی کے معنی تھم جا عصب کے معنی سخت۔ لا جرم کا معنی کیوں نہیں (یعنی ضروری ہے) وفار التنور کا معنی پانی پھوٹ نکلا۔ عکرمہ نے کہا تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔

یعنی زمین سے پانی پھوٹ کر اوپر آگیا۔ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ تنور حضرت آدم علیہ السلام کا تھا ملک شام میں، پھر اولاد در اولاد حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا اور اس میں پانی اگلنے کو طوفان کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔

باب آیت ﴿الانہم یشنون صدورہم.....﴾ کی تفسیر

یعنی خردار ہو، وہ لوگ جو اپنے سینوں کو دہرا کئے دیتے ہیں، تاکہ اپنی باتیں اللہ سے چھپا سکیں وہ غلطی پر ہیں، اللہ سینے کے بھیدوں سے واقف ہے۔ خردار رہو! وہ لوگ جس وقت چھپنے کے لئے اپنے کپڑے

۴۶۸۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غَدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا)). [راجع: ۲۰۰۴]

[۱۱] سُورَةُ هُودٍ

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

(وَقَالَ أَبُو مِيسَرَةَ الْأَوَّاهُ الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : بَادِي الرُّأْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْجُودِيُّ : جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّكَ لِأَنْتَ الْحَلِيمُ يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : أَقْلَعِي : أَمْسِكِي، عَصِيبٌ، شَدِيدٌ، لَا جَرَمَ : بَلَى، وَفَارَ التَّنُورُ : نَبَعَ الْمَاءِ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ : وَجْهَ الْأَرْضِ).

تَشْرِيحُ

۱ - باب

﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ لَيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَفْتُونَ نُبَيِّنُ لَهُمْ مَا يُمْسِرُونَ وَمَا يَغْلِبُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾

لپٹتے ہیں (اس وقت بھی) وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، بیشک وہ (ان کے) دلوں کے اندر (کی باتوں) سے خوب خبردار ہے۔ عکرمہ کے سوا اور لوگوں نے کہا کہ ”حق“ کا معنی اتر پڑا اسی سے ہے بحقیق یعنی اترتا ہے انہ لیوس کفور میں یوس کا معنی ناامید ہونا۔ جو بروزن فعل ہے۔ یہ یست سے نکلا ہے اور مجاہد نے کہا لا تینس کا معنی غم نہ کھائینون صدورہم کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں شک و شبہ کرتے ہیں۔ لیستخفوا منہ یعنی اگر ہو سکے تو اللہ سے چھپالیں۔

تفسیر سورہ ہود مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۳۳ آیات اور دس رکوع ہیں۔ آیت ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ﴾ (ہود: ۵) یعنی ”یہ لوگ قرآن سننے سے اپنے سینے پھیرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا سے چھپ جائیں۔“ اس آیت کا شان نزول بعض نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کافر لوگ گھروں میں بیٹھ کر مخالفت کی باتیں کرتے۔ جب قرآن مجید ان کے متعلق نازل ہوتا تو سمجھتے کہ کوئی دیوار کے پیچھے چھپ کر ہماری باتیں سن جاتا اور حضرت محمدؐ سے کہہ دیتا ہے۔ پھر وہ کپڑے اڈھ کر اور چھپ چھپ کر مخالفانہ باتیں کرنے لگے۔ آیت میں ان ہی کا ذکر ہے۔

۴۶۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ﴾ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: أَنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَخْلَوْا فَيَفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيَفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ.

[طرفاء فی: ۴۶۸۲، ۴۶۸۳].

شرم کے مارے جھکے جاتے تھے، دہرے ہوئے جاتے تھے اسی باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۶۸۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ﴾ قُلْتُ:

۴۶۸۳) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کرتے تھے۔ الا انہم یشتون صدورہم محمد بن عباد نے پوچھا، اے ابو العباس! یشتون صدورہم

يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَتَنَوَّنِي صُدُورُهُمْ؟ قَالَ :
كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي أَوْ
يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي، فَتَزَلَّتْ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ
يَتَنَوَّنُونَ صُدُورَهُمْ﴾.

کیا مطلب ہے۔؟ بتلایا کہ کچھ لوگ اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے
میں حیا کرتے اور خلاء کے لئے بیٹھتے ہوئے بھی حیا کرتے تھے۔ انہیں
کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ الا انہم یشنون صدورہم آخر
آیت تک۔

یشنون ابن عباس کی قرأت ہے جو اثنونی یشونی سے بروزن المعولی ہے۔ مشہور قرأت یوں ہے۔ ﴿الا انہم یشنون
صدورہم﴾ (ہود: ۵) یعنی وہ اپنے سینے دہرے کرتے ہیں اللہ سے چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تو کپڑوں کے اندر بھی سب دیکھتا اور
جاتا ہے، اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔

۴۶۸۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عُمَرُو، قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَتَنَوَّنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ
أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ:
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُونَ: يَغْطُونَ
رُؤُوسَهُمْ، سَاءَ بِهِمْ: سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ،
وَضَاقَ بِهِمْ: بِأَصْيَابِهِ، يَقْطَعُ مِنَ اللَّيْلِ:
بِسَوَادٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ أُنِيبُ: أَرْجِعُ.

(۴۶۸۳) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ ابن
عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کی قرأت اس طرح کی تھی ”الا انہم یشنون
صدورہم لیستخفوا منہ الا حین یستغشون ثیابہم“ اور عمرو بن
دینار کے علاوہ اوروں نے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ سے کہ
یستغشون یعنی اپنے سر چھپا لیتے ہیں ”سئ بہم“ یعنی اپنی قوم سے وہ
بدگمان ہوا۔ وضاق بہم یعنی اپنے ممانوں کو دیکھ کر وہ بدگمان ہوا کہ
ان کی قوم انہیں بھی پریشان کرے گی ”بقطع من اللیل“ یعنی رات کی
سیاہی میں اور مجاہد نے کہا انیب کے معنی میں رجوع کرتا ہوں (متوجہ
ہوتا ہوں)

۲- باب قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْمَاءِ﴾

۴۶۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: (رَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفَقَ
أَنْفَقَ عَلَيْكَ)) وَقَالَ: (يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا
تَعِيشُهَا نَفَقَةٌ سَخَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). وَقَالَ
(أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْهُ خَلْقَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ لِأَنَّهُ لَمْ يَعْصَ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ

(۴۶۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب
نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا۔ ان سے اعرج نے اور ان
سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ
کروں گا اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل
خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب
سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کئے جا رہا ہے
لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور

اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔
اعتراک باب افتعال سے ہے عروہ سے یعنی میں نے اس کو پکڑ لیا
اسی سے ہے۔ یعروہ مضارع کا صیغہ اور اعتراضی اخذ بنا صیغہا یعنی
اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہیں عنید اور عنود اور عاند
سب کے معنی ایک ہی ہیں یعنی سرکش مخالف اور یہ جبار کی تاکید
ہے۔ استعمر کم تم کو بسایا آباد کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعمروہ
الدار فہی عمری۔ یعنی یہ گھر میں نے اس کو عمر بھر کے لئے دے ڈالا۔
نکرہم اور انکرہم اور استنکرہم سب کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی
ان کو پر دیسی سمجھا۔ حمید فعیل کے وزن پر ہے بہ معنی محمود میں سراہا گیا
اور مجید مابد کے معنی میں ہے۔ (یعنی کرم کرنے والا) سجدیل اور
سجین دونوں کے معنی سخت اور بڑا کے ہیں۔ لام اور نون بہنیں ہیں
(ایک دوسرے سے بدلی جاتی ہیں) تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے۔ بعضے
پیدل دن دھاڑے خود پر ضرب لگاتے ہیں ایسی ضرب جس کی سختی
کے لئے بڑے بڑے پہلوان اپنے شاگردوں کو وصیت کیا کرتے ہیں۔
والی مدین یعنی مدین والوں کی طرف کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے
جسے دوسری جگہ فرمایا واسال القریۃ یعنی گاؤں والوں سے پوچھ واسال
العیر یعنی قافلہ والوں سے پوچھ وراء کم ظہریا یعنی پس پشت ڈال
دیا اس کی طرف التفات نہ کیا۔ جب کوئی کسی کا مقصد پورا نہ کرے تو
عرب لوگ کہتے ہیں ظہرت بحاجتی اور جعلتني ظہریا اس جگہ
ظہری کا معنی وہ جانور یا برتن ہے جس کو تو اپنے کام کے لئے ساتھ
رکھے۔ ارادنا ہمارے میں سے کہنے لوگ اجرام اجرت کا مصدر ہے
یا جرت ثلاثی مجرد فلک اور فلک جمع اور مفرد دونوں کے لئے آتا
ہے۔ ایک کشتی اور کئی کشتیوں کو بھی کہتے ہیں۔ مجراہا کشتی کا چلنا یہ
اجرت کا مصدر ہے۔ اسی طرح مرساھا ارسیت کا مصدر ہے یعنی
میں نے کشتی تھالی (لنگر کر دیا) بعضوں نے مرساھا بفتح میم پڑھا
ہے رست سے۔ اسی طرح مجراہا بھی جرت سے ہے۔ بعضوں نے
مجریھا مرسیھا یعنی اللہ اس کو چلانے والا ہے اور وہی اس کا تھانے

عَرَضَهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبْدِهِ الْمِيزَانَ يَخْفِضُ
وَيَرْفَعُ)). اَعْتَرَاكَ: اَفْعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ اَي
اَصْمَعْتُهُ. وَمِنْهُ يَغْرُوهُ، وَاَعْتَرَانِي. اَخِذْ
بِنَاصِيَتِهَا: اَيْ فِي مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ. عَنِيْدٌ
وَعَنُوْدٌ وَعَانِيْدٌ وَاحِدٌ. هُوَ تَاكِيدُ التَّجَرُّبِ.
اَسْتَعْمَرَكُمْ: جَعَلَكُمْ عُمَرًا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ
فَهِيَ عُمَرَى جَعَلْتُهَا لَهُ، نَكِرْهُمْ وَأَنْكَرْهُمْ
وَأَسْتَنْكَرْهُمْ وَاحِدٌ. حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ كَأَنَّهُ
فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ. مَخْمُوْدٌ: مِنْ حُمِدٍ
سَجِيْلٌ: الشَّدِيْدُ الْكَبِيْرُ، سَجِيْلٌ وَسَجِيْنٌ
وَاللَّامُ وَالنُّونُ اُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيْمٌ بِنُ مَقْبِلٍ
وَرَجُلَةٌ يَضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً

ضَرَبْنَا نَوَاصِيَ بِهِ الْأَبْطَالُ سَجِيْنَا

﴿وَالِي مَدِيْنٍ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ اَيْ اِلَى اَهْلِ
مَدِيْنٍ لِأَنَّ مَدِيْنٍ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ ﴿وَأَسْأَلِ
الْقَرْيَةَ﴾ ﴿وَأَسْأَلِ الْعِيْرَ﴾ يَعْنِي اَهْلَ
الْقَرْيَةِ وَالْعِيْرِ ﴿وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيَا﴾ يَقُولُ :
لَمْ تَلْفَقْتُوا إِلَيْهِ. وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ
الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرَتْ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي
ظَهْرِيَا وَالظَّهْرِيُّ هَهُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً
أَوْ وَعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ، أَرَادْنَا : سَقَاطُنَا،
إِجْرَامِي: هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ
يَقُولُ : جَرَمْتُ. الْفُلْكَ وَالْفَلْكَ: وَاحِدٌ
وَهِيَ السَّفِيْنَةُ، وَالسُّفُنُ. مُجْرَاهَا :
مَذْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرٌ أَجْرَيْتُ، وَأَرَسَيْتُ
حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ
وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا

والا ہے یہ معنوں میں مفعول کے ہیں۔ الراسیات کے معنی جمی ہوئی کے ہیں۔

وَمُؤْمِسِيهَا مِنْ فَعَلٍ بِهَا الرِّاسِيَّاتُ ثَابِتَاتٌ.
[أطرافه في : ٥٣٥٢، ٧٤١١، ٧٤١٩، ٧٤٩٦].

باب آیت

﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ الْآيَةُ﴾ کی تفسیر
”یعنی اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر
جھوٹ باندھا تھا، خبردار رہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر“۔ اشہاد
شاہد کی جمع ہے۔ جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے۔

(۳۶۸۵) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے
بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی
نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے صفوان بن
محرز نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص نام
نامعلوم آپ کے سامنے آیا اور پوچھا اے ابو عبد الرحمن! یا یہ کہا کہ
اے ابن عمر! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کے متعلق کچھ
سنا ہے (جو اللہ تعالیٰ مومنین سے قیامت کے دن کرے گا)۔ انہوں
نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ مومن
اپنے رب کے قریب لایا جائے گا۔ اور ہشام نے یذنو المؤمن (جائے
یذنی المؤمن کہا) مطلب ایک ہی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا
ایک جانب اس پر رکھے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار کرے گا کہ
فلاں گناہ تجھے یاد ہے؟ بندہ عرض کرے گا یاد ہے، میرے رب! مجھے
یاد ہے، دو مرتبہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا
میں تمہارے گناہوں کو چھپائے رکھا اور آج بھی تمہاری مغفرت
کروں گا۔ پھر اس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا۔ لیکن دوسرے
لوگ یا (یہ کہا کہ) کفار تو ان کے متعلق محشر میں اعلان کیا جائے گا کہ
یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ اور شیبان نے
بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا۔

۴- باب قولہ :

﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا
عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾
وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ
وَأَصْحَابٍ.
۴۶۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَهَشَامٌ قَالَا: حَدَّثَنَا
قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْزَرٍ قَالَ : بَيْنَا
ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا
أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ هَلْ
سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
النَّجْوَى ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَذْنِي الْمُؤْمِنُ مِنْ
رَبِّهِ)) وَقَالَ هَشَامٌ : ((يَذْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى
يَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيَقْرَؤُهُ بِذُنُوبِهِ، تَعْرِفُ
ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ رَبَّ يَقُولُ:
أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ، فَيَقُولُ: سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا
وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، ثُمَّ تَطْوِي صَحِيفَةً
حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوْ الْكُفَّارُ فَيَنَادِي
عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا
عَلَى رَبِّهِمْ)). وَقَالَ شَيْبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ
حَدَّثَنَا صَفْوَانٌ.

۵- باب قولہ :

﴿وَكَذَلِكَ أَخَذُ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ : الْعَوْنُ الْمُعِينُ، رَفَذْتُهُ : أَعْتَمْتُ، تَرَكْتُمَا : تَمِيلُوا، فَلَوْ لَا كَانَ : فَهَلَا كَانَ، أَتَرَفُوا : أَهْلَكُوا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : زَفِيرٌ وَشَهيقٌ شَدِيدٌ وَصَوْتُ ضَعِيفٌ.

۴۶۸۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَلِكَ أَخَذُ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾.

۶- باب قولہ :

باب آیت ﴿وَكَذَلِكَ أَخَذُ رَبُّكَ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ بڑی دکھ دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“ الرفد المرفود مدد جو دی جائے (انعام جو مرحمت ہو) عرب لوگ کہتے ہیں ردفہ یعنی میں نے اس کی مدد کی، ترکنوا کا معنی جھکو مائل ہو۔ فلو لا کان یعنی کیوں نہ ہوئے۔ اترفوا ہلاک کئے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زفیر زور کی آواز کو اور شہیق پست آواز کو کہتے ہیں۔

(۴۶۸۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، ان سے برید بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مملت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“

باب آیت ﴿واقم الصلوة طرفی النهار.....الایة﴾ کی

تفسیر

یعنی ”اور تم نماز قائم کرو۔ دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔“ ”زلفا“ یعنی گھڑی گھڑی اسی سے مزلفہ ہے۔ کیونکہ لوگ وہاں وقفہ وقفہ سے آتے رہتے ہیں اور زلف منزلوں کو بھی کہتے ہیں۔ زلفی کا لفظ جو سورہ ص میں ہے جیسے قرینی یعنی نزدیکی اذدلفوا کا معنی جمع ہو گئے۔ اذلفنا متعدی ہے۔ یعنی ہم نے جمع کیا۔ ایک شخص کسی غیر عورت کو ہاتھ سے چھونے یا صرف بوسہ دے دینے کا مرتکب ہو گیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿واقم الصلوة طرفی النهارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ وَزُلْفًا سَاعَاتٍ : بَعْدَ سَاعَاتٍ، وَمِنْهُ سُمِّيَتْ الْمُزْدَلَفَةُ. الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ : بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا زُلْفَى فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى، اِزْدَلَفُوا : اجْتَمَعُوا اِزْلَفْنَا : جَمَعْنَا.

حمل الجمهور هذا المطلق على المقيد في الحديث الصحيح ان الصلوة كفارة لما بينهما ما اجنب الكبائر فقال طائفة ان اجنب الكبائر كانت الحسنات كفارة لما عدا الكبائر من الذنوب وان لم يجنب الكبائر لم تحط الحسنات شيئا (فتح الباری) (فتدبروا یا اولی الالباب) (راز)

(۴۶۸۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تمبی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابن مسعودؓ نے کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کو بوسہ دے دیا اور پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا گناہ بیان کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم نماز کی پابندی کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو“ یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔“ ان صاحب نے عرض کیا یہ آیت صرف میرے ہی لئے ہے (کہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں)؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے ہر انسان کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

۴۶۸۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ بَنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ، عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ أَمْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ: أَلَيْ هَذِهِ؟ قَالَ: ((لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي)).

[راجع: ۵۲۶]

یعنی گناہ کر کے نادم ہو۔ سچے دل سے توبہ کرے اور نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ دونوں سروں سے فجر اور مغرب کی نمازیں اور رات سے عشاء کی نماز مراد ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں کا ذکر دوسری آیتوں میں موجود ہے جو منکرین حدیث صرف تین نمازوں کے قائل ہیں وہ قرآن پاک سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

سورۃ یوسف کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۱۲] سُورَةُ يُوسُفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ
(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ یہود نے آپؐ سے حضرت یوسفؑ کا قصہ پوچھا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ ان کی بیوی راحل کے بطن سے تھے۔ حضرت یعقوب ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ یہی محبت بھائیوں کے حسد کا سبب بنی۔

اور فضیل بن عیاض (زاہد مشہور) نے حصین بن عبد الرحمن سے روایت کیا، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا متکاء کا معنی ترنج اور خود فضیل نے بھی کہا کہ متکاء حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے روایت کی اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا۔ متکاء وہ چیز جو چھری سے کالی جائے (میوہ ہو یا ترکاری) اور قتادہ نے کہا ذو علم کا معنی اپنے علم پر عمل کرنے والا اور

وَقَالَ فَضِيلٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَنَا الْأَنْرُجُ، قَالَ فَضِيلٌ: الْأَنْرُجُ بِالْحَبَشِيَّةِ: مُتَنَا، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَنَا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسُّكَيْنِ، وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُو عِلْمٍ غَامِلٌ بِمَا عِلِمٌ، وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صَوَاغٌ

مَكُوكَ الْفَارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرْفَاهُ،
كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ، وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ : تَفْنَدُونَ : تُجْهَلُونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ
: غَيَابَةُ كُلِّ شَيْءٍ غَيْبٌ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ
غَيَابَةٌ، وَالْجُبُّ : الرِّكْبَةُ الَّتِي لَمْ تُطَوَّ،
بِمُؤْمِنٍ لَنَا : بِمُصَدِّقٍ، أَشَدُّهُ قَبْلَ أَنْ
يَأْخُذَ فِي الْقُصَصَانِ يَقَالُ : بَلَغَ أَشَدُّهُ
وَبَلَغُوا أَشَدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَاحِدُهَا
شَدٌّ. وَالْمُتَكَا مَا أَتَكَاتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ
أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ
الْأَنْزُجُ : وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ
الْأَنْزُجُ فَلَمَّا احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَكَا
مِنْ نَمَارِقٍ فَرُّوا إِلَى شَرِّهِ مِنْهُ فَقَالُوا :
إِنَّمَا هُوَ الْمُتَكَا سَاكِنَةُ النَّاءِ وَإِنَّمَا
الْمُتَكَا طَرَفُ الْبَطْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا
: مُتَكَا وَأَبْنُ الْمُتَكَا فَإِنْ كَانَ ثُمَّ
أَنْزُجٌ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَكَا، شَغَفَهَا يَقَالُ :
بَلَغَ شَغَافَهَا وَهُوَ غِلَافٌ قَلْبِهَا وَأَمَّا
شَغَفَهَا : فَمِنْ الْمَشْغُوفِ، أَصَبُ :
أَمِيلٌ، أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ : مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ،
وَالضَّغْتُ : مِلءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا
أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ وَخَذَ بِيَدِكَ ضَغْثًا لَا مِنْ
قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضَغْثٌ،
نَمِيرٌ، مِنَ الْمِيرَةِ. وَتَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ مَا
يَحْمِلُ بَعِيرٌ، أَوْى إِلَيْهِ : ضَمَّ إِلَيْهِ.
السَّفَايَةُ : مَكِيلًا : تَفْتًا : لَا تَرَا
اسْتَيْسَوا : يَسْنُوا. وَلَا تَبَاسُوا مِنْ رُوحٍ

سعید بن جبیر نے کہا صواع ایک ماپ ہے جس کو ملک فارسی بھی
کہتے ہیں یہ ایک گلاس کی طرح کا ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے
مل جاتے ہیں۔ عجم کے لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں اور ابن عباس
نے کہا۔ لولا ان تفندون اگر تم مجھ کو جاہل نہ کہو۔ دوسرے لوگوں نے
کہا غیابہ وہ چیز جو دوسری چیز کو چھپا دے غائب کر دے اور جب کچا
کنواں جس کی بندش نہ ہوئی ہو۔ وما انت بمؤمن لنا یعنی تو ہماری
بات سچ ماننے والا نہیں۔ اشدہ وہ عمر جو زمانہ انحطاط سے پہلے ہو (تیس
سے چالیس برس تک) عرب بولا کرتے ہیں۔ بلغ اشدہ اور بلغوا
اشدہم یعنی اپنی جوانی کی عمر کو پہنچایا پیچھے۔ بعضوں نے کہا اشدشد کی
جمع ہے متکاء مسند تکیہ جس پر تو پیٹنے کھانے یا باتیں کرنے کے لئے ٹیکا
دے اور جس نے یہ کہا کہ متکاء ترنج کو کہتے ہیں اس نے غلط کہا۔
عربی زبان میں متکاء کے معنی ترنج کے بالکل نہیں آئے ہیں جب
اس شخص سے جو متکاء کے معنی ترنج کہتا ہے اصل بیان کی گئی کہ
متکاء مسند یا تکیہ کو کہتے ہیں تو وہ اس سے بھی بدتر اک بات کہنے لگا
کہ یہ لفظ متک بہ سکون تاء ہے۔ حالانکہ متک عربی زبان میں
عورت کی شرمگاہ کو کہتے ہیں۔ جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں اور یہی
وجہ ہے کہ عورت کو عربی زبان میں متکاء (متک والی) کہتے ہیں اور
آدمی کو متکا کا پیٹ کہتے ہیں۔ اگر بالفرض زلیخانے ترنج بھی منگوا کر
عورتوں کو دیا ہو گا تو مسند تکیہ کے بعد دیا ہو گا۔ شغفہا یعنی اس کے
دل کے شغاف (غلاف) میں اس کی محبت سما گئی ہے۔ بعضوں نے
شغفہا عین مہملہ سے پڑھا ہے وہ مشعوف سے نکلا ہے۔ اصب کا
معنی مائل ہو جاؤں گا جھک پڑوں گا۔ اضغاث احلام پریشان خواب
جس کی کچھ تعبیر نہ دی جا سکے اصل میں اضغاث ضغث کی جمع ہے
یعنی ایک مٹھی بھر گھاس تنکے وغیرہ اس سے ہے (سورہ ص میں)
خذیدک ضغثا یعنی اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے اور
اضغاث احلام میں ضغث کے یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ پریشان
خواب مراد ہے۔ نمیر میرہ سے نکلا ہے اس کے معنی کھانے کے ہیں۔

ونزداد کبل بعیر یعنی ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائیں گے اوی الیہ اپنے سے ملا لیا۔ اپنے پاس بیٹھ لیا۔ سقایہ ایک ماپ تھا (جس سے غلہ ماپتے تھے) تفتاء ہمیشہ رہو گے۔ فلما استیأ سوا جب ناامید ہو گئے ولاتیا سوا من روح اللہ اللہ سے امید رکھو اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خلصوا نجیا الگ جا کر مشورہ کرنے لگے نجی کا معنی مشورہ کرنے والا۔ اس کی جمع انجیہ بھی آئی ہے اس سے بنا ہے یتاجون یعنی مشورہ کر رہے ہیں۔ نجی مفرد کا صیغہ ہے اور تثنیہ اور جمع میں نجی اور انجیہ دونوں مستعمل ہیں۔ حرصا یعنی رنج و غم تجھ کو گلا ڈالے گا۔ فتنحسوا یعنی خبر لو، لو گاو، تلاش کرو۔ مزجاة تھوڑی پونجی۔ غاشیة من عذاب اللہ۔ اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے۔

باب آیت ﴿وَيَتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ.....الایة﴾ کی تفسیر
 ”یعنی اور اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ وہ اسے اس سے پہلے پورا کر چکا ہے۔ تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر۔“

(۴۶۸۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمان بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تھے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

باب آیت ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”بلاشبک یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔“

ابن جریر وغیرہ نے حضرت یوسف کے بھائیوں کے نام اس طرح نقل کئے ہیں (۱) روتیل، (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یودا (۵) ریا لون (۶) یثجر (۷) دان (۸) نیال (۹) جاد (۱۰) اشرد (۱۱) بنیامین (۱۲) ان میں سب سے بڑا روتیل تھا۔ (فتح الباری)

اللہ: مَغَاةُ الرُّجَاءِ، خَلَصُوا نَجِيًّا: اَغْتَرَلُوا نَجِيًّا وَالْجَمْعُ اُنْجِيَّةٌ يَتَّاجُونَ الْوَاحِدُ نَجِيٌّ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمْعُ نَجِيٌّ وَاُنْجِيَّةٌ. حَرَصًا مُحَرَضًا: يُذِيكَ اَلْهَمُّ، تَحَسَّسُوا: تَخَبَّرُوا: مُزْجَاةٌ: قَلِيلَةٌ، غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اَللّٰهِ غَامَّةٌ مُّجَلَّلَةٌ.

۱- باب قَوْلِهِ :

﴿وَيَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ﴾

۴۶۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ)). [راجع: ۳۳۸۲]

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿لَقَدْ كَانَ فِي

يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلْمُتَذَلِّلِينَ﴾

۶۸۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا، عَبْدُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ. قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَعَن مَعَادِنِ الْعَرَبِ نَسْأَلُونِي؟)) قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ((فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَّهُوا)). تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۳۳۵۳]

(۳۶۸۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ نے، انہیں سعید بن ابی سعید نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف حضرت یوسف ہیں۔ نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا یہ بھی مقصد نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، عرب کے خاندانوں کے متعلق تم معلوم کرنا چاہتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، جاہلیت میں جو لوگ شریف سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں، جبکہ دین کی سمجھ بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ نے عبید اللہ سے کی ہے۔

حدیث ہذا کی رو سے شرافت کی بنیاد دین داری اور دین کی سمجھ ہے، اس کے بغیر شرافت کا دعویٰ غلط ہے خواہ کوئی سید ہی کیوں نہ ہو۔ دینی فقہات شرافت کی اولین بنیاد ہے۔ محض علم کوئی چیز نہیں جب تک اس کو صحیح طور پر سمجھنا نہ جائے اسی کا نام فقہات ہے۔ نام نہاد فقہاء مراد نہیں ہیں جنہوں نے بلا وجہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے، الا ماشاء اللہ۔ تفصیل کے لئے کتاب ”حقیقۃ الفقہ“ ملاحظہ ہو۔

۳- باب قَوْلِهِ: ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ

لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً﴾ سَوَّلَتْ: زَيَّنَتْ.

باب آیت ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر یعنی حضرت یعقوب نے کہا۔ تم نے اپنے دل سے خود ایک جھوٹی بات گھڑ لی ہے۔ سولت کا معنی تمہارے دلوں نے ایک من گھڑت بات کو اپنے لئے اچھا سمجھ لیا ہے۔

(۳۶۹۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ابلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ

۶۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ. ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الزَّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ

بن عبد اللہ سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کے متعلق سنا جس میں تمہمت لگانے والوں نے ان پر تمہمت لگائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی نازل کی۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کچھ کچھ کلوا بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا کہ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی نازل کر دے گا لیکن اگر تو آلودہ ہو گئی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور اس کے حضور میں توبہ کر (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر کہا خدا کی قسم! میری اور تمہاری مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے (اور انہیں کی کسی ہوئی بات میں بھی دہراتی ہوں کہ) ”سو صبر کرنا (ہی) اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا۔“ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں سورہ نور کی ان الذین جاءوا بالافک سے آخر تک دس آیات اتاریں۔

[راجع: ۲۵۹۳]

اس حدیث کو حضرت امام بخاریؒ اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں حضرت یوسف کے والد کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج اور صدمے میں حضرت یعقوبؒ کا نام یاد نہ رہا تو انہوں نے یوں کہہ دیا کہ حضرت یوسف کے والد۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۴۶۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے، کہا کہ مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے کہ عائشہ کو بخار چڑھ گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غالباً یہ ان باتوں کی وجہ سے ہوا ہو گا جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھ گئیں اور کہا کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔

ام رومانؓ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں۔ جب ہی تو مسروق نے ان سے سنا جو تابعی ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ ام رومانؓ آنحضرتؐ کی حیات میں مر گئی تھیں اور آپ ان کی قبر میں اترے تھے۔

بُنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلَقَمَةُ بَنُ وَقَاصٍ، وَعَيْنِدُ اللَّهِ بَنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ كُلُّ حَدَّثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كُنْتُ بَرِيئَةً فَسَيِّرْ لَكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتُ أَلَمْتُ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ)) قُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ فَصَبَّرَ جَمِيلٌ. وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

۴۶۹۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحَدِّثُ)) قَالَتْ: نَعَمْ، وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ: مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيْعَقُوبَ وَبَيْنَهُمْ بَل سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبَّرَ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ. [راجع: ۳۳۸۸]

تَشْرِيحُ

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿وَرَأَوْنَاهُ الْيَوْمَ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابُ وَقَالَتْ : هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرَمَةُ : هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ، وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ : تَعَالَى.

باب آیت ﴿وَرَأَوْنَاهُ الْيَوْمَ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابُ وَقَالَتْ : هَيْتَ لَكَ﴾ کی تفسیر یعنی اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ اپنا مطلب نکالنے کو انہیں پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لئے اور بولی کہ بس آجا۔ اور عکرمہ نے کہا ”ہیت لک“ حورانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آ جا ہے۔ سعید بن جبیر نے بھی یہی کہا ہے

حورانی حوران کی طرف منسوب ہے جو ملک شام میں ایک شہر یا ایک پہاڑ تھا۔

۶۹۲- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: قَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ: وَإِنَّمَا نَقَرُوهُمَا كَمَا عَلَّمَنَاها، مَنَوَاهُ: مَقَامُهُ، وَالْفَيَا: وَجَدًا. أَلْفُوا آبَاءَهُمْ: أَلْفَيْنَا، وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ﴾.

(۴۶۹۲) مجھ سے احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو وائل نے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ”ہیت لک“ پڑھا اور کہا کہ جس طرح ہمیں یہ لفظ سکھایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم پڑھتے ہیں۔ مثواہ یعنی اس کا ٹھکانا درجہ۔ الفیا پایا، اسی سے ہے۔ الفوا آباء ہم اور الفیا (دوسری آیتوں میں) اور ابن مسعود سے (سورہ الصافات) میں بل عجبت ویسخرُونَ منقول ہے۔

مشہور قرأت بل عجبت یہ صیغہ خطاب ہے۔ اس قرأت کے یہاں ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ ابن مسعود نے جیسے عجب بالفتح کو ہیت بالضم پڑھا ہے۔ اسی طرح ہیت بالفتح کو ہیت بالضم بھی پڑھا ہے۔ جیسے ابن مردویہ نے سلیمان تمیمی کے طریق سے

ابن مسعود سے نقل کیا۔ (ترجیح قرأت مروجہ ہی کو ہے)

۶۹۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَرُوا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اكْفِهِمْ بِسَنَعِ كَسَعِ يَوْسُفَ)) فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْتَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ : ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ قَالَ اللَّهُ : ﴿إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابَ قَلِيلًا

(۴۶۹۳) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر حضرت یوسفؑ کے زمانہ کا سنا قحط نازل فرما۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی اور وہ ہڈیوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے تو بھوک و پیاس کی شدت سے دھواں سا نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو“ اور فرمایا ”بیشک ہم اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی (اپنی پہلی حالت پر)

إِنكُمْ عَائِدُونَ أَفَلْيَكْشَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ لَوْ آوَوْا - حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے کیونکہ آخرت کا عذاب کافروں سے ملنے والا نہیں ہے۔

البطشة. [راجع: ۱۰۰۷]

حاصل یہ کہ دھان اور بطشہ جن کا ذکر سورہ دھان میں ہے گزر چکا ہے۔

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے قطلانی نے کہا اس حدیث کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابو سفیانؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا آپ کنبہ پروری کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں ان کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا کی اور قریش کا قصور معاف کر دیا جیسے حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کا قصور معاف کر دیا تھا (وحیدی)

تفسیر

باب آیت ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرُّسُولُ قَالَ ارْجِعْ.....الآیة﴾

۵- باب قوله

کی تفسیر یعنی پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ چھری سے زخمی کر لئے تھے بے شک میرا رب ان عورتوں کے فریب سے خوب واقف ہے (بادشاہ نے) کہا (اے عورتو!) تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسفؑ سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی۔ وہ بولیں حاشا للہ! ہم نے یوسفؑ میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔ حاشا (الف کے ساتھ) اس کا معنی پاکی بیان کرنا اور اشتناء کرنا، حصص کا معنی کھل گیا۔

﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرُّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ لَسَأَلُهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ، قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَا لِلَّهِ ۖ وَحَاشَا تَنْزِيَةً وَاسْتِثْنَاءً. حَصْحَصَ: وَضَحَ.

(۴۶۹۴) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے بکر بن مضر نے، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ لوط علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ایک زبردست سارے کی بناہ لینے کے لئے کہا تھا اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں تک رہ چکا ہوتا جتنے دن یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات رو نہ کرتا اور ہم کو تو ابراہیم علیہ السلام کے بہ نسبت شک ہونا زیادہ سزاوار ہے، جب اللہ پاک نے ان سے فرمایا کیا تجھ کو یقین

۴۶۹۴ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ يَأْوِي إِلَىٰ رُحْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّخْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لِأَجْبَتْ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ

نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں کہ اور اطمینان ہو جائے۔

باب آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ ۖ...﴾ کی تفسیر
یعنی ”یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے کہ افسوس ہم لوگوں کی نگاہوں میں جھوٹے ہوئے“ آخر تک۔

(۴۶۹۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ عروہ نے ان سے آیت حتیٰ اذا استیأس الرسل کے متعلق پوچھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا تھا (آیت میں) کذبوا (تحفیف کے ساتھ) یا کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیاء تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر ظنوا سے کیا مراد ہے، انہوں نے کہا اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کذبوا تحفیف زال کے ساتھ پڑھیں تو کیا قباحت ہے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ کہیں پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا ان کی تصدیق کی جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبران کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آن پئی۔

(۴۶۹۶) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا ہو سکتا ہے یہ کذبوا

﴿أَوْ لَمْ تُؤْمِنُ قَالَ : بَلَىٰ وَلَكِنَّ لِيْطْمَئِنُّ قَلْبِيْ﴾. [راجع: ۳۳۷۲]

۶- باب قَوْلِهِ : ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾

۴۶۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ: قُلْتُ أَكْذَبُوا أَمْ كَذَبُوا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَذَبُوا، قُلْتُ: فَقَدْ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَبُوهُمْ، فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ: أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا، قَالَتْ: مُعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بَرَبِّهَا قُلْتُ: فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فُطُلًا عَلَيْهِمُ الْبُلَاءُ وَاسْتَأْخَرُ عَنْهُمْ النَّصْرُ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِنْ كَذِبِهِمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ. [راجع: ۳۳۸۹]

۴۶۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: فَقُلْتُ: لَعَلَّهَا كَذَبُوا مُخَفَّفَةً قَالَتْ

مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ. تخفیف ذال کے ساتھ ہو تو انہوں نے فرمایا، معاذ اللہ! پھر وہی حدیث

[راجع: ۳۳۸۹]

بیان کی جو اوپر گزری۔

کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھنے سے غالباً مطلب یہ ہو گا کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا کہ اللہ نے ان سے جو وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے۔ حالانکہ مشہور قرأت تخفیف کے ساتھ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں سے جو وعدے فتح و نصرت کے کئے گئے تھے وہ سب جھوٹ تھے یا کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے وقد اختار الطبری قراءة التخفيف وقال لما اخترت هذا لان الآية وقعت عقب قوله لينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم فكان في ذلك اشارة الى ان يأس الرسل كان من ايمان قولهم الذي كذبوهم فهلكوا (فتح الباری) خلاصہ اس عبارت کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ وتدبروا فيها یا اولی الاباب لعلکم تعقلون

سورۃ رعد کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۱۳] سُورَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر: یہ سورت کی ہے اس میں ۴۳ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ آیت اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونها سے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے جو لوگ آسمان کو محض باندلی کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کباسط کفیه یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا آدمی پانی کا تصور کر کے دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کو نہ لے سکے۔ دوسرے لوگوں نے کہا سخرا کے معنی تابعدار کیا مسخر کیا۔ متجاورات ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب المثالات مثلة کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مثلاً اور دوسری آیت میں ہے ۱۶ مثل ایام الذین خلوا مگر مشابہ دونوں ان لوگوں کے جو پہلے گزر گئے) بمقدار یعنی اندازے سے جوڑے۔ معقبات نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد باری باری آتے رہتے ہیں۔ اسی سے عقب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عقب فی اثرہ یعنی میں اس — نشان قدم پر پیچھے پیچھے گیا۔ المحال عذاب کباسط کفیه الی الماء جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے راہیا راہیا یروا سے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا۔ المتاع جس چیز سے تو فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے۔ جفاء اجفات القدر سے نکلا ہے۔ یعنی ہانڈی نے جوش مارا جھاگ اوپر آگیا پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھین جھاگ بیکار سوکھ کر فنا ہو

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَبَّاسِطُ كَفْيِهِ﴾: مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبْدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَهُ. كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى حَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: سَخَرُ: ذَلَّلَ، ﴿مُتَجَاوِرَاتٍ﴾ مُتَدَانِيَاتٍ ﴿الْمَثَلَاتِ﴾: وَاحِدُهَا مَثَلَةٌ، وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ. وَقَالَ: ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا﴾ بِمِقْدَارٍ: بِقَدَرٍ ﴿مُعَقَّبَاتٍ﴾: مَلَائِكَةُ حَفَظَةِ عُقْبِ الْأَوَّلَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ يُقَالُ: عَقَبْتُ فِي أَثَرِهِ. ﴿الْمَحَالُ﴾: الْعُقُوبَةُ. ﴿كَبَّاسِطُ كَفْيِهِ إِلَى الْمَاءِ﴾: لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ. ﴿رَابِيَا﴾: مِنْ رَبَا يَرْتَو. ﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٍ﴾: مِثْلُهُ الْمَتَاعُ، مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ. ﴿جُفَاءً﴾:

جاتا ہے۔ حق باطل سے اسی طرح جدا ہو جاتا ہے المہاد بچھوٹا۔ بدرون دھکیلتے ہیں دفع کرتے ہیں یہ دراتہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کو دور کیا دفع کر دیا۔ سلام علیکم یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے تم سلامت رہو۔ والیہ متاب میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ افلم ییأس کیا انہوں نے نہیں جانا۔ قارعة آفت مصیبت۔ فاملیت میں نے ڈھیلا چھوڑا ملت دی یہ لفظ ملی اور ملاوۃ سے نکلا ہے۔ اسی سے نکلا ہے جو جبرئیل کی حدیث میں ہے۔ فلبث ملیا (یا قرآن میں ہے) و اھجرنی ملیا اور کشادہ لمی زمین کو ملاکتے ہیں۔ اشق افعل التفصیل کا صیغہ ہے مشقت سے یعنی بہت سخت۔ معقب لا معقب لحمکہ میں یعنی نہیں بدلنے والا اور مجاہد نے کہا۔ متجاورات کا معنی یہ ہے کہ بعضے قطعے عمدہ قابل زراعت ہیں بعض خراب شور کھارے ہیں۔ صنوان وہ کھجور کے درخت جن کی جڑ ملی ہوئی ہو (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) غیر صنوان الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں (ایک ہی ہوا سے ایک ہی زمین میں) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ آدم کی اولاد ہیں۔ السحاب الثقال وہ بادل جن میں پانی بھرا ہوا ہو اور وہ پانی کے بوجھ سے بھاری بھر کم ہوں۔ کباسط کفہ یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرے اس صورت میں پانی کبھی اس کی طرف نہیں آئے گا۔ سالت اودیۃ بقدرہا یعنی نالے اپنے انداز سے بستے ہیں۔ یعنی پانی بھر کر زبدا رابیا سے مراد بستے پانی کا پھین جھاگ زبد مثله سے لوہے، زیورات وغیرہ کا پھین جھاگ مراد ہے۔ لفظ معقبات سے مراد یہ ہے کہ رات کے فرشتے الگ اور دن کے الگ ہیں۔

جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ رات دن کے فرشتے عصر اور صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں طبری نے نکالا کہ حضرت عثمان نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا آدمی پر کتنے فرشتے مقرر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی پر دس فرشتے صبح کو اور دس رات کو معین رہتے ہیں۔

باب آیت ﴿اللہ یعلم ما تحمل.....الایۃ﴾ کی تفسیر

”یعنی اللہ کو علم ہے اس کا جو کچھ کسی مادہ کے حمل میں ہوتا ہے اور جو

أَجْفَاتِ الْقِدْرُ: إِذَا غَلَّتْ فَعَلَاهَا الزُّبْدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزُّبْدُ بَلَا مَنَفَعَةٍ فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ. ﴿الْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ ﴿يَذْرُؤُونَ﴾: يَذْفَعُونَ ذَرَاتَهُ عَنِّي دَفَعْتُهُ. ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾: أَيُّ يَقُولُونَ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. ﴿وَالْيَهُ مَتَابٌ﴾ تَوَتَّبَعِي. ﴿أَفَلَمْ يَأْسُ﴾: لَمْ يَتَيْسُنْ. ﴿قَارِعَةٌ﴾: دَاهِيَةٌ. ﴿فَأَمَلَيْتُ﴾: أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيٍّ وَالْمِلَافَةِ وَمِنْهُ. ﴿مَلِيًّا﴾: وَيَقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًى مِنَ الْأَرْضِ. ﴿أَشَقُّ﴾: أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ.

﴿مُعَقَّبٌ﴾: مُغَيَّرٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾: طَيِّهَا وَحَبِثُهَا السَّبَاحُ. ﴿صِنَوَانٌ﴾: النَّخْلَتَانِ: أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ. ﴿وَعَيْرُ صِنَوَانٍ﴾: وَخَذَهَا. ﴿بِمَاءٍ وَاحِدٍ﴾: كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَحَبِثُهُمْ أَبُوهُمْ وَاحِدٌ. ﴿السَّحَابُ الثَّقَالُ﴾: الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ. ﴿كَبَاسِطٌ﴾: كَفَيْهِ: يَذْعُو الْمَاءَ بِلسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا. ﴿سَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا﴾: تَمَلَأَتْ بَطْنٍ وَادٍ. ﴿زَبْدًا رَابِيًا﴾: زَبْدُ السَّيْلِ: حَبْتُ الْحَدِيدِ وَالْحَلِيَّةِ.

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا

تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيصُ

الْأَرْحَامِ غَيْضٌ : نَقِصٌ

کچھ انکے رحم میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ غیض ای نقص کم کیا گیا۔

(۴۶۹۷) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا۔ ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

۴۶۹۷ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ. وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ)). [راجع: ۱۰۳۹]

اس آیت سے ثابت ہوا کہ علم غیب خاص اللہ کے لئے ہے جو کسی غیر کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھے وہ جھوٹا ہے۔ پیغمبروں کو بھی علم غیب حاصل نہیں ان کو جو کچھ اللہ چاہتا ہے وحی کے ذریعہ معلوم کرا دیتا ہے۔ اسے غیب دانی نہیں کہا جا سکتا۔ حمل کی کمی بیشی کا مطلب یہ ہے کہ بیٹ میں ایک بچہ ہے یا دو بچے یا تین یا چار۔

سورۃ ابراہیم کی تفسیر
بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۱۴] سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ).

سورۃ ابراہیم کی ہے جس میں باون (۵۲) آیات سات (۷) رکوع اور ۸۳۱ کلمات اور ۳۴۳۴ حروف ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا کے عظیم ترین تاریخی انسان ہیں جن سے دو بڑے خاندان ظہور پذیر ہوئے جن کو بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آدم ثالث بھی کہا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ اور مسلمان تینوں ان کو اپنا جد امجد تصور کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ : دَاعٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيدٌ : قَبِيحٌ وَدَمٌ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَيَادِي اللَّهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ رَغَبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ، يَبْغُونَهَا عِوَجًا : يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا. وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ : أَغْلَمَكُمْ أَدْنَكُمْ. رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي

حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہاد کا معنی بلانے والا ہدایت کرنے والا (نبی و رسول مراد ہیں) اور مجاہد نے کہا صدید کا معنی پیپ اور لمبا اور سفیان بن عیینہ نے کہا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں ان کو یاد کرو اور جو جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں اور مجاہد نے کہا من کل ما سألتموه کا معنی یہ ہے کہ جن جن چیزوں کی تم نے رغبت کی بیغونہا عوجا اس میں کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں واذ تاذن ربکم جب تمہارے

مالک نے تم کو خبردار کر دیا جتنا دیار دو ایدیہم فی افواہہم یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے بجانہ لائے۔ مقامی وہ جگہ جہاں اللہ پاک اس کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ من ورائہ سامنے سے لکم تبعاتبع تابع کی جمع ہے جیسے غیب غائب کی۔ بمصر خکم عرب لوگ کہتے ہیں استصر خنی یعنی اس نے میری فریاد سن لی استصرخہ اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنی فریاد) ولا خلال خاللتہ خلالا کا مصدر ہے اور خلۃ کی جمع بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی یا دوستیاں نہ ہوں گی) اجتثت جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

شروع میں لفظ ہاد یہ سورہ رد کی اس آیت میں ہے۔ انما انت منذر ولكل قوم ہاد اس لئے اس تفسیر کو سورہ رد کی تفسیر میں ذکر کرنا تھا شاید ناخین کی غلطی ہے کہ اس عبارت کو اس سورت کے ذیل میں لکھ دیا گیا، سو وئیان ہر انسان سے ممکن ہے۔ غفر اللہ لہم اجمعین -

باب آیت ﴿كَشَجَرَةٍ طَبِيَّةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ.....الَايَةِ﴾
کی تفسیر

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿كَشَجَرَةٍ طَبِيَّةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ﴾

یعنی کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال کلمہ طیبہ کی بیان (فرمائی کہ) وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جاری ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر فصل میں (اپنے پروردگار کے حکم سے) دیتا رہتا ہے۔

(۴۶۹۸) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے دریافت فرمایا اچھا مجھ کو بتلاؤ تو وہ کونسا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے جس کے پتے نہیں گرتے، ہر وقت میوہ دے جاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا تو مجھ کو ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو آنحضرت ﷺ نے خود ہی

۴۶۹۸- حَدَّثَنِي عَبِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشَبِّهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النُّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَفَكَّرْتُ أَنِ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ. فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلِّمْ؟ قَالَ: لَمْ أُرْكُمْ تَكَلِّمُونَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلِّمْ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا. قَالَ عُمَرُ: لِأَنْ نَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٦١]

فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ ہاوا! اللہ کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا۔ میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا۔ انہوں نے کہا واہ اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو اتنے اتنے (لال لال اونٹ کا) مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

آنحضرت ﷺ نے اس درخت کی تین صفتیں اشاروں میں بیان فرمائیں جو یہ تھیں کہ اس کا میوہ کبھی ختم نہیں ہوتا، اس کا سایہ کبھی نہیں مٹتا، اس کا فائدہ کسی بھی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ اس حدیث کے اس باب میں لانے سے حضرت امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ اس آیت میں شجرہ طیبہ سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ ناپاک درخت سے اندرائن کا درخت مراد ہے۔ ناپاک کا مطلب یہ ہے کہ وہ کڑوا کیلا ہے۔ ناپاک کے معنی یہاں گندہ نجس نہیں ہے۔ ویسے اندرائن کا پھل بہت سے امراض کے لئے اکسیر ہے ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (البقرة: ۲۹)

باب آیت ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا.....﴾ کی تفسیر
یعنی ”اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات کی برکت سے مضبوط رکھتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

۲- باب قوله ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾

آخرت سے مراد قبر ہے جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔

(۴۶۹۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان سے جب قبر میں سوال ہو گا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ----- اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے، دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) ----- کا یہی مطلب ہے۔

۶۶۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾. [راجع: ۱۳۶۹]

یعنی اللہ ایمانداروں کو پکی بات یعنی توحید اور رسالت کی شہادت پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ مضبوط رکھے گا تو یہ آیت قبر کے سوال اور جواب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یا اللہ! تو مجھ ناچیز کو اور میرے تمام ہمدردان کرام کو قبر کے سوالات میں ثابت قدمی عطا فرماؤ۔ امید ہے کہ اس جگہ کا مطالعہ کرنے والے ضرور مجھ گنہگار کی نجات اخروی و قبر کی ثابت قدمی کے لئے دعا کریں گے۔ سند میں

مذکور حضرت براء بن عازب ابو عمارہ انصاری حارثی ہیں۔ بعد میں کوفہ میں آجے تھے۔ ۲۳ھ میں انہوں نے رے نامی مقام کو فتح کیا۔ جنگ جمل وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ حضرت مصعب بن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۳- باب قولہ

باب آیت ﴿الْم تَرَالِی الذِّیْنَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ..... الْاِیَۃ﴾ کی تفسیر یعنی کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے کفر کیا۔ الم تر کا معنی الم تعلم یعنی کیا تو نے نہیں جانا۔ جیسے الم تو کیف الم تر الی الذین خرجوا میں ہے۔ البوار ای الہلاک۔ بوار کا معنی ہلاکت ہے جو باریبور کا مصدر ہے۔ قوما بورا کے معنی ہلاک ہونے والی قوم کے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًاۙ اَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِۦ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ خَرَجُوْاۙ﴾ ﴿الْبَوَارُۙ﴾: الْهَلَاکُ بَارٌ یُّوْرٌ یُّوْرًا. ﴿قَوْمًا بُوْرًا﴾: هَالِکِیْنَ.

(۴۷۰۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آیت الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفر میں کفار سے اہل مکہ مراد ہیں۔

۴۷۰۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًاۙ﴾ قَالَ : هُمْ كُفَّارُ اَهْلِ مَكَّةَ.

[راجع: ۳۹۷۷]

جنہوں نے اللہ کی نعمت اسلام کی قدر نہ کی اور دولت ایمان سے محروم رہ گئے اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ بدر میں تباہ ہوئے۔ اگر اسلام قبول کر لیتے تو یہ نوبت نہ آتی سند میں مذکور حضرت علی بن عبد اللہ عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے ابن المدینی کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المدینی احادیث نبوی کو سب سے زیادہ جانتے اور پہنچاتے ہیں۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ ۲۳۳ھ میں لہجر ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مزید تفصیل آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔

سورة الحجری تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا صراط علی مستقیم کا معنی سچا راستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ کی طرف جاتا ہے لبامام مبین یعنی کھلے راستے پر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لعمرك کا معنی یعنی تیری زندگی کی قسم۔ قوم منکرون لوط نے ان کو اجنبی پر دیسی سمجھا۔ دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین میعاد۔ لوما تاتینا کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا۔ شیعہ امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی شیعہ کہتے ہیں اور حضرت ابن عباس نے کہا یھرعون کا معنی دوڑتے جلدی کرتے۔ للمتوسمین

[۱۵] سُورَةُ الْحَجَرِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صِرَاطٌ عَلِيٌّ مُسْتَقِيمٌ الْحَقُّ يَرْجِعُ اِلَى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ. لِيَامَامٍ مُبِينٍ عَلَى الطَّرِيقِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَعَمْرُكَ: لَعَيْشُكَ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ اُنْكَرُهُمْ لُوطٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ: كِتَابٌ مَعْلُومٌ : اَجَلٌ. لَوْ مَا تَاتَيْنَا: هَلَّا تَاتَيْنَا. شَيْعٌ : اُتَمٌّ. وَلِلْاَوَّلِيَاءِ اَيْضًا شَيْعٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يُهْرَعُونَ:

دیکھنے والوں کے لئے۔ سکوت ڈھانکی گئیں۔ ہر وجہ سے یعنی سورج چاند کی منزلیں۔ لوافح ملافح کے معنی میں ہے جو ملحقہ کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔ حماء حماۃ کی جمع ہے بدبودار کچڑ۔ مسنونون قالب میں ڈھالی گئی۔ لا توجل مت ڈر۔ داہر اخر (دم) لبامام مبین امام وہ شخص جس کی تو پیروی کرے اس سے راہ پائے۔ الصیحة ہلاکت کے معنی میں ہے۔

مُسَوِّهَيْنَ. لِلْمُتَوَسِّمِينَ: لِلنَّاطِرِينَ. سَكْرَتٌ: غَشِيَتْ. بُرُوجًا: مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. لَوَافِحٌ: مَلَافِحٌ مُلْفِحَةٌ. حَمًا: جَمَاعَةٌ حَمَاءٌ وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيَّرُ. وَالْمُسْنُونُونَ: الْمَصْتُوبُ. تَوَجَّلَ: تَخَفَ. دَاهِرٌ: آخِرٌ. لِبِأَمَامٍ مُبِينٍ: الْإِمَامُ كُلُّ مَا انْتَمَتْ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ. الصَّيْحَةُ: الْهَلَكَةُ.

﴿تَشْرِيحُ﴾ لفظ بھرعون سورہ حجر میں نہیں ہے بلکہ یہ لفظ سورہ ہود میں ہے و جاء قومہ یہرعون الیہ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ یہاں غالباً تائخین کے سو سے درج کر دیا گیا ہے۔

سورہ حجر بالاتفاق مکی ہے جس میں ننانوے آیات اور چھ رکوع ہیں۔ حجر نام کی ایک بستی مدینۃ المنورہ اور شام کے درمیان واقع تھی۔ اس سورہ میں اس بستی کا ذکر ہے اس لئے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

باب آیت ﴿الامن استرق السمع.....الایۃ﴾ کی تفسیر
یعنی ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک جلتا ہوا انگارہ لگ جاتا ہے۔

۱- باب قوله ﴿إِلَّا مَنْ اسْتَرْقَ

السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ﴾

(۷۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو ملائکہ عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے) اور علی بن عبد اللہ المدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کے سوا اور راویوں نے صفوان کے بعد ینفدھم ذالک (جس سے ان پر دہشت طاری ہوتی ہے) کے الفاظ کہے ہیں۔ پھر اللہ پاک اپنا حکم فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے، جب ان کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے دور والے فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا۔ نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا ہے بڑا۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے

۷۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُتْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسَّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانَ)) قَالَ عَلِيُّ: وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانٌ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ: وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرْقُوا السَّمْعَ: وَمُسْتَرْقُوا السَّمْعَ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يَدَيْهِ وَفُرُجَ بَيْنِ أَصَابِعِ يَدَيْهِ الْيَمْنَى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ

شیطان پالیتے ہیں۔ یہ بات اڑانے والے شیطان اوپر تلے رہتے ہیں (ایک پر ایک) سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے۔ فرشتے خبریا کر آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے والے کو وہ بات پہنچا دے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے، وہ اس سے نیچے والے کو اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین تک آپہنچتی ہے (کبھی سفیان نے یوں کہا) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہو گا اور ویسا ہی ہوا۔ اس کی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔

تشریح فرشتوں کے پر مارنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور تابعداری ظاہر کرتے ہیں ڈر جاتے ہیں۔ زنجیر جیسی آواز کے متعلق ابن مردویہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت ہے کہ جب اللہ پاک وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والے فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر پتھر پر چلے۔ جب فرشتوں کے دلوں سے خوف ہٹ جاتا ہے تو آپس میں اس ارشاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں یوں ہے جب اللہ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان لرز جاتا ہے اور آسمان والے اس کا کلام سنتے ہی بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرائیل سر اٹھاتے ہیں۔ پروردگار جو چاہتا ہے وہ ان سے ارشاد فرماتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کا کلام سن کر اپنے مقام پر چلتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں فرشتے ان سے پوچھتے ہیں حق تعالیٰ نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں کہ ﴿الحق وهو العلیٰ الکبیر﴾ (سبا: ۲۳) ان حدیثوں سے پچھلے متکلمین کے تمام خیالات باطلہ رد ہو جاتے ہیں کہ اللہ کا کلام قدیم ہے اور وہ نفس ہے اور اس کے کلام میں آواز نہیں ہے۔ معلوم نہیں یہ ڈھونگ ان لوگوں نے کہاں سے نکالا ہے۔ شریعت سے تو صاف ثابت ہے کہ اللہ پاک جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اس کی آواز آسمان والے فرشتے سنتے ہیں اور اس کی عظمت سے لرز کر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سند میں حضرت علی بن عبد اللہ بن جعفر حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المہدی رسول کریم ﷺ کی حدیث کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا کہ ابن المہدی کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ماہ ذی قعدہ ۲۳۴ھ بمصر ۷ سال انتقال فرمایا۔ اسی طرح دوسرے بزرگ حضرت سفیان بن عیینہ حجة فی الحدیث، زابد، متورع تھے۔ ۷۰ھ میں کوفہ میں ان کی ولادت ہوئی ۱۹۸ھ میں مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

..... - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَمُّسٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَدِينِيٍّ فِي بَيَانِ كَيْفَ كَمَا هَمُّسٌ عَنْ سَفْيَانَ بْنِ عَيَيْنَةَ

نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عکرمہ سے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور ساحر کے بعد اس روایت میں کاہن کا لفظ زیادہ کیا۔ علی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضورؐ نے فرمایا جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور اس روایت میں علی فم الساحر کا لفظ ہے۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ تم نے عمرو بن دینار سے خود سنا، وہ کہتے تھے میں نے عکرمہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، انہوں نے کہا ہاں۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا۔ ایک آدمی (نام نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے، انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا اور کہا کہ آنحضرتؐ نے فزع پڑھا۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو کو اس طرح پڑھتے سنا اب میں نہیں جانتا انہوں نے عکرمہ سے سنایا نہیں سنا۔ سفیان نے کہا ہماری بھی قرأت یہی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور بالیقین حجر والوں نے بھی ہمارے رسولوں کو جھٹلایا۔“

(۴۷۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا تھا کہ اس قوم کی بستی سے جب گزرنا ہی پڑ گیا ہے تو روتے ہوئے گزرنا اور اگر روتے ہوئے نہیں گزر سکتے تو پھر اس میں نہ جاؤ۔ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آئے جو ان پر آیا تھا۔

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عُمَرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنُ، وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ: قَالَ عُمَرُو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلَى: فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عُمَرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فَرُغَ قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا. قَرَأَ عُمَرُو فَلَا أَذْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

[طرفہ فی : ۴۸۰۰، ۷۴۸۱]

۲- باب قَوْلِهِ: وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ

۴۷۰۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحَجَرِ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُضَيِّبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَهُمْ)).

[راجع: ۴۳۳]

۳- باب قَوْلِهِ :

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي

وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ﴾

۴۷۰۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ وَأَنَا أُصَلِّي لَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ أَنْ تَأْتِي؟)) فَقُلْتُ كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أَعْلَمُكَ أَكْثَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟)) فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَرْتُهُ فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ)). [راجع: ۴۷۴]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”اور تحقیق ہم نے آپ کو (وہ) سات (آیتیں) دی ہیں (جو) بار بار (پڑھی جاتی ہیں) اور وہ قرآن عظیم ہے۔“

(۴۷۰۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن غاصم، عن ابی سعید بن معلیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے بلایا۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ فوراً ہی کیوں نہ آئے؟ عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا اللہ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا ہے کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں تو لبیک کہو، پھر آپؐ نے فرمایا کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں۔ پھر آپؐ (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ”سورة الحمد لله رب العالمين“ یہی سبع مثنائی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید بن معلیؓ یہ ابو سعید حارث بن معلیؓ انصاری ہیں۔ ۶۳ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی (رحمہم اللہ)

(۴۷۰۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) ہی سبع مثنائی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۷۰۴- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذئبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ)).

سورة فاتحہ کی سات آیات ہر فرض نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کا پڑھنا ہر امام اور مقتدی کے لئے ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسی لئے اس سورت کو سبع مثنائی اور قرآن عظیم کہا گیا ہے۔ جو لوگ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی ناجائز کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے۔

۴- باب قَوْلِهِ :

﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾
 ﴿الْمُقْسِمِينَ﴾ الَّذِينَ خَلَفُوا. وَمِنْهُ لَا
 أَفْسِمُ أَيُّ أَفْسِمٍ وَتَقْرَأُ : لِأَفْسِمٍ، فَاسْمَهُمَا
 خَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَخْلُفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
 تَقَاسَمُوا : تَخَالَفُوا

باب آیت ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ.....الَايَةِ﴾
 کی تفسیر یعنی جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔
 المقسمین سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے رات کو جا کر قسم کھائی
 تھی کہ صالح پیغمبر کی اونٹنی کو مار ڈالیں گے۔ اسی سے ”لا اقسام“ نکلا
 ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ بعضوں نے اسے لا قسم پڑھا ہے (لام
 تاکید سے) اسی سے ہے ”وقاسمهما“ یعنی ابلیس نے آدم و حوا علیہما
 السلام کے سامنے قسم کھائی لیکن آدم و حوا نے قسم نہیں کھائی تھی۔
 مجاہد نے کہا کہ تقاسموا باللہ لنبیتہ میں تقاسموا کا معنی یہ ہے کہ
 صالح پیغمبر کو رات کو جا کر مار ڈالنے کی انہوں نے قسم کھائی تھی۔

۴۷۰۵- حَدَّثَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ
 بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا: ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾
 قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، جَزَّؤُهُ أَجْزَاءً
 فَأَمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ.

(۴۷۰۵) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم
 سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر
 نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا
 آیت ”جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے کر رکھے ہیں کے متعلق کہا کہ
 اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے
 کر دیئے۔

جو تورات کے موافق تھا اسے مانا اور جو خلاف تھا اسے نہ مانا۔

۴۷۰۶- حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ مُوسَى،
 عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَلْيَانَ، عَنْ ابْنِ
 عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ﴿كَمَا
 أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْسِمِينَ﴾ قَالَ: آمَنُوا
 بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى.

(۴۷۰۶) مجھ سے عیینہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے
 بیان کیا، ان سے ابو ظبیان حصین بن جندب نے بیان کیا اور ان سے
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت کما انزلنا علی
 المقسمین میں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں کچھ قرآن انہوں نے مانا
 کچھ نہ مانا۔

حضرت امام بخاری نے لفظ مقسمین کو قسم سے رکھا ہے۔ بعضوں نے کہا یہ قسم سے نکلا ہے جس کے معنی بانٹنے کے ہیں
 یعنی جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑا کر لیا تھا، اس کے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ اس کے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ
 کہ پیغمبر کو کوئی جادوگر کتا کوئی بجنوں کوئی کاہن۔ دوسرے یہ کہ قرآن سے ٹھٹھا کرتے۔ مجاہد نے کہا یہود مراد ہیں جو اللہ کی کچھ کتاب
 پر ایمان لاتے تھے اور کچھ نہیں مانتے تھے۔

۵- باب قَوْلِهِ :

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ قَالَ

باب آیت ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ کی تفسیر
 یعنی ”اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھ کو یقین

سَالِمُ الْيَقِينِ : الْمَوْتُ. (موت) آجائے۔ سالم نے کہا کہ (امریقین سے مراد) موت ہے۔“

اس کو اسحاق بن ابراہیم بستی اور قریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔ مرفوع حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون کی موت پر فرمایا تھا۔ اماھو فقد جاءہ الیقین اب جن صوفیوں نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ پروردگار کی عبادت یعنی نماز روزہ مجاہدہ وغیرہ اس وقت تک ضروری ہے جب تک یقین یعنی فانی اللہ کا مرتبہ پیدا نہ ہو جائے اس کے بعد عبادت کی حاجت نہیں رہتی، ان کا یہ قول غلط ہے۔ شیخ اشیر حضرت شہاب الدین سروردی عوارف میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ طبع ہے۔ عبادت اور دینی فرائض کسی کے ذمہ سے مرتے دم تک ساقط نہیں ہوتے بشرطیکہ عقل و ہوش باقی ہو اور ان صوفیوں سے بھی تعجب ہے کہ پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام کو تادم وفات عبادت اور مجاہدہ میں مصروف رہے ان کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا اور تم ان کے ادنیٰ غلام تم کو یہ مرتبہ مل گیا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس سے توبہ اور استغفار لازم ہے۔ سالم مذکور حضرت سالم بن معقل ہیں حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے ان کو آزاد کیا تھا۔ فارس امطرغ کے رہنے والوں میں سے تھے۔ آزاد کردہ لوگوں میں بڑے فاضل اور افضل و اکرم صحابہ میں سے تھے۔ ان کا شمار خاص قاریوں میں کیا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن ام عبد سے، ابی بن کعب سے اور سالم بن معقل اور معاذ بن جبل سے۔ یہ بدر میں شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

سورۃ النحل کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نزل بہ الروح الامین میں روح الامین سے روح القدس حضرت جبرائیل مراد ہیں۔ فی ضیق عرب لوگ کہتے ہیں امر ضیق اور ضیق جیسے ہین اور ہین اور لین اور لین اور میت اور میت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فی قلبہم کا معنی ان کے اختلاف میں اور مجاہد نے کہا تمید کا معنی جھک جائے۔ الٹ جائے۔ مفرطون کا معنی بھلائے گئے۔ دوسرے لوگوں نے کہا فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہو گئی ہے۔ کیونکہ اعوذ باللہ قرأت سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ استعاذے کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تسمیون کا معنی چراتے ہو شاکلہ اپنے اپنے طریق پر۔ قصد السبیل سچے راستے کا بیان کرنا۔ الدف ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے سردی دفع ہو۔ تریحون شام کو لاتے ہو، تسرحون صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ بشق تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے۔ علی تخوف نقصان کر کے۔ وان لکم فی الانعام لعیبرۃ میں انعام نعم کی جمع ہے مذکر مؤنث دونوں کو

[۱۶] سورۃ النحل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُوحُ الْقُدُسِ: جِبْرِیلُ. نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ. فِي ضَيْقٍ يُقَالُ: أَمْرٌ ضَيْقٌ، وَضَيْقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيْبٍ، وَلَئِنْ وَكَانَ، وَمَيِّتٍ وَمَيِّتٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَقْلِبِهِمْ اخْتِلَافِهِمْ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدٌ: تَكْفَأُ. مُفْرَطُونَ: مَنْسِيُّونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ هَذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذَلِكَ أَنَّ الاسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِغْتِصَامُ بِاللَّهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَسْمِيُونَ: تَرْغَوْنَ. شَاكِلَتِهِ: نَاحِيَتِهِ. فَصَدُ السَّبِيلِ: الْبَيَانُ. الدَّفْعُ: مَا اسْتَدْفَاتِ، تَرِيحُونَ بِالْعَشِيِّ، وَتَسْرَحُونَ بِالْعَدَاةِ، بِشَقٍّ: يَعْني الْمَشَقَّةَ، عَلَيَّ تَخَوُّفٍ: تَنْقُصُ. لِأَنْعَامٍ لَعِبْرَةٌ وَهِيَ تُؤْنَتُ وَتُذَكَّرُ

انعام اور نعم کہتے ہیں۔ سرائیل تقیکم الحر میں سرائیل سے کرتے اور سرائیل تقیکم باسکم میں سرائیل سے زریں مراد ہیں۔ دخلا بینکم جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حفدة آدمی کی اولاد۔ السکر نشے آور مشروب جو حرام ہے۔ رزقا حسنا جس کو اللہ نے حلال کیا اور سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابو العذیل سے نقل کیا۔ انکاثا ٹکڑے ٹکڑے یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کا تتی پھرتی توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ ابن مسعود نے کہا امامہ کا معنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا اور قانت کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے ہیں۔

سورہ نحل کی ہے اس میں ۱۲۸ آیات اور سولہ رکوع ہیں۔ اس سورہ شریفہ میں شد کی مہی کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کو اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يَرْذِلُ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ کی تفسیر
”یعنی اور تم میں سے بعض کو نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے“

(۴۷۰۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ ابو عبد اللہ اعور نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر ۸۰ یا ۹۰ سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

وَكَذَلِكَ النِّعَمُ لِلنَّعَامِ : جَمَاعَةُ النِّعَمِ .
سَرَايِلَ : قَمُصٌ، تَقِيكُمُ النِّعَمُ. سَرَايِلَ
تَقِيكُمُ بَأْسَكُمْ. فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ، دَخَلَ
بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحْ : فَهُوَ دَخَلَ،
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفْدَةٌ : مِنْ وَلَدِ الرَّجُلِ.
السُّكْرُ : مَا خَرَّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا، وَالرَّزْقُ
الْحَسَنُ : مَا أَحَلَّ اللَّهُ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ
عَنْ صَدَقَةٍ : أَنْكَاثًا هِيَ خَرَقَاءُ كَانَتْ إِذَا
أَبْرَمَتْ غَزَلَهَا نَقَضَتْهُ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ
الْأُمَةُ : مُعَلِّمُ الْخَيْرِ. وَالْقَائِتُ : الْمَطِيْعُ.

۱- باب قوله تعالى : ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يَرْذِلُ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾.

۴۷۰۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
الْأَعْوَرُ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَذْعُو : ((أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ. وَالْكَسَلِ
وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ
الدَّجَالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

[راجع: ۲۸۲۳]

نکمی عمر ۸۰ یا ۹۰ سال کے بعد ہوتی ہے۔ جس میں آدمی بوڑھا ہو کر بالکل بے عقل ہو جاتا ہے، ہر آدمی کی قوت اور طاقت پر منحصر ہے۔ کوئی خاص میعاد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اللہ کی یاد بھول جائے فرائض اور احکام شریعت کو ادا نہ کرے، موت کا فتنہ سکرانے کے وقت شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ دوسری حدیث میں دعا آئی ہے اَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَخِيطُنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ یعنی اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ موت کے وقت مجھ کو شیطان گمراہ کر دے۔

[۱۷] سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورہ کی ہے۔ اس میں ۱۱ آیات اور ۱۳ رکوع ہیں۔

۱- باب

۴۷۰۸- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ
بْنَ يَزِيدَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ
الله عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ،
وَمَرِيَمَ، إِنَّهُمْ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ وَهُمْ مِنْ
بِلَادِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَيُغْفَضُونَ:
يَهْزُونَ. وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سُنُكُ : أَيِ
تَحَرَّكَتْ. [طرفاه فی : ۴۷۳۹، ۴۹۹۴].

۲- باب

﴿وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ أَخْبَرَنَا هُمْ
أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ عَلَىٰ وُجُوهِهِ.
وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَمْرًا رَبُّكَ، وَمِنْهُ الْحُكْمُ إِنَّ
رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ. وَمِنْهُ الْخَلْقُ فَقَضَاهُمْ
سَبْعَ سَمَوَاتٍ. نَفِيرًا: مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ،
وَالْيَتَرَوُا: يَدْمُرُوا مَا عَلَوْا، حَصِيرًا:
مَحْبَسًا: مَخْصَرًا، حَقٌّ: وَجِبٌ، مَيَسُورًا:
لَيْسًا، خِطَأٌ: إِنَّمَا وَهوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتُ
وَالْخِطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِنْمِ خَطِئْتُ
بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ. تَخْرُقُ: تَقْطَعُ، وَإِذْ هُمْ
نَجْوَى مُصَدَّرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا
وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ. رَفَاتًا: خُطَامًا،
وَأَسْتَفْزِرُ اسْتَحْفَ بِخَيْلِكَ الْفَرَسَانِ،

سورة بنی اسرائیل کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

باب

(۴۷۰۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ
نے، ان سے ابو اسحاق عمرو بن عبید اللہ سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ میں
نے عبد الرحمن بن یزید سے سنا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود
سے سنا، انہوں نے سورہ بنی اسرائیل، سورہ کف اور سورہ مریم کے
متعلق کہا کہ یہ اول درجہ کی عمدہ نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں اور
میری پرانی یاد کی ہوئی (آیت) فسیغفَضون الیک رووسہم کے
متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اپنے سر ہلائیں گے اور دوسرے
لوگوں نے کہا کہ یہ نغضت سنک سے نکلا ہے یعنی تیرا دانت بل گیا۔

باب

وقضینا الی بنی اسرائیل یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ
آئندہ وہ فساد کریں گے اور قضا کے کئی معانی آئے ہیں۔ جیسے آیت و
قضی ربک ان لا تعبدوا میں یہ معنی ہے کہ اللہ نے حکم دیا اور فیصلہ
کرنے کے بھی معنی ہیں۔ جیسے آیت ان ربک یقضی بینہم میں ہے
اور پیدا کرنے کے بھی معنی میں ہے جیسے فقضاہن سبع سموات میں
ہے۔ نفیرا وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کو نکلیں ولیتبروا ما علوا
یعنی جن شہروں سے غالب ہوں ان کو تباہ کریں حصیرا قید خانہ جیل
حق واجب ہوا۔ میسورا نرم ملائم خطا گناہ یہ اسم ہے خطئت سے
اور خطا بالفتح مصدر ہے یعنی گناہ کرنا۔ خطئت بکسر طاء اور اخطات
دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی میں نے قصور کیا غلطی کی۔ لن تخرق
تو زمین کو طے نہیں کر سکے گا۔ (کیونکہ زمین بہت بڑی ہے) نجوی
مصدر ہے ناجیت سے یہ ان لوگوں کی صفت بیان کی ہے۔ یعنی آپس
میں مشورہ کرتے ہیں۔ رفاتا ٹوٹے ہوئے ریزہ ریزہ۔ واستغفر ذیوانہ

کر دے گمراہ کر دے۔ بخیلک اپنے سواروں سے۔ رجل پیادے
اس کا مفرد راجل ہے جیسے صاحب کی جمع صاحب اور تاجر کی جمع
تاجر ہے۔ حاصبا آندھی حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو آندھی اڑا
کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حصب جہنم یعنی جو جہنم میں
ڈالا جائے گا وہی جہنم کا حصب ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی
الارض زمین میں گھس گیا یہ حصب حصباء سے نکلا ہے۔ حصباء
پتھروں سنگریزوں کو کہتے ہیں۔ تارة ایک بار اس کی جمع تیرة اور تارات
آتی ہے۔ لاحتکن ان کو تباہ کر دوں گا۔ جڑ سے کھود ڈالوں گا۔ عرب
لوگ کہتے ہیں احتنک فلان ما عند فلان یعنی اس کو جھنٹی باتیں معلوم
تھیں وہ سب اس نے معلوم کر لیں کوئی بات باقی نہ رہی۔ طائرة اس
کا نصیبہ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے
اس کا معنی دلیل اور حجت ہے۔ ولی من الذل یعنی اس نے کسی سے
اس لئے دوستی نہیں کی ہے کہ وہ اس کو ذلت سے بچائے۔

باب آیت ﴿اسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام﴾

کی تفسیر

(۴۷۰۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک
نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی (دوسری سند) امام
بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبہ
بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے
ابن شہاب نے کہ ابن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت
ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ معراج کی رات میں نبی کریم ﷺ کے
سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور
دوسرا دودھ کا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔
اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے
آپ کو فطرت (اسلام) کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے
تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

وَالرُّجُلُ الرُّجَالَةُ وَاحِدُهُمَا رَجُلٌ مِثْلُ
صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجَرٍ: حَاصِبًا
: الرِّيحُ الْعَاصِفُ. وَالْحَاصِبُ أَيْضًا: مَا
تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمَى
بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصْبُهَا، وَيُقَالُ:
حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبٌ، وَالْحَصَبُ
مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ الْحَجَارَةِ. تَارَةً: مَرَّةً
وَجَمَاعَتُهُ تِيرَةٌ وَتَارَاتٍ. لَا حَتِيكُنَّ:
لَا تُسَاقِلُنَّهُمْ يُقَالُ: احْتَنَكَ فَلَانٌ مَا عِنْدَ
فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَفْقَصَهُ. طَائِرَةٌ: حَظُّهُ، قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ
حُجَّةٌ. وَلِيٍّ مِنَ الذِّلِّ لَمْ يُخَالَفْ أَحَدًا.

۳- باب ﴿أسرى بعبده ليلاً من

المسجد الحرام﴾

۴۷۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ،
أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ،
حَدَّثَنَا عَنَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُو
هُرَيْرَةَ أُنْبِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ
بِابِلِيَاءَ بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ
إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جَبْرِيلُ: الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ
غَوَتْ أُمَّتُكَ.

[راجع: ۳۳۹۴]

دودھ اللہ کی بڑی زبردست نعمت ہے فوائد کے لحاظ سے۔ ایسا ہی فوائد سے بھرپور دین اسلام ہے۔ لہذا دودھ سے دین فطرت کی تعبیر کی گئی۔

۴۷۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)). زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَحِبِّي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ)) نَحْوَهُ. قَاصِفًا : رِجٌّ تَقْصِيفُ كُلِّ شَيْءٍ. [راجع: ۳۸۸۶]

۴- باب

(۴۷۱۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا ابن شہاب سے بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) جب مجھے قریش نے بیت المقدس کے معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا، پھر پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔ قاصفا وہ آندھی جو چیز کو تباہ کر دے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ کی تفسیر

کرنا اور اکرمنا دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ ضعف الحیاة زندگی کا عذاب و ضعف الممات موت کا عذاب خلافت اور خلفک (دونوں قرأتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تمہارے بعد۔ نای کے معنی دور ہوا۔ شاکلہ اپنے راستے پر (یا اپنی زینت پر) یہ شکل سے نکلا ہے یعنی جوڑا اور شبیہ۔ صرفنا سامنے لائے بیان کئے۔ قبیلہ آنکھوں کے سامنے روبرو بعضوں نے کہا یہ قابلہ سے نکلا ہے جس کے معنی دائی، جنات والی کے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی جنات وقت عورت کے مقابل ہوتی ہے اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے۔ انفاق کے معنی مفلس ہو جانا۔ کتے ہیں انفق الرجل جب وہ مفلس ہو جائے اور نفق الشئی جب کوئی چیز تمام ہو جائے۔ قنورا کے معنی بخیل۔ اذقان ذفن کی جمع ہے جہاں دونوں جڑے ملتے ہیں یعنی ٹھڈی۔ مجاہد نے کہا موفورا و افرا کے معنی میں ہے (یعنی پورا) تبعہ بدلہ لینے والا۔

قوله و لقد کرما بنی آدم

﴿كَرَّمْنَا﴾ وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ، ضِعْفُ الْحَيَاةِ عَذَابُ الْحَيَاةِ وَضِعْفُ الْمَمَاتِ عَذَابُ الْمَمَاتِ. خِلَافَكَ وَخِلَافُكَ : سَوَاءٌ وَتَأَى تَبَاعَدٌ، شَاكِلَتِهِ : نَاجِيَتِهِ وَهِيَ مِنْ شَكْلِهِ. صَرْفًا : وَجْهًا، قَبِيلًا مُعَايِنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا. خَشِيَّةُ الْإِنْفَاقِ : أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفَقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ. قَنُورًا : مُقْتَرًا، لِلْأَذْقَانِ مُجْتَمِعِ اللَّحْيَيْنِ، وَالْوَاحِدُ ذَقْنٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : مَوْفُورًا وَافْرًا. تَبِعًا : تَابِعًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَصِيرًا. حَبَتٌ : طَفِئَتْ، وَقَالَ ابْنُ

عَبَّاسٌ: لَا تُبَذَّرُ: لَا تُنْفَقُ فِي الْبَاطِلِ. اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ: رِزْقٍ، مَثْبُورًا: مَلْعُونًا. لَا تَقْفُ لَا تَقُلْ. فَجَاسُوا: تَيَمَّمُوا. يَزْجِي الْفُلُكُ: يُجْزِي الْفُلُكُ، يَخْرُجُونَ لِلْأَذْقَانِ: لِلْوُجُوهِ.

اور ابن عباسؓ نے کہا لا تبذر کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر ابتغاء رحمة روزی کی تلاش میں مثنورا کے معنی ملعون کے ہیں۔ لا تقف مت کہہ فجاسوا قصد کیا۔ یزجی الفلک کے معنی چلاتا ہے۔ یخرون للأذقان کے معنی منہ کے بل گر پڑتے ہیں (سجدہ کرتے ہیں)

تَشْرِیحُ بنی اسرائیل کے لفظی معنی اولاد یعقوب کے ہیں۔ اس سورت میں اس خاندان کے عروج و زوال سے متعلق بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو احکام دیئے گئے تھے ان کی بھی تفصیل موجود ہے۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر اسے سورہ بنی اسرائیل سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کا آغاز آنحضرت ﷺ کے سفر معراج سے کیا گیا ہے۔ جو بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے آسمانوں بلکہ عرش تک ہوا ہے اور یہ سارے کوائف جسم سمیت ہوئے ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اور آج بنی اسرائیل کی جگہ بنی اسماعیل کو مل چکی ہے جو نہ صرف روئے زمین بلکہ آسمانوں تک کی خبر لیں گے۔ والحمد للہ اولاد آخراً۔

سند میں مذکور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کنیت ابو عبد اللہ، قبیلہ سلم سے متعلق مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ شام اور مصر میں تشریف لائے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۹۳ سال کی عمر میں ۷۷ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ ان کی وفات عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔ ارضی اللہ عنہ وارضاه آمین)

باب آیت ﴿وَإِذْ أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ کی تفسیر

باب قولہ: ﴿وَإِذْ أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الْآيَةَ.

یعنی ”اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں تو اس (بستی) کے سرمایہ داروں کو حکم دیتے ہیں، وہ اس میں ظلم و جور اور بد معاشیاں کرتے ہیں، پھر ہمارے قانون کے تحت ہم ان پر سخت عذاب نازل کر کے ان کو برباد کر دیتے ہیں۔“

(۷۱۱-۷۱۲) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ لِلْحَمِيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمَرَ بَنُو فُلَانٍ. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ: أَمَرَ.

(۷۱۱-۷۱۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ نے بیان کیا کہ جب کسی قبیلہ کے لوگ بڑھ جاتے تو زمانہ جاہلیت میں ہم ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ امر بنو فلان (یعنی فلاں کا خاندان بہت بڑھ گیا) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اور اس روایت میں انہوں نے بھی لفظ امر کا ذکر کیا۔

تَشْرِیحُ حضرت امام بخاریؒ کا مطلب اس روایت کے لئے ہے کہ قرآن شریف میں جو آتا ہے امرنا متر فہا یہ بکسرہ میم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہی قرأت ہے اور مشہور بہ فتح میم ہے۔ ابن عباسؓ کی قرأت پر معنی یہ ہو گا ”جب ہم کن بستی کو

تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں بدکاروں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں۔“

۵- باب قوله ﴿ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ

نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

باب آیت ﴿ذُرِّيَّةٌ مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ.....الایۃ﴾ کی تفسیر
یعنی ان لوگوں کی نسل والو! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں
سوار کیا تھا وہ (نوح) بیشک بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

(۴۷۱۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن
مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ابو حیان (یحییٰ بن سعید) تبی نے خبر دی۔
انہیں ابو زرعہ (ہرم) بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت
لایا گیا اور دست کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں
سے اسے ایک بار نوچا اور آنحضرت ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند
تھا۔ پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں
گا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہو گا؟ اس دن دنیا کے شروع
سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع
ہو گی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی
اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور
لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے
باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا
حالت ہو گئی ہے۔ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی
بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ
حضرت آدمؑ کے پاس چلنا چاہئے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدمؑ کی
خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے
پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف
سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور
انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لئے آپ رب کے حضور میں ہماری
شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔
حضرت آدمؑ کیسے کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔
اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی

۴۷۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ، عَنْ
أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَبَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ قُرِفَ إِلَى
الذَّرَاغِ وَكَانَتْ تُغْعِبُهُ فَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً،
ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَهَلْ تَذَرُونَ مِمَّ ذَلِكَ يُجْمَعُ النَّاسُ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ
يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفَذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَذْنُو
الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ النِّعَمِ وَالْكَرْبِ مَا
لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ:
أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ
يَنْشَفُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ
لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ
اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ
الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ
أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا
قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ
يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ
فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى

اتنا غضبناک ہو گا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے ”شکر گزار بندہ“ (عبد شکور) کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہو گا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ نفسی، نفسی، نفسی آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے؟ اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہو گا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابو حیان نے اپنی روایت میں ان تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت موسیٰ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا

غیرِی، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَإِنَّهُ نُوْحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا، اِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ)) فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ ((نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَإِنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى، فَإِنَّهُ نَبِيُّ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْثَمٍ
وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟
فَيَقُولُ عِيسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي
نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى
مُحَمَّدٍ فَإِنَّهُمْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ
اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى
رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَانْطَلِقُ
فَأَنِّي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ
وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مُحَامِدِهِ
وَحُسْنِ النَّيِّاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ
أَحَدٌ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ اذْفَعْ
رَأْسَكَ سَلْ نِعْمَتَهُ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ، فَأَرْفَعُ
رَأْسِي فَأَقُولُ : أُمِّتِي يَا رَبُّ أُمِّتِي يَا رَبُّ،
فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمِّتِكَ مَنْ لَا
حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنَ
أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا
سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنَ
مَصَارِعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمَيْرَ أَوْ
كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى)).

[راجع: ۳۳۴۰]

غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہو گا اور میں
نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا
کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے،
میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔
سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض
کریں گے۔ اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اس کا
کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے
روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی
تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت
ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ
غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی
ہو گا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے،
نفسی، نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے پاس جاؤ۔ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں
گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے
آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف
کر دیئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود
ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ آنحضرت نے
فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب
عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور
حسن ثناء کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے
اور وہ محملہ نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھائیے،
مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو
جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے
رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا
جائے گا اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں
ہے، بنت کے دانے دروازے سے داخل کیجئے ویسے ہمیں اختیار

ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔

تشیخ ایک روایت میں یوں ہے کہ عیسیٰ فرمائیں گے عیسائی لوگوں نے مجھ کو دنیا میں خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا میں ڈرتا ہوں پروردگار مجھ سے کہیں پوچھ نہ لے کہ تو اللہ یا اللہ کا بیٹا تھا؟ مجھے آج یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ حمیر سے صنعاء خیبر یمن کا پایہ تخت مراد ہے بصریٰ شام کے ملک میں ہے۔ حدیث میں حضرت نوح کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ اس حدیث میں شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے جس کا شرف سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہو گا۔ باب اور آیت میں مطابقت حضرت نوحؑ کے ذکر سے ہے جہاں یا نوح انک اول الرسل الی اهل الارض الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت آدمؑ کے بعد عام رسالت کا مقام حضرت نوحؑ کو حاصل ہوا۔ آپ کو آدمؑ کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ طوفان نوح کے بعد انسانی نسل کے مورث اعلیٰ صرف آپ ہی ہیں۔ آپ کے چار بیٹے ہوئے جن میں سام کی نسل سے عرب فارس ہند سندھ وغیرہ ہیں اور یافث کی نسل سے روس ترک چین جاپان وغیرہ ہیں اور حام کی نسل سے حبش اور اکثر افریقہ والے اور نوش کی نسل سے رٹز فرانس جرمن آسٹریلیا اٹلیا اور مصر و یونان وغیرہ ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو اول الرسل کہا گیا ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے اور بھی کئی نبی ہو چکے ہیں مگر وہ عام رسول نہیں تھے۔ روایت میں ابراہیم علیہ السلام سے منسوب تین جھوٹ یہ ہیں۔ پہلا جبکہ بت پرستوں کے تصور میں عدم شرکت کے لئے لفظ ﴿انی سقیم﴾ (الصافات: ۸۹) استعمال کئے اور بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر ڈالتے ہوئے کہا ﴿بل فعلہ کبیر ہم هذا﴾ (الانبیاء: ۶۳) استعمال کئے اور بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر ڈالتے ہیں اور سارہ کو اپنی بہن کہا اگرچہ یہ ظاہراً جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ جھوٹ نہ تھے پھر یہ ذات باری غنی اور مد سے ہے وہ معمولی سے معمولی کام پر بھی گرفت کر سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے اس موقع پر اظہار معذرت فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (مجمعین)

انی سقیم میں بیمار ہوں اس لئے میں تمہارے ساتھ تمہاری تقریب میں چلنے سے معذور ہوں۔ آپ بظاہر تندرست تھے۔ مگر آپ کے دل میں ان کی نازیبا حرکتوں کا سخت صدمہ تھا اور مسلسل صدمات سے انسان کی طبیعت ناساز ہونا بعید نہیں ہے۔ لہذا حضرت ابراہیمؑ کا ایسا کہنا جھوٹ نہ تھا۔ بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر بطور استہزاء ڈالا تھا تاکہ مشرکین خود اپنی حماقت کا احساس کر سکیں۔ قرآن مجید کے بیان کا سیاق و سباق بتلا رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ کہنا صرف اس لئے تھا تاکہ مشرکین خود اپنی زبان سے اپنے معبودان باطل کی کمزوری کا اعتراف کر لیں چنانچہ انہوں نے کیا۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا کہ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ صد افسوس تم پر اور تمہارے معبودان باطل پر جن کو تم کمزور کہتے ہو، معبود بنائے بیٹھے ہو۔ بیوی کو بہن کہنا دینی لحاظ سے تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں وہ ہی ایک عورت ذات تھی جو ایسے نازک وقت میں حضرت ابراہیمؑ کے ہم مذہب تھیں۔ بہر حال یہ تینوں امور بظاہر جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے جھوٹ بالکل نہیں ہیں اور انبیاء کرام کی ذات اس سے بالکل بری ہوتی ہے کہ ان سے جھوٹ صادر ہو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (مجمعین)

باب آیت ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زُورًا.....﴾ کی تفسیر

۶- باب قَوْلِهِ: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ

زُورًا﴾ یعنی ”اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔“

زُورًا﴾

زبور دعاؤں کا ایک پاکیزہ مجموعہ تھا جو بطور الہام حضرت داؤد کو دیا گیا۔

(۴۷۱۳) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا اور ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی۔ آپ گھوڑے پر زین کسے کا حکم دیتے اور اس سے پہلے کہ زین کسی جاچکے، تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔

۴۷۱۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنْبِهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَائِيهِ لِيُتَسَرَّجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ)) يَعْني: الْقُرْآنَ.

[راجع: ۲۰۷۳]

حضرت داؤد کا یہ پڑھنا بطور معجزہ کے تھا۔ قرآن مجید کا تین دن سے کم میں ختم کرنا جائز نہیں۔ بطور کرامت کے معاملہ الگ ہے۔
باب آیت ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ﴾ الایۃ کی تفسیر ”یعنی آپ کہئے تم جن کو اللہ کے سوا معبود قرار دے رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو نہ وہ تمہاری کوئی تکلیف ہی دور کر سکتے ہیں اور نہ وہ (اسے) بدل ہی سکتے ہیں۔“

۷- بَاب ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾

(۴۷۱۴) مجھ سے عمرو بن علی بن فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، کہا ہم سے سفیان نے، کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبد اللہ بن معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے (آیت) ”الی ربهم الوسيلة“ کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔ عبد اللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا اور ان سے اعمش نے بیان کیا، اس میں یوں ہے کہ اس آیت قل ادعوا الذين کا شان نزول یہ ہے آخر تک۔

۴۷۱۴- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ﴾.

[طرفہ فی: ۴۷۱۵]

باب آیت ﴿اولئك الذين يدعون يبتغون..... الایۃ﴾ کی تفسیر ”یعنی یہ لوگ جن کو یہ (مشرکین) پکار رہے ہیں وہ (خود ہی) اپنے پروردگار کا تقرب تلاش کر رہے ہیں۔“

۸- باب قوله

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ الایۃ.

(۴۷۱۵) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں

۴۷۱۵- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ

ابراہیم نخعی نے، انہیں ابو معمر نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت الذین يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة کی تفسیر میں کہا کہ کچھ جن ایسے تھے جن کی آدمی پرستش کیا کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْجَنِّ : يَعْبُدُونَ فَأَسْلَمُوا.

[راجع: ۴۷۱۴]

آیت بالا میں وہی مراد ہیں۔ وہ بزرگان اسلام بھی اسی ذیل میں ہیں جو موحّد خدا پرست قبیع سنت دیدار پر ہیزگار تھے مگر اب عوام نے ان کی قبروں کو قبلہ حاجات بنا رکھا ہے۔ وہاں نذر و نیاز چڑھاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ایسے نام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ ان کو نیک ہدایت نصیب کرے۔ آمین

باب آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ﴾ کی تفسیر ”یعنی (معراج کی رات میں) ہم نے جو جو مناظر دکھلائے تھے۔ ان کو ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا۔“

۹- باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

کتنے تصدیق کر کے مومن بن گئے اور کتنے تکذیب کر کے کافر ہو گئے“
(۴۷۱۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت و ما جعلنا الرؤیا الّتی اریناک الا فتنة للناس میں رؤیا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے (بیداری میں نہ کہ خواب میں) یعنی وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دکھایا گیا اور شجر ملعونہ سے تھوہڑ کا درخت مراد ہے۔

۴۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ : هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ﴾ شَجَرَةُ الزُّقُومِ. [راجع: ۳۸۸۸]

تشیع

اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ معراج نبوی حالت بیداری میں ہوا۔ مکہ سے بیت المقدس تک معراج قرآن شریف سے ثابت ہے اور وہاں سے آسمانوں تک صحیح حدیث ہے۔ البحدیث کا ہر دو پر ایمان ہے۔ ﴿رَبَّنَا امْنَا فَكُنْ مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (المائدہ: ۸۳) یہ تھوہڑ کا درخت دوزخ میں آگے گا۔ مشرکوں کو اس پر تعجب آتا تھا کہ آگ میں درخت کیوں کر آگے گا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی قدرت پر غور نہیں کیا۔ ”سندر“ ایک کیڑا ہے جو آگ میں اس طرح عیش کرتا ہے جیسے آدمی ہوا میں یا مچھلی پانی میں۔ شتر مرغ آگ کے انگارے، گرم لوہے کے ٹکڑے نکل جاتا ہے، اس کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی (وحیدی)

باب آیت ﴿ان قرآن الفجر كان مشهودا﴾ کی تفسیر یعنی ”یشک صبح کی نماز (فرشتوں کی حاضری) کا وقت ہے۔ مجاہد نے کہا کہ (قرآن فجر سے مراد) فجر کی نماز ہے۔“

۱۰- باب قَوْلِهِ ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾

قال مجاهد : صلاة الفجر

۴۷۱۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً، وَتَجْمَعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ)) يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَقْرَأُوا إِنَّ شَيْئَكُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [راجع: ۱۷۶]

اس میں رات اور دن کے دونوں فرشتے حاضر ہوتے اور پھر اپنی اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں۔

باب آیت ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

الخ کی تفسیر

یعنی قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں اٹھائے گا۔

(۴۷۱۸) مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے آدم بن علی نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قیامت کے دن امتیں گروہ در گروہ چلیں گی۔ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور (انبیاء سے) کہے گی کہ اے فلاں! ہماری شفاعت کرو (مگر وہ سب ہی انکار کر دیں گے) آخر شفاعت کے لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

(۴۷۱۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی ”اے اللہ! اس

۱۱- باب قَوْلِهِ: ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

۴۷۱۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصْنُرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُنًّا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتَّبِعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. [راجع: ۱۷۵]

۴۷۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ

کامل پکار کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو قرب اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑا کیجئے۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہوگی۔ اس حدیث کو حمزہ بن عبد اللہ نے بھی اپنے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدُّعْوَةِ الثَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الثَّانِيَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَخْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ خَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۶۱۴]

اس کو اسماعیلی نے وصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ مقام محمود سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو اپنے پاس عرش پر بٹھائے گا۔ ایسی حدیثوں سے ہمیں کی جان نکلتی ہے اور اہلحدیث کی روح تازہ ہوتی ہے (وحیدی) مقام محمود سے شفاعت کا منصب اور مقام بھی مراد لیا گیا ہے اور فردوس بریں میں آپ کا وہ محل بھی مراد ہے جو سب سے اعلیٰ و ارفع خاص طور پر آپ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ الغرض مقام محمود ایک جامع لفظ ہے۔ عالم ظاہر و باطن میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہت سے درجات عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ انچہ خوبال ہمہ دار نہ تو تہاداری۔ یا اللہ! موت کے بعد اپنے حبیب ﷺ سے ملاقات نصیب فرمائیے اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے نہ صرف مجھ کو بلکہ بخاری شریف پڑھنے والے سب مسلمان مردوں عورتوں کو سرفراز فرمائیے (آمین)

باب آیت ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”اور آپ کہہ دیں کہ حق (اب تو غالب) آہی گیا اور باطل مٹ ہی گیا، بیشک باطل تو مٹنے والا ہی تھا۔“ بزہق کے معنی ہلاک ہوا۔

۱۲- باب قوله ﴿وَقُلْ: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾. يَزْهَقُ : يَهْلِكُ.

(۴۷۲۰) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں (فتح کے بعد) داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ آنحضرتؐ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ہر ایک کو ٹکراتے جاتے اور پڑھتے جاتے۔ ”جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا جاء الحق وما يبدى الباطل وما يعبد.“ حق آیا اور جھوٹ نابود ہوا بے شک جھوٹ نابود ہونے والا ہی تھا۔

۴۷۲۰- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُونَ وَثَلَاثُمِائَةَ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُمُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ وَمَا يُعْبَدُ. [راجع: ۲۴۷۸]

باب آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور آپ سے یہ لوگ روح کی بابت پوچھتے ہیں۔“

۱۳- باب قوله ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾

(۴۷۲۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ کچھ یہودی اس طرف سے گزرے۔ کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ ان میں سے کسی نے اس پر کہا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ دوسرا یہودی بولا۔ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں، جو تم کو ناپسند ہو رائے اس پر ٹھہری کہ روح کے بارے میں پوچھنا ہی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ پر وحی اتر رہی ہے۔ اس لئے میں وہیں کھڑا رہا۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور یہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم ہی سے ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔“

روح کو امر رب یعنی پروردگار کا حکم فرمایا اور اس کی حقیقت بیان نہیں کی۔ کیونکہ اگلے پیغمبروں نے بھی اس کی حقیقت بیان نہیں کی اور یہودیوں نے باہم یہی کہا کہ اگر روح کی حقیقت بیان نہ کریں تو یہ بے شک پیغمبر ہیں اگر بیان کریں تو ہم سمجھ لیں گے کہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے کہا روح ایک مادہ ہے لطیف ہوا کی طرح اور بدن کے ہر جزو میں اس طرح حلول کئے ہوئے ہے جیسے پانی ہری بھری شاخوں میں۔ یہ روح حیوانی کی حقیقت ہے اور روح انسانی یعنی نفس ناطقہ وہ بدن سے متعلق ہے حکم الہی سے جب موت آتی ہے تو یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت امام ابن قیمؒ کی کتاب الروح کا مطالعہ کیا جائے۔ سند میں مذکور علقمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں۔ انس بن مالک اور اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مالک بن انس اور سلیمان بن بلال نے روایت کی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تُجْهَرُ بِصَلَاتِكَ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے پڑھیں“

۴۷۲۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَرْتٍ وَهُوَ مُتَّكِيٌّ عَلَى عَصِيْبٍ، إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُّوهُ عَنِ الرُّوحِ؟ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُمْ إِلَيْهِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَفْلِكُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُّوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾.

[راجع: ۱۲۵]

۱۴- باب قوله ﴿وَلَا تُجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَفِّتُ بِهَا

(۴۷۲۲) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عتیم بن بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد ”اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے“ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ نماز نہ تو بہت پکار کر پڑھیں (یعنی قرأت خوب جہر کے ساتھ نہ کریں) کہ مشرکین سن کر گالیاں دیں اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی آواز میں پڑھا کریں۔

۴۷۲۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سُبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَاتَّبِعْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾.

[أطرافه في: ۷۵۴۷، ۷۵۲۵، ۷۴۹۰].

(۴۷۲۳) مجھ سے طلق بن غنم نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت دعا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

۴۷۲۳- حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنْزَلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ. [طرفاه في: ۶۳۲۷، ۷۵۲۶].

طبری کی روایت میں ہے کہ تشدد میں جو دعا کی جاتی ہے آیت کا نزول اس باب میں ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ آیت دوبار اتاری ہو۔ ایک بار قرأت کے بارے میں۔ دوبارہ دعا کے بارے میں۔ اس طرح دونوں روایتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آیت میں نمازیوں کو اعتدال کی ہدایت کی گئی ہے۔ جو جہری نمازوں سے متعلق ہے۔ ثمان نزول پچھلی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے۔ سند میں مذکور بزرگ حشام بن عروہ ابن زبیر کے بیٹے کنیت ابو منذر قریشی اور مدنی مشہور تابعی اکابر علماء اور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ خلیفہ منصور کے یہاں بغداد میں آئے۔ ۱۳۶ھ میں بغداد ہی میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة

سورہ کہف کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا تفرضہم کا معنی ان کو چھوڑ دیتا تھا (اکثر اجاتا تھا) وکان له ثمر میں ثمر سے مراد سونا روپیہ ہے۔ دوسروں نے کہا ثمر یعنی پھل کی

[۱۸] سُورَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَفَرِّضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ
﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ ذَهَبٌ وَفِصَّةٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ:

جمع ہے۔ باخع کا معنی ہلاک کرنے والا۔ آسفاند امت اور رنج سے۔
 کھف پہاڑ کا کھوہ یا غار۔ الرقیم کے معنی لکھا ہوا بمعنی مرقوم۔ یہ اسم
 مفعول کا صیغہ ہے رقم سے۔ ربطنا علی قلوبہم ہم نے ان کے دلوں
 میں مبرؤالا جیسے سورہ قصص میں ہے۔ لولا ان ربطنا علی قلبہا (وہاں
 بھی صبر کے معنی ہیں) شططا حد سے بڑھ جانا۔ مرفقا جس چیز پر تکیہ
 لگائے۔ تراور زور سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا اسی سے ازور ہے۔
 بست جھکنے والا۔ فجوة کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی
 ہے جیسے زکوٰۃ کی جمع ذکاء ہے۔ اور وصیدا آگن، صحن اس کی جمع
 وصائد اور وصد ہے۔ بعضوں نے کہا وصيد کے معنی دروازہ
 موصدة کے معنی بند کی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں اصد الباب یعنی
 اس نے دروازہ بند کر دیا۔ بعشام ہم نے ان کو زندہ کیا کھڑا کر دیا۔
 ازکی طعاما اور اوصد الباب یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو
 کھانا خوب حلال کا ہو یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ اکلہا اس کا میوہ، یہ
 ابن عباس نے کہا ہے۔ ولم تظلم میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیر
 نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ رقیم وہ ایک تختی ہے سیسے
 کی اس پر اس وقت کے حاکم نے اصحاب کف کے نام لکھ کر اپنے
 خزانے میں ڈال دی تھی۔ فضرب اللہ علی اذانہم اللہ نے ان کے
 کان بند کر دیئے۔ (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے۔ ابن عباس کے سوا
 اور لوگوں نے کہا۔ مونلا وال بئل سے نکلا ہے۔ یعنی نجات پائے اور
 مجاہد نے کہا مونل محفوظ مقام۔ لا یستطیعون سمعا کے معنی وہ عقل
 نہیں رکھتے۔

جَمَاعَةُ النَّمْرِ ﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ ﴿أَسْفَا﴾
 نَدَمًا ﴿الْكُهْفُ﴾ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ،
 ﴿وَالرَّقِیمُ﴾ الْكِتَابُ : مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنْ
 الرَّقْمِ ﴿رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ
 صَبْرًا. ﴿لَوْ لَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا﴾
 ﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا مَرْفَقًا: كُلُّ شَيْءٍ
 إِزْتَفَقَتْ بِهِ تَرَاوَرُ تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَ
 الْأَزْوَرُ الْأَمِيلُ فَجْوَةٌ مُتَّسِعٌ وَالْجَمْعُ
 فَجَوَاتٌ وَفَجَاءَ مِثْلُ زَكْوَةٍ وَ رَكَاءِ
 ﴿الْوَصِيدِ﴾ الْفِنَاءِ، جَمْعُهُ وَصَائِدٌ وَوَصْدٌ
 وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ، مُؤَصَّدَةٌ مُطَبَّقَةٌ
 آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ ﴿بِعَشَانِهِمْ﴾
 أَحْيَانَهُمْ. أَزَكَّى: أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَخْلُ
 وَيُقَالُ: أَكْثَرُ رَيْعًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
 ﴿أَكْلَاهَا﴾ وَلَمْ تَظْلِمْ ﴿لَمْ تَنْفُصْ﴾ وَقَالَ
 سَعِيدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الرَّقِیمُ﴾ اللَّوْحُ
 مِنْ رِصَاصٍ كَتَبَ عَلَيْهِمْ أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ
 طَرَحَهُ فِي خَزَائِنِهِ فَضْرَبَ اللَّهُ عَلَى
 آذَانِهِمْ: فَنَامُوا. وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَّتْ تَبَلٌ
 تَنْجُو وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُؤَنَلًا: مَحْزُورًا ﴿لَا
 يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُونَ.

سورہ کف قرآن مجید کی اہم ترین سورہ شریفہ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ اس کے
 فضائل میں بہت سی احادیث مروی ہیں خاص طور پر جمعہ کے دن اس کی تلاوت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ حضرت امام
 بخاریؒ نے اپنے طرز کے مطابق یہاں اس سورہ شریفہ کے مختلف مشکل الفاظ کے معانی بیان فرمائے ہیں۔ کف کے لفظی معنی غار کے
 ہیں جس میں پناہ لی جاسکے۔ اصحاب کف وہ چند نوجوان جنہوں نے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں چھپ کر
 پناہ پکڑی تھی۔ آخر وہ قیامت تک کے لئے اسی میں سو گئے۔ ان کو اصحاب الرقیم بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا۔ رقیم اس
 وادی کا نام تھا جہاں اصحاب کف رہتے تھے۔ سعید نے کہا رقیم وہ تختہ ہے جس پر اصحاب کف کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تختہ غار کے
 پاس لگایا گیا تھا۔ لفظ موصدة اس سورت میں نہیں بلکہ سورہ ہمزہ میں ہے۔ مگر لفظ وصيد کی مناسبت سے اس کو یہاں بیان

کر دیا۔ آیت ﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾ (الکہف: ۱۸) کے معنی لا یعقلون یعنی وہ عقل نہیں رکھتے یہ تفسیر باللازم ہے۔ کیونکہ عقل کے یہی دو آلے ہیں سمع اور بصر جب آنکھوں پر پردہ ہو، کان ہرے ہوں تو عقل کیا کام کر سکتی ہے۔ بعضوں نے کہا اہل عقل کی آنکھیں مراد ہیں۔ سند میں مذکور حضرت مجاہد بن جبر بنو مخزوم سے حضرت عبداللہ بن سائب کے آزاد کردہ ہیں۔ مکہ کے اہل شہرت فقہاء میں سے ہیں قرأت اور تفسیر کے امام۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة (آمین)

۱- باب قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور انسان سب چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔“

(۴۷۲۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے حضرت علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے اور فرمایا۔ تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے (آخر حدیث تک) رجما بالغیب یعنی سنی سنائی اور ان کو خود کچھ علم نہیں فرطاً ندامت شرمندگی، سرادق یعنی قاتلوں کی طرح سب طرف سے ان کو آگ گھیر لے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔ يحاوره محاورہ سے نکلا ہے (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) لکنا هو اللہ ربی اصل میں لکن انا هو اللہ ربی تھا۔ انا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا لکنا ہو گیا۔ خلاصہ منہر یعنی بینما ان کے بیچ میں زلفا چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جسے نہیں) ہنالک الولاية ولایت ولی کا مصدر ہے۔ عقبا عاقبت اسی طرح عقبی اور عقبہ سب کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی آخرت قبلہ اور قبلہ اور قبلہ (تینوں طرح پڑھا ہے) یعنی سامنے آنا۔ ليدحضوا دحض سے نکلا ہے یعنی پھسلانا (مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں)

۴۷۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفَهُ وَقَاطِمَةً قَالَ: ((أَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) رَجَمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِينَ فُوطًا: نَدَمًا. سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ. يُحَاوِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ، لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي أَيْ لَكِنِ أَنَا هُوَ اللَّهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلْفَ وَأَذْغَمَ إِحْدَى التَّوْنَيْنِ فِي الْأُخْرَى، وَفَجَرْنَا خِلَالَهُمَا نَهْرًا يَقُولُ: بَيْنَهُمَا: زَلْفًا: لَا يَنْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ، هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ: مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عَقْبًا: عَاقِبَةُ وَعَقْبَى وَغَقْبَةُ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ، قَبْلًا وَقَبْلًا وَقَبْلًا اسْتِثْنَاءًا. لِيَذْهَبُوا لِيُزِيلُوا الدَّحْضَ الزَّلْقُ.

[راجع: ۱۱۲۷]

تشیع مذکورہ حدیث باب التہجد میں گزر چکی ہے۔ امام بخاری نے اتنا نکلا بیان کر کے پوری حدیث کی طرف اشارہ کر دیا اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے اختیار میں ہیں وہ جب ہم کو جگانا چاہے گا جگا دے گا یہ سن کر آپ لوٹ گئے کچھ نہیں فرمایا بلکہ ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (الکہف: ۵۳)۔

باب آیت ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا ابْرَحْ.....الَايَةَ﴾

کی تفسیر لفظ حقبہ کے معنی زمانہ اس کی جمع احقاب آتی ہے (بعضوں نے کہا کہ ایک حقبہ ستیا اسی سال کا ہوتا ہے)

”یعنی وہ وقت یاد کر جب حضرت موسیٰ نے اپنے خادم جو ان سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں یا (یونی) سالہا سال تک چلتا رہوں۔“

۲- باب ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا

أَبْرَحْ حَتَّىٰ أَتِلُّ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ

أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَجَعَهُ أَحْقَابُ

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ:

أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ

لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَايُ يُزْعَمُ أَنَّ

مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ

مُوسَى صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ

عَبَّاسٍ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي

بُنْ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مُوسَى

قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فُسِّلَ أَيُّ

النَّاسِ أَغْلَمُ؟ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ

عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ

إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ

أَغْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ فَكَيْفَ

لِي بِهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ

فِي مِكْتَلٍ، فَحَبْسًا فَقَذَتْ الْحُوتُ

فَهَوَّ ثُمَّ تَأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ

ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ

نُونٍ. حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا

الرُّؤُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي

الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ

فَتَحَدَّ سَيْلُهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَامْسَكَ

ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا

کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس

ؓ سے کہا نواف بکائی یزعم ان موسیٰ صاحب الخضر لیس هو

موسیٰ کی خضر کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے

(رسول) حضرت موسیٰ کے علاوہ دوسرے ہیں۔ (یعنی موسیٰ بن میثاق بن

افراہیم بن یوسف بن یعقوب) حضرت ابن عباس ؓ نے کہا دشمن

خدا نے غلط کہا۔ مجھ سے حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انہوں

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ حضرت موسیٰ بنی

اسرائیل کو وعظ شانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ

انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی

طرف منسوب نہیں کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعہ بتایا کہ

دو دریاؤں (فارس اور روم) کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے

زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے رب! میں ان

تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے

لو اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لو، وہ جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا

میں کود جائے) بس میرا وہ بندہ وہیں ملے گا چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور

زنبیل میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع

بن نون بھی تھے۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو

گئے، ادر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور اس سے نکل گئی اور اس نے دریا

میں اپنا راستہ پالیا۔ مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی

روانی کو روک دیا اور پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا (یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) پھر جب حضرت موسیٰؑ بیدار ہوئے تو یوشع ان کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے۔ اس لئے دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے، دوسرے دن حضرت موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اب کھانا لاؤ، ہم کو سفر نے بہت تھکا دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ اب ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا تھا اور صرف شیطانوں نے یاد رہنے نہیں دیا۔ اس نے تو عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے خادم کو (مچھلی کا جو نشان پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، چنانچہ دونوں حضرات پیچھے اسی راستہ سے لوٹے۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات پیچھے اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب (خضر علیہ السلام) کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا۔ حضرت خضرؑ نے کہا، (تم کون ہو) تمہارے ملک میں ”سلام“ کہاں سے آگیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰؑ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، موسیٰؑ؟ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے، اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو کسی چیز کے متعلق

اللہ عَنِ الْخُوتِ جَرِيَةِ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَقِفَ نَسِيَ صَاحِبَهُ اَنْ يُخْبِرَهُ بِالْخُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْتَهُمَا حَتَّى اِذَا كَانَ مِنَ الْعَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: اَيْنَا عَدَاءُنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا، قَالَ: وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي اَمَرَ اللّٰهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: اَرَأَيْتَ اِذَا اَوْتَيْنَا اِلَى الصُّخْرَةِ فَاِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ وَمَا اَنْسَانِيهِ اِلَّا الشَّيْطَانُ، اَنْ اَذْكُرَهُ وَاَتَّخِذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ: فَكَانَ لِلْخُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى اَثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ: رَجَعَا يَقْصَصَانِ اَثَارَهُمَا حَتَّى اَنْتَهَيَا اِلَى الصُّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُّسَجًى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى، فَقَالَ الْخَضِرُ: وَاَنْتِي بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ: اَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَآئِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ. اَتَيْتُكَ لَتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشَدًا قَالَ: اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى اِنِّي عَلِمْتُ مِنَ اللّٰهِ عَلْمِيهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلَيَّ عَلِمٌ مِنَ اللّٰهِ عَلِمَكَ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى: سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِي لَكَ اَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: اِنْ اَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي

سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتا دوں گا۔ اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان لیا اور کسی کرایہ کے بغیر انہیں سوار کر لیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے تو حضرت خضرؑ نے کھاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے دیکھا تو حضرت خضرؑ سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے انہیں کی کشتی چیر ڈالی تاکہ سارے مسافر ڈوب جائیں۔ بلاشبہ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا جو بات میں بھول گیا تھا اس پر آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کریں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ پہلی مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے بھول کر انہیں ٹوکا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں ایک مرتبہ اپنی چونچ ماری تو حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرے اور آپ کے علم کی حیثیت اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اس سمندر کے پانی سے کم کیا ہے۔ پھر یہ دونوں کشتی سے اتر گئے، ابھی وہ سمندر کے کنارے چل رہے تھے کہ حضرت خضرؑ نے ایک بچہ کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے اس بچے کا سراپے ہاتھ میں دبایا اور اسے (گردن سے) اکھاڑ دیا اور اس کی جان لے لی۔ حضرت موسیٰؑ اس پر بولے، آپ نے ایک بے گناہ کی جان بغیر کسی جان کے بدلے کے لے لی، یہ آپ نے بڑا ناپسند کام کیا۔ خضرؑ نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ سفیان بن عیینہ (راوی حدیث) نے کہا اور یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے آخر اس مرتبہ بھی معذرت کی کہ اگر میں نے اس کے بعد پھر

عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَخَذْتَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ
فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ اِنْ يَحْمِلُوهُمْ
فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ
فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ اِلَّا
وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ اَلْوَاحِ
السَّفِينَةِ بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمِ
حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلَى
سَفِينِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتَفْرِقَ اَهْلُهَا لَقَدْ
جَنَتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ : لَا
تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُزْهِقْنِي مِنْ
اَمْرِي غَسْرًا، ((قَالَ : وَقَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :)) (وَكَانَتْ
الْأُولَى مِنْ مُوسَى يَسْتَبَئِنَا، قَالَ : وَجَاءَ
عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ
فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ
مَا عَلِمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا
مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا
الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَيَبْنَاهُمَا
يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ اِذْ اَبْصَرَ
الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ
فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاَقْلَعَهُ بِيَدِهِ
فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى اَقْتَلْتَ نَفْسًا
زَاكِيَةً؟ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جَنَتَ شَيْئًا
نُكْرًا قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ : وَهَذَا اَشَدُّ

آپ سے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں (اس کے بعد میرے لئے بھی عذر کا کوئی موقع نہ رہے گا) پھر دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنا لو، لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کیا، پھر انہیں بستی میں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ بیان کیا کہ دیوار جھک رہی تھی۔ خضرؑ کھڑے ہو گئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے یہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لئے کہا، لیکن انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا، اگر آپ چاہتے تو دیوار کے اس سیدھا کرنے کے کام پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے فرمایا کہ بس اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ذالک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا تک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم تو چاہتے تھے کہ حضرت موسیٰؑ نے صبر کیا ہوتا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تلاوت کرتے تھے (جس میں خضر علیہ السلام نے اپنے کاموں کی وجہ بیان کی ہے کہ) کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو چھین لیا کرتا تھا اور اس کی بھی آپ تلاوت کرتے تھے کہ اور وہ غلام (جس کی گردن خضرؑ نے توڑ دی تھی) تو وہ (اللہ کے علم میں) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔

مِنَ الْأُولَى قَالَ : إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِن لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمَا فَوْجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ قَالَ مَا بَلَ مَابِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى : قَوْمُ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يَطْعَمُونَا وَلَمْ يُضَيِّقُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ : هَذَا فِرَاقُ بَنِي وَبَنِيكَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَوَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبْرًا حَتَّى يَقْصُ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَيْرِهِمَا)) قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَكَانَ يَقْرَأُ ﴿وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ - كَافِرًا وَكَانَ - أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾. [راجع: ۷۴]

تفسیر اس طویل حدیث میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ سے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں جن کی تفصیل کے لئے کتب تفسیر کا مطالعہ ضروری ہے۔ نوبت بالکل جس کا ذکر شروع میں ہے وہ مسلمان تھا مگر حدیث کے خلاف کہنے پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے اللہ کا دشمن قرار دیا۔ بعضوں نے کہا کہ مغلطاً کہا اور حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ غرض حدیث کے خلاف چلنے والوں کو اللہ کا دشمن کہہ سکتے ہیں۔ علم کی قدر یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کے علم کا ذکر سنتے ہی شوق ملاقات کا اظہار فرمایا اور ان سے ملنے کی آرزو ظاہر کی اور ہر طرح کی تکلیف سفر وغیرہ گوارا کی۔ علم ایسی ہی چیز ہے جس کے لئے آدمی مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو بھی بہت نہیں ہے۔ علم ہی سے دنیا کی تمام قومیں دوسری قوموں کی جو بے علم تھیں سر تاج بن گئیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں جیسی بے قدری علم اور عالموں کی مسلمانوں میں ہے ویسی کسی قوم میں نہیں ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا تو کیا اگر ان میں کوئی عالم کسی ملک سے آجاتا ہے تو یہ الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اس کے نکالنے اور معزول کرانے کی فکر میں رہتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے جو کچھ کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا طریق اور ہے میرا طریق اور ہے

اور میں اللہ کی طرف سے خلاص باتوں پر مامور ہوں۔ تم ہدایت عام کے لئے بھیجے گئے ہو میں کہاں تک تم کو سمجھاتا رہوں گا۔ بعض کم فہم صوفیوں نے اس حدیث کی شرح میں یوں کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو صرف شریعت کا علم تھا اور حضرت خضرؑ کو حقیقت کا اور ہمارے رسول ﷺ کو دونوں علم ملے تھے۔ یہ تقریر صحیح نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ انبیاء اولوالعزم میں سے تھے ان کو تو حقیقت کا علم نہ ہو اور ادنیٰ ادنیٰ نام نہاد اولیاء اللہ کو ہو جائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس طرح حضرت خضرؑ کو شریعت کا علم بالکل نہ ہو تو حقیقت کا علم کیونکر ہو گا۔ حقیقت بغیر شریعت کے زندہ اور الحاد ہے۔ شریعت محمدیؐ میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جو ظاہری خوبیوں کے ساتھ اپنے اندر ہمت سی باطنی خوبیاں بھی نہ رکھتا ہو۔ اس طرح شریعت اسلامی ظاہر و باطن کا بہترین مجموعہ ہے۔

۳- باب قولہ

باب آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا﴾

کی تفسیر ”یعنی اور جب وہ دونوں دودریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے“ مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا ”سربا“ راستہ سرب (بہ تفتین) یعنی مذہب طریق اسی سے ہے ”سارب بالنار“ یعنی (دن میں راستہ چلنے والا)

﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْرُبُ مِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

(۴۷۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰؑ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی سعید بن جبیر سے، دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی اور دیگر راوی کے مقابلہ میں بعض الفاظ زیادہ کہتا ہے اور ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی سعید بن جبیر سے سن کر بیان کیا کہ انہوں نے کہا ہم ابن عباسؓ کی خدمت میں ان کے گھر حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ دین کی باتیں مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا اے ابو عباس! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کوفہ میں ایک داعظ شخص نوف نامی ہے اور وہ کہتا ہے کہ موسیٰؑ خضرؑ سے ملنے والے وہ نہیں تھے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰؑ ﷺ ہوئے ہیں (ابن جریج نے بیان کیا کہ) عمرو بن دینار نے تو روایت اس طرح بیان کی کہ ابن عباسؓ نے کہا دشمن خدا جھوٹی بات کہتا ہے اور یعلیٰ بن مسلم نے اپنی روایت میں اس طرح مجھ سے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موسیٰؑ اللہ کے رسول تھے ایک دن آپ نے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ایسا وعظ فرمایا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

۴۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرَهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ: سَلُونِي؟ قُلْتُ: أَيُّ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللَّهُ فِذَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بْنِ إِسْرَائِيلَ أَمَّا عَمْرُو فَقَالَ لِي قَالَ: قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي أَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذَكَرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى

اور دل پیچ گئے تو آپؐ واپس جانے کے لئے مڑے۔ اس وقت ایک شخص نے ان سے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا دنیا میں آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر اللہ نے موسیٰؑ پر عتاب نازل کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی۔ (ان کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے) ان سے کہا گیا کہ ہاں تم سے بھی بڑا عالم ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے پروردگار! وہ کہاں ہے۔ اللہ نے فرمایا جہاں (فارس اور روم کے) دودریا ملے ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار! میرے لئے ان کی کوئی نشانی ایسی بتلا دے کہ میں ان تک پہنچ جاؤں۔ اب عمرو بن دینار نے مجھ سے اپنی روایت اس طرح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہاں تم سے مچھلی تمہاری زنبیل سے چل دے (وہیں وہ ملیں گے) اور یعلیٰ نے حدیث اس طرح بیان کی کہ ایک مردہ مچھلی ساتھ لے لو، جہاں اس مچھلی میں جان پڑ جائے (وہیں وہ ملیں گے) موسیٰؑ نے مچھلی ساتھ لے لی اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لیا۔ آپؐ نے اپنے ساتھی یوشع سے فرمایا کہ میں بس تمہیں اتنی تکلیف دیتا ہوں کہ جب یہ مچھلی زنبیل سے نکل کر چل دے تو مجھے بتانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کون سی بڑی تکلیف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذ قال موسیٰ لفتاہ میں وہ فتنی (رفیق سفر) یوشع بن نونؑ تھے۔ سعید بن جبیرؓ (راوی حدیث) نے اپنی روایت میں یوشع کا نام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ پھر موسیٰؑ ایک چٹان کے سایہ میں ٹھہر گئے جہاں نمی اور ٹھنڈ تھی۔ اس وقت مچھلی تڑپی اور دریا میں کود گئی۔ موسیٰؑ سو رہے تھے اس لئے یوشع نے سوچا کہ آپؐ کو جگانا نہ چاہئے۔ لیکن جب موسیٰؑ بیدار ہوئے تو وہ مچھلی کا حال کہنا بھول گئے۔ اسی عرصہ میں مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی جگہ پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور مچھلی کا نشان پتھر پر جس پر سے گئی تھی بن گیا۔ عمرو بن دینار نے مجھ (ابن جریج) سے بیان کیا کہ اس کا نشان پتھر بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقہ کی طرح اس کو

إِذَا فَاصَتْ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَمَّا فَادْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى، قَالَ: أَيُّ رَبِّ فَأَيْنَ؟ قَالَ: بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ، قَالَ: أَيُّ رَبِّ اجْعَلْ لِي عِلْمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ - فَقَالَ لِي عَمْرُو - قَالَ: حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْخُوتُ - وَقَالَ لِي يَغْلَى: قَالَ: ((خُذُونَا مَيْتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَأَخَذَ خُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْنَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ: لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْخُوتُ قَالَ: مَا كَلَّفْتُ كَثِيرًا؟ فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ «وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ» لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: ((- فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرَيَّانِ إِذْ تَضَرَّبَ الْخُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ: لَا أَوْقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ فَسَيَّ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْخُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جَرِيَّةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَانَتْ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ - قَالَ لِي عَمْرُو هَكَذَا كَانَتْ أَثَرُهُ فِي جُحْرِ وَحَلَقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَا نِيْهُمَا «لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا» قَالَ: قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ)) - لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ

بتایا۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰؑ باقی دن اور باقی رات چلتے رہے۔ آخر کہنے لگے۔ ہمیں اب اس سفر میں تھکن ہو رہی ہے۔ ان کے خادم نے عرض کیا۔ اللہ نے آپ کی تھکن کو دور کر دیا ہے (اور مچھلی زندہ ہو گئی ہے) ابن جریج نے بیان کیا کہ یہ ٹکڑا سعید بن جبیر کی روایت میں نہیں ہے۔ پھر موسیٰؑ اور یوشع دونوں واپس لوٹے اور خضرؑ سے ملاقات ہوئی (ابن جریج نے کہا) مجھ سے عثمان بن ابی سلیمان نے بیان کیا کہ خضرؑ دریا کے بیچ میں ایک چھوٹے سے سبز زین پوش پر تشریف رکھتے تھے۔ اور سعید بن جبیر نے یوں بیان کیا کہ وہ اپنے کپڑے سے تمام جسم لپیٹے ہوئے تھے۔ کپڑے کا ایک کنارہ ان کے پاؤں کے نیچے تھا اور دوسرا سر کے تلے تھا۔ موسیٰؑ نے پہنچ کر سلام کیا تو خضرؑ نے اپنا چہرہ کھولا اور کہا، میری اس زمین میں سلام کا رواج کہاں سے آگیا۔ آپ کون ہیں؟ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا، موسیٰؑ بنی اسرائیل؟ فرمایا کہ ہاں! پوچھا، آپ کیوں آئے ہیں؟ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ہدایت کا علم آپ کو اللہ نے دیا ہے وہ مجھے بھی سکھادیں۔ اس پر خضرؑ نے فرمایا موسیٰؑ! کیا آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے اس کا پورا سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کو جو علم حاصل ہے اس کا پورا سیکھنا میرے لئے مناسب نہیں۔ اس عرصہ میں ایک چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی لیا تو خضرؑ نے فرمایا خدا کی قسم! میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا اس چڑیا نے دریا کا پانی اپنی چونچ میں لیا ہے۔ کشتی پر چڑھنے کے وقت انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھیں جو ایک کنارے والوں کو دوسرے کنارے پر لے جا کر چھوڑ آتی تھیں۔ کشتی والوں نے خضرؑ کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ اللہ کے صالح بندے ہیں ہم ان سے کرایہ نہیں لیں گے۔ لیکن خضرؑ نے کشتی میں شکاف کر دیئے اور اس میں (تختوں کی جگہ) کیلیں گاڑ دیں۔ موسیٰؑ نے کہا آپ نے اس لئے اسے پھاڑ ڈالا کہ اس کے مسافروں کو ڈبو دیں۔ بلاشبہ آپ نے ایک بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ مجاہد

أَخْبَرَهُ - ((فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا)) قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طِفْسَةٍ خَضِرَاءَ عَلَى كَيْدِ الْبَحْرِ - قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ - ((مُسَجَّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ : هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مِنْ أَنْتَ؟ قَالَ : أَنَا مُوسَى، قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : فَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَ جِئْتُ لَتَعْلَمَنِي مِمَّا غَلِمْتُ رَشْدًا قَالَ : أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَةَ بِيَدَيْكَ وَإِنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ : وَاللَّهِ مَا عِلْمِي وَمَا عِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبْنَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدْنَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدِ خَضِرٍ قَالَ : نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرِ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتَدَا قَالَ مُوسَى : «أَخْرَقَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتُ شَيْئًا إِمْرًا» قَالَ مُجَاهِدٌ : مُنْكَرًا، «قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا» كَانَتْ الْأُولَى بَسِيَّانًا وَالْأُثْلَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا، «قَالَ

نے آیت میں ”امرا“ کا ترجمہ ”منکرا“ کیا ہے۔ خضرؑ نے فرمایا میں نے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰؑ کا پہلا سوال تو بھولنے کی وجہ سے تھا لیکن دوسرا بطور شرط تھا اور تیسرا قصداً انہوں نے کیا تھا۔ موسیٰؑ نے اس پہلے سوال پر کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کیجئے۔ پھر انہیں ایک بچہ ملا تو خضرؑ نے اسے قتل کر دیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا کہ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ خضرؑ کو چند بچے ملے جو کھیل رہے تھے آپ نے ان میں سے ایک بچہ کو پکڑا جو کافراور چالاک تھا اور اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ”آپ نے بلا کسی خون کے ایک بے گناہ جان کو جس نے کہ برا کام نہیں کیا تھا، قتل کر ڈالا۔ ابن عباسؓ آیت میں ”زکیۃ“ کی جگہ ”زاکیۃ“ پڑھا کرتے تھے۔ بمعنی مسلمۃ“ جیسے ”غلاما زکیا“ میں ہے۔ پھر وہ دونوں بزرگ آگے بڑھے تو ایک دیوار پر نظر پڑی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ سعید بن جبیرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح۔ یعلیٰ بن مسلمؓ نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ سعید بن جبیرؓ نے بیان کیا کہ خضرؑ نے دیوار پر ہاتھ پھیر کر اسے ٹھیک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ سعید بن جبیرؓ نے اس کی تشریح کی کہ اجرت جسے ہم کھا سکتے۔ آیت ”وکان وراءہم“ کی حضرت ابن عباسؓ نے قرأت ”وکان امامہم“ کی یعنی کشتی جہاں جارہی تھی اس ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ سعید کے سوا دوسرے راوی سے اس بادشاہ کا نام ہد بن بدو نقل کرتے ہیں اور جس بچہ کو حضرت خضرؑ نے قتل کیا تھا اس کا نام لوگ جیسور بیان کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہر (نئی) کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جب یہ کشتی اس کے سامنے سے گزرے تو اس کے اس عیب کی وجہ سے اسے نہ چھینے۔ جب کشتی والے اس بادشاہ کی سلطنت سے گزر جائیں گے تو وہ خود اسے ٹھیک کر لیں گے اور اسے کام میں لاتے رہیں گے۔ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ انہوں نے کشتی کو پھر سیسہ لگا کر

لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَغْلَى قَالَ سَعِيدٌ : - ((وَجَدَ غُلَامًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرْفًا فَأَضْحَمَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسَّكِينِ قَالَ : «أَقْتَلْتُ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ» لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ؟)) وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَّةً - مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا ((فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَأَقَامَهُ)) قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَغْلَى : حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ : ((فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ «لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا»)) قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ ((وَكَانَ وَرَاءَهُمْ)) وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هَذُ بْنُ بُدَدٍ وَ الْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورُ «مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا فَأَرَدْتُ» إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدْعَهَا لَعْنِهَا فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : سَدُّوْهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : بِالْقَارِ كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا أَنْ يَخْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُنَابِعَاهُ عَلَى دِينِهِ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً لِقَوْلِهِ «أَقْتَلْتُ نَفْسًا

جوڑا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تار کول سے جوڑا تھا (اور جس بچہ کو قتل کر دیا تھا) تو اس کے والدین مومن تھے اور وہ بچہ (اللہ کی تقدیر میں) کافر تھا۔ اس لئے ہمیں ڈر تھا کہ کہیں (بڑا ہو کر) وہ انہیں بھی کفر میں مبتلا نہ کر دے کہ اپنے لڑکے سے انتہائی محبت انہیں اس کے دین کی اتباع پر مجبور کر دے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ اللہ اس کے بدلے میں انہیں کوئی نیک اور اس سے بہتر اولاد دے۔ ”واقرب رحما“ یعنی اس کے والدین اس بچہ پر جو اب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا پہلے سے زیادہ مہربان ہوں جسے خضرؑ نے قتل کر دیا ہے۔ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ ان والدین کو اس بچے کے بدلے ایک لڑکی دی گئی تھی۔ داؤد بن ابی عاصمؓ کئی راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ وہ لڑکی ہی تھی۔

اس طویل حدیث موسیٰ و خضر علیہما السلام کو حضرت امام بخاریؒ یہاں صرف اس لئے لائے ہیں کہ اس میں دو دریاؤں کے سقم پر حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے ملنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ میں بیان ہوا ہے۔

باب آیت ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا﴾

کی تفسیر ”یعنی پس جب وہ دونوں اس جگہ سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ سفر سے ہمیں اب تو تھکن ہونے لگی ہے۔ لفظ عجباً تک لفظ ”صنعا“ عمل کے معنی میں ہے۔ ”حولا“ بمعنی پھر جانا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا یہی تو وہ چیز تھی جو ہم چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں اٹھے پاؤں واپس لوٹے۔ امرا کا معنی عجیب بات، نکرا کا بھی یہی معنی ہے ینقاض اور ینقاض دونوں کا ایک ہی معنی ہے جیسے کہتے ہیں تنقاض السن یعنی دانت گر رہا ہے لتخذت اور والتخذت (دونوں روایتیں ہیں) دونوں کا معنی ایک ہیں۔ رحماً رحم سے نکلا ہے جس کے معنی بہت رحمت تو یہ مبالغہ ہے رحمت کا اور ہم سمجھتے ہیں (یا لوگ سمجھتے ہیں) کہ یہ رحم سے نکلا ہے۔ اسی لئے مکہ کو ام رحم کہتے ہیں کیونکہ وہاں پروردگار کی رحمت اترتی ہے۔

(۴۷۲۷) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے سعید

زَكِيَّةٌ ۖ وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۖ هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرًا ۖ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أَبْدِلَا جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ: عَنْ غَيْرٍ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

[راجع: ۷۴]

۴- باب قَوْلِهِ :

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۚ إِلَى قَوْلِهِ عَجَبًا ۖ صُنْعًا ۖ عَمَلًا ۖ جَوْلًا ۖ تَحَوُّلًا ۚ قَالَ : ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ۖ﴾ إِمْرًا ۖ وَكُنْزًا ۖ ذَاهِيَةً ۖ يَنْقُصُ تَنْقَاضٌ كَمَا يَنْقَاضُ السَّنُ ۚ لَتَّخَذَتْ وَاتَّخَذَتْ وَاحِدًا ۚ رُحْمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مَبَالِغَةً مِنَ الرُّحْمَةِ وَنَظْنٌ أَنَّهُ مِنَ الرُّحِيمِ وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمُّ رَحِمٍ أَيْ الرُّحْمَةُ تَنْزِيلُ بِهَا.

۴۷۲۷- حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

بن جبر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰؑ جو اللہ کے نبی تھے وہ نہیں ہیں جنہوں نے خضرؑ سے ملاقات کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، دشمن خدا نے غلط بات کہی ہے۔ ہم سے حضرت ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰؑ بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون شخص ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا اے پروردگار! ان تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے لو۔ پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں انہیں تلاش کرو۔ بیان کیا کہ موسیٰؑ علیہ السلام نکل پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے رفیق سفر یوشع بن نونؑ بھی تھے۔ مچھلی ساتھ تھی۔ جب چٹان تک پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ موسیٰؑ علیہ السلام اپنا سر رکھ کر وہیں سو گئے، عمرو کی روایت کے سوا دوسری روایت کے حوالہ سے سفیان نے بیان کیا کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا، جسے ”حیات“ کہا جاتا تھا۔ جس چیز پر بھی اس کا پانی پڑ جاتا وہ زندہ ہو جاتی تھی۔ اس مچھلی پر بھی اس کا پانی پڑا تو اس کے اندر حرکت پیدا ہو گئی اور وہ اپنی زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ موسیٰؑ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔۔۔۔۔۔ الآیہ۔ بیان کیا کہ سفر میں موسیٰؑ کو اس وقت تک کوئی تھکن نہیں ہوئی جب تک وہ مقررہ جگہ سے آگے نہیں بڑھ گئے۔ رفیق سفر یوشع بن نون نے اس پر کہا، آپ نے دیکھا جب ہم چٹان کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو میں مچھلی کے متعلق کہنا بھول گیا، الآیہ۔ بیان کیا کہ پھر وہ دونوں اٹے پاؤں واپس لوٹے۔ دیکھا کہ جہاں مچھلی پانی میں گری تھی وہاں اس کے گزرنے کی جگہ طاق کی سی صورت بنی ہوئی ہے۔ مچھلی تو پانی میں چلی گئی تھی لیکن یوشع بن نونؑ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبَكَّالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَىٰ الْخَضِرِ فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَامَ مُوسَىٰ خَطِيئًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ قَالَ: أَنَا فَغَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدُّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ بَلَىٰ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ: أَيُّ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ حُوتًا فِي مَكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ: فَخَرَجَ مُوسَىٰ وَمَعَهُ قَتَاةُ يَوْشَعَ بْنِ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّىٰ انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عَنْهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَىٰ رَأْسَهُ قَنَامًا)) - قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثٍ غَيْرِ غَمْرٍو قَالَ: ((وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَاصْأَبَ الْحُوتُ مِنْ مَاءِ بَلْكَ الْعَيْنِ قَالَ - فَتَحَرَكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمَكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقِظَ مُوسَىٰ قَالَ لِقَتَاةِ: «أَتَنَا غَدَاءَنَا» الْآيَةُ قَالَ: وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّىٰ جَاوَزَ مَا أَمَرَ بِهِ قَالَ لَهُ قَتَاةُ يَوْشَعَ بْنِ نُونٍ: «أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَنَّى نَسِيتُ الْحُوتَ» الْآيَةُ قَالَ: فَرَجَعَا يَقْصَانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرُ الْحُوتِ فَكَانَ لِقَتَاةَ عَجَبًا

کو اس طرح پانی کے رک جانے پر تعجب تھا۔ جب چٹان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں سے آگیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا میں اسرائیل کے موسیٰؑ؟ فرمایا کہ جی ہاں! حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ حضرت خضرؑ نے جواب دیا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو میں نہیں جانتا اور اسی طرح مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو آپ نہیں جانتے۔ موسیٰؑ نے فرمایا، لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خضرؑ نے اس پر کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو پھر مجھ سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھئے گا، میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ چنانچہ دونوں حضرات دریا کے کنارے روانہ ہوئے، ان کے قریب سے ایک کشتی گزری تو حضرت خضرؑ کو کشتی والوں نے پہچان لیا اور اپنی کشتی میں ان کو بغیر کرایہ کے چڑھالیا دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ بیان کیا کہ اسی عرصہ میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کے بیٹھی اور اس نے اپنی چونچ کو دریا میں ڈالا تو خضرؑ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ میرا آپ کا اور تمام مخلوقات کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں دریا کا پانی لیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر یکدم جب حضرت خضرؑ نے بسولا اٹھایا اور کشتی کو پھاڑ ڈالا تو حضرت موسیٰؑ اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ ان کی کشتی ہی چیر ڈالی تاکہ اس کے مسافر ڈوب مریں۔ بلاشبہ آپ نے بڑا نا مناسب کام کیا ہے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک بچہ جو بہت سے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضرت خضرؑ نے اس کا سر پکڑا اور کاٹ ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ بول پڑے کہ آپ نے بلا کسی خون و بدلہ کے ایک معصوم بچے کی جان لے لی، یہ تو بڑی بری

وَاللَّخُوتِ سَرَبًا قَالَ : فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًى بِنُوبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ : وَأَنْتَ يَا زُحَلِكُ السَّلَامُ؟ فَقَالَ : أَنَا مُوسَى. قَالَ : مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشْدًا؟ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ : يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَغْلُمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ : بَلْ أَتَيْتُكَ قَالَ : فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَخْبِرَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهَا سَفِينَةٌ فَعَرَفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ - يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ - ((فَرَكِبْنَا فِي السَّفِينَةِ قَالَ : وَوَقَعَ غَصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَفَمَسَ مِنْقَارُهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ : لِمُوسَى مَا عَلِمْتُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْغَصْفُورُ مِنْقَارُهُ قَالَ : فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قُدُومِ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى. قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُفَرِّقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغَلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَّعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا))

بات ہے۔ خضرؑ نے فرمایا، میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”پس اس بستی و دلوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا، پھر اسی بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے اپنا ہاتھ یوں اس پر پھیرا اور اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا ہم اس بستی میں آئے تو انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا اور ہمیں کھانا بھی نہیں دیا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے فرمایا بس یہاں سے اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے اور میں آپ کو ان کاموں کی وجہ بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کاش موسیٰؑ نے صبر کیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کے سلسلے میں اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (وکان وراءہم ملک کی بجائے) ”وکان امامہم ملک یاخذ کل سفینة صالحة غصبا“ قرأت کرتے تھے اور وہ بچہ (جسے قتل کیا تھا) اس کے والدین مومن تھے۔ اور یہ بچہ (مشیت الہی میں) کافر تھا۔

باب آیت ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾
کی تفسیر یعنی کیا ہم تم کو خبر دیں ان بد بختوں کے متعلق جو اپنے اعمال کے اعتبار سے سراسر گھائے میں ہیں۔

(۴۷۲۸) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے آیت ”قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا“ کے متعلق سوال کیا کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ کیا ان سے خوارج مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے تو محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا کہ اس میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور خوارج وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے عہد و میثاق کو توڑا۔ حضرت سعد

قَالَ : ﴿أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ فَأَتَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا دَخَلْنَا فِيهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعَمُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ : ﴿هَذَا لِرِاقِ بَنِي وَتَيْنِكَ سَائِبِكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَوَدِدْنَا أَنْ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُقْصِرَ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)). قَالَ : وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصَبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

[راجع: ۷۴]

۵- باب قَوْلِهِ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾.

۴۷۲۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ هُمْ الْخُرَوِثِيُّ قَالَ : لَا هُمْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا ﷺ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ، وَقَالُوا: لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْخُرَوِثِيُّ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَكَانَ

بڑھانہ نہیں فاسق کہا کرتے تھے۔

سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ.

نتیجہ حروریہ فرقہ خوارج ہی کا نام ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا تھا یہ لوگ حرور نام کے ایک گاؤں میں جمع ہوئے تھے جو کوفہ کے قریب تھا۔ عبدالرزاق نے نکالا کہ ابن کوا جو ان خارجیوں کا رئیس تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا کہ الاخرین اعمالاً کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کم بخت یہ حرور والے ان ہی میں داخل ہیں۔ عیسائی کہتے تھے کہ جنت صرف روحانی لذتوں کی جگہ ہے حالانکہ ان کا یہ قول بالکل باطل ہے۔ قرآن مجید میں دوزخ اور جنت کے حالات کو اس عقیدہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہاں کے عیش آرام اور عذاب دکھ تکلیف سب دنیاوی عیش آرام دکھ تکلیف کی طرح جسمانی طور پر ہوں گے اور ان کا انکار کرنے والا قرآن کا منکر ہے۔

باب آیت ﴿اولئك الذين كفروا بايت ربهم الاية﴾ کی تفسیر

۶- باب ﴿اولئك الذين كفروا﴾

بآيات ربهم ولقائه فحبطت

اعمالهم ﴿الآية﴾

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور اس کی ملاقات کو جھٹلایا۔ پس ان کے تمام نیک اعمال الٹے برباد ہو گئے۔

(۴۷۲۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک چمچر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو۔ ”فلا نقيم لهم يوم القيمة وزنا“ (قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے)۔ اس حدیث کو محمد بن عبد اللہ نے یحییٰ بن بکیر سے، انہوں نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ابو الزناد سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۴۷۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزُنْ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحُ بَعُوضَةٍ)) وَقَالَ: ((افْرُؤُوا ﴿فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ وَزْنًا﴾)). وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ.

سورہ کہلےعص کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۱۹] سُورَةُ كَهْلَعَص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۹۸ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اسمع بہم و ابصر یہ اللہ فرماتا ہے آج کے دن (یعنی دنیا میں) نہ تو کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسمع بہم و ابصر یعنی کافر قیامت

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصُرْ اللَّهُ يَقُولُهُ: وَهُمْ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ يَعْنِي قَوْلُهُ أَسْمِعْ

کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے (مگر اس وقت کا سنا دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا) لا رحمتک میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ لفظ ریا کے معنی منظر (دکھاوا) اور ابو واسل شقیق بن سلمہ نے کہا مریم جانتی تھیں کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے کہا تو زم از کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف گھسیٹے ہیں۔ مجاہد نے کہا ادا کے معنی کج اور ٹیڑھی غلط بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) حضرت ابن عباسؓ نے کہا وردا کے معنی پیاسے کے ہیں اور اثاثا کے معنی مال اسباب۔ ادا بڑی بات۔ رکزا ہلکی پست آواز۔ غیا نقصان ٹوٹا۔ کیا باکی کی جمع ہے یعنی رونے والے۔ ملیا مصدر ہے۔ صلی۔ صلی باب سمع یسمع سے یعنی جلاندی اور نادی دونوں کے معنی مجلس کے ہیں۔

کھمبص حروف مقطعات سے ہیں ان کے حقیقی معانی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور یہاں کیا مراد ہے، اس کا علم بھی صرف اللہ ہی کو ہے۔

باب آیت ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی اے رسول! ان کافروں کو حسرت ناک دن سے ڈرائیے۔

۴۷۳۰۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ہم سے اعمش نے، ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت ایک چٹکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھا ہو گا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے بھیجی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ“ الخ (اور انہیں حسرت کے

بہم وَأَنْبَصِرِ الْكَفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَنْبَصِرُهُ، لَأَرْحَمَنَّكَ: لَأَشْتَمَنَّكَ، وَرَنِيَا: مَنْظُرًا. وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ: عَلِمْتُ مَرِيَمَ أَنَّ النَّفْيَ ذُو نُهْبَةٍ، حَتَّى قَالَتْ: ﴿إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتُ نَفِيًّا﴾ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: تَوَزَّهْمُ أَزًّا تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا عَوَّجًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَرَدًا. عِطَاشًا. أَنَاثًا: مَلَأًا. إِذَا قَوْلًا عَظِيمًا، رَكْرَأَ: صَوْتًا، غِيًّا: خُسْرَانًا، بُكْيًا: جَمَاعَةً بِالْكَ. صَبِيًّا: صَلَى يَصْلَى. نَدِيًّا وَالنَّادِي: مَجْلِسًا.

۱۔ باب ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾

۴۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحٍ فَيَنَادِي مَادِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَسْتَرْبِئُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ فَيَذْبَحُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ)) ثُمَّ قُرَأَ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي

دن سے ڈراؤ۔ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیا دار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔

حضرت ابو سعید خدری سعد بن مالک انصاری ہیں حافظ حدیث تھے ۷۴ھ میں بھر ۸۴ سال انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (رضی اللہ عنہم دار شاہ)

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا

بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾

۴۷۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَبْرِئِلَ: ((مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟)) فَزَلْتُ: ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

[راجع: ۳۲۱۸]

باب آیت ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ کی تفسیر
یعنی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔
(۴۷۳۱) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔ جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں، اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کے لئے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ“ یعنی ہم فرشتے نازل نہیں ہوتے، مگر آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔

یعنی ہم فرشتے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں جب حکم ہوتا ہے اس وقت اترتے ہیں ہم خود مختار نہیں ہیں۔

باب آیت ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا﴾ الایۃ کی تفسیر
یعنی بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں سے کفر کرتا ہے۔

۳- باب قَوْلِهِ : ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي

كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ : لأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾

۴۷۳۲- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ خُبَابًا قَالَ: جَنَّتِ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السُّهْمِيُّ اتَّقَا ضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: لَا. حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ : وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْصِيكَ فَزَلْتُ هَذِهِ

(۴۷۳۲) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الصحی (مسلم بن صبیح) نے، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنا حق مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے کفر نہیں کرو گے میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ میں نے اس پر کہا کہ یہ کبھی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ تم مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ۔ اس پر وہ بولا کیا مرنے کے بعد پھر مجھے زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں، ضرور۔ کہنے لگا کہ پھر وہاں بھی میرے پاس مال اولاد

ہوگی اور میں وہیں تمہاری مزدوری بھی دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ افرایت الذی کفر بایتنا وقال لاوتین مالا وولدا (بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری نشانیوں سے کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد مل کر رہیں گے) اس حدیث کو سفیان ثوری اور شعبہ اور حفص اور ابو معاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

[راجع: ۲۰۹۱]

تفسیر خواب لوہاری کا کام کیا کرتے تھے اور عاص بن وائل کافر نے ان سے ایک تلوار بوائی تھی اسکی مزدوری باقی تھی وہی مانگنے لگے تھے۔ عمرو بن عاص مشہور صحابی اس کافر کے لڑکے ہیں۔ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ ایسے کفار نامہار آج بھی بکثرت موجود ہیں۔

۴- باب قَوْلِهِ: ﴿أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾
 باب آیت ﴿اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن﴾ کی تفسیر یعنی کیا وہ غیب پر آگاہ ہوتا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی عہد نامہ حاصل کر لیا ہے۔

(۴۷۳۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو الضحیٰ نے، انہیں مسروق نے اور ان سے خواب بن ارت نے بیان کیا کہ میں مکہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل سہمی کے لئے میں نے ایک تلوار بنائی تھی۔ میری مزدوری باقی تھی اسلئے ایک دن میں اس کو مانگنے آیا تو کہنے لگا کہ اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ سے پھر نہیں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ سے ہرگز نہیں پھروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے اور وہ کہنے لگا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مار کر دوبارہ زندہ کر دے گا تو میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد ہوگی۔ اور اسی وقت تم اپنی مزدوری مجھ سے لے لینا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”افرایت الذی کفر بایتنا وقال لاوتین مالا وولدا“ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا (بھلا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال و اولاد مل کر رہی رہیں گے تو کیا یہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے) عہد کا معنی مضبوط اقرار۔ عبید اللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا ہے لیکن

الآیۃ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ، وَحَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

[راجع: ۲۰۹۱]

۴۷۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ سَيْفًا فَجَنَنْتُ اتِّفَاقَهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ: إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِيَّ مَالٍ وَوَلَدٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا﴾ أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا قَالَ مَوْثِقًا. لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا.

[راجع: ۲۰۹۱]

اس میں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عمد کی تفسیر مذکور ہے۔

باب آیت ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾ کی تفسیر

یعنی ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا اس کے اعمال نامے میں لکھ لیتے ہیں اور ہم اس کو عذاب میں بڑھاتے ہی چلے جائیں گے۔

(۴۷۳۴) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان اعمش نے، انہوں نے ابو الضحیٰ سے سنا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ خباب بن ارتؓ نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتا تھا اور عاص بن وائلؓ پر میرا کچھ قرض تھا۔ بیان کیا کہ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ کا انکار نہیں کرتے، تمہاری مزدوری نہیں مل سکتی۔ میں نے اس پر جواب دیا کہ خدا کی قسم، میں ہرگز آنحضرتؐ کا انکار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر تجھے دوبارہ زندہ کر دے۔ عاص کہنے لگا کہ پھر مرنے تک مجھ سے قرض نہ مانگو۔ مرنے کے بعد جب میں زندہ ہوں گا تو مجھے مال و اولاد بھی ملیں گے اور اس وقت تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ افرایت الذی کفر بآیتنا وقال لا وتین ملا وولدا الخ

باب آیت ﴿وَنُرِثُهُ مَا يَقُولُ﴾ الایۃ کی تفسیر

یعنی اور اس کی کسی ہوئی باتوں کے ہم ہی وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تھا آئے گا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ آیت میں لفظ الجبال حداکا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے۔

(۴۷۳۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ الطینی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارتؓ نے بیان کیا کہ میں پہلے لوہار تھا اور عاص بن وائلؓ پر میرا قرض چاہئے تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے

۵- باب قوله ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾

۴۷۳۴- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضَّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي ذَيْنَ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ: فَأَتَاهُ يَتَقَاصُهُ، فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَبِعْتُ قَالَ: فَذَرَنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوَّفَ أُوتِي مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا﴾.

[راجع: ۲۰۹۱]

۶- باب قوله عز وجل:

﴿وَنُرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْجِبَالُ هَذَا﴾ هَذَا

۴۷۳۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضَّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ ذَيْنَ

فَأَتَيْنَهُ أَتْقَاةً فَقَالَ لِي : لَا أَفْضِيكَ حَتَّى
تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ : قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ
حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبَعْتَ قَالَ : وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ
مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَفْضِيكَ إِذَا
رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ فَتَزَلْتُ
﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ
مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ
الرَّحْمَنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ
وَنُمَدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِيهِ مَا يَقُولُ
وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾.

[راجع: ۲۰۹۱]

گیا تو کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے نہ پھر جاؤ گے تمہارا قرض
نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں آنحضرتؐ کے دین سے ہرگز نہیں
پھروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے۔
اس نے کہا کیا موت کے بعد میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا پھر تو مجھے مال و
اولاد بھی مل جائیں گے اور اسی وقت تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔
راوی نے بیان کیا کہ اس کے متعلق آیت نازل ہوئی کہ ”افرايت
الذي كفر بايتنا وقال لاوتين مالا وولدا“۔ اطلع الغيب ام اتخذ
عند الرحمن عهدا كلا سنكتب ما يقول ونمدله من العذاب مدا
ونرئه ما يقول وياتينا فردا“ (بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو
ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال اور اولاد مل کر
رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے۔ یا اس نے خدائے رحمان
سے کوئی عہد کر لیا ہے؟ ہرگز نہیں، البتہ ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے
ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے اور اس کی
کمی ہوئی کے ہم ہی مالک ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔

تشیع ترجمہ آیت: اے پیغمبر بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور لگا کہنے اگر قیامت ہوگی تو
وہاں بھی مجھ کو مال ملے گا اور اولاد ملے گی کیا اس کو غیب کی خبر لگ گئی ہے یا اس نے اللہ پاک سے کوئی مضبوط قول قرار
لے لیا ہے؟ ہرگز نہیں جو باتیں یہ کہتا ہے ہم ان کو لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بڑھاتے جائیں گے اور دنیا کا مال اسباب اولاد یہ سب
کچھ یہاں ہی چھوڑ جائے گا۔ ہم ہی اس کے وارث ہوں گے اور قیامت کے دن ہمارے سامنے اکیلا ایک بنی دو گوش لے کر حاضر کیا
جائے گا۔ عاص بن وائل کافر نے ٹھٹھے کی راہ سے خباب بن ارتؓ سے یہ گفتگو کی تھی چنانچہ اسی عاص بن وائل کے پیروکار بعض لحد
اس زمانے میں موجود ہیں کہتے ہیں ایک لحد کسی کا بکرا چرا کر کٹ کر کھا گیا اور ایک شخص نے اس کو نصیحت کی کہ قیامت کے دن یہ بکرا
تجھے دینا پڑے گا وہ کہنے لگا میں مکر جاؤں گا اس نے کہا مکرے گا کیسے وہ بکرا خود گرا ہی دے گا۔ لحد نے کہا پھر جھگڑا ہی کیا رہے گا میں کان
پکڑ کر اسے اس کے مالک کے حوالے کر دوں گا کہ لے اپنا بکرا پکڑ اور میرا پیچھا چھوڑ۔ یہ ایک لحد کی مثال ہے ورنہ کتنے لحد آج کے
دور میں ایسی بکواس کرنے والے ملتے رہتے ہیں۔ حدائم اللہ الی صراط مستقیم

[۲۰] سُورَةُ طه

سورہ طہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۳۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم نے کہا حبشی زبان میں لفظ

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَالضَّحَّاكُ : بِالْبَطْنَةِ طه يَا
رَجُلُ يُقَالُ كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ

طہ کے معنی اے مرد کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا رک رک کر نکلے تو اس کی زبان میں عقدہ گرہ ہے۔ (حضرت موسیٰؑ کی دعا واحلل عقدہ من لسانی میں یہی اشارہ ہے) ازری کے معنی میری پیٹھ۔ فیسحتکم کے معنی تم کو ہلاک کر دے لفظ المثلی امثل کا مؤنث ہے یعنی تمہارا دین۔ عرب لوگ کہتے ہیں مثلی اچھی بات کرے۔ خدا مثل یعنی بہتر بات کو لے۔ تم انتوا صفا عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا؟ یعنی نماز کے مقام میں جہاں جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں (جیسے عید گاہ وغیرہ) فواجس دل میں سم گیا۔ خیفہ اصل میں خوفہ تھا واؤبہ سبب کسرہ ما قبل کے یاء ہو گیا۔ فی جذوع النخل کھجور کی شاخوں پر فی علی کے معنی میں ہے۔ خطبک یعنی تیرا کیا حال ہے۔ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ مساس مصدر ہے۔ ماسہ مساس سے یعنی چھوٹا۔ لنسفنہ بکھیر ڈالیں گے یعنی جلا کر راکھ کو دریا میں بہا دیں گے) قانا وہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے (یعنی صاف ہموار میدان) صفصفا ہموار زمین اور مجاہد نے کہا زینۃ القوم سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فقدفتھا میں نے اس کو ڈال دیا۔ وكذلك القی السامری یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا۔ فنسی موسیٰ یعنی سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے موسیٰ چوک گیا کہ اپنے پروردگار پچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلا گیا۔ لا يرجع الیہم قولاً یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ پچھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ ہمسپاؤں کی آہٹ حشر تنی اعمیٰ یعنی مجھ کو دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی یہاں تو نے بالکل مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا اور ابن عباسؓ نے کہا لعلی ایتکم منها بقبس کے بیان میں کہ موسیٰؑ اور ان کے ساتھی راستہ بھول گئے تھے ادھر سردی میں مبتلا تھے کہنے لگے اگر وہاں کوئی راستہ بتانے والا ملا تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تپنے کے لئے لے آؤں گا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا امثلہم یعنی ان میں کا افضل اور سمجھدار

تَنَمَّةٌ أَوْ فَاةٌ فِيهِ غَدَّةٌ. أَرْي: طَهْرِي، فَيَسْجُتُكُمْ: يَهْلِكُكُمْ، الْمُثْلِي: تَأْيِثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ: بِدِيْكُمْ يَقَالُ خُذِ الْمُثْلِي: خُذِ الْأَمْثَلِ. ثُمَّ انْتُوا يَقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلِّي الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ. فَأَوْجَسَ: أَضْمَرَ خَوْفًا فَدَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خَيْفَةٍ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ، فِي جُذُوعِ أَيْ عَلَى جُذُوعِ: خَطْبُكَ: بَالُكَ، مِسَاسٌ: مَصْدَرٌ مَاسَهُ مِسَاسًا، لَنَسْفِنَهُ: لَنَذَرْنَاهُ. قَاغَا: يَغْلُوهُ الْمَاءُ. وَالصَّفْصَفُ: الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ. فَقَدَفْتَهَا: فَأَلْقَيْتَهَا: أَلْقَى: صَنَعَ. فَنَسَى مُوسَى، هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبُّ. لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا: الْعِجْلُ. هَمْسًا: حِسُّ الْأَفْذَامِ، حَشَرْتَنِي أَعْمَى عَنْ حُجَّتِي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا فِي الدُّنْيَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقَبْسٍ ضَلُّوا الطَّرِيقَ وَكَانُوا شَاتَيْنِ فَقَالَ: إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا مَنْ يَهْدِي الطَّرِيقَ آتَيْكُمْ بِنَارٍ تَوْقِدُونَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً أَعْدَلُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَضْمًا لَا يُظْلَمُ فِيهِضْمٌ مِنْ حَسَنَاتِهِ، عَوْجًا: وَادِيًا، أَمْنَا: رَابِيَةً. سَبَّرْتَهَا: خَالَتَهَا الْأَوَّلَى. النَّهْيُ: النَّقْيُ. ضَنْكًا: الشَّقَاءُ، هَوَى: شَقِيًّا. الْمُفْدَسُ الْمُبَارَكُ طَوَى: اسْمُ الْوَادِي، بِمَلِكِنَا: بِأَمْرِنَا، مَكَانًا سَوَى، مَنَصَفٌ

بَيْنَهُمْ. يَيْسًا : يَابَسًا. عَلَى قَدَرٍ : مَوْعِدٍ،
لَا تَبَيَّا : لَا تَضَعُفًا.

آدمی اور ابن عباسؓ نے کہا مضامین اس پر ظلم نہ ہو گا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جاوے گا۔ عوجا نالا کھڑا۔ امتنا ٹیلہ بلندی۔ سیرتھا الاولیٰ یعنی اگلی حالت پر۔ النہی پر ہیزار گاری یا عقل۔ ضنکا بد بختی ہوئی بد بخت ہوا۔ المقدس برکت والی طوی اس وادی کا نام تھا۔ بملکنا (بہ کسرہ میم مشہور قرأت بہ ضمہ میم ہے بعضوں نے بہ ضم میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اپنے حکم سے۔ سوئی یعنی ہم میں اور تم میں برابر کے فاصلہ پر۔ یبسا خشک علی قدر اپنے معین وقت پر جو اللہ پاک نے لکھ دیا تھا۔ لاتنیا ضعیف مت بنو (یا سستی نہ کرو)

لفظ عقدہ حضرت موسیٰؑ کی دعا میں ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بچپن میں انگارے اٹھا کر زبان پر رکھ لئے تھے اور ان سے آپ کی زبان میں کنت پیدا ہو گئی تھی اس کے لئے آپ نے دعا کی۔ ﴿واحلل عقدہ من لسانی﴾ (ط: ۲۷) اے اللہ! میری زبان کی گرہ کھول دے لفظ ازری آپ ہی کی دعا کا لفظ ہے۔ ﴿واشدد بہ ازری﴾ (ط: ۳۱) یعنی حضرت ہارون کو میرے ساتھ بھیج کر میری پیٹھ کو ان کے ذریعہ سے مضبوط کر دے۔ فی الواقع ایک اچھے شریف بھائی سے بھائی کو بڑی قوت ملتی ہے۔ اسی لئے بھائی کو قوت بازو کہا گیا ہے۔ اللہ پاک سب بھائیوں کو ایسا ہی بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے قوت بازو بن کر رہیں۔ اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم

۱- باب قَوْلِهِ : ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾

باب آیت واصطنعتک لنفسی کی تفسیر

یعنی اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنے لئے منتخب کر لیا۔

(۴۷۳۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، ان سے محمد بن سیرن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عالم مثال میں) حضرت آدم اور موسیٰ کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ نے آدمؑ سے کہا کہ آپ ہی نے لوگوں کو پریشانی میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکالا۔ حضرت آدمؑ نے جواب دیا کہ آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا اور خود اپنے لئے پسند کیا اور آپ پر توریت نازل کی۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ جی ہاں۔ اس پر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ پھر آپ نے تو دیکھا ہی ہو گا کہ میری پیدائش سے پہلے ہی یہ سب کچھ میرے لئے لکھ دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ جی ہاں معلوم ہے۔ چنانچہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب آگئے۔ لیم کے معنی دریا کے ہیں۔

۴۷۳۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((التَّقَى آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ: أَنْتَ الَّذِي أَشَقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَةَ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَوَجَدْتُهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)). الْيَمُّ: الْبَحْرُ. [راجع: ۳۴۰۹]

۲- باب قوله

﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرْكًا وَلَا تَخْشَى فِئَتَبَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَفَشَّيْنَاهُمْ مِنْ أَلَيْمٍ مَا غَشَّيْنَاهُمْ وَأَضَلُّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى﴾

۴۷۳۷- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا: هَذَا الْيَوْمَ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ)).

[راجع: ۲۰۰۴]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي﴾

الایة

کی تفسیر یعنی اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات یہاں سے نکال کر لے جا۔ پھر ان کے لئے سمندر میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنا لینا تم کو نہ پکڑے جانے کا خوف ہو گا اور نہ تم کو (اور کوئی) ڈر ہو گا۔ پھر فرعون نے بھی اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا تو دریا جب ان پر آٹنے کو تھا آٹلا اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور سیدھی راہ پر نہ لایا۔

(۴۷۳۷) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن حضرت موسیٰؑ نے فرعون پر غلبہ پایا تھا۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ہم ان کے مقابلے میں حضرت موسیٰؑ کے زیادہ حقدار ہیں۔ مسلمانو تم لوگ بھی اس دن روزہ رکھو (پھر آپؐ نے یہودی کی مشابہت سے بچنے کے لئے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملانے کا حکم صادر فرمایا جو اب بھی مننون ہے۔

مگر اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا ایک روزہ ملانا مناسب ہے۔

باب آیت فلا یخرجنکما من الجنة الایة کی تفسیر

یعنی (وہ شیطان) تم کو جنت سے نہ نکلاوے پس تم تم نصیب ہو جاؤ۔

(۴۷۳۸) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب بن نجار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی بکر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت آدمؑ سے بحث کی اور ان سے کہا کہ آپ ہی نے اپنی غلطی کے نتیجہ میں انسانوں

۳- باب قوله : ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا

مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾

۴۷۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَاجَّ مُوسَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ

کو جنت سے نکالا اور مشقت میں ڈالا۔ حضرت آدمؑ بولے کہ اے موسیٰ! آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لئے پسند فرمایا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ کیا آپ ایک ایسی بات پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لئے مقرر کر دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا چنانچہ حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر بحث میں غالب آگئے۔

النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنبِكَ فَاشْقَيْتَهُمْ قَالَ: قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرِ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)).

[راجع: ۳۴۰۹]

حضرت آدمؑ تمام آدمیوں کے پدر بزرگوار ہیں۔ ان سے سوائے حضرت موسیٰؑ کے جو اللہ پاک کے خاص برگزیدہ نبی تھے اور کون ایسی گفتگو کر سکتا تھا۔ حضرت آدمؑ کو مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ سے کم تھے مگر آخر بزرگ تھے انہوں نے ایسا جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ خاموش ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقدیر برحق ہے اور جو قسمت میں لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہتا ہے۔ تقدیر الہی کا انکار کرنے والے ایمان سے محروم ہیں۔ خدا ہم اللہ۔

سورہ انبیاء کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۲۱] سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۱۳ آیات اور سات رکوع ہیں۔ (۳۷۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، کہا میں نے عبد الرحمن بن یزید سے سنا، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طہ اور انبیاء اگلی بہت فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکہ میں اترتی تھیں) اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ قتادہ نے کہا جذاذا کا معنی ٹکڑے ٹکڑے اور حسن بصری نے کہا کل فی فلک یعنی ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گھومتا ہے۔ جیسے سوت کا تنے کا چرخہ۔ یسبحون یعنی گول گھومتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفثت کے معنی چر گئیں۔ یصحبون کے معنی روکے جائیں گے۔ بجائے جائیں گے۔ امتکم امۃ واحده یعنی تمہارا دین اور مذہب ایک ہی دین اور مذہب ہے اور عکرمہ نے کہا حسب حبشی زبان میں جلانے کی لکڑیوں ابیدھن کو کہتے ہیں اور لوگوں نے کہا لفظ احسوا کے معنی توقع پائی یہ احسست سے نکلا ہے یعنی آہٹ

۴۷۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمَ. وَطِهَ، وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُولَى وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي. وَقَالَ قَتَادَةُ جَذَاذَا: قَطْعُهُنَّ. وَقَالَ الْحَسَنُ فِي فَلَكٍ: مِثْلُ فَلَكَةِ الْمَغْرُولِ، يَسْبَحُونَ: يَدُورُونَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَثَتْ: رَعَتْ، يُصْحَبُونَ: يُمْنَعُونَ. أَمْتَكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: دِينَكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ أَحْسُوا: تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ. خَامِدِينَ: هَامِدِينَ، حَصِيدَةً مُسْتَأْصَلًا يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْأُثْنَيْنِ

پائی۔ خامدین کے معنی بچھے ہوئے (یعنی مرے ہوئے) حصيد کے معنی جڑ سے اکھاڑا گیا۔ واحد اور تشبیہ اور جمع سب پر یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ لایستحسرون کے معنی نہیں تھکے اسی سے ہے لفظ حسیر تھکا ہوا اور حسرت بعیری کے معنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عمیق کے معنی دور دراز۔ نکسوا یہ کفر کی طرف پھیرے گئے۔ صنعة لبوس زر میں بنانا۔ تقطعوا امرهم یعنی اختلاف کیا جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ لایسمعون حبسہا کے معنی اور لفظ حس اور جس اور همس کے معانی ایک ہی ہیں یعنی پست آواز۔ اذناک ہم نے تجھ کو آگاہ کیا عرب لوگ کہتے ہیں۔ اذنتکم یعنی میں نے تم کو خبر دی تم ہم برابر ہو گئے میں نے کوئی دعا نہیں کی جب آپ مخاطب کو کسی بات کی خبر دے چکے تو آپ اور وہ دونوں برابر ہو گئے اور آپ نے اس سے کوئی دعا نہیں کی اور مجاہد نے کہا لعلکم تسئلون کے معنی یہ ہیں شاید تم سمجھو۔ ارتضیٰ کے معنی پسند کیا راضی ہوا۔ التمائیل کے معنی مورتیں بت۔ السجل کے معنی خطوں کا مجموعہ دفتر۔

عمیق سورۃ حج کی آیت ﴿بَاتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ (الحج: ۲۷) کا لفظ ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے اسے سورہ انبیاء کے ذیل میں لکھ دیا۔ کوئی مناسبت معنوی بھی معلوم نہیں ہوتی کسی اہل علم کو نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ غلام شکر گزار ہو گا

(راز)

باب آیت ﴿کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ہم نے انسان کو شروع میں جیسا پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو ہم دوبارہ پھر لوٹائیں گے

(۷۴۰/۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن نعمان نے جو نخعی قبیلہ کا ایک بوڑھا تھا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ سنایا۔ فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے جیسا کہ ارشاد باری ہے کما بدانا اول خلق نعبده وعدا علينا انا کنا فاعلین

وَالْجَمِيعَ، لَا يَسْتَحْسِرُونَ: لَا يُعَيِّنُونَ وَمِنْهُ حَسِيرٌ وَحَسْرَتٌ بَعِيرِي، عَمِيقٌ: بَعِيدٌ. نَكَسُوا: رُدُّوا، صَنَعَةُ لَبُوسٍ: الدَّرُوعُ. تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ: اخْتَلَفُوا، الْحَسِيرُ: وَالْحَسْرَةُ وَالْجَرَسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ. أَذْنَاكَ: أَغْلَمْنَاكَ، أَذْنَتُكُمْ إِذَا أَغْلَمْنَاهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ: تُفْهَمُونَ. ارْتَضَى: رَضِيَ. التَّمَائِيلُ: الْأَصْنَامُ، السَّجِلُ: الصَّحِيفَةُ.

[راجع: ۴۷۰۸]

۱- باب قوله ﴿كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ

خَلْقٍ﴾

۴۷۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ خِفَاءَ عَرَاةٍ غُرْلًا)) كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعْبُدُهُ وَغَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے فرشتے ان کو پکڑ کر پائیں طرف والے دوزخیوں میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے ساتھ والے ہیں۔ ارشاد ہو گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا کر توت کئے ہیں۔ اس وقت میں وہی کون گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا آخر آیت تک۔ ارشاد ہو گا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر گئے جب تو ان سے جدا ہوا۔

ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُنْكَسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّيْ قِيُوْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبُّ أَصْحَابِي قِيْلَ: لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ؟ فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا ذُمْتُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿شَهِيدٌ﴾ قِيْلَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ)). [راجع: ۳۳۴۹]

رائفی کم بخت اس حدیث کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے کل اصحاب معاذ اللہ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مگر چند صحابہ جیسے جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو ذر غفاری، مقداد بن اسود، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اسلام پر قائم اور اہل بیت کی محبت پر مضبوط رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صحابہ سب کے سب اسلام پر قائم رہے خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کے لئے آپؐ نے بہشت کی بشارت دی اور پیغمبر کا وعدہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف ان بزرگوں کے فضائل سے بھرا ہوا ہے اور متعدد حدیثیں ان کے مناقب میں وارد ہیں اگر معاذ اللہ رافضیوں کا کتنا صحیح ہو تو آنحضرتؐ کی صحبت کی برکات ایک درویش کی صحبت سے کم قرار پاتی ہیں اور پیغمبر کی بڑی توہین اور تحقیر ہوتی ہے۔ اب بعض صحابہ سے جو ایسی باتیں منقول ہیں جن میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف تھیں تو اول تو یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ دوسرے اگر صحیح بھی ہوں تو صحابہ معصوم نہ تھے۔ خطا اجتہادی ان سے ممکن ہے جس پر وہ معذور سمجھے جانے کے لائق ہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ علاوہ اس کے اجلہ صحابہ جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ان سے تو کوئی ایسی بات منقول نہیں ہے جو شرع کے خلاف ہو (وحیدی)

سورۃ حج کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(یہ سورت مدنی ہے اس میں ۷۸ آیات اور دس رکوع ہیں)

سفیان بن عیینہ نے کہا المخبنین کا معنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے (یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے) اور حضرت ابن عباسؓ نے آیت اِذَا تَمَنَّى الْقٰی الشَّیْطٰنُ فِیْ اٰمِنِیَّتِهٖ کی تفسیر میں کہا جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ کے حکم سناتا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملادیتا ہے۔ پھر اللہ پاک شیطان کا ملایا ہوا مٹا دیتا ہے اور اپنی سچی آیتوں کو قائم رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا امنیۃ

[۲۲] سُورَةُ الْحَجِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ ابْنُ عُیَيْنَةَ الْمُخْبِنَيْنِ: الْمُطْمَئِنِّينَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ ﴿فِیْ اٰمِنِیَّتِهٖ﴾ اِذَا حَدَّثَ اَلْقٰی الشَّیْطٰنُ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَيُطِلُّ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ وَیُحْکِمُ اٰیَاتِهٖ. وَیُقَالُ: اٰمِنِیَّتُهٗ: فِرَآءَتُهٗ. اِلَّا اٰمَانِیُّ یَقْرَؤُوْنَ وَلَا یُکْتَبُوْنَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُشِید

سے پیغمبر کی قرأت مراد ہے الا امانی جو سورہ بقرہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے مگر آرزوئیں اور مجاہد نے کہا (طبری نے اس کو وصل کیا) مشید کے معنی چونہ گچ کئے گئے اوروں نے کہا یسطون کا معنی یہ ہے زیادتی کرتے ہیں یہ لفظ سطوت سے نکلا ہے۔ بعضوں نے کہا یسطون کا معنی سخت پکڑتے ہیں۔ وهدوا الی الطیب من القول یعنی اچھی بات کا ان کو الہام کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بسبب کا معنی رسی جو چھت تک لگی ہو۔ تذہل کا معنی غافل ہو جائے۔

باب آیت ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾ کی تفسیر

یعنی اور لوگ تجھے نشہ میں دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(۴۷۴۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک قیامت کے دن حضرت آدمؑ سے فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے، میں حاضر ہوں اے رب! تیری فرمانبرداری کے لئے۔ پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتنا نکالو۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار! دوزخ کا جتنا کتنا نکالوں۔ حکم ہو گا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہو گا) یہ ایسا سخت وقت ہو گا کہ پیٹ والی کا حمل گر جائے گا اور بچہ (فکر کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپن میں مرا ہو) اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہو گا بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہو گا (یہ حدیث جو صحابہ حاضر تھے ان پر سخت گزری۔ ان کے چہرے (مارے ڈر کے) بدل گئے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو)

بِالْقَصَّةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْطُونُ : يَفْرُطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ، وَيُقَالُ يَسْطُونُ يَنْطَشُونَ ﴿وَهْدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : بِسَبَبِ بَحْبَلٍ إِلَى سَفَفِ الْبَيْتِ. تَذْهَلُ : تُشْغَلُ.

۱- باب قوله ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾

۴۷۴۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ فَيَقُولُ : لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعَثًا إِلَى النَّارِ قَالَ : يَا رَبِّ وَمَا بَعَثُ النَّارِ؟ قَالَ : مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أَرَاهُ قَالَ تَسْعِمَانِيَّةٌ وَتَسْعَةُ وَتَسْعِينَ فَجِينَذُ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَتَشِيبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ تَسْعِمَانِيَّةٌ وَتَسْعَةُ وَتَسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتَ فِي

النَّاسِ كَالشُّغْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ النَّوْرِ
الْأَبْيَضِ - أَوْ كَالشُّغْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ
النَّوْرِ الْأَسْوَدِ - وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا
رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ : ((ثَلَاثَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ : ((شَطْرَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ
الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ بَسْمَاعِيَّةٌ
وَتِسْفَةٌ وَتِسْعِينَ. وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ
يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ سُكَارَى وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى.

[راجع: ۳۳۴۸]

اگر یا جوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے
نو سو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ
حشر کے دن دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہو
گے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک بال کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل
کے جسم پر ایک دو بال سفید ہوتا ہے اور مجھ کو امید ہے تم لوگ
سارے جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے (باقی تین حصوں میں اور سب
امتیوں ہوں گی) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا نہیں
بلکہ تم تہائی ہو گے ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا نہیں بلکہ آدھا
حصہ ہو گے (آدھے حصہ میں اور امتیوں ہوں گی) ہم نے پھر نعرہ تکبیر
بلند کیا اور ابو اسامہ نے اعمش سے یوں روایت کیا تری الناس
سکاری وما هم بسکاری جیسے مشہور قرأت ہے اور کہا کہ ہر ہزار
میں سے نو سو ننانوے نکالو (تو ان کی روایت حفص بن غیاث کے
موافق ہے) اور جریر بن عبد الحمید اور عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ
نے یوں نقل کیا و تری الناس شکری وما هم بشکری (حزہ اور کسائی
کی بھی یہی قرأت ہے)

طبرانی کی روایت میں اور زیادہ ہے کہ تم دو تہائی ہو گے۔ ترمذی میں ہے کہ ہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان
میں اسی صفیں تمہاری ہوں گی تو دو ٹکٹ مسلمان ہوئے ایک ٹکٹ میں دوسری سب امتیوں ہوں گی۔ مالک تیرا شکر ہم کہاں
تک ادا کریں تو نے دنیا کی نعمتیں سب ہم پر ختم کر دیں۔ مال دیا اولاد دی علم دیا شرافت دی۔ جمال دیا کرامت دی۔ اب ان نعمتوں پر
کیا تو آخرت میں ہم کو ذلیل کرے گا نہیں ہم کو تیرے فضل و کرم سے یہی امید ہے کہ تو ہماری آخرت بھی درست کر دے گا اور جیسے
دنیا میں تو نے باعزت و حرمت رکھا ویسے دوسرے بندوں کے سامنے آخرت میں بھی ہم کو ذلیل نہیں کرے گا۔ ہم کو تیرا ہی آسرا ہے
اور تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ یا اللہ دنیا میں ہم کو حاسدوں اور دشمنوں نے بہت تنگ کرنا چاہا۔ مگر
تو نے حدیث شریف کی برکت سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان سب سے ہم کو دولت اور نعمت زیادہ عنایت کی۔ ایسے ہی
مرتے وقت بھی ہم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھو اور ہم کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیو آمین یا رب العالمین۔

باب آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾

کی تفسیر یعنی اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ
کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر یعنی شک اور تردد کے ساتھ کرتا ہے۔)
پھر اگر اسے کوئی نفع پہنچ گیا تو وہ اس پر جمارہا اور اگر کہیں اس پر کوئی
آزمائش آ پڑی تو وہ منہ اٹھا کر واپس چل دیا۔ یعنی مرتد ہو کر دنیا:

۲- باب قوله

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾
شَكَ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ
أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ - إِلَىٰ قَوْلِهِ - ذَلِكَ هُوَ

آخرت دونوں کو کھو بیٹھا۔ ”اللہ تعالیٰ کے ارشاد“ یہی تو ہے انتہائی گمراہی سے یہی مراد ہے۔ اتر فناہم کے معنی ہم نے ان کی روزی کشادہ کر دی۔

(۴۷۴۲) مجھ سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر نے، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر) کرتا ہے“ کے متعلق فرمایا کہ بعض لوگ مدینہ آتے (اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے) اسکے بعد اگر اسکی بیوی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی بچہ دیتی تو وہ کہتے کہ یہ دین (اسلام) بڑا اچھا دین ہے، لیکن اگر ان کے یہاں لڑکا نہ پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی کوئی بچہ نہ دیتی تو کہتے کہ یہ تو برا دین ہے اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

باب آیت ہذان خصمان اختصموا الایۃ کی تفسیر

یعنی یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا۔ (۴۷۴۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو ہاشم نے خبر دی، انہیں ابو مجلز نے، انہیں قیس بن عباد نے اور انہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے وہ قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ یہ آیت ”یہ دو فریق ہیں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا۔“ حمزہ اور آپ کے دونوں ساتھیوں (علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث مسلمانوں کی طرف سے) اور (مشرکین کی طرف سے) عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید بن عتبہ) کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب انہوں نے بدر کی لڑائی میں میدان میں آکر مقابلہ کی دعوت دی تھی۔ اس روایت کو سفیان نے ابو ہاشم سے اور عثمان نے جریر سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابو ہاشم سے اور انہوں نے ابو مجلز سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۴۷۴۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن

الضلال البعید ﴿اَتَرَفَنَاهُمْ : وَسُغْنَاهُمْ﴾

۴۷۴۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْتَبِ اللَّهُ عَلَى حَرْفٍ﴾ قَالَ : كَانَ الرَّجُلُ يُقَدِّمُ الْمَدِينَةَ فَإِنْ وَلَدَتْ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَتُنَجَّتْ خَيْلُهُ قَالَ : هَذَا دِينٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدْ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتِجْ خَيْلُهُ قَالَ : هَذَا دِينٌ سَوَاءٌ.

۳- باب قوله : ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ

اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾

۴۷۴۳ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ فِيهَا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ : ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبِيهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبِيهِ يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ. رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَوْلُهُ. [راجع: ۳۹۶۶]

۴۷۴۴ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ،

سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے ابو مجلز سے سن کر کہا کہ یہ خود ان (ابو مجلز) کا قول ہے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو رحمن کے حضور میں قیامت کے دن اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لئے چار زانو بیٹھوں گا۔ قیس نے کہا کہ آپ ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا، بیان کیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں دعوت مقابلہ دی تھی۔ یعنی علیؓ، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم نے (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے (کفار کی طرف سے)

سورہ مومنون کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو نِينَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ : وَلِيهِمْ نَزَلَتْ : ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ : هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ، وَعَبِيدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

[راجع: ۳۹۶۵]

[۳۲] سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۱۸ آیات اور چھ رکوع ہیں

سفیان بن عیینہ نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ لہا سابقون یعنی ان کی قسمت میں (روز ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی۔ وجلة ڈرنے والے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہیہات ہیہات کا معنی دور ہے دور ہے۔ فاسال العادین یعنی گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب کرتے ہیں) پوچھ لو۔ لنا کیوں سیدھی راہ سے مڑ جانے والے۔ کالحن ترش رو، بد شکل، منہ بنانے والے۔ اوروں نے کہا سلالۃ سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جنۃ اور جنون دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دیوانگی باؤ لاپن۔ غناء بھین اور ایسی چیز جو پانی پر تیر آئے اور کام نہ آئے (بلکہ بھینک دیا جائے) یجارون آواز بلند کریں گے جیسے گائے تکلیف کے وقت آواز نکالتی ہے۔ علی اعقابکم عرب لوگ بولتے ہیں رجوع علی عقبیہ یعنی پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ سامرا سر سے نکلا ہے اس کی جمع سمار ہے۔ یہاں سامرجع کے معنوں میں ہے (یعنی رات کو گپ شب کرنے والے) تسحرون جادو سے اندھے ہو

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : سَبْعَ طَرَائِقَ : سَبْعَ سَمَوَاتٍ، لَهَا سَابِقُونَ : سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ. قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ : خَائِفِينَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هِيَ هَاتِ هَاتِ هَاتِ : بَعِيدَ بَعِيدَ. فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ : الْمَلَائِكَةَ، لَنَّا كُنَّا : لَعَادِلُونَ، كَالْحَوْنِ، غَابِسُونَ، وَقَالَ مِنْ سُلَالَةٍ : الْوَلَدُ، وَالنُّطْفَةُ : السُّلَالَةُ، وَالْجَنَّةُ : وَالْجَنُونَ وَاحِدٌ، وَالْغَنَاءُ الرَّبْدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يَنْتَفِعُ بِهِ. يَجَارُونَ : يَرْتَفِعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجَارُ الْبَقَرَةُ، عَلَى أَغْصَانِهِمْ رَجَعَ عَلَى عَقْبِيهِ. سَامِرًا مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيعِ السَّمَرُ وَالسَّامِرُ هَهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ. تُسَحَّرُونَ : تَعْمُونَ

من السحر.

رہے ہیں۔

سورہ نور کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[۲۴] ﴿سُورَةُ النُّورِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۶۴ آیات اور نو رکوع ہیں۔

من خلاۃ کا معنی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے۔ منابر وہ اس کی بجلی کی روشنی۔ مذعنین مدعن کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا۔ اشتات اور شتی اور شتات اور شت سب کے ایک ہی معنی ہیں (یعنی الگ الگ) اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا سورۃ انزلناہا کا معنی ہم نے اس کو کھول کر بیان کیا کہ سورتوں کے مجموعہ کی وجہ سے قرآن کا نام پڑا اور سورۃ کو سورۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورۃ سے علیحدہ ہوتی ہے پھر جب ایک سورت دوسری کے قریب کر دی گئی تو مجموعہ کو قرآن کہنے لگے (تو یہ قرن سے نکلا ہے) اور سعد بن عیاض تمنا نے کہا (اس کو ابن شاپین نے وصل کیا) مشکوٰۃ کہتے ہیں طاق کو یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ جو سورۃ قیامت میں فرمایا ہم پر اس کا جمع کرنا اور قرآن کرنا ہے تو قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے۔ پھر فرمایا فاذا قرانہ یعنی جب ہم اس کو جوڑ دیں اور مرتب کر دیں تو اس مجموعہ کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اس کو بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ اور عرب لوگ کہتے ہیں اس کے شعروں کا قرآن نہیں ہے۔ یعنی کوئی مجموعہ نہیں ہے اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور باطل کو جدا کرتا ہے اور عورت کے حق میں کہتے ہیں ماقرات بسلاقط یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا اور جس نے فرضناہا تخفیف سے پڑھا ہے تو معنی یہ ہو گا ہم نے تم پر اور جو لوگ قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے ان پر فرض کیا۔ مجاہد نے کہا۔ او الطفل الذین لم یظہروا علی عودات النساء سے وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں

﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَصْعَافِ السَّحَابِ ﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ الضَّيَاءُ. مُذْعِنِينَ يَقَالُ لِلْمُسْتَخْدِي مُذْعِنٌ. اشْتَاتًا وَشَتًى وَشَتَاتٌ وَشَتْ وَاحِدٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾: بَيَّنَّاها. وَقَالَ غَيْرُهُ: سُمِّيَ الْقُرْآنُ بِجَمَاعَةِ السُّورِ، وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْأُخْرَى، فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا. وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثَّمَالِيُّ: ﴿الْمِشْكَاةُ﴾ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾: تَأْلِيفَ بَعْضِهِ إِلَى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قُرْآنُهُ فَاتَبَعَ قُرْآنَهُ﴾: فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَالْقَنَاءُ فَاتَبَعَ قُرْآنَهُ أَيُّ مَا جُمِعَ فِيهِ فَأَعْمَلَ بِمَا أَمَرَكَ وَأَتَتْهُ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ، وَيُقَالُ لَيْسَ لِشَيْءٍ قُرْآنٌ أَيُّ تَأْلِيفٌ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ: مَا قَرَأْتَ بِسَلَا قَطُّ أَيُّ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَكَذَا. وَقَالَ ﴿قَرَضْنَاهَا﴾ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿قَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ: قَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ. قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوِ الْطِفْلِ الَّذِي لَمْ يَظْهَرُوا﴾ لَمْ يَذَرُوا

ہیں اور شعبی نے کہا اولی الاربعہ سے وہ مرد مراد ہیں جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو۔ اور طاؤس نے کہا (اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جس کو عورتوں کا خیال نہ ہو اور مجاہد نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو ان سے یہ ڈرنے ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے۔

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ﴾ والذین یرمون ﴿الایۃ کی تفسیر

”یعنی اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ ہے کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں۔“

(۴۷۴۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے، کہا ہم سے امام اوزاعی نے، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا۔ ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ عویمیر بن حارث بن زید بن جد بن عجلان عاصم بن عدیؓ کے پاس آئے۔ عاصم بن عجلان کے سردار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ لوگوں کا ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن تم پھر اسے قصاص میں قتل کر دو گے! آخر ایسی صورت میں انسان کیا طریقہ اختیار کرے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ کے مجھے بتائیے۔ چنانچہ عاصمؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (صورت مذکورہ میں خاوند کیا کرے) آنحضرتؐ نے ان مسائل (میں سوال و جواب) کو ناپسند فرمایا۔ جب عویمیرؓ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسائل کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمیرؓ نے ان سے کہا کہ واللہ میں خود آنحضرتؐ سے اسے پوچھوں گا۔ چنانچہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھتا ہے کیا وہ

لَمَّا بِهِمْ مِنَ الضُّغْرِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: ﴿أُولَى الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَيْسَ لَهُ وَقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يُهْمُهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ.

۱- باب قوله عز وجل :

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾

۴۷۴۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْفَرِّيَابِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنَ أَنْهُ قَتَلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَتَى عَاصِمَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكِرَةٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلُ، فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ: عُوَيْمِرُ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنَ أَنْهُ قَتَلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ

اس کو قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں اس کو قتل کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن کی آیت اتاری ہے۔ پھر آپ نے انہیں قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لعان کا حکم دیا۔ اور عویمرؓ نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا، پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو روکے رکھوں تو میں ظالم ہوں گا۔ اس لئے عویمرؓ نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کا طریقہ جاری ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر اس عورت کے کالا، بہت کالی پتلیوں والا، بھاری سرین اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے الزام غلط نہیں لگایا ہے۔ لیکن اگر سرخ سرخ گرگٹ جیسا پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے غلط الزام لگایا ہے۔ اس کے بعد ان عورت کے جو بچہ پیدا ہوا وہ انہیں صفات کے مطابق تھا جو آنحضرتؐ نے بیان کی تھیں اور جس سے عویمرؓ کی تصدیق ہوتی تھی۔ چنانچہ اس لڑکے کا نسب اس کی ماں کی طرف رکھا گیا۔

تشیع اگر میاں بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کی حالت میں دیکھ لے تو ناممکن ہے کہ وہ دوسروں کو اسے دکھانا پسند کرے۔ اور شریعت میں زنا کے احکام جتنے سخت ہیں، اس کی سزا بھی اتنی ہی سخت ہے جتنا ثبوت پہنچانا سخت ہے۔ زنا کی شرعی سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب چار عادل گواہ عین حالت زنا میں مرد و عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صاف لفظوں میں گواہی دیں۔ اگر کسی نے کسی پر زنا کا الزام لگایا اور اسلامی قانون کے مطابق وہ گواہی نہ دے سکا تو اس کی بھی سزا بہت سخت ہے۔ اب اگر ایک غیرت مند میاں بیوی کو اس بے حیائی میں گرفتار دیکھتا ہے تو اس کے لئے دہری مصیبت ہے۔ نہ اسے اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ چار گواہوں کو لا کے دکھائے اور نہ وہ خود اسے گواہی کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو الزام زنا کی حد کا وہ مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بے حیائی ہے اور اگر قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور خود کوئی حرکت کر بیٹھتا ہے تو اسے پھر قانون شکنی کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ ایسی ہی ایک صورت حال آنحضرتؐ کے وقت میں بھی پیش آگئی تھی۔ قرآن مجید نے اس کا حل یہ بتایا کہ میاں کو اسلامی عدالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لعان کرنا چاہئے۔ لعان یہ ہے کہ میاں عدالت میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ ”میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی پر جو زنا کا الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں۔ یہ الفاظ چار مرتبہ وہ کہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ ”مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنے اس الزام میں جھوٹا ہوں۔“ اب اگر عورت اپنے میاں کے اس الزام کا انکار کرتی ہے تو اس سے بھی کہا جائے گا کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ ”بلاشبہ اس کا شوہر زنا کی اس الزام دہی میں جھوٹا ہے“ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ ”مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے“ اگر اس نے میاں کے الزام کی اس طرح سے تردید کر دی تو اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ یہی وہ طریقہ ہے جو قرآن مجید نے بتایا ہے۔ لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی ہو جائے گی۔

فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ)) فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَلَأَعْنَةِ سَمَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَأَعْنَهَا ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا، فَكَانَتْ سَنَةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُلَاعَنَيْنِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمُ أَدْعِ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلَيْنَيْنِ خَذْلَجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوثِيمًا إِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمِيرُ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوثِيمًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا)). فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيقِ عُوثِيمٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ. [راجع: ۴۲۳]

۲- باب قوله ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾

باب آیت والخاصة ان لعنة الله عليه الاية کی تفسیر
یعنی اور پانچویں بار مرد یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا
ہوں۔“

۴۷۴۶- حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو
الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا
رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ
كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي
الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: ((قَدْ قُضِيَ لِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ)) قَالَ
فَتَلَاعَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ
بَيْنَ الْمُتَلَاعِنِينَ، وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ
حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتْ
السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا
فَرَضَ اللَّهُ لَهَا. [راجع: ۴۲۳]

(۴۷۴۶) مجھ سے ابو الریح سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے
فلح نے، ان سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک
صاحب (یعنی عویمر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس
نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کر دے
؟ لیکن پھر آپ قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے۔ پھر اسے کیا کرنا
چاہئے؟ انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دو آیات نازل کیں جن میں
”لعان“ کا ذکر ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اور
تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ
پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں اس وقت آنحضرتؐ کی
خدمت میں حاضر تھا۔ پھر آپ نے دونوں میں جدائی کرا دی اور دو
لعان کرنے والوں میں اس کے بعد یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ان میں
جدائی کرا دی جائے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں، لیکن انہوں نے اس کا
بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو اسے ماں ہی کے نام سے
پکارا جانے لگا۔ میراث کا یہ طریقہ ہوا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوتا ہے اور
ماں اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصہ کے مطابق بیٹے کی وارث ہوتی
ہے۔

لعان کا بچہ اپنے باپ کا تو وارث نہ ہو گا کیونکہ باپ نے اپنا بیٹا ہونے سے انکار کیا ہے ماں کا وارث ضرور ہو گا۔ اس لئے کہ ماں
نے اس کا ولد الزنا ہونا تسلیم نہیں کیا۔

باب آیت ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابُ﴾ کی تفسیر
یعنی اور عورت سزا سے اس طرح بچ سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ
اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک وہ مرد جھوٹا ہے۔ پانچویں دفعہ کہے کہ
اگر وہ مرد سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

۳- باب قوله ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابُ﴾
أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ
لَمِنَ الْكَاذِبِينَ

(۴۷۴۷) مجھ سے محمد بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی

۴۷۴۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے کہ ہلال بن امیہؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو بتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ لیکن حضرت یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلالؓ نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں حضرت جبرائیل تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین یرمون ازواجہم "نا" ان کان من الصادقین" (جس میں ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے) جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آنحضرتؐ نے ہلالؓ کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ آنحضرتؐ نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں (اور چار مرتبہ اپنی برأت کی قسم کھانے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو) تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ (اگر تم جھوٹی ہو تو) اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لئے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سماء ہی کا ہو گا۔ چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل و صورت کا تھا آنحضرتؐ نے

ابن ابی عبدی عن ہشام بن حسان، حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَخْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((النَّبِيَّةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ النَّبِيَّةَ؟ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((النَّبِيَّةُ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)). فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلْيَنْزِلْنِ اللَّهُ مَا يُرْمِي ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ. فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾، فَانصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا.

فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ. وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّاتِ نَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرَجُّعٌ، ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ فَحَلِّ الْعَيْنَيْنِ سَابِغِ الْأَيْتَيْنِ خَدْلَجَ لِسَاتَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَخْمَاءَ)) جَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا سَائِبًا)). [راجع: ۲۶۷۱]

فرمایا۔ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا۔

یعنی رجم کرتا مگر رجم بغیر چار آدمیوں کی گواہی کے یا اقرار کے نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت ﷺ کی بات اور تھی۔ ممکن ہے آپ کو وحی سے یہ معلوم ہو گیا ہو کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ اکثر مفسرین نے لعان کی آیت کا شان نزول ہلال بن امیہ کے بارے میں بتلایا ہے۔

باب آیت ﴿وَالْخَامِسَةُ انْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهَا﴾ کی تفسیر
یعنی اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہوا اگر وہ مرد سچا ہے۔

(۴۷۴۸) ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، قاسم نے عبید اللہ سے سنا تھا اور عبید اللہ نے نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی پر رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک غیر مرد کے ساتھ تہمت لگائی اور کہا کہ عورت کا حمل میرا نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فرمان کے مطابق لعان کیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے بچہ کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ عورت ہی کا ہو گا اور لعان کرنے والے دونوں میاں بیوی میں جدائی کروادی۔

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿وَالْخَامِسَةُ انْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهَا انْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾

۴۷۴۸- حَدَّثَنَا مُقَدِّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاَعْنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ، ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. [أطرافه في: ۵۳۰۶، ۵۳۱۳، ۵۳۱۴، ۵۳۱۵]

[۶۷۴۸].

لعان کے بعد جو رو مرد میں تفریق کرا دی جاتی ہے یعنی بجز اس کے کہ لعان سے فارغ ہو عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اور اکثر ائمہ حدیث کا یہی قول ہے اور عویمر نے جو طلاق دی اس کی ضرورت نہ تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ لعان طلاق نہیں ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ لعان کے بعد مرد جب تک طلاق نہ دے طلاق نہیں پڑتی۔ بعضوں نے کہا لعان سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور خود بخود دونوں میں جدائی ہو جاتی ہے (وحیدی)

۵- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿ان الذين جاءوا بالافك عصبه﴾ کی تفسیر
یعنی بیشک جن لوگوں نے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتری ہے، ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا جو کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اس کے لئے سزا بھی سب سے بڑھ کر سخت ہے۔

﴿ان الذين جاؤوا بالافك عصبه منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم لكل امرئ منهم ما اكتسب من الإنم والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم﴾ أفالك كذاب.

افاک کے معنی جھوٹا ہے۔

تَشْرِیْح یہ شروع ہے ان آیتوں کا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تممت کے باب میں اتری ہیں باب و قوله لولا اذا سمعتموه نسخہ مطبوعہ مصر میں ترجمہ باب یوں ہی مذکور ہے لیکن اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ نظم قرآنی کے موافق نہیں ہے۔ یہ آیت لولا جاء و عليه باربعة شهداء لولا اذا سمعتموه قلتم سے پہلے ہے۔ مقن قسطلانی اور دوسرے نسخوں میں ترجمہ باب یوں مذکور ہے۔

باب لولا اذا سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خيرا آخر آیت ہم الکاذبون تک یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے (وحیدی) ۴۷۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ. [راجع: ۴۵۹۳]

۴۷۴۹- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا والذین تولى كبره یعنی اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اور مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) ہے۔

تَشْرِیْح اس جھوٹ کا بنانے والا اور اسے مشتہر کرنے والا یہی منافق عبد اللہ بن ابی تھا اس حرکت کے سبب وہ ملعون ٹھہرا۔

۶- باب ﴿لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ لَوْلَا جَاؤُوا عَلَيْهِ بَارْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذَا لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾

باب آیت لولا اذا سمعتموه ظن المومنون الایة کی تفسیر یعنی جب تم لوگوں نے یہ بری خبر سنی تھی تو کیوں نہ مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنی ماں کے حق میں نیک گمان کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح جھوٹا طوفان لگاتا ہے، یہ بہتان باز نزدیک اللہ اپنے قول پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک سربسرجھوٹے ہی ہیں۔

۴۷۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ وَعُغَيْدَةُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْأَنْثِ مَا قَالُوا، فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا، وَكُنْ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ، وَبَعْضُ

ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پر تممت لگانے کا واقعہ بیان کیا۔ یعنی جس میں تممت لگانے والوں نے ان کے متعلق افواہ اڑائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا۔ ان تمام راویوں نے پوری حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا اور ان راویوں میں سے بعض کا بیان بعض دوسرے کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض

راوی کو بعض دوسرے کے مقابلہ میں حدیث زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ یاد تھی مجھ سے یہ حدیث عروہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس طرح بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب آنحضرتؐ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیجانے کے لئے قرعہ ڈالتے جن کا نام نکل جاتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر اسی طرح آپ نے قرعہ ڈالا اور میرا نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ مجھے ہودج سمیت اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا تھا۔ یوں ہمارا سفر جاری رہا۔ پھر جب آپ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات جب کوچ کا حکم ہوا۔ میں (قضاء حاجت کے لئے) پڑاؤ سے کچھ دور گئی اور قضاء حاجت کے بعد اپنے کباوے کے پاس واپس آ گئی۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ میرا نظار کے گھینوں کا بنا ہوا ہار کہیں راستہ میں گر گیا ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگی اور اس میں اتنا متحوی ہو گئی کہ کوچ کا خیال ہی نہ رہا۔

اتنے میں جو لوگ میرے ہودج کو سوار کیا کرتے تھے آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا جو میری سواری کے لئے تھا۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں گوشت سے ان کا جسم بھاری نہیں ہوتا تھا کیونکہ کھانے پینے کو بہت کم ملتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکے پن میں انہیں کوئی اجنبیت نہیں محسوس ہوئی۔ میں یوں بھی اس وقت کم عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے۔ مجھے ہار اس وقت ملا جب لشکر گزر چکا تھا۔ میں جب پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور پھر وہ مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ میں اپنی

حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَىٰ لَهُ مِنْ بَعْضٍ، الَّذِي حَدَّثَنِي غَزْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَتَيْنَهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأَنْزَلُ فِيهِ. فَسَرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلْ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَاقْلَبِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرُّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزَعِ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَسَبْتَنِي ابْتِغَاؤُهُ. وَأَقْبَلَ الرُّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي، فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِيفًا لَمْ يَنْقَلِبْنَهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلُقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِيفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ سَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ

اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمیٰ ثم ذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے (تاکہ اگر لشکر والوں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو اسے اٹھالیں سفر میں یہ دستور تھا) رات کا آخری حصہ تھا، جب میرے مقام پر پہنچے تو صبح ہو چکی تھی۔ انہوں نے (دور سے) ایک انسانی سایہ دیکھا کہ پڑا ہوا ہے وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب وہ مجھے پہچان گئے تو اللہ پڑھنے لگے۔ میں ان کی آواز پر جاگ گئی اور چہرہ چادر سے چھپا لیا۔ اللہ کی قسم، اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا ان کی زبان سے کوئی کلمہ سنا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میں اس پر سوار ہو گئی وہ (خود پیدل) اونٹ کو آگے سے کھینچتے ہوئے لے چلے۔ ہم لشکر سے اس وقت ملے جب وہ بھری دوپہر میں (دھوپ سے بچنے کے لئے) پڑاؤ کئے ہوئے تھے، اس کے بعد جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اس ہمت میں پیش پیش عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا۔ مدینہ پہنچ کر میں بیمار پڑ گئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں ہمت لگانے والوں کی باتوں کا برابر چرچا رہا لیکن مجھے ان باتوں کا کوئی احساس بھی نہیں تھا۔ صرف ایک معاملہ سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا کہ میں اپنی بیماری میں رسول کریم ﷺ کی طرف سے لطف و محبت کا اظہار نہیں دیکھتی تھی جو پہلی بیماریوں کے دنوں میں دیکھ چکی تھی۔ آنحضرتؐ اندر تشریف لاتے اور سلام کر کے صرف اتنا پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ اور پھر واپس چلے جاتے۔ آنحضرتؐ کے اسی طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن صورت حال کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ ایک دن جب (بیماری سے کچھ افاتہ تھا) کمزوری باقی تھی تو میں بابہ نقلی میرے ساتھ ام سطح رضی اللہ عنہا بھی تھیں ہم ”منامع“ کی طرف گئے۔ قضاء حاجت کے لئے ہم وہیں جایا کرتے تھے اور قضاء حاجت کے لئے ہم صرف رات ہی کو جایا کرتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے

الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ. فَأَمَمْتُ مَنَزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ. فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنَزِلِي غَلَبَتْنِي غَنِي فَمِئْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ الدُّلَمِيُّ ثُمَّ الدُّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَذْلَجَ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنَزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَّفَنِي حِينَ رَأَانِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِزْجَاعِهِ حِينَ عَرَّفَنِي، فَخَمَرْتُ وَجْهِي بِحِلْبَابِي، وَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِزْجَاعِهِ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئْتُ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوْغِرِينَ فِي نَخْرِ الظَّهْرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ يُرِيئُنِي فِي وَجْعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنْمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ بَيْنَكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَلَذَلِكَ الَّذِي يُرِيئُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ، حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقِهْتُ فَخَرَجْتُ مَعِيَ أُمُّ

قریب پاخانے نہیں بنے تھے۔ اس وقت تک ہم قدیم عرب کے دستور کے مطابق قضاء حاجت آبادی سے دور جا کر کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں بدبو سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھر کے قریب بنا دیئے جائیں۔ خیر میں اور ام مسطح قضاء حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ ابی رہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ (رائہ نامی) صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ اس طرح وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ ان کے لڑکے مسطح بن اثاثہ ہیں۔ قضاء حاجت کے بعد جب ہم گھر واپس آنے لگے تو مسطح کی ماں کا پاؤں انہیں کی چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا مسطح برباد ہو، میں نے کہا تم نے بری بات کہی، تم ایک ایسے شخص کو برا کہتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک رہا ہے۔ انہوں نے کہا، واہ اس کی باتیں تو نے نہیں سنی؟ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کہا ہے؟ پھر انہوں نے مجھے سمت لگانے والوں کی باتیں بتائیں میں پہلے سے بیمار تھی ہی، ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا اور پھر جب میں گھر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے تو آپ نے سلام کیا اور دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آنحضرت مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد ماں باپ کے یہاں جانے سے صرف یہ تھا کہ اس خبر کی حقیقت ان سے پوری طرح معلوم ہو جائے گی۔ آنحضرت نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ میں نے والدہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا بیٹی صبر کرو، کم ہی کوئی ایسی حسین و جمیل عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر بھی وہ اس طرح اسے نیچا دکھانے کی کوشش نہ کریں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے کہا، سبحان اللہ! کیا اس طرح کا چرچا لوگوں نے بھی کر دیا؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں رونے لگی اور رات بھر روتی رہی۔ صبح ہو گئی لیکن میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا نام و نشان تھا۔ صبح ہو گئی

مِسْطَحٌ قَبْلَ الْمَصَاحِبِ، وَهُوَ مُتَبَرِّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُفْفَ قَرِيبًا مِنْ يُونَيْنَا، وَأَمَرْنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَائِطِ، فَكُنَّا نَتَّأَذَى بِالْكُفْفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ يُونَيْنَا. فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رَهْمٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَبْنَاهَا مِسْطَحُ بْنُ أَثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي قَدْ فَرَعْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مَرِطِهَا، فَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحُ، فَقُلْتُ لَهَا: بِنْسَ مَا قُلْتَ، أُنْسِيْنِ رَجُلًا شَهِدَ بَذْرًا؟ قَالَتْ: أَيْ هُنَا، أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ؟ قَالَتْ قُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، فَأَزْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي. قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنَى سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تَيْكُم؟)) فَقُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبُوبَيٍّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أَرِيدُ أَنْ أَسْتَفِينَ النَّخَبَ مِنْ قَبْلِهِمَا، قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَبُوبَيٍّ، فَقُلْتُ لَأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بِنْتُهُ هُوَنِي عَلَيْكَ، فَوَ اللَّهُ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَانَوُ إِلَّا كَثُرْنَ عَلَيْهَا. قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ، وَلَقَدْ تَحَدَّثَ

اور میں روئے جا رہی تھی اسی عرصہ میں آنحضرتؐ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں آپؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ آپ ان سے میرے چھوڑ دینے کے لئے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہو گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپؐ کی اہلیہ (یعنی خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اس قسمت سے بری ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرتؐ کو ان سے کتنا تعلق خاطر ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کی بیوی کے بارے میں خیر و بھلائی کے سوا اور ہمیں کسی چیز کا علم نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا اور بھی بہت ہیں، ان کی باندی (بریرہؓ) سے بھی آپؐ اس معاملہ میں دریافت فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرتؐ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور دریافت فرمایا، بریرہؓ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تجھ کو شبہ گزرا ہو؟ انہوں نے عرض کیا، نہیں حضورؐ! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جس پر میں عیب لگا سکوں، ایک بات ضرور ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آنا گوندھنے میں بھی سو جاتی ہیں اور اتنے میں کوئی بکری یا پرندہ وغیرہ وہاں پہنچ جاتا ہے اور ان کا گندھا ہوا آنا کھا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپؐ نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی شکایت کی۔ بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے مہر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے مسلمانو! ایک ایسے شخص کے بارے میں کون میری مدد کرتا ہے جس کی اذیت رسانی اب میرے گھر تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں اپنی بیوی کو نیک پاک دامن ہونے کے سوا کچھ نہیں جانتا اور یہ لوگ جس مرد کا نام لے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی خیر کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر میں گئے تو میرے ساتھ ہی گئے ہیں۔ اس

النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ : فَكَيْتُ بِلَكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَجِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَبَلَّتِ الْوُحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي لِرَاقِ أَهْلِهِ. قَالَتْ : فَأَمَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَغْلُمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَغْلُمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلَكَ، وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا. وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ بِعَلَيْكَ وَالنِّسَاءِ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصَدَّقْكَ. قَالَتْ : فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرِيرَةَ، فَقَالَ : ((أَيُّ بَرِيرَةٍ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيكَ؟)) قَالَتْ بَرِيرَةُ : لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتِ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمَصَهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ، قَالَتْ : فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمَنِيرِ : ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَغْدِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي؟ فَوَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا

پر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا اور اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی خزرج میں کا کوئی آدمی ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، تعمیل میں کوتاہی نہیں ہوگی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اس سے پہلے وہ مرد صالح تھے لیکن آج ان پر قومی حیت غالب آگئی تھی (عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق) ان ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے اٹھ کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے، تم میں اس کے قتل کی طاقت نہیں ہے۔ پھر اسید بن حذیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے، کیا تم منافق ہو گئے ہو کہ منافقوں کی طرفداری میں لڑتے ہو؟ اتنے میں دونوں قبیلے اوس و خزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور نوبت آپس ہی میں لڑنے تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ ممبر پر کھڑے تھے۔ آپ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ آخر سب لوگ چپ ہو گئے اور آنحضرتؐ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس دن بھی میں برابر روتی رہی نہ آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند آتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (دوسری) صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس ہی موجود تھے، دو راتیں اور ایک دن مجھے مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ مجھے نیند آئی تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ والدین سوچنے لگے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابھی وہ اسی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ انہوں نے

خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا. وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ)). فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ صَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْنَا لَفَعَلْنَا أَمْرَكَ. قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ احْتَمَلْنَاهُ الْحَمِيَّةَ فَقَالَ: لِسَعْدٍ كَذَبْتُ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ. فَقَامَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدٍ بْنِ عَبَادَةَ: كَذَبْتُ لَعَمْرُ اللَّهِ لَتَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ. فَتَنَازَرَا الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتُلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا وَسَكَتَ. قَالَتْ: فَمَكُنْتُ يَوْمَ ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَجِلُ بَنُوْمٍ. قَالَتْ: فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَتُ لَيْلَتَيْنِ وَبَنُوْمًا لَا أَكْتَجِلُ بَنُوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبَكَاءَ قَالِقٌ كَبِيدِي: قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنَتْ لَهَا، فَجَلَسْتُ تَبْكِي مَعِيَ، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ،
قَالَتْ : وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا
قِيلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ
فِي شَأْنِي قَالَتْ : فَتَشْهَدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ :
(أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ
كَذًا وَكَذًا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيِّرُكَ
اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلَمَمْتَ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي
اللَّهُ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللَّهِ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))
قَالَتْ : فَلَمَّا فَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ ذِمَّتِي حَتَّى مَا
أَحْسُ مِنْهُ فَطَرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي : أَجِبْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا
قَالَ : قَالَ : وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
فَقُلْتُ : لِأُمِّي : أَجِبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ : مَا أَذْرِي مَا
أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
قَالَتْ : فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَهُ السَّنَ لَا
أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ : إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ
عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى
اسْتَفَرُّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، فَلَيْنَ
قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ
لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ
بِأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقَنِي وَاللَّهُ
مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ،

کہا کہ جب سے مجھ پر تمت لگائی گئی تھی اس وقت سے اب تک
آنحضرت میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، آپ نے ایک مہینہ تک اس
معاملہ میں انتظار کیا اور آپ پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل نہیں
ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آنحضرتؐ نے خطبہ پڑھا پھر
فرمایا، اما بعد! اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے اس طرح کی
خبریں پہنچی ہیں پس اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برأت خود کر دے
گا۔ لیکن اگر تم سے غلطی سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ سے دعائے
معفرت کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا
اقرار کر لیتا ہے اور پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی
توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب حضور اکرمؐ
اپنی گفتگو ختم کر چکے تو یکبارگی میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے
جیسے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ میں نے اپنے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے
کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں
نے فرمایا اللہ کی قسم، میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے اس
سلسلہ میں کیا کہنا ہے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آنحضرتؐ کی
باتوں کا میری طرف سے آپ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ
اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ سے کیا عرض کروں۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں خود ہی بولی میں اس وقت نو عمر لڑکی
تھی، میں نے بہت زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا (میں نے کہا کہ) خدا
کی قسم میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ
لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دل میں جم گیا ہے اور آپ لوگ
اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان تمتوں
سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو آپ
لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے، لیکن اگر میں تمت کا اقرار
کر لوں، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں،
تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس
آپ لوگوں کے لئے کوئی مثال نہیں ہے سوا یوسف علیہ السلام کے والد کے

اس ارشاد کے کہ انہوں نے فرمایا تھا ”پس صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا“ بیان کیا کہ پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ کہا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت ضرور کرے گا لیکن خدا کی قسم، مجھے اس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں (قرآن مجید کی آیت) نازل فرمائے۔ البتہ مجھے اس کی توقع ضرور تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری برأت کر دے گا۔ بیان کیا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی اسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے گھر والوں میں سے کوئی باہر نہ تھا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ پر طاری ہوئی تھی جو وحی کے نازل ہوتے ہوئے طاری ہوتی تھی یعنی آپ پسینے پسینے ہو گئے اور پسینہ موتیوں کی طرح آپ کے جسم اطہر سے ڈھلنے لگا حالانکہ سردی کے دن تھے۔ یہ کیفیت آپ پر اس وحی کی شدت کی وجہ سے طاری ہوتی تھی جو آپ پر نازل ہوتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب آنحضرت کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، یہ تھا کہ عائشہ! اللہ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔ میری والدہ نے فرمایا کہ آنحضور کے سامنے (آپ کا شکر ادا کرنے کے لئے) کھڑی ہو جاؤ۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، اللہ کی قسم میں ہرگز آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ پاک کے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیت نازل کی تھی وہ یہ تھی کہ ”بے شک جن لوگوں نے تمہارا تمسک لگایا ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے مکمل دس آیتوں تک۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری برأت میں نازل کر دیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھایا کرتے

قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ: فَاصْطَلَجْتُ عَلَى فِرَاشِي. قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُبْرِئٌ بِرَأْيِي، وَلَكِنَّ اللَّهَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُنْفِلِي وَلِشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَخْفَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُنْفِلِي وَلَكِنْ كُنْتُ أَزْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُرِئُنِي اللَّهُ بِهَا. قَالَتْ: فَوَ اللَّهِ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبَرَحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((يَا عَائِشَةُ أَمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَأَكَ)). فَقَالَتْ أُمِّي: قَوْمِي إِلَيْهِ قَالَتْ: فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا. فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أَثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ

تھے انہوں نے ان کے متعلق کہا کہ خدا کی قسم اب میں مسطح پر کبھی کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا۔ اس نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر کیسی کیسی ہتھمتیں لگادی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ قربت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ ان کی لغزشوں کو معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا رحمت والا ہے۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے ہاں خدا کی قسم میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو وہ پھر وہ تمام اخراجات دینے لگے جو پہلے دیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اب کبھی ان کا خرچ بند نہیں کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی میرے معاملہ میں پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم نے بھی کوئی چیز کبھی دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کان اور میری آنکھ کو خدا سلامت رکھے، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بھی اوپر رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں تہمت لگانے سے محفوظ رکھا۔ لیکن ان کی بہن حمہ ان کے لئے لڑی اور تہمت لگانے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو گئی۔

وَقَفَرَهُ: وَاللّٰهُ لَا أَنْفَقُ عَلَىٰ مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا يَأْتِلُ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُلْغِفُوا وَيُلْصِقُوا، أَلَّا تُجِبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَىٰ وَاللّٰهُ، إِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي. فَرَجَعَ إِلَىٰ مِسْطَحِ النِّفَقَةِ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللّٰهُ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَتْ: ((يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتُ أَوْ رَأَيْتُ؟)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَحْمِي سَمْعِي وَبَصْرِي، مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ النَّبِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكْتَ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

[راجع: ۲۵۹۳]

تشریح یہ طویل حدیث ہی واقعہ افک سے متعلق ہے۔ منافقین کے ہمارے میں آنے پر حضرت حسان بھی شروع میں الزام بازوں میں شریک ہو گئے تھے۔ بعد میں انہوں نے توبہ کی اور حضرت عائشہ کی پاکیزگی کی شہادت دی جیسا کہ شعر مذکور حصان رزان میں مذکور ہے۔ ان کی والدہ فریجہ بنت خالد بن خنیس بن لوزان بن عبدود بن ثعلبہ بن خزرج تھیں۔ ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں انہوں نے جب یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے سنا تو ان کو اتار بیچ نہیں ہوا جتنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہو رہا تھا اس لئے کہ وہ بنیہ خاتون ایسی ہفوات سے متاثر ہونے والی نہیں تھی۔ ہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ضرور اپنی پیاری بیٹی کا یہ دکھ سن کر رونے لگ گئے، ان کو فخر خاندان بیٹی کا رنج دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ آیات برأت نازل ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ پاک کا شکریہ ادا کیا اور جوش ایمانی سے وہ باتیں کہہ ڈالیں جو

روایت کے آخر میں مذکور ہیں کہ میں خالص اللہ ہی کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھ کو منہ دکھانے کے قابل بنا دیا ورنہ لوگ تو عام و خاص سب میری طرف سے اس خبر میں گرفتار ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمال توحید اور صدق و اخلاص اور توکل کا کیا کتنا سچ ہے۔ ﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ۲۶) قیامت تک کے لئے ان کی پاک دامنی ہر مومن کی زبان اور دل اور صفحات کتاب اللہ پر نقش ہو گئی۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ رضی اللہ عنہم اجمعین وحذل اللہ الکافرین والمنافقین الی یوم الدین آمین۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ عبداللہ بن ابی جیسے منافق کا گھڑا ہوا تھا جو ہر وقت اسلام کی بیخ کنی کے لئے دل میں ناپاک باتیں سوچتا رہتا تھا۔ اس منافق کی اس بکواس کا کچھ اور لوگوں نے بھی اثر لے لیا مگر بعد میں وہ تائب ہوئے جیسے حضرت حسان اور مسطح وغیرہ اللہ پاک نے اس بارے میں سورہ نور میں مسلسل دس آیات کو نازل فرمایا اور قیامت تک کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی آیات کو قرآن مجید میں تلاوت کیا جاتا رہے گا۔ اسی سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس واقعہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ غیب داں نہیں تھے ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر اور تردد میں رہتے جو لوگ آپ کے لئے غیب دانی کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ فقہائے احناف نے صاف کہہ دیا ہے کہ انبیاء اولیاء کے لئے غیب جاننے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ان کو بہت سے غائب امور معلوم ہو جاتے ہیں، سو یہ اللہ پاک کی وحی و الہام پر موقوف ہے۔ اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو بطور معجزہ یا کرامت جب چاہتا ہے کچھ امور معلوم کرا دیتا ہے اس کو غیب نہیں کہا جاسکتا۔ یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ غیب دانی یہ ہے کہ بغیر کسی کے معلوم کرائے کسی کو کچھ خود بخود معلوم ہو جائے ایسا غیب بندوں میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ قرآن مجید میں زبان رسالت سے صاف اعلان کرا دیا گیا ﴿لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء﴾ (الاعراف: ۱۸۸) اگر میں غیب داں ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ ان تفصیلات کے باوجود جو مولوی ملاعام مسلمانوں کو ایسے مباحث میں الجھا کر فتنہ فساد برپا کراتے ہیں وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اپنے مریدوں کو الو بناتے ہیں۔ یہی وہ علماء سوء ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو بیشتر زبانوں میں بڑے بڑے نقصانات سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ ایسے علماء کا بایکات کرنا ان کی زبانوں کو لگام لگانا وقت کا بہت بڑا جہاد ہے جو آج کے تعلیم یافتہ روشن خیال صاحبان فہم و فراست نوجوانوں کو انجام دینا ہے۔ اللہ پاک امت مرحومہ پر رحم کرے کہ وہ اسلام کے نام نہاد نام لیواؤں کو پہچان کر ان کے فتنوں سے نجات پاسکے آمین۔

باب آیت ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی دنیا میں بھی آخرت میں بھی توحش شغل (تہمت) میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔“ مجاہد نے کہا کہ اذ تلقونہ کا مطلب یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے۔ لفظ ”تفیضون“ (جو سورہ یونس میں ہے) بمعنی تقولون کے ہے۔ اس کا معنی تم کہتے تھے۔

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَلْقَوْنَهُ﴾: يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ: تَقُولُونَ.

(۷۵۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن کثیر نے خبر دی، انہیں حصین بن عبدالرحمن نے، انہیں ابوالواکل نے، انہیں

۴۷۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ

مسروق نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب عائشہؓ نے تمت کی خبر سنی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

مَسْرُوقٌ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًا عَلَيْهَا.

[راجع: ۳۳۸۸]

تشریح خطیب نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ام رومان رضی اللہ عنہا آنحضرتؐ کی زندگی میں گزر گئی تھیں۔ مسروق کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ قول علی بن زید بن حدیبان نے نقل کیا ہے وہ خود ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مسروق نے ام رومان سے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ ابراہیم حربی اور ابو نعیم حافطین حدیث نے ایسا ہی کہا ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ایک مدت تک زندہ رہیں (وحیدی)

۸- باب قوله ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْهْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾

باب آیت ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اللہ کا بڑا بھاری عذاب تو تم کو اس وقت پکڑتا جب تم اپنی زبانوں سے تمت کو منہ در منہ بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق نہ تھی اور تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔“

(۴۷۵۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ مذکورہ بالا آیت اذ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ (جب تم اپنی زبانوں سے اسے منہ در منہ نقل کر رہے تھے) پڑھ رہی تھیں۔

۴۷۵۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ: ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾.

[راجع: ۴۱۴۴]

یعنی وہ بکمرلام اور تحفیف قاف تَلَقَّوْنَهُ پڑھ رہی تھیں جو لوق یلق سے ہے ولق کے معنی جھوٹ بولنا مشہور قرأت تَلَقَّوْنَهُ بہ تشدید قاف اور فح لام ہے تلقی سے یعنی منہ در منہ لینا (وحیدی)

باب آیت ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور تم نے جب اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کیسے ایسی بات منہ سے نکالیں (پاک ہے تو یا اللہ!) یہ تو سخت بہتان ہے۔“

(۴۷۵۳) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری

- باب [قَوْلِهِ] :

﴿وَلَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾

۴۷۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ: أَحْشَى أَنْ يُثْنَى

عَلِيٍّ، فَقِيلَ : ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وَجْهِهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ : إِنْذَرُوا لَهُ. فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكَ؟ قَالَتْ : بِخَيْرٍ إِنْ اتَّقَيْتُ اللَّهَ. قَالَ : فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْكِحْ بِكَرًا غَيْرَكَ، وَنَزَلَ غُذْرُكَ مِنَ السَّمَاءِ. وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خَلْفَهُ فَقَالَتْ : دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَتَنِي عَلِيٌّ، وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًّا مَنْسِيًّا.

[راجع: ۳۷۷۱]

تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لئے آپ کو اجازت دے دینی چاہئے) اس پر انہوں نے کہا کہ پھر انہیں اندر بلاؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آنحضرتؐ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی برأت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے اور میری تعریف کی، میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بصری گنہگار ہوتی۔

یعنی کوئی میرا ذکر ہی نہ کرتا۔ اولیاء اللہ اور بزرگوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے۔ انہوں نے شہرت اور ناموری کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔

(۴۷۵۴) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد المجید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا لیکن اس حدیث میں راوی نے لفظ ”نسیا منسیا“ کا ذکر نہیں کیا۔

باب آیت ﴿يَعْظُمُكُمْ اللَّهُ إِنْ تَعُودُوا..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر
”یعنی اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ خبردار پھر اس قسم کی حرکت کبھی نہ کرنا۔“

(۴۷۵۵) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے کی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ انہیں بھی

۴۷۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَائِشَةَ. نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسِيًّا مَنْسِيًّا.

[راجع: ۳۱۷۱]

۹- باب قَوْلِهِ : ﴿يَعْظُمُكُمْ اللَّهُ إِنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾ الْآيَةَ.

۴۷۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، قُلْتُ: أَتَأْذِنِينَ لِهَذَا؟
قَالَتْ: أَوْلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ؟
قَالَ سُفْيَانُ: تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ:
حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تَزُولُ بِرَبِيَّةٍ
وَتُصْنَعُ غَرْفِي مِنْ لُحُومِ الْفَوَافِلِ
قَالَتْ: لَكِنْ أَنْتِ.

[راجع: ۴۱۴۶]

اجازت دیتی ہیں (حالانکہ انہوں نے بھی آپ پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا تھا) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کیا انہیں اس کی ایک بڑی سزا نہیں ملی ہے۔ سفیان نے کہا کہ ان کا اشارہ ان کے نابینا ہو جانے کی طرف تھا۔ پھر حضرت حسانؓ نے یہ شعر پڑھا۔ ”عقیفہ اور بڑی عقلمند ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو کوئی شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے سے اکمل پرہیز کرتی ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔

اے حسان! تو نے طوفان کے وقت میری غیبت کی اور مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ شعر مذکور کا شعر میں ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں نے یوں کیا ہے۔

عاقلہ ہے پاک دامن ہے ہر عیب سے وہ نیک بخت
مجھ کرتی ہے وہ بھوکے بے گنہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں

حضرت عائشہؓ نے بڑے عذاب کا لفظ اس لئے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ آخر میں نابینا ہو گئے تھے۔ یہ شعر مذکور میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو عورتیں غافل اور بے پرواہ ہوتی ہیں، ان کی اس عادت کی وجہ سے آپ دوسروں کے سامنے ان کی کسی طرح کی برائی نہیں کرتیں کہ یہ غیبت ہے اور غیبت اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

۱۰- باب ﴿وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾
یعنی ”اور اللہ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔“

(۴۷۵۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو الضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھا۔ ”عقیفہ اور بڑی عقلمند ہیں، ان کے متعلق کسی کو شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ آپ غافل اور پاک دامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کامل پرہیز کرتی ہیں۔“ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن اے حسان! تو ایسا نہیں ہے۔ بعد میں میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو اپنے پاس آنے دیتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یہ آیت بھی نازل کر چکا ہے کہ ”اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا الخ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

۴۷۵۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّهَ وَقَالَ:
حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تَزُولُ بِرَبِيَّةٍ
وَتُصْنَعُ غَرْفِي مِنْ لُحُومِ الْفَوَافِلِ
قَالَتْ: لَسْتُ كَذَلِكَ. قُلْتُ: تَدْعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى. وَقَالَتْ: وَقَدْ

کہ ناپید ہو جانے سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہو گا پھر انہوں نے کہا کہ

حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی کفار کی جھوٹ کا جواب دیا

[راجعہ: ۴۱۶: ۱]

کرتے تھے (کیا یہ شرف ان کے لئے کم ہے)

تشیع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اگر ایک غلطی کی تو دوسرا ہنر بھی کیا۔ اس ہنر کے مقابل ان کا عیب درگزر کرنے کے لائق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حسانؓ سے فرمایا ”روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی طرف سے کافروں کا رد کرے۔“ کافر آنحضرتؐ کی اسلام اور مسلمانوں کی شہر میں بھی جھوٹ کیا کرتے تھے ان کے جواب کے لئے اللہ نے حضرت حسانؓ کو کھڑا کر دیا وہ کافروں کی ایسی جھوٹ کرتے کہ ان کے دلوں پر چوٹ لگتی۔ حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ ایک طرف اگر حسان سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ تمہمت تراشنے والوں کے ساتھ ہو گئے تو دوسری طرف یہ ہنر بھی اللہ نے ان کو دیا کہ وہ کفار کی نظم و نثر ہر طرح سے جھوٹ کرتے تھے۔ اس عظیم ہنر کے ہوتے ہوئے ان کا ایک عیب درگزر کرنے کے قابل ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا کہ روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی حمایت اور کافروں کی مذمت جوابی طور پر کرتا رہے گا۔ معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام کا تحریری و تقریری نظم و نثر میں جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ آج کل کتنے غیر مسلم فرقتے اسلام میں بے ہودہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ خود مسلمانوں میں بھی ایسے نام نہاد بہت ہیں جو فرائض و سنن اسلامی پر زبان درازی کرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کا رد کرنا ان کے رد میں کتابیں لکھنا قرآن و حدیث کو عامۃ المسلمین کے مفاد کے لئے شائع کرنا بہت بڑی عبادت بلکہ افضل ترین عبادت ہے۔ خاص طور پر بخاری شریف جیسی اہم کتاب کے مطالعہ میں رہنا گویا اللہ و رسول اور صحابہ و تابعین و محدثین کرام رحمہم اللہ کی مجالس برپا کرنا اور اس سے اجر عظیم حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا مقابلہ کرنا ان کی تحریروں اور تقریروں کا جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے

الحمد للہ کہ یہ ”بخاری شریف مترجم اردو“ بھی خالص لوجہ اللہ دین اسلام کی خدمت کے طور پر شائع کی جا رہی ہے جو لوگ اس خدمت کے ہمدرد و معاون ہیں وہ یقیناً اللہ کے ہاں سے اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ آج جبکہ عوام مسلمان قرآن و حدیث کے مطالعہ سے دن بدن غفلت برت رہے ہیں بلکہ نامانوس ہوتے جا رہے ہیں بخاری شریف کی یہ خدمت افضل ترین عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ پاک ہمارے ہمدردان کرام و معاونین عظام کو بہترین جزائیں عطا کرے اور دین و دنیا میں ان سب کو برکتوں سے نوازے جو اس خدمت میں دامے درے نختے میرے شریک ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدارين۔ آمین

ایک عجیب حکایت! حضرت عبداللہ بن مبارک ایک بلند پایہ عالم اور اہل اللہ بزرگ گزرے ہیں آپ نماز باجماعت ادا کرتے ہی فوراً گوشہ خلوت میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے کہا کہ آپ نماز کے بعد فوراً کہاں چلے جایا کرتے ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی پاکیزہ مجالس میں پہنچ جاتا ہوں۔ وہ شخص تعجب سے بولا کہ آج وہ پاکیزہ مجالس کمال ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ مجالس دفاتر کتب احادیث کی شکلوں میں موجود ہیں۔ جن کے مطالعہ سے صحابہ کرام اور تابعین عظام و محدثین کی مجالس کا لطف حاصل ہو جاتا ہے اور عوام کی مجالس میں جو غیبت و غیرہ کا بازار گرم ہوتا ہے ان سے بھی دور رہنے کا موقع مل جاتا ہے۔ فی الواقع کتب احادیث کا لکھنا پڑھنا دربار رسالت و مجالس صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین میں حاضری دینا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ خلوت میں جب بھی بخاری شریف لکھنے پڑھنے بیٹھ جاتا ہوں دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور مجالس محدثین کا لطف مل جاتا ہے۔ اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم آج ۱۷ رجب ۱۴۳۹ھ کو یہ نوٹ جامع الاحادیث کھنڈیا راجستان میں بروز جمعہ حوالہ قلم کر رہا ہوں اور جماعت کی ترقی کے لئے دست بدعا ہوں۔ اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱- باب [قوله] :

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي
الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾
﴿وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ
اللَّهَ زَوُوفٌ رَحِيمٌ﴾. تَشِيعُ : تَظْهَرُ.
﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ
يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى
وَالْيَتَامَى أَلَّا تُجِبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

آیت ﴿ان الذين يحبون.....الاية﴾ کی تفسیر

یعنی ”یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین کے درمیان بے حیائی کا چرچا رہے ان کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک سزا ہے۔ اللہ علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے (تو تم بھی نہ سمجھتے)۔“
تشیع بمعنی نظر ہے یعنی ظاہر ہو۔

باب آیت ﴿ولا ياتل اولو الفضل.....الاية﴾ کی تفسیر

”یعنی اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں وہ قربات والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں، بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ ان کی لغزشیں معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے۔ بیشک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔“

تَشِيعُ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے واقعہ مذکورہ سے متاثر ہو کر حضرت مسطح بن اثاثہ کو امداد دینے سے انکار کر دیا تھا مگر اللہ کو یہ بات ناپسند آئی، اس آیت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل فوراً نرم ہو گیا اور کہا کہ اے پروردگار! بے شک میں تیری بخشش چاہتا ہوں اور اسی مقصد کے تحت اب مسطح کی امداد فوراً جاری کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ آیت کتاب اللہ میں بہت ہی امید دلانے والی آیت ہے۔ گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک گنہگار مسطح بن اثاثہ کی امداد بند کرنے کے خیال پر ڈانٹا گیا۔ وہ سبحان اللہ عجب شان رحمانیت ہے۔ سچ ہے۔ الرحمن الرحیم۔ اللہ ارحم الراحمین۔

(۴۷۵۷) اور ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی، پھر فرمایا، اما بعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے اور اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی

۴۷۵۷- وَقَالَ أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَةٍ فَتَشْهَدُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أَنْاسِ أَبْنَاءِ أَهْلِي، وَإِنَّمَا اللَّهُ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ، وَأَبْنَوْهُمْ

بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ
وَلَا يَدْخُلُ بَيْنِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلَا
غَيْبٌ لِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ)). فَقَامَ سَعْدُ
بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: أَأُذِّنُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ
تَضْرِبَ أَغْصَانَهُمْ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي
الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتُ ثَابِتٍ مِنْ
رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ، فَقَالَ كَذَبْتَ، أَمَا
وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتُ
أَنْ تَضْرِبَ أَغْصَانَهُمْ، حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ
بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ لِي الْمَسْجِدِ
وَمَا عَلِمْتُ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءً ذَلِكَ الْيَوْمِ
خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ،
فَعَثَرْتُ وَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ: أَيْ
أُمُّ تَسْيِينَ ابْنِكَ؟ وَسَكَتَتْ. ثُمَّ عَثَرَتْ
الْثَّانِيَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا:
تَسْيِينَ ابْنِكَ؟ ثُمَّ عَثَرَتْ الثَّلَاثَةَ، فَقَالَتْ:
تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا
أَسْبُهُ إِلَّا فِيكَ. فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟
قَالَتْ فَبَقَرْتُ لِي الْحَدِيثَ. فَقُلْتُ: وَقَدْ
كَانَ هَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَاللَّهِ، فَرَجَعْتُ
إِلَى بَنِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ
مِنْهُ قَلِيلاً وَلَا كَثِيراً. وَوَعَكْتُ فَقُلْتُ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي، فَأَرْسَلَ مَعِيَ
الْفَلَّامَ. فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ
فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ.
فَقَالَتْ أُمِّي: مَا جَاءَ بِكَ يَا بُنَيَّةُ؟

نہیں دیکھی اور تمہمت بھی ایسے شخص (صفوان بن معطل) کے ساتھ
لگائی ہے کہ اللہ کی قسم، ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں
دیکھی۔ وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوا تو میری موجودگی ہی میں
داخل ہوا اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ نہیں ہوتا تو وہ بھی
نہیں ہوتا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن معاذ
ﷺ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں حکم فرمائیے کہ ہم
ایسے مردود لوگوں کی گردنیں اڑا دیں۔ اس کے بعد قبیلہ خزرج کے
ایک صاحب (سعد بن عبادہ) کھڑے ہوئے، حسان بن ثابت کی والدہ
اسی قبیلہ خزرج سے تھیں، انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم جھوٹے
ہو، اگر وہ لوگ (تمہمت لگانے والے) قبیلہ اوس کے ہوتے تو تم کبھی
انہیں قتل کرنا پسند نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسجد ہی میں
اوس و خزرج کے قبائل میں باہم فساد کا خطرہ ہو گیا، اس فساد کی مجھ کو
کچھ خبر نہ تھی، اسی دن کی رات میں میں قضاء حاجت کے لئے باہر
نکلے، میرے ساتھ ام مسطح بھی تھیں۔ وہ (راستے میں) پھسل گئیں اور
ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں نے کہا، آپ
اپنے بیٹے کو کوستی ہیں، اس پر وہ خاموش ہو گئیں، پھر دوبارہ وہ پھسلیں
اور ان کی زبان سے وہی الفاظ نکلے کہ مسطح کو خدا غارت کرے۔ میں
نے پھر کہا کہ اپنے بیٹے کو کوستی ہو، پھر وہ تیسری مرتبہ پھسلیں تو میں
نے پھر انہیں ٹوکا۔ انہوں نے بتایا کہ خدا کی قسم، میں تو تیری ہی وجہ
سے اسے کوستی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے کس معاملہ میں انہیں
آپ کو کوس رہی ہیں؟ بیان کیا۔ کہ اب انہوں نے طوفان کا سارا قصہ
بیان کیا میں نے پوچھا، کیا واقعی یہ سب کچھ کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا
کہ ہاں، خدا کی قسم پھر میں اپنے گھر آگئی۔ لیکن (ان واقعات کو سن کر
غم کا یہ حال تھا کہ) مجھے کچھ خبر نہیں کہ کس کام کے لئے میں باہر گئی
تھی اور کہاں سے آئی ہوں، ذرہ برابر بھی مجھے اس کا احساس نہیں رہا۔
اس کے بعد مجھے بخار چڑھ گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ
آپ مجھے ذرا میرے والد کے گھر پہنچا دیجئے۔ آپ نے میرے ساتھ

ایک بچہ کو کر دیا۔ میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ام رومان بیچے کے حصہ میں ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بالا خانے میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا بیٹی اس وقت کیسے آگئیں۔ میں نے وجہ بتائی اور واقعہ کی تفصیلات سنائیں ان باتوں سے جتنا غم مجھ کو تھا ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اتنا غم نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا، بیٹی اتنا فکر کیوں کرتی ہو کم ہی ایسی کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سواکین بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس میں سو عیب نہ نکالیں۔ اس تممت سے وہ اس درجہ بالکل بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھیں جتنا میں متاثر تھی۔ میں نے پوچھا والد کے علم میں بھی یہ باتیں آگئیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور رسول اللہ ﷺ کے؟ انہوں نے بتایا کہ آنحضورؐ کے بھی علم میں سب کچھ ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی میری آواز سن لی، وہ گھر کے بالائی حصہ میں قرآن پڑھ رہے تھے، اتر کر بیچے آئے اور والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمام باتیں اسے بھی معلوم ہو گئی ہیں جو اس کے متعلق کسی جا رہی ہیں۔ ان کی بھی آنکھیں بھرا آئیں اور فرمایا بیٹی! تمہیں قسم دیتا ہوں، اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس چلی آئی۔ (جب میں اپنے والدین کے گھر آگئی تھی تو رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ (بریرہ) سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ نہیں، خدا کی قسم میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی، البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا (کم عمری کی غفلت کی وجہ سے) کہ (آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آکر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی، رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ بنے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ آنحضورؐ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی۔ اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ، میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سارے کھڑے سونے کو جانتا ہے۔ اس تممت کی خبر جب ان صاحب کو

فَاخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ، وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي. فَقَالَتْ: يَا بِنْتُ خَفْصِي عَلَيْكَ الشَّانُ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ حَسَنَاءَ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا. وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي. قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قُلْتُ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ، فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ. فَتَنَزَّلَ فَقَالَ لَأُمِّي: مَا شَأْنُهَا؟ قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذَكَرَ مِنْ شَأْنِهَا، فَفَاصَتْ عَيْنَاهُ. قَالَ: أَفَسَمِعْتُ عَلَيْكَ أَيْ بِنْتُ! إِلَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِكَ فَرَجَعْتُ. وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا إِنَّهَا كَانَتْ تَرَفُّدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خِمِيرَهَا، أَوْ عَجِينَهَا. وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَصْدَقِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ. فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّانِعُ عَلَى نَبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ. وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أَتْنَى قَطُّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقِيلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! اللہ کی قسم! کہ میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت پائی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آ گئے اور میرے پاس ہی رہے۔ آخر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ میرے والدین مجھے دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے ہوئے تھے، آنحضرتؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اما بعد، اے عائشہ! اگر تم نے واقعی کوئی برا کام کیا ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ کرو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک انصاری خاتون بھی آگئیں تھیں اور دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، آپ ان خاتون کا لحاظ نہیں فرماتے کہیں یہ (اپنی سمجھ کے مطابق کوئی الٹی سیدھی) بات باہر کہہ دیں۔ پھر آنحضرتؐ نے نصیحت فرمائی، اس کے بعد میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہی جواب دیجئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا کہوں جب کسی نے میری طرف سے کچھ نہیں کہا تو میں نے شہادت کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد! اللہ کی قسم! اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور اللہ عز و جل گواہ ہے کہ میں اپنے اس دعوے میں سچی ہوں، تو آپ لوگوں کے خیال کو بدلنے میں میری یہ بات مجھے کوئی نفع نہیں پہنچائے گی، کیونکہ یہ بات آپ لوگوں کے دل میں رچ بس گئی ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں نے واقعی یہ کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے تو جرم کا خود اقرار کر لیا ہے۔ خدا کی قسم کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد کی سی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا ”بس صبر ہی اچھا ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔“ میں نے ذہن پر بہت زور دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد آ

قالت: وَأَصْبَحَ أَبُو أَبِي عَنبِيٍّ، فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مَلَى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَفَيْتُ أَبُو أَبِي عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتَى عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ، إِنْ كُنْتَ قَارَنْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَرُوبِي إِلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ)). قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَمِثِّي جَالِسَةً بِالْبَابِ، فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا. فَوَعِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالْتَفْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ: أَجِبْنِي، قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ، فَالْتَفْتُ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ: أَجِيبْنِي، فَقَالَتْ: أَقُولُ مَاذَا؟ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبْنِي، تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ تَعَالَى وَأَتَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ: أَمَّا بَعْدُ فَوَ اللَّهُ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ، لَقَدْ تَكَلَّمْتُ بِهِ وَأَشْرَبْتُهُ قُلُوبُكُمْ وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ، لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا. وَإِنِّي وَاللَّهُ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا. وَالتَّمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ. إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبِّرْ جَمِيلًا وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ، فَسَكَنَّا،

فَرَفَعَ عَنْهُ، وَإِنِّي لَأَتَّبِعُ السُّرُورَ لِي وَجْهِهِ
وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ : ((أَنْبِئِي يَا
عَائِشَةُ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكَ))، قَالَتْ :
وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، فَقَالَ لِي
أَبُو آيٍ: قُومِي إِلَيْهِ. فَقُلْتُ : وَاللَّهِ لَا أَقُومُ
إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمْ، وَلَكِنْ
أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي. لَقَدْ
سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ.
وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ : أَمَا زَيْنَبُ ابْنَةُ
جَحْشٍ فَصَصَمَهَا اللَّهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا
خَيْرًا، وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ
هَلَكَ. وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ
وَحَسَنُ بْنُ قَابِطٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ،
وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ وَهُوَ
وَحَمْنَةُ. قَالَتْ : فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا
يَنْفَعُ مِسْطَحًا بِنَافِقَةٍ أَبَدًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزًّا
وَجَلًّا ﴿وَلَا يَأْتِلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾
إِلَى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ﴾
أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْفَرْتَى وَالْمَسَاكِينَ
يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ : ﴿أَلَا تُحِبُّونَ
أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾
حَتَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ : بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا؟
إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا، وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ
يَصْنَعُ.

[راجع: ۲۵۹۳]

جائے لیکن نہیں یاد آیا۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول
شروع ہو گیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے یہ کیفیت ختم
ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خوشی آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو
رہی تھی۔ آنحضرتؐ نے (پسینہ سے) اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے
فرمایا، عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکی نازل کر دی
ہے۔ بیان کیا کہ اس وقت مجھے بڑا غصہ آ رہا تھا۔ میرے والدین نے
کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ، میں نے کہا کہ خدا کی
قسم! میں آنحضرتؐ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی نہ حضورؐ کا شکریہ ادا
کروں گی اور نہ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں گی، میں تو صرف اللہ کا
شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل کی ہے۔ آپ لوگوں نے تو
یہ افواہ سنی اور اس کا انکار بھی نہ کر سکے، اس کے ختم کرنے کی بھی
کوشش نہیں کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے اس تہمت میں پڑنے
سے بچالیا۔ میری بابت انہوں نے خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی،
البتہ ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ اس
طوفان کو پھیلانے میں مسطح اور حسان اور منافق عبد اللہ بن ابی نے
حصہ لیا تھا۔ عبد اللہ بن ابی منافق ہی تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور
اس پر حاشیہ چڑھاتا، وہی اس طوفان کا بانی مبنی تھا۔ والذی تولى كبره
سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ
قسم کھائی کہ مسطح کو کوئی فائدہ آئندہ کبھی وہ نہیں پہنچائیں گے۔ اس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور
فراخ دست ہیں“ الخ، اس سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ قرابت والوں
اور مسکینوں کو“ اس سے مراد مسطح ہیں۔ (دینے سے قسم نہ کھا
بیٹھیں) اللہ تعالیٰ کے ارشاد، ”کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے
قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان
ہے تک۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم، اے ہمارے
رب! ہم تو اسی کے خواہش مند ہیں کہ تو ہماری مغفرت فرما۔ پھر وہ

پہلے کی طرح مسطح کو جو دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ غیب داں نہیں تھے جو لوگ آپ کو غیب داں کہتے ہیں وہ آپ پر اہتمام لگاتے ہیں۔ اگر آپ غیب جانتے تو روز اول ہی اس جھوٹ کو واضح فرما کر دشمنوں کی زبان بند کر دیتے مگر اس سلسلہ میں آپ کو کافی دنوں وحی الہی کا انتظار کرنا پڑا۔ آخر سورہ نور نازل ہوئی اور اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو قیامت تک کے لئے قرآن مجید میں محفوظ کر دیا۔ اس سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما آمین

۱۲- باب قوله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ﴾ ولبضربن بخمرهن علی جیوبهن.....

الایۃ کی تفسیر

بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ ﴿﴾

”یعنی مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“

۴۷۵۸- وقال أحمد بن حنبل: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ. [طرفہ فی: ۴۷۵۹]

۴۷۵۸ (۳۷۵۸) اور احمد بن حنبل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد شیب بن سعید نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت ”اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“ (تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نہ نظر آئے) نازل کی، تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لئے۔

حضرت احمد بن حنبل نے امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ شاید یہ روایت حضرت امام نے ان سے نہیں سنی اسی لئے لفظ حدثنا نہیں کہا ابن منذر نے اسے وصل کیا ہے۔

۴۷۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أَرْزُهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. [راجع: ۴۷۵۸]

۴۷۵۹ (۳۷۵۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے، ان سے صفیہ بنت شیبہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“ تو (انصار کی عورتوں نے) اپنے تہندوں کو دونوں کناروں سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

عرب کی عورتیں کرتا پنٹیں تھیں جس کا گریبان سامنے سے کھلا رہتا اس سے سینہ اور چھاتیوں پر نظر پڑتی، اس لئے ان کو اوڑھنی سے گریبان ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ سینے اور گریبان کا ڈھانکنا بھی عورت کے لئے ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے دوپٹہ استعمال کرنا اس پر برقعہ اوڑھنا اگر میسر ہو تو بہتر ہے، برقعہ نہ ہو تو بہر حال دوپٹے یا اوڑھنی سے عورت کو سارا جسم چھپانا پردہ کے واجبات سے ہے۔

سورۃ فرقان کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہباء منشور کے معنی جو چیز ہوا اڑا کر لائے (گردوغبار وغیرہ) مدالظل سے وہ وقت مراد ہے جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے ساکن کا معنی ہمیشہ علیہ دلیلا میں دلیل سے سورج کا نکلنا مراد ہے۔ خلفتہ سے یہ مطلب ہے کہ رات کا جو کام نہ ہو سکے وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کا جو کام نہ ہو سکے وہ رات کو پورا کر سکتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا قرا عین کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیویوں کو اور اولاد کو خدا پرست اپنا تابعدار بنادے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی کہ اس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثور کے معنی ہلاکت خرابی۔ اوروں نے کہا سعیر کا لفظ مذکر ہے یہ تسعر سے نکلا ہے تسعر اور اضطرام آگ کے خوب سلگنے کو کہتے ہیں۔ تملی علیہ اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں یہ املیت اور املاات سے نکلا ہے۔ الرس کان کو کہتے ہیں اس کی جمع رساس آتی ہے۔ کان بمعنی معدن مایع با عرب لوگ کہتے ہیں ما عبات بہ شیئا یعنی میں نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔ غراما کے معنی ہلاکت اور مجاہد نے کہا عتوا کا معنی شرارت کے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے کہا عاتیہ کا معنی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

سورۃ فرقان کی ہے جس میں ۷۷ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ ثانی ترجمہ والے قرآن شریف میں یہ ص: ۴۳ سے شروع ہوتی ہے۔ الفاظ مخففہ جن کے کچھ معانی حضرت امام نے بیان فرمائے ہیں تفصیلی مطالب ان آیات کے ملاحظہ ہی سے معلوم ہوں گے جہاں جہاں سورۃ فرقان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ....الَايَة﴾

کی تفسیر یعنی ”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف چلائے جائیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین

[۲۵] سُورَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَاءٌ مَنْثُورٌ﴾ مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ. ﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ : مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ. ﴿سَاكِنًا﴾ : دَائِمًا. ﴿عَلَيْهِ ذَلِيلًا﴾ : طُلُوعِ الشَّمْسِ ﴿خَلْفَتَهُ﴾ : مَنْ فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلٌ أَذْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَذْرَكَهُ بِاللَّيْلِ. وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبَّ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا﴾ : فِي طَاعَةِ اللَّهِ، وَمَا شَيْءٌ أَقْرَبَ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿ثُورًا﴾ : وَيَلًا. وَقَالَ غَيْرُهُ : ﴿السَّعِيرُ﴾ مُذَكَّرٌ. وَالْتَسَعِيرُ وَالْإِضْطِرَامُ : التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ. ﴿تُمَلَّى عَلَيْهِ﴾ : تَقْرَأُ عَلَيْهِ، مِنْ أَمَلَيْتُ وَأَمَلَلْتُ. ﴿الرَّسَّ﴾ : الْمَعْدِنُ، جَمْعُهُ رَسَاسٌ. ﴿مَا يَعْتَابُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَاتُ بِهِ شَيْئًا : لَا يُعْتَدُّ بِهِ. ﴿غَرَامًا﴾ : هَلَاكًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿وَعَتَوَا﴾ : طَفَعُوا. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : ﴿عَاتِيَةً﴾ : عَنَتٌ عَنِ الْخَزَانِ.

تَشْرِیح

۱- باب قَوْلِهِ

﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْلَىٰ سَبِيلًا﴾

ہوں گے اور یہ راہ چلنے میں بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔“

(۴۷۶۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا! اللہ جس نے اسے اس دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرہ کے بل چلا دے۔ قتادہ نے کہا یقیناً ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہو گا۔

۴۷۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يُخْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ : ((أَلَيْسَ الَّذِي أُمِّشَاهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمَشِّيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةَ رَبِّنَا. [طرفه في: ۶۵۲۳].

قیامت کے دن ایک منظر یہ بھی ہو گا کہ کفار و مشرکین منہ کے بل چلائے جائیں گے جس سے ان کی انتہائی ذلت و خواری ہو گی۔

اللهم لا تجعلنا منهم آمين!

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ.... (الایۃ)﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے وہ قتل نہیں کرتے، مگر ہاں حق پر اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔“ اٹاما کے معنی عقوبت و سزا ہے۔

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْعُقُوبَةُ.

(۴۷۶۱) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے، ان سے ابو میسرہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سفیان ثوری نے کہا کہ) اور مجھ سے واصل نے بیان کیا اور ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد

۴۷۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسَلِيمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ؟ قَالَ : ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً، وَهُوَ خَلَقَكَ)). قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)). قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((أَنْ

کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہاری روزی میں شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا، اس کے بعد یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ آیت آنحضرت کے فرمان کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی کہ ”اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔“

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے یعنی اللہ کی عبادت میں کسی بھی غیر کو شریک کرنا یہ وہ گناہ ہے کہ اس کے کرنے والے کی اگر وہ بغیر توبہ مرجائے اللہ کے یہاں کوئی بخشش نہیں ہے۔ بشرکین ہمیشہ ہمیش دونوں میں رہیں گے۔ جنت ان کے لئے قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح قتل ناحق بھی بڑا گناہ ہے اور زنا کاری بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو ان سے بچائے آمین۔

۴۷۶۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخْتُهَا آيَةً مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ، فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ، وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن نعمان نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ اہل کوفہ کا مومن کے قتل کے مسئلے میں اختلاف ہوا (کہ اسکے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں) تو میں سفر کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ (سورہ نساء کی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے) اس سلسلہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اور کسی دوسری چیز سے منسوخ نہیں ہوئی۔

٤٧٦٤- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ
ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ
تَعَالَى : ﴿لَجَزَاءُ هُمْ﴾ قَالَ : لَا تَوْبَةَ
لَهُ. وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْخُلُونَ مَعَ
اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ : كَانَتْ هَذِهِ لِي
الْجَاهِلِيَّةِ. [راجع: ٣٨٥٥]

(٣٤٦٣) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا
ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”لَجَزَاءُ هُمْ جہنم“ کے
متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور
اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”لَا يَدْخُلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ“ کے متعلق پوچھا تو
آپ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے زمانہ
جاہلیت میں قتل کیا ہو۔

یعنی جن لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں قتل کیا ہو اور پھر اسلام لائے ہوں تو ان کا حکم اس آیت میں بتایا گیا ہے لیکن اگر کوئی
مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ناحق قتل کر دے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کی سزا جہنم ہے۔ اس گناہ سے اس
کی توبہ قبول نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے کہ عہد کسی مسلمان کا ناحق قاتل ابدی دوزخی ہے۔ مگر جمہور امت کا
فتویٰ ہے کہ ایسا گناہ اس مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے کر توبہ کرے تو وہ قاتل معافی ہو جاتا ہے۔ شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا
فتویٰ زبردستی کے طور پر ہو۔ بہر حال جمہور کا فتویٰ رحمت الہی کے زیادہ قریب ہے۔

باب آیت ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر

”یعنی قیامت کے دن اس کا عذاب کئی گنا بڑھتا ہی جائے گا اور وہ اس
میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔“

(٣٤٦٥) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے
بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ان
سے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے آیت ”اور جو کوئی کسی مومن کو جان کر قتل کرے اس کی
سزا جہنم ہے“ اور سورہ فرقان کی آیت ”اور جس انسان کی جان
مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق
کے ساتھ“ الا من تاب وآمن تک میں نے اس آیت کے متعلق
پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ
پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل
بھی کئے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا
بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”مگر ہاں جو
توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے“ اللہ بہت بخشنے والا

٣- باب قَوْلِهِ :

﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ
فِيهِ مُهَانًا﴾

٤٧٦٥- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا
شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ
قَالَ ابْنُ أَبِي سَيْلٍ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ
تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ
جَهَنَّمَ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ - حَتَّىٰ بَلَغَ - إِلَّا مَنْ
تَابَ وَآمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ
قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ : فَقَدْ عَذَّلَنَا بِاللَّهِ، وَقَتَلْنَا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ. وَأَتَيْنَا
الْفُؤَادَ حَيْثُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ
وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا - إِلَى قَوْلِهِ -
غُفُورًا رَحِيمًا﴾.

[راجع: ۳۸۵۵]

بڑا ہی مہربان ہے، تک۔

باب آیت ﴿الْأَمِنَ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾
کی تفسیر یعنی ”مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا
رہے، سوان کی بدیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو ہے ہی
بڑا بخشش کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔“

(۴۷۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر
دی، انہیں شعبہ نے، انہیں منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے
بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمن بن ابزی نے حکم دیا کہ میں حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں یعنی ”اور جس نے
کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا“ الخ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں
نے فرمایا کہ یہ آیت کسی چیز سے بھی منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ (اور
دوسری آیت جس کے بارے میں مجھے انہوں نے پوچھنے کا حکم دیا وہ
یہ تھی ”اور جو لوگ کسی معبود کو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے“ آپ
نے اس کے متعلق فرمایا یہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال یہ تھا کہ الامن تَاب و آمَن الایة کا تعلق ان مسلمانوں سے نہیں ہے جو کسی مسلمان کا عداً ناقص
خون کریں یہ آیت صرف کافر و مشرکوں کے ایمان لانے سے متعلق ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا مگر جمہور امت نے ایسے قاتل کے بارے میں توبہ و استغفار کی گنجائش بتائی ہے۔

باب آیت ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ لِرَآءِهِ...﴾ کی تفسیر
”یعنی پس عنقریب یہ (جھٹلانا ان کے لئے) باعث وبال و دوزخ بن کر
رہے گا۔“ لزاماً یعنی ہلاکت۔

(۴۷۶۷) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے
میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے
مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا (قیامت کی) پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں، دھواں (اس
کا ذکر آیت یوم تاتى السماء بدخان مبين میں ہے) چاند کا پھٹنا (اس کا
ذکر آیت اقتربت الساعة وانشق القمر میں ہے) روم کا مغلوب ہونا
(اس کا ذکر سورہ فلبت الروم میں ہے) بطشہ یعنی اللہ کی پکڑ جو بدر

۴- باب قوله ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ
وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ
اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ
غَفُورًا رَحِيمًا﴾

۴۷۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِزَى أَنْ
أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ
يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ
يَنْسَخْهَا شَيْءٌ. وَعَنْ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ
الشِّرْكِ. [راجع: ۳۸۵۵]

۵- باب قوله ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ
لِرَآءِهِ﴾ : هَلَكَةً.

۴۷۶۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ
غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا
مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:
خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: الدُّخَانُ، وَالْقَمَرُ،
وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ ﴿فَسَوْفَ
يَكُونُ لِرَآءِهِ﴾.

[راجع: ۱۰۰۷]

میں ہوئی (اس کا ذکر یوم نبطش البطشة الكبرى میں ہے) اور وہاں جو قریش پر بدر کے دن آیا (اس کا ذکر آیت فسوف یكون لزاما میں ہے

یہ پانچوں نشانیاں علامت قیامت سے متعلق ہیں۔ دھواں تو وہی ہے جس کا ذکر یوم تانی السماء بدخان مبین میں آیا ہے۔ چاند کا پھٹنا وہی ہے جس کا ذکر سورہ اقرت الساعۃ میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ نے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اس لحاظ سے معجزہ بھی ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے تفہیمات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ تیسرے رومیوں کا جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا ایرانیوں کے ہاتھوں مغلوب ہونا۔ بطشہ یعنی پکڑ کا ذکر آیت یوم نبطش البطشة الكبرى میں ہے۔ آیت فسوف یكون لزاما میں لازم ہونا اس سے اس ہلاکت کا ضرور ہونا مراد ہے۔ جو بدر کے دن کافروں کی ہوئی۔ بطشہ سے بھی یہی قتل کفار مراد ہے جو بدر کے دن ہوا۔ بعضوں نے کہا لزاما سے قیامت کا دن مراد ہے۔ بعضوں نے کہا قحط مراد ہے جو قریش مکہ پر بطور عذاب آیا تھا۔

سورہ شعراء کی تفسیر

[۲۶] سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
﴿تَعْبَثُونَ﴾ تَبْنُونَ ﴿هَضِيمٌ﴾ يَتَفَتَّتُ إِذَا
مُسٌّ. ﴿مُسْحَرِينَ﴾: الْمَسْحُورِينَ.
و﴿الْيَكَّةُ وَالْأَيْكَةُ﴾ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَهِيَ
جَمْعُ شَجَرٍ ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ
إِيَّاهُمْ ﴿مُوزُونَ﴾ مَعْلُومٌ. ﴿كَالطُّودِ﴾
الْجَبَلِ. ﴿لَشِرْذِمَةً﴾ الشَّرْذِمَةُ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ
﴿فِي السَّاجِدِينَ﴾ الْمُصَلِّينَ. قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ كَأَنَّكُمْ
﴿الرَّيْعُ﴾: الْأَيْفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ
رَيْعَةٌ، وَأَرْبَاعٌ وَاحِدُ الرَّيْعَةِ. ﴿مَصَانِعَ﴾
كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ. ﴿فَرِهِينَ﴾ مَرِحِينَ،
فَارِهِينَ بِمَعْنَاهُ، وَيُقَالُ فَارِهِينَ: حَادِقِينَ.
﴿تَعْتَوُوا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ، وَعَاثٌ يَعِثُ
عَيْثًا ﴿الْحَيْلَةُ﴾ الْخَلْقُ، جَبَلٌ خَلِقُ، وَمِنْهُ
جَبَلٌ وَجَبَلٌ وَجَبَلٌ يَعْنِي الْخَلْقُ. وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ.

مجاہد نے کہا لفظ تعبثون کا معنی بناتے ہو۔ ہضم وہ چیز جو چھوٹنے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مسحین کا معنی جادو کئے گئے۔ لیکہ اور ایکہ جمع ہے ایکہ کی اور لفظ ایکہ صحیح ہے۔ شجر یعنی درخت کی۔ یوم الظلہ یعنی وہ دن جس میں عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔ موزون کا معنی معلوم۔ کالطود یعنی پہاڑ کی طرح الشرزمہ یعنی چھوٹا گروہ۔ فی الساجدین یعنی نمازیوں میں۔ ابن عباسؓ نے کہا لعلکم تخلدون کا معنی یہ ہے کہ جیسے ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ ریع بلند زمین جیسے ٹیلہ ریع مفرد ہے اس کی جمع ربعة اور ارباع آتی ہے۔ مصانع ہر عمارت کو کہتے ہیں (یا اونچے اونچے محلوں کو) فرہین کا معنی اتراتے ہوئے خوش و خرم فارہین کا بھی یہی معنی ہے۔ بعضوں نے کہا فارہین کا معنی کارگر ہو شیار تجربہ کار۔ تعنوا جیسے عاث یعث عیثا عیث کہتے ہیں سخت فساد کرنے کو (دھند مچانا) تعنوا کا بھی وہی معنی ہے یعنی سخت فساد نہ کرو۔ خلقت جبل یعنی پیدا کیا گیا ہے۔ اسی سے جبلا اور جبلا اور جبلا نکلا ہے یعنی خلقت۔

سورۂ شعراء کے یہ مختلف مقامات کے الفاظ مبارکہ ہیں جن کو حضرت امامؑ نے یہاں اپنی روش کے مطابق واضح فرمایا ہے۔ پوری تفصیلات کے لئے ان آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ جن میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ لفظ تعوا کے ذیل حضرت امام بخاریؒ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لفظ عات بعث سے نکلا ہے کیونکہ عات بعث اجوف ہے اور لفظ تعوا ہعی یعو سے نکلا ہے جو ناقص ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۲۷ آیات اور گیارہ رکوع ہیں اور یہ ثانی ترجمہ والے قرآن مجید ص: ۴۳۹ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ کی تفسیر

۱- باب قوله ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾

”یعنی حضرت ابراہیمؑ نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے رسوا نہ کرنا اس دن جب حساب کے لئے سب جمع کئے جائیں گے۔“

(۴۷۶۸) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد (آذر) کو قیامت کے دن گرد آلود کالا کلوٹا دیکھیں گے۔ امام بخاری نے کہا۔ غبرہ اور قترہ ہم معنی ہیں۔

۴۷۶۸- وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بَنُ طَهْمَانَ عَنْ ابْنِ اَبِي ذَنْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَأَى اَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبْرَةُ وَالْقَتْرَةُ)). الْغَبْرَةُ هِيَ الْقَتْرَةُ. [راجع: ۳۳۴۹]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پروردگار سے عرض کریں گے۔ میں نے تجھ سے دنیا میں دعا کی تھی کہ حشر کے دن مجھ کو رسوا نہ سمجھو اور تو نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب باپ کی ذلت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہوگی۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر اللہ پاک ان کے باپ کو ایک گندی نجاست میں تھڑے ہوئے بچہ کی شکل میں کر دے گا، فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ یہ فیج صورت دیکھ کر اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان حکایتوں کا غلط ہونا ثابت ہوا کہ فلاں بزرگ یا فلاں ولی کا دھوبی یا غلام جو کافر تھا ان کا نام لینے سے بخش دیا گیا۔ ابراہیم خلیل اللہ سے زیادہ ان اولیاء اللہ کا مرتبہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کفر کی وجہ سے نہیں بخشے گئے تو اور بزرگوں یا ولیوں کے غلام اور خادم کس شمار میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں وہ روتا ہوا چلا آپ نے فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے کہ ابو طالب کو قیامت کے دن آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی یا وہ نئے برابر آگ میں رہیں گے ان کا دماغ گرمی سے جوش مارتا رہے گا۔ پناہ بخدا (وحیدی)

(۴۷۶۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے

۴۷۶۹- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا اَخِي عَنْ ابْنِ اَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد سے (قیامت کے دن) جب ملیں گے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اس دن رسوا نہیں کرے گا جب سب اٹھائے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام قرار دے دیا ہے۔

﴿يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ قَائِلًا: يَا رَبُّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَن لَّا تُخَوِّبَنِي يَوْمَ يُنْفَخُونَ، قَائِلًا: اللَّهُ: إِنِّي خَوَّضْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾. [راجع: ۳۳۴۹]

آذر کو جنت نہ مل سکے گی مگر اللہ پاک حضرت ابراہیمؑ کو رسوائی سے بچانے کے لئے آذر کی شکل بدل کر اسے دوزخ میں ڈال دے گا تاکہ عام طور پر محشر میں اس کی پہچان ہو کر حضرت ابراہیمؑ کے لئے شرمندگی کا سبب نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انبیائے کرام کی شفاعت صرف ان ہی کے حق میں مفید ہو گی جن کے لئے اللہ کی رحمت شامل حال ہو گی۔ آیت ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ (الانبياء: ۲۸) کا یہی مفہوم ہے۔ اللہم ارزقنا شفاعۃ حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوم القیامۃ آمین۔

باب آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ.....الآیۃ﴾

کی تفسیر و اخفض جناحک یعنی اپنا بازو نرم رکھے۔

”یعنی اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہو (اور جو آپ کی راہ پر چلے) تو آپ اس کے ساتھ شفقت اور عاجزی سے پیش آؤ۔“

(۴۷۷۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے عمرو بن مروہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت ”اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہئے“ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ ”صفا“ پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے، اے بنی فہر! اور اے بنی عدی! اور قریش کے دوسرے خاندان والو! اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آ سکا تو اس نے اپنا کوئی چودھری بھیج دیا تاکہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابولسب قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مجمع میں تھا۔ آنحضرت نے انہیں خطاب کر کے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑی کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی تصدیق کریں گے، ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔

۴۷۷۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يَنَادِي: ((يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ)) لِيَبْطُونَ قُرَيْشًا. حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِيعَ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔ اس پر ابولسب بولا، تجھ پر سارے دن تباہی نازل ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے اکٹھا کیا تھا۔ اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ابولسب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ہی اس کے آڑے آئی۔“

یہی ابولسب ہے جو بعد میں عذاب الہی میں گرفتار ہوا اور صرف ایک زہریلی بھنسی نکلنے سے اس کا سارا جسم زہر آلود ہو گیا۔ آخر جب سارا جسم گل سرگیا تب جا کر موت نے خاتمہ کیا۔ مرنے کے بعد کئی دنوں تک لاش سڑتی رہی، آخر متعلقین نے لکڑیوں سے نعش کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالا۔ اس طرح عذاب الہی کا وعدہ پورا ہوا۔

(۴۷۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب آیت ”اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈرا“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ نے فرمایا اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ کے ہاں میں تمہارے لئے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! اللہ کی بارگاہ میں میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ، رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اس روایت کی متابعت اصعب نے ابن وہب سے، انہوں نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے کی ہے۔

قَالَ : فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ : تَبَا لَكَ سَانِرُ الْيَوْمِ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَزَلْتُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾. [راجع: ۱۳۹۴]

تَشْرِيحُ ۴۷۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِئْنَا أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - اسْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا. يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ، لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا. وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷻ سَلِّينِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي، لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا)). تَابَعَهُ أَصْبَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ.

[راجع: ۲۷۵۳]

تَشْرِيحُ اس سے ان نام نماہر مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو زندہ مردہ بیروں فقیروں کا دامن اس لئے پکڑے ہوئے ہیں کہ وہ قیامت کے دن ان کو بخشوا لیں گے۔ کتنے کم عقل نذرو نیاز کے اسی چکر میں گرفتار ہیں اور روزانہ ان کے گھروں میں نت

نی نیازیں ہوتی رہتی ہیں۔ سترہویں کا بکرا اور گیارہویں کا مرغایہ ایسے ہی دھوکے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو ان سے نجات بخشے۔

[۲۷] سُورَةُ النَّمْلِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس سورت میں ۹۳ آیات اور سات رکوع ہیں اور یہ مکی ہے۔

الخب پوشیدہ چھپی چیز۔ لا قبل طاقت نہیں۔ الصرح کے معنی کاٹنے کا گارا اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع صروح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ولہا عرش عظیم کا یہ معنی ہے کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا ہے جو بیش قیمت ہے۔ مسلمین یعنی تابعدار ہو کر۔ ردف نزدیک آپہنچا۔ جامدة اپنی جگہ پر قائم۔ اوزعنی مجھ کو کر دے۔ اور مجاہد نے کہا نکروا کا معنی اس کا روپ بدل ڈالو۔ اوتینا العلم یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ صرح پانی کا ایک حوض تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے شیشوں سے ڈھانک دیا تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پانی بھرا ہوا ہے۔

وَالْخَبَاءُ ﴿۱﴾ مَا خَبَاتَ ﴿۲﴾ لَا قِيلَ ﴿۳﴾ : لَا طَافَةَ ﴿۴﴾ الصَّرْحُ ﴿۵﴾ : كُلُّ مِلَاطٍ اُتِخَذَ مِنْ الْقَوَارِيرِ، وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمْعُهُ : صُرُوحٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿وَلَهَا عَرْشٌ﴾ : سَرِيرٌ ﴿كَرِيمٌ﴾ : حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ ﴿مُسْلِمِينَ﴾ طَائِعِينَ ﴿رَدِفٌ﴾ اقْتَرَبَ ﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً ﴿اَوْزَعْنِي﴾ اجْعَلْنِي. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿نَكُرُوا﴾ غَيْرُوا. ﴿اَوْتَيْنَا الْعِلْمَ﴾ يَقُولُهُ سَلِيمَانُ ﴿الصَّرْحُ﴾ بَرَكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سَلِيمَانُ قَوَارِيرَ اَلْبَسَهَا اِيَّاهُ.

سورة القصص کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۲۸] سورة الْقَصَصُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۸۸ آیات اور نو رکوع ہیں اور یہ قرآن پاک ترجمہ ثنائی میں ص: ۳۶۱ پر ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔

باب آیت ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ.....﴾ الایة کی تفسیر یعنی ”ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی ذات کے“ (الوجہہ سے مراد ہے) ”بجز اس کی سلطنت کے“ بعض لوگوں نے اس سے مراد وہ اعمال لئے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں۔ (ثواب کے لحاظ سے وہ بھی فنا نہ ہوں گے) مجاہد نے کہا کہ ”الانباء“ سے دلیلیں مراد ہیں۔

باب ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكُهُ. وَيُقَالُ : إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْأَنْبَاءُ الْحُجَجُ.

لفظ وجہ ایسا لفظ ہے جس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی بلا تاویل اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کی سلطنت سے جو تاویل کی گئی ہے یہ مفہوم کے لحاظ سے ہے ورنہ لفظ وجہ سے ذات باری کا چہرہ ہی مراد ہے کہ وہ فنا ہونے والا نہیں ہے۔ اب وہ چہرہ جیسا بھی ہے اس پر ہمارا ایمان و یقین ہے۔ اَمَّا بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ ۔

۱- باب قولہ

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

۴۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنُ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ : ((أَيُّ عَمٍّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)).

فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ : أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدَانِهِ بِبَيْتِكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ : عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُغْفِرْ لَكَ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ [راجع: ۱۳۶۰]

باب آیت ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ.....الایة﴾

کی تفسیر یعنی ”جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے، البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“

(۴۷۷۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت مسیب بن حزنؓ) نے بیان کیا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، چچا! آپ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ دیجئے تاکہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کروں۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟ آنحضرتؐ بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) آخر ابو طالب کی زبان سے جو آخری کلمہ نکلا وہ یہی تھا کہ وہ عبد المطلب کے مذہب پر ہی قائم ہیں۔ انہوں نے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔“ اور خاص ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی آنحضرتؐ سے کہا گیا کہ ”جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“ حضرت ابن عباسؓ نے کہا۔

﴿لَتَنوَّعَ بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ﴾ سے یہ مراد ہے کہ کئی زور دار آدمی مل کر بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لتواء کا مطلب ڈھوٹی جاتی تھیں۔ فارغا کا معنی یہ ہے کہ موسیٰؑ کی ماں کے دل میں موسیٰؑ کے سوا اور کوئی خاص نہیں رہا تھا۔ الفرحین کا معنی خوشی سے اتراتے ہوئے۔ قصیہ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں جیسے سورہ یوسف میں فرمایا نحن نقص عليك عن جنب یعنی دور سے عن جنباً کا بھی یہی معنی ہے اور عن اجتناب کا بھی یہی ہے۔ بیطش بہ کسر طاء اور بیطش بہ ضمہ طاء دونوں قرأت ہیں۔ یا تمرون مشورہ کر رہے ہیں۔ عدوان اور عداء اور تعدی سب کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی حد سے بڑھ جانا ظلم کرنا۔ آنس کا معنی دیکھا۔ حدوة لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو مگر اس میں شعلہ نہ ہو اور شہاب جو آیت اواتیکم بشہاب قبس میں ہے اس سے مراد ایسی جلتی ہوئی لکڑی جس میں شعلہ ہو۔ حیات یعنی سانپوں کی مختلف قسمیں جان، افعی، اسود وغیرہ ردا یعنی مددگار پشت پناہ۔ ابن عباسؓ نے بصدقنی بہ ضمہ قاف پڑھا ہے۔ اوروں نے کہا سنشد کا معنی یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو قوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں جعلنا له عضداً مقبوحین کا معنی ہلاک کئے گئے وصلناہم نے اس کو بیان کیا اور پورا کیا یجنی کہجے آتے ہیں۔ بطرت شرارت کی۔ فی امار سولام القری مکہ اور اس کے اطراف کو کہتے ہیں۔ تکن کا معنی چھپاتی ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں اکنت یعنی میں نے اس کو چھپا لیا۔ کنتہ کا بھی یہی معنی ہے۔ ویکان اللہ کا معنی الم تر ان اللہ ہے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا۔ یسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے۔

باب آیت ﴿ان الذی فرض علیک القرآن..... الایہ﴾ کی تفسیر یعنی ”جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض (یعنی نازل) کیا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُولَى الْقُوَّةِ﴾: لَا يَرْفَعُهَا الْعَصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ ﴿لَتَنوَّعَ﴾ لَتَقِلُّ. ﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى، ﴿الْفَرَحِينَ﴾ الْمَرَحِينَ. ﴿قُصِيَهُ﴾ اتَّبَعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقْصُ الْكَلَامَ ﴿نَحْنُ نَقْصُ عَلَيْكَ﴾ عَنْ جُنُبٍ: عَنْ بُعْدٍ، وَعَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدَةٍ، وَعَنْ اجْتِنَابٍ أَيْضًا. يَبْطِشُ وَيَبْطِشُ. ﴿يَأْتَمِرُونَ﴾ يَتَشَاوَرُونَ. الْغَدَوَانُ وَالْغَدَاءُ وَالْتَعَدْيُ وَاحِدٌ، (أَنَسَ) أَبْصَرَ. ﴿الْجَذْوَةُ﴾: قِطْعَةُ غُلِيظَةٍ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ، وَالشَّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ. وَالْحَيَاتُ أَجْنَسٌ، الْجَانُّ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ. ﴿رِذَاءٌ﴾ مُعِينًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَدِّقُنِي. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشْدُ﴾ سَعِينُكَ، كُلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضْدًا. ﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلِكِينَ. ﴿وَصَلَّنَا﴾ بَيْنَاهُ وَأَتَمَمْنَاهُ. ﴿يَجْنِي﴾ يُجْلِبُ. ﴿بَطَرْتُ﴾ أَشْرْتُ. ﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرَى مَكَّةَ وَمَا حَوْلَهَا. ﴿تَكُنْ﴾ تُخْفِي أَكْنَتُ الشَّيْءِ أَخْفَيْتُهُ، وَكَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَطْهَرْتُهُ. (وَيَكُنَّ اللَّهُ) مِثْلُ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾: يُوسَعُ عَلَيْهِ، وَيُضِيقُ عَلَيْهِ.

۲- باب ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ الْآيَةُ

ہے“ آخر آیت تک۔

(۷۷۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو یعلیٰ بن عبید نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان بن دینار، عصفری نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (آیت مذکورہ بالا میں) ”لرأدک الی معاد“ سے مراد ہے کہ اللہ پھر آپکو مکہ پہنچا کر رہے گا۔

اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہو گیا اور فتح مکہ کے دن صداقت محمدی کا سارے عرب میں پرچم لہا گیا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

سورة العنكبوت کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورت بھی مکی ہے اس میں ۶۹ آیات اور سات رکوع ہیں یہ قرآن پاک ثانی ترجمہ ص: ۴۷۴ پر ملاحظہ ہو۔

مجاہد نے کہا کہ ”وكانوا مستبصرين“ کا یہ معنی ہے کہ وہ گمراہ تھے (اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے تھے) اور ان کے کہنا کہ حیوان مر ہے اور اس کی واحد حی ہے فلعلمن اللہ میں علم سے تمیز یعنی کھول کر بتا دینا مراد ہے جیسے آیت لیمز اللہ الخبیث میں ہے۔ انثالا مع انقالہم کا مطلب یعنی اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

جن کو انہوں نے گمراہ کیا تھا ان دونوں کو برابر کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

سورة ﴿الم غلبت الروم﴾ کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

فلا یربوا یعنی جو سود پر قرض دے اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ مجاہد نے کہا یجبرون کا معنی نعمتیں دیئے جائیں گے۔ فلا نفسم یمدون یعنی اپنے لئے بسترے (پچھونے) بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) الودق مینہ کو کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہ یہ آیت ہل لکم مما ملکتم ایمانکم اللہ پاک اور بتوں کی مثال میں اتری ہے۔ تخافونہم یعنی تم کیا اپنے لونڈی غلاموں سے یہ خوف کرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ یمصدون کے معنی جدا جدا ہو جائیں گے۔ فاصدع

۷۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا يُعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْغَضَفِيُّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَأَدُكَ إِلَيَّ مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

[۲۹] سورة العنكبوت

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ مُجَاهِدٌ وَكَانُوا ﴿مُسْتَبْصِرِينَ﴾ ضَلَالَةً. ﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾: عَلِمَ اللَّهُ ذَلِكَ، إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ ﴿فَلْيَمِيزَ اللَّهُ﴾، كَقَوْلِهِ: ﴿لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ﴾ ﴿أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾: أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْحَيَوَانُ وَالْحَيَّ وَاحِدٌ.

[۳۰] سورة ﴿الم غلبت الروم﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿فَلَا يَرْبُوا﴾ مَنْ أَعْطَى يَنْتَعِي أَفْضَلَ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا. قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَحْبِرُونَ﴾: يُنْعَمُونَ. ﴿يَمْهَدُونَ﴾ يُسَوُّونَ الْمَضَاجِعَ. ﴿الْوَدَقُ﴾ الْمَطَرُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْإِلَهِةِ، وَفِيهِ تَخَافُونَهُمْ أَنْ يَرْتَوْكُمْ كَمَا يَرْتُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، ﴿يَصْذَعُونَ﴾: يَنْفَرِقُونَ. فَاصْذَعُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ضَعَفٌ وَضَعْفٌ

لَفَنَانَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿السَّوَايَ﴾: كَامَعْنَى حَقِّ بَات كَهَوْلِ كَرَبِيَان كَرَدَے اور بعض نے کہا ضعف اور
الإِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ. ضعفِ ضاد کے ضمہ اور فتح کے ساتھ دونوں قرأت ہیں۔ مجاہد نے کہا

السَّوَايَ کا معنی برائی یعنی برائی کرنے والوں کا بدلہ برا ملے گا۔

تَشْرِحُ آیت ہل لکم ممالک ایمانکم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کسی مال کا مالک ہوتا ہے بھلا تم اور
تمہارے بیٹے پوتے وغیرہ اور دوسرے اوتار دیوتا بت وغیرہ جن کو مشرکوں نے خدا ٹھہرایا ہے وہ لونڈی غلاموں کی طرح ہیں
کیا لونڈی غلام تمہارے مال میں سا جھی ہو سکتے ہیں۔ یا تم کو ان کا کچھ خوف ہوتا ہے؟ یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں پس اس طرح یہ دیوتا
بت وغیرہ نہ اللہ کے سا جھی ہو سکتے ہیں نہ برابر والے نہ اللہ کو کچھ ان کا ڈر ہے بلکہ لونڈی غلام تو پھر بہتر ہیں ہماری طرح بٹکے آدمی
ہیں۔ یہ اوتار بت دیوتا وغیرہ تو اللہ سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ وہ خالق ہے یہ اس کی ادنیٰ مخلوق ہے۔ باقی الفاظ کو آیات متعلقہ میں
ملاحظہ کرنے سے ان کے تفصیلی معانی آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ حضرت امام بخاری کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ان الفاظ مذکورہ کو
آیات متعلقہ میں تلاش کر کے قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے غور و خوض کی عادت ڈالنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر
مسلمان کو قرآن پاک کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ اس سورت میں ۶۰ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

(۴۷۷۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری
نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو
الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ
میں وعظ بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا
جس سے منافقوں کے آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے لیکن مومن پر
اس کا اثر صرف زکام جیسا ہو گا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔
پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں
ان صاحب کی یہ بات سنائی) وہ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اسے
سن کر بہت غصہ ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو
کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے لیکن اگر علم نہیں
ہے تو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ بھی علم ہی ہے کہ
آدمی اپنی لاعلمی کا اقرار کر لے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا۔ قل ما اسئلكم عليه من
اجرو ما انا من المتكلفين“ (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ و دعوت
پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں
واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی طرح اسلام نہیں لاتے تھے۔ اس لئے
آنحضرتؐ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف

۴۷۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي
الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ
يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ، فَقَالَ: يَجِيءُ ذُحَانٌ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ
وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الرُّكَامِ،
فَقَرَعْنَا. فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَكِنًا،
فَقَضَبَ فَجَلَسَ فَقَالَ : مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ،
وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنْ مِنْ
الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: لَا أَعْلَمُ فَإِنْ
اللَّهُ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ
مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ
الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَإِنْ قَرَيْشًا أَبْطَرُوا عَنْ
الْإِسْلَامِ، فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ
بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ))، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ
حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ،

ﷺ کے زمانہ جیسا قحط بھیج کر میری مدد کر پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھویں جیسا نظر آتا۔ پھر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی یہ مصیبت دور ہو) اس پر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی۔ ”فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ“ الی قولہ عائدون ”حضرت ابن مسعود نے بیان کیا کہ قحط کا یہ عذاب تو آنحضرت کی دعا کے نتیجہ میں ختم ہو گیا تھا لیکن کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے ٹل جائے گا؟ چنانچہ قحط ختم ہونے کے بعد پھر وہ کفر سے باز نہ آئے، اس کی طرف اشارہ ”یوم نبطش البطشہ الکبریٰ“ میں ہے، یہ بطش کفار پر غزوہ بدر کے موقع پر نازل ہوئی تھی (کہ ان کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیئے گئے) اور ”لزاما“ (قید) سے اشارہ بھی معرکہ بدر ہی کی طرف ہے ”الم غلبت الروم“ سے ”سیغلبون“ تک کا واقعہ گزر چکا ہے (کہ روم والوں نے فارس والوں پر فتح پالی تھی)

تشریح رومی اہل کتاب تھے اور اہل فارس آتش پرست تھے جن کی رومیوں پر فتح ہونے سے مشرکین نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک دن اس طرح سے ہم بھی مسلمانوں پر غلبہ پائیں گے اور رومیوں کی طرح مسلمان بھی مغلوب ہو جائیں گے۔ اس پر اللہ پاک نے پیش گوئی فرمائی کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ رومی اہل فارس پر فتح پائیں گے چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔

باب آیت ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ.....الایۃ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اللہ کی بنائی ہوئی فطرت (خلق اللہ) میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں“
خلق اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ آیت ان هذا الاخلق الاولین میں خلق سے دین مراد ہے اور فطرت سے اسلام مراد ہے۔

(۴۷۷۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے

وَالْعِظَامَ، وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، جَنَّتْ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَادْعُ اللَّهَ: فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ، - إِلَى قَوْلِهِ - عَائِدُونَ﴾ أَفَيَكْشِفُ عَنْهُمْ عَذَابَ الْآخِرَةِ، إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ. فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿وَلِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الْمَ غَلَبَتِ الرُّومُ - إِلَى - سَيَغْلِبُونَ﴾ وَالرُّومُ قَدْ مَضَى.

[راجع: ۱۰۰۷]

۱- باب قوله ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾
اللَّهُ لِلدِّينِ اللَّهُ ﴿خَلَقَ الْأَوَّلِينَ﴾:
دِينِ الْأَوَّلِينَ. وَالْفِطْرَةَ، الْإِسْلَامُ

۴۷۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ،

یسودی، نصرانی یا مجوسی بنالیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے انہیں ناک کان کٹا ہوا کوئی بچہ دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔“

فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجَّسَانِهِ، كَمَا تُنتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعًا، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُولُ: «فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ، ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ»۔

[راجع: ۱۳۵۸]

سورہ لقمان کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۳۱] سُورَةُ لُقْمَانَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت کمی ہے۔ اس میں تیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

باب آیت ﴿لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

(۴۷۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی“ نازل ہوئی تو اصحاب رسول ﷺ بہت گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم میں کون ایسا ہو گا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوت نہیں کی ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ آیت میں ظلم سے یہ مراد نہیں ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ ”بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔“

۱- باب قوله ﴿لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

۴۷۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالُوا: إِنَّا لَمْ يَلْبَسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ، أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾۔

[راجع: ۳۲]

باب آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی قیامت (کے واقع ہونے کی تاریخ) کی خبر صرف اللہ پاک ہی کو ہے۔

(۴۷۷۷) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے ابو حیان نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

۲- باب قوله: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾

۴۷۷۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک نیا آدمی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، رسولوں اور اس کی ملاقات پر ایمان لاؤ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تمنا اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے خود وہ سائل سے زیادہ اس کے واقع ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کے آقا بن جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہو جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ”بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) پھر وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس واپس بلا لاؤ۔ لوگوں نے انہیں تلاش کیا تا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں دوبارہ لائیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ صاحب جبرئیل تھے (انسانی صورت میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، إِذْ آتَاهُ رَجُلٌ يَمَشِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِأَنْبِئِهِ)) (الآخر). قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأَخْبُتُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَ الْخُفَاةُ الْغُرَاةَ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ﷻ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ: وَيُنْزَلُ الْغَيْثُ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ)) ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ: ((رُدُّوا عَلَيَّ))، فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ)).

[راجع: ۵۰]

تشریح ایمان اور اسلام تو سب مومنین کو شامل ہے اور احسان ولایت کا درجہ ہے پھر احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا کے تمام خیالات کو دور کر کے اللہ کی یاد میں ایسا غرق ہو جائے جیسے اللہ کا مشاہدہ کر رہا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت یہ سمجھ کر گناہ اور بری باتوں سے بچا رہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو وہ آدمی یقیناً ولی اللہ ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ

اسے کشف و کرامت حاصل ہو کشف و کرامت کا ذکر کرنا نادانی ہے۔ ان تلامذہ نے اس کا مطلب یہ کہ لونڈیوں کی اولاد بہت پیدا ہو تو ماں لونڈی اور بیٹا گویا اس کا مالک ہوا۔ آخر حدیث میں زمانہ حاضرہ پر اشارہ دیکھ جنگلوں کے رہنے والے بکریاں اونٹ چرانے والے لوگ شہروں کا رخ کرینگے اور بڑے بڑے عہدے پا کر بڑے بڑے مکانات بنائیں گے اور وہ آج کل ہو رہا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

۴۷۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، ثُمَّ قَرَأَ «إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ»)).

(۴۷۷۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادہ کے رحم میں نہ رہے یا مادہ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔

[راجع: ۱۰۳۹]

ان پانچ باتوں کو خزانہ غیب کی کنجیاں کہا گیا ہے جس کا علم خاص اللہ پاک ہی کو حاصل ہے جو کوئی ان میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو کسی غیر اللہ کے لئے ایسا عقیدہ رکھے وہ اشراک فی العلم کے شرک کا مرتکب ہے۔

سورۃ تنزیل السجدة کی تفسیر

[۳۲] تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس میں تین آیات اور تین رکوع ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «مُهَيِّنٌ»: ضَعِيفٌ، نُطْفَةٌ الرَّجُلِ. «ضَلَّلْنَا» هَلَكْنَا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْعُزُّ» أَلْيٌ لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا. «نَهْدٌ» نُبْنُ.

مجاہد نے کہا کہ مہین کا معنی ناتواں کمزور (یا حقیر) مراد مرد کا نطفہ ہے۔ ضللنا کے معنی ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جرز وہ زمین جہاں بالکل کم بارش ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (یا سخت اور خشک زمین) نہد کے معنی ہم بیان کرتے ہیں۔

باب آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ﴾ الایۃ کی تفسیر

یعنی ”کسی مومن کو علم نہیں جو جو سامان (جنت میں) ان کیلئے پوشیدہ کر کے رکھے گئے ہیں جو انکی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں گے۔“

(۴۷۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر

۱- باب قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا

أُخْفِيَ لَهُمْ﴾

۴۷۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ

رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان و خیال میں وہ آئی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو کہ ”سو کسی کو نہیں معلوم جو جو سلمان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لیے جنت میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔“ علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، پہلی حدیث کی طرح۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ یہ آپ نبی کریم ﷺ کی حدیث روایت کر رہے ہیں یا اپنے اجتہاد سے فرما رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ (اگر یہ آنحضرت کی حدیث نہیں ہے) تو پھر اور کیا ہے؟ ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمرش نے اور ان سے صالح نے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (آیت مذکورہ میں) قرأت (صیغہ جمع کے ساتھ) پڑھا ہے۔

(۴۷۸۰) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے اعمرش نے، کہا ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیکو کار بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور کسی کان نے نہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی گمان و خیال پیدا ہوا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا کسی کو گمان و خیال بھی پیدا نہیں ہوا) پھر آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ”سو کسی نفس مومن کو معلوم نہیں جو جو سلمان آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے، یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔“

سورۃ احزاب کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۷۳ آیات اور نو رکوع ہیں۔

تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَغْدَذْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفَرَأَوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾. قَالَ عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ؟ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُرَاتٍ أَعْيُنٍ.

[راجع: ۳۲۴۴]

۴۷۸۰- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ. حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ((أَغْدَذْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلَّهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ))، ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾.

[راجع: ۳۲۴۴]

[۳۳] سورۃ الاحزاب ﴿الْأَحْزَابِ﴾

مجاہد نے کہا کہ ”صیاصیم“ بمعنی قصودہم ہے جس سے ان کے قلعے محل گڑھیاں مراد ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِيَاصِيمٌ﴾ قُصُودُهُمْ.

۲- باب قوله

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾.

باب آیت ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ الایۃ کی تفسیر یعنی ”رسول اللہ ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔“

۴۷۸۱- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. أَقْرَبُوا إِنْ شِئْتُمْ) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ) فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي وَأَنَا مَوْلَاهُ)).

(۴۷۸۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلح نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ہلال بن علی نے اور ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس سے دنیا اور آخرت میں تعلق نہ رکھتا ہوں، اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ، ”نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہے۔“ پس جو مومن بھی (مرنے کے بعد) ترک مال و اسباب چھوڑے اور کوئی ان کا ولی وارث نہیں ہے اس کے عزیز و اقارب جو بھی ہوں، اس کے مال کے وارث ہوں گے، لیکن اگر کسی مومن نے کوئی قرض چھوڑا ہے یا اولاد چھوڑی ہے تو وہ میرے پاس آجائیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔

[راجع: ۲۲۹۸]

انکا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہو گا اور انکی اولاد کی پرورش میں کروں گا۔ سبحان اللہ اس شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا۔ (ﷺ)

باب آیت ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ.....﴾ الایۃ کی تفسیر

۲- باب قوله ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ

یعنی ”ان (آزاد شدہ غلاموں کو) ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔“

هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ

تشیخ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے لے پالک بیٹے تھے، لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ لے پالک لڑکے اپنے حقیقی باپ ہی کی اولاد ہیں وہ منہ سے بیٹا بنانے والوں کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے نہ ان کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ایسے لڑکوں لڑکیوں کے لئے اسلام کا شرعی قانون یہی ہے اس میں رد و بدل ممکن نہیں ہے۔

(۴۷۸۲) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم

۴۷۸۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے۔

اسلام کے قانون میں لے پالک لڑکے لڑکی کا کوئی وزن نہیں ہے اس کو اولاد حقیقی جیسے حقوق نہیں ملیں گے۔

باب آیت ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ.....الایة﴾ کی تفسیر
یعنی سوان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ان میں سے وقت آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔“ نحبہ کے معنی اپنا عہد اور اقرار۔
اقتارہا کے معنی کناروں سے۔ لا توہا کے معنی قبول کر لیں شریک ہو جائیں۔

(۷۸۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے خیال میں یہ آیت حضرت انس بن نضرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ”اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔

مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا كُنَّا نَذْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿اذْعَوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾

۳- باب قوله

﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ نَحْبَهُ : عَهْدُهُ . أَقْطَارُهَا : جَوَانِبُهَا . الْفِتْنَةُ لِأَتَوْهَا : لِأَعْطَوْهَا .

۷۸۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مَنْ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ .

[راجع: ۲۸۰۵]

جو کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا کہ میدان جہاد میں بعد شوق درجہ شہادت حاصل کیا۔“ حضرت انس بن نضرؓ اور کتنے ہی مجاہدین اسی شان والے گزرے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

(۷۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ جب ہم قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کر رہے تھے تو مجھے سورت الاحزاب کی ایک آیت (کیں لکھی ہوئی) نہیں مل رہی تھی۔ میں وہ آیت رسول اللہ ﷺ سے سن چکا تھا۔ آخر وہ مجھے خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مومن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی۔ ”اہل ایمان میں کچھ

۷۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ، إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً

لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ بچے اترے۔“

رَجَلَيْنِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾. [راجع: ۲۸۰۷]

۴- باب قوله

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ.....الَايَةِ﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی اسباب دے دلا کر خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔“ معمر نے کہا کہ ”تہج“ یہ ہے کہ عورت اپنے حسن کا مرد کے سامنے اظہار کرے۔ سنۃ اللہ سے مراد وہ طریقہ ہے جو اللہ نے اپنے لئے مقرر کر رکھا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِذْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ وَقَالَ مَعْمَرٌ: التَّبْرُجُ أَنْ تَخْرِجَ مَحَاسِنَهَا. سُنَّةُ اللَّهِ اسْتَنْهَاهَا جَعَلَهَا.

(۷۸۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آنحضرتؐ اپنی ازواج کو (آپ کے سامنے رہنے یا آپ سے علیحدگی کا) اختیار دیں تو آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام لو، اپنے والدین سے بھی مشورہ کر سکتی ہو۔ آنحضرتؐ تو جانتے ہی تھے کہ میرے والد کبھی آپؐ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے“ آخر آیت تک۔ میں نے عرض کیا، لیکن کس چیز کے لئے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کی ضرورت ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ میں اللہؐ اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔

۴۷۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ أَزْوَاجَهُ، فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لِّكَ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَسْتَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبُوتَكَ))، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبُوتَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾)) إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ هَذَا اسْتَأْمَرُ أَبُوتَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ. [طرفہ ۳: ۴۷۸۶]

۵- باب قوله :

باب آیت ﴿وَان كُنْتُن تَرِذْنَ اللّٰه ورسوله.....الايَةِ﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی کی بیویو! اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں

﴿وَأِنْ كُنْتُنَّ تُرِذْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٧٨﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿وَأَذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ الْفُرْقَانُ وَالسُّنَّةُ.

کے لئے بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“ قتادہ نے کہا کہ آیت ”اور تم آیات اللہ اور اس حکمت کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھ کر سنائے جاتے رہتے ہیں۔“ (آیات اللہ سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے۔)

اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم فرمایا کہ قرآن و حدیث کا مطالعہ گھروں میں ضرور جاری رکھیں اور آنحضرت ﷺ سے علم دین حاصل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھیں۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے بھی گھروں میں دینی تعلیم کا چارہ رکنا ضروری ہے۔ اگر ہر مسلم گھرانہ میں یہ سلسلہ جاری رہے تو امت کی سدھار کے لئے اس سے بہت دور رس نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ دینی اسلامی تعلیم آج کے حالات میں امت کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

٤٧٨٦- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ)). قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ، إِنْ كُنْتُنَّ تُرِذْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّتْهَا - إِلَيَّ - أَجْرًا عَظِيمًا﴾)) قَالَتْ فَقُلْتُ: فَفِي أَيِّ هَذَا اسْتَأْمَرْتُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أَرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ. تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْقِنٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو سَفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ غَائِشَةَ. [راجع: ٤٧٨٥]

(٣٤٨٦) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں، ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو، اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت کو تو معلوم ہی تھا کہ میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے (وہ آیت جس میں یہ حکم تھا) پڑھی کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیتے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو“ سے ”اجر اعظیم“ تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا لیکن اپنے والدین سے مشورہ کی کس بات کے لئے ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔ اس کی متابعت موسیٰ بن اعمین نے معمر سے کی ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا کہ انہیں ابو سلمہ نے خبر دی اور عبد الرزاق اور ابو سفیان معمری نے معمر سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔

۶- باب قَوْلُهُ :

﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾.

باب آیت ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنے دل میں وہ بات چھپاتے رہے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہی تھا اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔“

(۴۷۸۷) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے معلى بن منصور نے بیان کیا، اسے حماد بن زید نے کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت۔ ”اور آپ اپنے دل میں وہ چھپاتے رہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔“ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔

۴۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

[طرفہ فی : ۷۴۲۰].

تفسیر

اس کا قصہ تفسیروں میں پورا مذکور ہے۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے اس شرط کے ساتھ کہ اگر زید اپنی خوشی سے زینب کو طلاق دے اور زینب کی بھی خوشی ہو تو آپ ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیں گے، مکی رواج کے خلاف ہونے کی وجہ سے آپ اس بات کو دل میں چھپاتے رہے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بالکل بجا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی کسی آیت کو چھپانا چاہتے تو اس آیت کو چھپا لیتے مگر جو نبی آپ پر نازل ہوئی آپ نے پورے طور پر امت پر پہنچا دیا (ﷺ)۔ بعد میں آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے عہد جاہلیت کی ایک غلط رسم کو توڑ دیا۔ عہد جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا تصور کرتے، اس کی عورت سے نکاح ناجائز تھا۔ آپ نے دونوں رسوں کو مٹا دیا۔

۷- باب قَوْلِهِ :

﴿تُرْجَىٰ مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُرْجَىٰ: تُؤَخَّرُ. أَرْجَنَهُ أُخْرَهُ.

باب آیت ﴿تُرْجَىٰ مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اے نبی! ان (ازواج مطہرات) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہو ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ترجی کا معنی پیچھے ڈال دے۔ اسی سے سورہ اعراف کا یہ لفظ ہے ارجہ یعنی اس کو ڈھیل میں رکھو۔

(۴۷۸۸) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول کریم

۴۷۸۸- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ

ﷺ کے لئے بہہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی۔ میں کہتی کہ کیا عورت خود ہی اپنے کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”ان میں سے جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا اس میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“ تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

(۷۸۹/۴) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی، انہیں معاذہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ”ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔“ اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یا رسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں تو اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔ اس روایت کی متابعت عباد بن عباد نے کی، انہوں نے عاصم سے سنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جن عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بہہ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے ساتھ نہیں رکھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اسے مباح قرار دیا تھا لیکن بہر حال یہ آپ کی فضا پر موقوف تھا۔ آنحضرت کو یہ مخصوص اجازت تھی۔ قسطلانی نے کہا گو اللہ پاک نے اس آیت میں آپ کو اجازت دی تھی کہ آپ پر باری کی پابندی بھی ضروری نہیں ہے لیکن آپ نے باری کو قائم رکھا اور کسی بیوی کی باری میں آپ دوسری بیوی کے گھر نہیں رہے۔ عباد بن عباد کی روایت کو ابن مردویہ نے وصل کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو طبری نے نقل کیا ہے۔

باب آیت ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ.....الَايَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس

عَلَى اللَّائِمِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَقُولُ: أَتِهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ: مَا أَرَى رَبِّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ. [طرفہ فی : ۵۱۱۳].

۷۸۹- حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِمَّا بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا : مَا كُنْتَ تَقُولِينَ؟ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُ : إِنْ كَانَ ذَلِكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُؤْوِيَ عَلَيْكَ أَحَدًا. تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

۸- باب قَوْلُهُ :

﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

وقت کے جب ہمیں کھانے کے لئے (آنے کی) اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ بیٹھے رہو، البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور وہاں باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان (رسول کی ازواج) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمہیں جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو (کسی طرح بھی) تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ ”انہ“ کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یہ انایانی اناء سے نکلا ہے۔ ”لعل الساعۃ تكون قریباً“ قیاس تو یہ تھا کہ قریبہ کہتے مگر قریب کا لفظ جب مؤنث کی صفت ہو تو اسے قریبہ کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہائے تانیث نکال ڈالتے ہیں، قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد، تنثیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب برابر ہے۔

تشریح یہ ابو عبیدہ کا قول ہے جسے حضرت امام بخاری نے اختیار کیا ہے۔ بعضوں نے کہا قریباً ایک محذوف موصوف کی صفت ہے یعنی شیئا قریباً بعضوں نے کہا عبارت کی تقدیر یوں ہے۔ لعل قیام الساعۃ تكون قریباً تو نکون کی تانیث میں مضاف الیہ کی مؤنث ہونے کی اور قریباً کی تذکیر میں مضاف کے مذکر ہونے کی رعایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۷۹۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ نے پردہ کا حکم اتارا۔

(۴۷۹۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ رقاشی نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے

لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاطِرِينَ إِنَاهُ، وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا، وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَخِفُّ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَخِفُّ مِنَ الْحَقِّ، وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، ذَلِكَمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ، وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ، أَبَدًا إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا يُقَالُ إِنَاهُ : إِذْرَاكُهُ أَنِّي يَأْنِي أَنَاهُ. ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةً الْمَوْثُثِ قُلْتَ قَرِيبَةً، وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمَوْثُثِ، وَكَذَلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ لِلذِّكْرِ وَالْأُنْثَى.

۴۷۹۰ - حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبُرُ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

[راجع: ۴۰۲]

۴۷۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ

بیان کیا ہم سے ابو مجلز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی، کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ آنحضرتؐ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہیں اٹھا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی نہیں اٹھتا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آنحضرتؐ جب باہر سے اندر جانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں، لیکن آنحضرتؐ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازہ کا پردہ گرا لیا، اس کے بعد آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو“ آخر آیت تک۔

(۴۷۹۳) ہم سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت یعنی آیت پردہ (کے شان نزول) کے متعلق میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر ہی میں تھیں تو آپ نے کھانا تیار کروایا اور قوم کو بلایا (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرتؐ باہر جاتے اور پھر اندر آتے (تاکہ لوگ اٹھ جائیں) لیکن لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ ”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ، حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعَّمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ، وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَنْهِيهِمْ لِلْقِيَامِ، فَلَمْ يَقُومُوا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٌ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا، فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَذَهَبَتْ أَذْخُلُ فَالْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ

[أطرافه في: ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤،

٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨،

٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٢٨،

٦٢٢٩، ٦٢٧١، ٧٤٢١].

٤٧٩٢- حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسَ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ: لَمَّا أَهْلَيْتِ زَيْنَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ، صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ، فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ، وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ

(کھانے کے لئے) آنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”من وراء حجاب“ تک اس کے بعد پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔

(۴۷۹۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے۔ میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہ رہا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ نے فرمایا کہ اب دسترخوان اٹھا لو لیکن تین اشخاص گھر میں باقیں کرتے رہے۔ آنحضرتؐ باہر نکل آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمة اللہ۔ انہوں نے کہا وعلیک السلام ورحمة اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے۔ آنحضرتؐ اسی طرح تمام ازواج مطہراتؓ کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا اس طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باقیں کر رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ حیا دار تھے، آپؐ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف پھر چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ اب واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

يُؤذَنُ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاهُ -
إِلَى قَوْلِهِ - مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ﴿۴۷۹۳﴾ فَضْرَبَ
الْحِجَابَ، وَقَامَ الْقَوْمُ. [راجع: ۴۷۹۱]

۴۷۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَزِينُ ابْنَةً جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ، فَأَرْسَلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا، فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَذْغُو، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَذْغُوهُ، قَالَ: ارْزُقُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((السلام عليكم، أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)). فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ، بَارَكَ اللَّهُ لَكَ.

فَتَقَرَّرَى حُجْرَةَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لِهِنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ. ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَمَا أَذْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا، فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أَسْكُفَةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرَحَى السُّرَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَتْ

آیۃ الْحِجَاب. [راجع: ۴۷۹۱]

۴۷۹۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرِ السَّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَنَى بِرِزْبِ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خَبْرًا وَلَحْمًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حَجَرِ أُمّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بَنَانِهِ فَيَسْلُمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ، وَيَسْلُمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ، فَلَمَّا رَأَاهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَتَبَا مُسْرِعَيْنِ، فَمَا أَذْرِي؟ أَنَا أَخْبَرْتُه بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أَخْبِرَ؟ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتِ وَأَرْخَى السُّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۴۷۹۱]

اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حید کا سماع اس سے معلوم ہو جائے۔

(۴۷۹۵) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاء حاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطابؓ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر

۴۷۹۵- حَدَّثَنِي زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْتُ سَوْدَةً بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنِ عَلَيْنَا، فَاَنْظُرِي كَيْفَ

نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا لٹے پاؤں وہاں سے واپس آگئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، آنحضرت کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا، یا رسول اللہ! میں قضاء حاجت کے لئے نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں، بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

[راجع: ۱۴۶] معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے لئے بھی جو پردے کا حکم دیا گیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ گھر کے باہر نہ نکلیں بلکہ مقصود یہ تھا کہ جو اعضا چھپانا ہیں ان کو چھپالیں (قططانی)

۹- باب قولہ :

﴿إِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ، وَلَا أَبْنَائِهِنَّ، وَلَا إِخْوَانِهِنَّ، وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ، وَلَا نِسَائِهِنَّ، وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ. وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا.

۴۷۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلِيٌّ أَفْلَحَ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ، بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: لَا أَدْنُ لَهُ حَتَّى اسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَإِنْ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ

باب آیت ﴿ان تبدوا شيئاً او تخفوه﴾ کی تفسیر

یعنی ”اے مسلمانو! اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، ان (رسول کی بیویوں) پر کوئی گناہ نہیں، سامنے آنے میں اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی (دینی بہنوں) عورتوں کے اور نہ اپنی باندیوں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک اللہ ہر چیز پر (اپنے علم کے لحاظ سے) موجود اور دیکھنے والا ہے۔“

(۴۷۹۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابو القعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوایا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول کریم ﷺ سے اجازت حاصل نہ کر لوں، ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابو القعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، مجھے دودھ پلانے والی تو ابو القعیس کی بیوی تھی۔ پھر آنحضرت تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابو القعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ

سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے یہ کہلوایا کہ جب تک آنحضرتؐ سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو القحیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔ عروہ نے بیان کیا کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں (مثلاً نکاح وغیرہ) حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

أَفْلَحَ أَحَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ، فَأَيَّتُ أَنْ
أَذَنَ حَتَّى اسْتَأْذَنَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
(وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْذِينَ عَمَّكَ؟) قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ : إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ
أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةُ أَبِي
الْقُعَيْسِ، فَقَالَ: ((إِنِّنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكَ،
تَرَبَّتْ يَمِينُكَ)). قَالَ غُرُؤَةٌ: فَلِذَلِكَ
كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ : حَرَّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ
مَا تَحَرَّمُونَ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ۲۶۴۴]

تشریح کسی بچے یا بچی کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلا دے تو وہ شرعاً دودھ کی ماں بن جاتی ہے اور اس کے احکام حقیقی ماں کی طرح ہو جاتے ہیں، اس کا خوند باپ کے درجہ میں اور اس کے لڑکے بھائی کے درجہ میں آ جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے قول کا مطلب یہی ہے کہ رضاعی چچا، رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں، رضاعی خالہ سب محرم ہیں۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے کئی وجوہ سے ہے۔ ایک یہ کہ اس حدیث سے رضاعی باپ یا رضاعی چچا کے سامنے نکلنا ثابت ہوتا ہے اور آیت میں جو اباء ہن کا لفظ تھا اس کی تفسیر حدیث سے ہو گئی کہ رضاعی باپ اور چچا بھی اباء ہن میں داخل ہیں کیونکہ دوسری حدیث میں ہے۔ عم الرجل صنو ابیه۔ دوسرے یہ کہ آیت میں ازواج مطہرات کے پاس جن لوگوں کا آنا روا تھا ان کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی ان ہی کا تذکرہ ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ تیسرے یہ کہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مذکور ہے کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں تو اس سے آیت کی تفسیر ہو گئی یعنی دوسرے محارم کا بھی ازواج مطہرات کے پاس آنا روا ہے گو آیت میں ان کا ذکر نہیں ہے جیسے دادا، نانا، ماموں، چچا وغیرہ اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے حضرت امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر عکرمہ اور شعبی کا رد کیا ہے جو چچا یا ماموں کے سامنے عورت کو دوپٹہ اتار کر آنا مکروہ جانتے ہیں۔

باب آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾

۱۰۔ باب قَوْلُهُ :

کی تفسیر یعنی ”بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں“ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“ ابو العالیہ نے کہا لفظ ”صلوۃ“ کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی کی فرشتوں کے سامنے ثناء و تعریف کرتا ہے اور اگر ملائکہ کی طرف ہو تو دعاء رحمت اس سے مراد لی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (آیت میں) ”یصلون“ بمعنی برکت کی دعا کرنے کے ہے ”لنغریبک“ ای لنسلطنک۔ یعنی ہم تجھ کو

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: صَلَاةُ اللَّهِ تَنَازُّهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَلُّونَ يُبْرِكُونَ. لِنُغْرِبَنَّكَ.

ضرور ان پر مسلط کر دیں گے۔

(۴۷۹۷) مجھ سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے حضرت کعب بن عجرہؓ نے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے، لیکن آپ پر ”صلوٰۃ“ کا کیا طریقہ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یوں پڑھا کرو۔
”اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔“

۴۷۹۷- حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ۳۳۷۰]

ترجمہ: اے اللہ ہمارے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور آپ کی اولاد پر بھی جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل کی ہیں بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر برکتیں نازل فرما اور آپ کی اولاد پر بھی جیسی برکتیں تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر نازل کی ہیں بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

(۴۷۹۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن المہاو نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ لیکن ”صلوٰۃ“ (درو) بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔
”اللہم صلی علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم“ ابو صالحؓ نے بیان کیا کہ اور ان سے لیث بن سعد نے (ان الفاظ کے ساتھ) ”علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم“ کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

۴۷۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنْ اللَّيْثِ: ((عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ)). [طرفہ فی: ۶۳۵۸].

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ،

در اوروی نے بیان کیا اور ان سے یزید نے اور انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ ”کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم“ اس روایت میں ذرا لفظوں میں کمی بیشی ہے اور ان الفاظ میں بھی یہ درود پڑھنا جائز ہے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

باب آیت ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى.....﴾ (الایہ)
کی تفسیر یعنی ”اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی۔“

(۴۷۹۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاص نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”موسیٰ علیہ السلام بڑے باحیا تھے، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ”اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا پہنچائی تھی، سو اللہ نے انہیں بری ثابت کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے عزت والے تھے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْذُّرَّاورُذِيُّ، عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ: ((صَلَّيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارَكْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ)).

۱۱- باب قَوْلِهِ: ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى﴾.

۴۷۹۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا، وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى، فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾)).

[راجع: ۲۷۸]

بعض کم عقلوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جو اس قدر حیا کرتے ہیں اور ستر چھپاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے۔ اللہ پاک نے ایک دن جبکہ آپ ایک پتھر پر کپڑوں کو رکھ کر غسل فرما رہے تھے اس پتھر کو حکم دیا وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام اسی کے پیچھے اپنے کپڑوں کے لئے بھاگے یہاں تک کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کا اندرونی جسم دیکھا اور ان کو آپ کے بے عیب ہونے کا یقین ہو گیا۔ اسی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سورہ سبأ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۳۴] سُورَةُ سَبَأًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۵۳ آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

معاجزین کے معنی آگے بڑھنے والے بمعجزین ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے۔ سبقوا کے معنی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ لا یعجزون ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ یسبقونا ہم کو عاجز کر

يُقَالُ ﴿مُعَاجِزِينَ﴾ مُسَابِقِينَ. ﴿بِمُعَاجِزِينَ﴾ بِفَاتَيْنِ ﴿مُعَاجِزِينَ﴾ مُسَابِقِي. ﴿مُعَاجِزِي﴾:

سکیں گے۔ بمعجزین عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قرأت ہے) اور معاجزین (جو دوسری قرأت ہے) اس کا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔ معشار کا معنی دسواں حصہ۔ اکل پھل۔ باعد (جیسے مشہور قرأت ہے) اور بعد جو ابن کثیر کی قرأت ہے دونوں کا معنی ایک ہے اور مجاہد نے کہا لا یعذب کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ العرم وہ بند یا ایک لال پانی تھا جس کو اللہ پاک نے بند پر بھیجا وہ پھٹ کر گر گیا اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے پھر پانی غائب ہو گیا۔ دونوں باغ سوکھ گئے اور یہ لال پانی بند میں سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا اور عمرو بن شرحبیل نے کہا عرم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں۔ دوسروں نے کہا عرم کے معنی نالے کے ہیں۔ السباغات کے معنی زریں۔ مجاہد نے کہا۔ یجازی کے معنی عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اعظکم بواحدة یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ ثنی دو دو کو۔ فرادی ایک ایک کو کہتے ہیں۔ التناوش آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں ہے) مایشتہون ان کی خواہشات مال و اولاد دنیا کی زیب و زینت۔ باشیاعہم ان کے جوڑ والے دوسرے کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کالجواب جیسے پانی بھرنے کے گڑھے جیسے جوتہ کہتے ہیں حوض کو۔ حضرت امام بخاری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جواب اور جوبہ کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی جابیہ کا جمع ہے۔ اس کا عین کلمہ ب ہے اور جوبہ کا عین کلمہ واؤ ہے) خمط پیلو کا درخت۔ ائل جھاؤ کا درخت۔ العرم سخت زور کی (بارش)

﴿سَبِقُوا﴾: فَاتُوا. ﴿لَا يَعْجُزُونَ﴾: لَا يَفُوتُونَ ﴿يَسْبِقُونَا﴾ يَعْجُزُونَ. قَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾: بِفَاتِينَ. وَمَعْنَى ﴿مُعْجِزِينَ﴾ مُغَالِبِينَ. يُرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ. مِثْلَ: مِثْلَ: عُشْرًا. الْأَكْلُ الثَّمَرُ: بَاعِذْ وَتَبْعْ وَاحِدًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا يَعْزُبُ﴾ لَا يَغِيبُ. ﴿الْعَرَمُ﴾: السَّدُّ مَاءً أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ فِي السَّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَخَفَرَ الْوَادِي فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّةِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ قَيْسًا، وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السَّدِّ وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شَرْحَبِيلٍ: ﴿الْعَرَمُ﴾ الْمُسْنَاءُ يَلْحَنُ أَهْلُ الْيَمَنِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْعَرَمُ﴾ الْوَادِي. ﴿السَّابِغَاتُ﴾: الدُّرُوعُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَجَازِي﴾ يُعَاقِبُ. ﴿اعْظَمَكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللَّهِ. ﴿مَثْنَى وَفَرَادَى﴾: وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ. ﴿التَّناوُشُ﴾ الرُّدُّ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا. وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ: مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ. ﴿بِاشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ ﴿الْخَمْطُ﴾ الْأَرَاكُ وَالْأَثْلُ ﴿الطَّرْفَاءُ﴾ الْعَرَمُ الشَّدِيدُ.

۱- باب قَوْلُهُ:

باب آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا فَرَغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ.....الَايَةِ﴾

کی تفسیر یعنی ”یہاں تک کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے پروردگار

﴿حَتَّىٰ إِذَا فَرَغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ﴾

نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حق اور (واقعی) بات کا حکم فرمایا ہے اور وہ عالیشان ہے سب سے بڑا ہے۔“

(۴۸۰۰) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحریا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے، اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔

۴۸۰۰ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ لِمِ السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأُخْبِطِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرْقٍ السَّمْعِ، وَمُسْتَرْقٍ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ)) وَوَصَفَ سُفْيَانٌ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ((فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَذْرَكَ الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يَذْرُوكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيَقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، فَيَصْدَقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ)).

[راجع: ۴۷۰۱]

آج کے سائنسی دور میں بھی ایسے کمزور اعتقاد والے بکفرت موجود ہیں جو جو نشیوں کی باتوں میں آکر اپنا سب کچھ برباد کر ڈالتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ایسے کمزور خیال کے عوام موجود ہیں حالانکہ یہ اسلامی تعلیم کے سخت خلاف ہے۔

۲- باب قوله ﴿إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾
 باب آیت ﴿انْ هُوَ الْا نَذِير لَكُمْ..... الْاِيَة﴾ کی تفسیر
 یعنی ”یہ رسول تو تم کو بس ایک سخت عذاب (دوزخ) کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں۔“

(۴۸۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور پکارا ”یا صباحہ“ (لوگو دوڑو) اس آواز پر قریش جمع ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر میں تم کو سخت ترین عذاب (دوزخ) سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ ابولسب (مردود) بولا تو ہلاک ہو جا، کیا تو نے اسی لئے ہمیں بلایا تھا۔ اس پر اللہ پاک نے آیت ”تبت ید ا ابی لہب وتب“ نازل فرمائی۔

۴۸۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزْمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصُّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((يَا صَبَاحَةَ)) فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا: مَا لَكَ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْغَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)). فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَا لَكَ أَلْهَذَا جَمْعَتُنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾.

[راجع: ۱۳۹۴]

ابولسب کی بددعائی اسی کے اوپر پڑی۔ اللہ نے اسے بڑی ذلت کی موت مارا۔ اسکا مال اسکا خاندان کوئی چیز اسکے کام نہیں آئی۔ اللہ والوں کے ستانے والوں کا آخری انجام ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔
 خاتمہ! الحمد للہ کہ اللہ کی مدد اور شائقین کرام کی پر خلوص دعاؤں سے یہ پارہ ۱۹ ختم ہوا اپنی ہر امکانی کوشش سے بہتر بنانے اور ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں صرف کی گئی ہے اور سفرو حضر شب و روز میں اس کے متن و ترجمہ و تشریحات کو بار بار مطالعہ کیا گیا ہے پھر بھی انسان سے خطا و نسیان کا ہر وقت امکان ہے۔ اللہ پاک ہر لغزش کو معاف فرمائے اور مخلصین ماہرین علم حدیث بھی چشم غمو سے کام لیتے ہوئے امکانی لغزشوں پر مطلع فرما کر مشکور کریں تاکہ طبع ثانی میں اصلاح کر دیجائے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک احادیث نبوی کے اس پاکیزہ ذخیرہ سے مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں بہنوں کو رشد و ہدایت سے مالا مال فرمائے اور اس پارے کے بعد والے پاروں کو بھی تکمیل تک پہنچانے میں مجھ ناچیز خادم کی مدد کرے۔ (خادم حدیث نبویؐ محمد داؤد راز ولد عبد اللہ السلفی الدہلوی مقيم مسجد اہل حدیث ۱۳۲۱ھ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

میسواں پارہ

سورة الملائكة کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہدؒ نے کہا قطمیر گیملی کا چھاح (گھٹلی کا چھلکا یا پردہ) منقلہ بھاری بوجھ لدا ہوا۔ اوروں نے کہا حورودن کی گرمی جب سورج نکلا ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حورود رات کی گرمی اور سموم دن کی گرمی۔ غرایب غریب کی جمع ہے بت کالے کالے بالکل سیاہ۔

تشیع | یہ سورت فاطر کے نام سے مشہور ہے جو مکہ میں نازل ہوئی جس میں ۴۵ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔ جن سورتوں کو الحمد للہ الذی سے شروع فرمایا گیا ہے ان میں یہ آخری سورت ہے۔ اس کو سورہ ملائکہ بھی نام دیا گیا ہے کیونکہ اس کی پہلی آیت میں ملائکہ اور ان کے بازوؤں کا ذکر ہے۔

سورة يسین کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور مجاہدؒ نے کہا کہ فعززنا "ای شددنا" یعنی ہم نے زور دیا۔ یا حسرة علی العباد یعنی قیامت کے دن کافراں پر افسوس کریں گے (یا فرشتے افسوس کریں گے) کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں پر ٹھنھا مارا۔ ان تدرک القمر کا یہ مطلب ہے کہ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا اور نہ چاند سورج کی۔ سابق النہار کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہیں۔ نسلخ ہم رات میں سے دن نکال لیتے ہیں اور دونوں چل رہے ہیں۔ وخلقنا لهم من مثله من مثله سے مراد

[۳۵] سورة ﴿المَلَائِكَةُ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿الْقَطْمِيرُ﴾ لِفَافَةُ النَّوَاةِ. ﴿مُنْقَلَةً﴾ مُنْقَلَةً. وَقَالَ غَيْرُهُ : الْحُرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُرُورُ بِالنَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ. وَغَرَايِبُ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغَرِيبُ الشَّدِيدُ السَّوَادِ.

[۳۶] سورة ﴿يس﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا. ﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اسْتَهْزَؤُهُمْ بِالرَّسُولِ. ﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَتِيئِينَ. ﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنْ الْآخَرِ وَيَخْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. ﴿مِنْ

چوپائے ہیں۔ فکھون خوش و خرم (یادل لگی کر رہے ہوں گے) جند محضروں یعنی حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے اور عکرمہ سے منقول ہے مشحون کا معنی بوجھل (لدی ہوئی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طائروکم یعنی تمہاری مصیبتیں (یا تمہارا نصیب) ینسلون کا معنی نکل پڑیں گے۔ مرقدنا نکلنے کی جگہ سے (خواگاہ یعنی قبر سے) احصیناہ ہم نے اس کو محفوظ کر لیا ہے۔ مکانہم اور مکانہم دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی اپنے ٹھکانوں میں (گھروں میں)۔

مِنْهُ مِنَ الْإِنْعَامِ ﴿فَكَيْهُونَ﴾ مُعْجِبُونَ ﴿جُنْدٌ مُّخَضَّرُونَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ ﴿وَيَذْكُرُ عَنْ عِكْرِمَةَ﴾ الْمَشْهُونَ ﴿الْمَوْقَرُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَائِرُكُمْ﴾ مَصَابِيَكُمْ ﴿يَنْسِلُونَ﴾ يَخْرُجُونَ ﴿مَرْقَدِنَا﴾ مَخْرَجِنَا ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ ﴿مَكَانَهُمْ﴾ وَمَكَانَهُمْ وَاحِدٌ ﴿تَفْسِيرُ﴾

سورہ یٰسین کہ میں نازل ہوئی جس میں تراسی آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورہ یٰسین ہے۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کو یہ سورت یاد ہو، اس سورت کی تلاوت کرنے والے کو پورے قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب مرنے والے کے سامنے اس کی تلاوت ہوتی ہے تو اس پر اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ (یہ تینوں روایات جو مولانا راز صاحب نے ذکر فرمائی ہیں سندوں کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل حجت ہیں بلکہ نوٹ فرمائیں کہ الگ الگ سورتوں کی فضیلت میں اکثر روایات ضعیف ہیں، اعتماد کے قابل احادیث بہت کم ہیں۔ عبدالرشید تونسوی)

اس سورہ شریفہ میں سات سو انیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔ قرآن مجید کی کل آیتوں کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ کل الفاظ کی میزان ۷۷۹۳۴ ہے اور کل حروف کا شمار ۳۲۳۷۶۰ ہے (مواہب الرحمن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یٰسین کے معنی اے آدمی! مراد آنحضرت ہیں۔

باب آیت ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ...﴾ کی تفسیر (۴۸۰۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تمیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے کے وقت میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ ”اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔“

(۴۸۰۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا

۱۔ باب قَوْلُهُ: وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ... ۴۸۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَذْكُرُ أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾)). (راجع: ۳۱۹۹) ۴۸۰۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا

ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذرؓ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے“ کے متعلق سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔

وَكَيْفَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ : ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)). [راجع: ۳۱۹۹]

تفسیر ابن کثیر اور قطلانی نے کہا کہ عرش کروی نہیں ہے جیسے اہل یسناٹ سمجھتے ہیں بلکہ وہ ایک قبہ ہے۔ اس میں پائے ہیں جس کو فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ تو عرش آدمیوں کی سر کی جانب اوپر کی طرف ہے۔ پھر وہ دن کو سورج عرش کے بہت قریب ہوتا ہے اور آدھی رات کے وقت چوتھے آسمان پر اپنے مقام میں عرش سے دور ہوتا ہے، اسی وقت سجدہ کرتا ہے اور اس کو مشرق کی طرف جانے کی اور وہاں سے نکلنے کی اجازت ملتی ہے۔ سجدے سے اس کی عاجزی اور انقیاد مراد ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس زمانے کی تقریریں ہیں جب زمین کا کروی ہونا اور زمین کی طرف آبادی ہونا اس کا علم اچھی طرح لوگوں کو نہ تھا۔ اب یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ زمین کروی ہے لیکن اس میں حکیموں کا اختلاف ہے کہ زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے یا آفتاب زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ حال کے حکیموں نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور حدیث سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اب جب عرش سب جانب سے زمین کے اوپر ہو تو اس کا بھی کروی ہونا ضروری ہے اور باعتبار اختلاف آفاق کے ہر آن میں کیس نہ کیس طلوع ہو رہا ہے کیس نہ کیس غروب۔ اس صورت میں حدیث میں اشکال پیدا ہو گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ سجدے سے انقیاد اور خضوع مراد ہے تو وہ ہر وقت عرش کے بتلے گویا سجدے میں ہے اور پروردگار سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ قیامت کے قریب یہ اجازت اس کو نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر لوٹ جا تو وہ پھر مغرب سے نمودار ہو گا۔ واللہ اعلم امنا باللہ وکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وحیدی)

والشمس تجری لمستقر لها قال صاحب اللمعات قد ذکر له فی التفاسیر وجوه غیرها فی هذا الحدیث ولا شک ان ما وقع فی الحدیث المتفق علیہ هو المعتبر والمعتمد والعجب من البیضاوی انه ذکر وجوها فی تفسیرہ ولم یذكر هذا الوجه ولعله اوقعه تفلسفه نعوذ باللہ من ذالک وفی کلام الصلیبی ایضا ما یشرع لضیق الصدر نسال اللہ العافیۃ انسی (حاشیہ بخاری، ص: ۷۰۹) صاحب لمعات نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان والشمس تجری المستقر لها (اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے) کے بارے میں تفسیروں میں دوسری باتیں بیان کی گئی ہیں اور اس حدیث کے مضمون کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بخاری و مسلم کی حدیث میں سورج کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے وہی قابل اعتماد و اعتبار ہے۔ امام بیضاوی پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں سورج کی حالت پر بہت سی وجوہات بیان کی ہیں اور وہ وجہ اور بیان چھوڑ دیا ہے جو اس حدیث میں ہے، یہ شاید ان پر یونانی فلسفہ کا اثر ہے۔ پناہ بخدا اور اس موقع پر علامہ طبریؒ نے جو کہا ہے اس سے بھی سینے میں تنگی اور بھنپاؤ پیدا ہوتا ہے (جسے شرح صدر کے ساتھ قبول نہیں کیا جا سکتا)

باب سورۃ الصافات کی تفسیر

[۳۷] باب سورۃ الصافات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ﴾ مجاہدؒ نے کہا (سورۃ سبا میں جو ہے) ویقذفون بالغیب من مکان بعید

اس کا مطلب یہ ہے کہ دور ہی غیب کے گولے پھینکتے رہتے ہیں اور یقذفون من کل جانب کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے۔ ولہم عذاب واصب یعنی ہمیشہ کا عذاب (یا سخت عذاب) تاتوننا عن الیمین کا مطلب یہ ہے کہ کافر شیطانوں سے کیس گے تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آتے تھے۔ غول کا معنی پیٹ کا درد (یا سر کا درد) ولا ہم یزفون اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔ قرین شیطان۔ بھرعون دوڑائے جاتے ہیں۔ یزفون نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں۔ و بین الجنة نسبا قریش کے کافر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں (پریوں) کو قرار دیتے تھے ولقد علمت الجنة انہم لمحضرون یعنی جنوں کو معلوم ہے کہ ان کو قیامت کے دن حساب کے لئے حاضر ہونا پڑے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انا لنحن الصافون یہ فرشتوں کا قول ہے۔ صراط الجحیم سواء الجحیم دونوں کے معنی وسط الجحیم کے ہیں یعنی جہنم کے نیچوں نیچ۔ لشوبا من حمیم یعنی ان کے کھانے میں گرم کھولتے ہوئے پانی کی ملوٹی کی جائے گی۔ مدحورا دھنکارا ہوا۔ بیض مکنوں بندھے ہوئے موتی۔ وترکنا علیہ فی الاخرین اس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ یستسخرون ٹھٹھا کرتے ہیں۔ بعلا کے معنی رب، معبود (یعین والوں کی لغت میں) اسباب سے آسمان مراد ہیں۔

سورۃ صافات کی ہے۔ ۱۸۲ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔ آیت والصفات صفا میں صفیں باندھنے والے فرشتوں اور مجاہدین کی قسم ہے پھر حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الہی میں مناسب موقع پر سخت زجر کرنے والوں کی قسم ہے پھر اسی حالت میں قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ تمہارا معبود بے شک صرف ایک ہے متعدد نہیں۔

تفسیر

باب آیت: ﴿وَان یونس لمن المرسلین﴾ کی تفسیر میں
”بلاشبہ یونسؑ رسولوں میں سے تھے۔“

(۴۸۰۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمر بن ابی الدرداء نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا،

مَكَانٌ بَعِيدٌ : مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ، وَيُقَذَّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ . يُرْمَوْنَ . وَاصْبُ دَائِمًا . لَا زَبَّ لَازِمٌ . تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ يَغْنِي الْحَقُّ . الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ . ﴿غَوْلٌ﴾ : وَجَعُ بَطْنٍ . ﴿يُزْفُونَ﴾ : لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ . ﴿قَرِينٌ﴾ : شَيْطَانٌ . ﴿يَهْرَعُونَ﴾ : كَهَيئَةِ الْهَرَوَلَةِ . ﴿يَزْفُونَ﴾ : السَّلَاحُ فِي الْمَشْيِ . ﴿وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نِسَابٌ﴾ : قَالَ كُفَّارٌ قُرَيْشٍ : الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ ، وَأُمَمُهُنَّهِنَّ بَنَاتُ سُرُورَاتِ الْجَنِّ ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجَنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾ : سَتُخْضَرُونَ لِلْحِسَابِ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ : الْمَلَائِكَةُ . ﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ : سَوَاءِ الْجَحِيمِ . وَوَسْطِ الْجَحِيمِ . لَشُوبًا . مُخْلَطٌ طَعَامُهُمْ وَيَسَاطُ بِالْحَمِيمِ . مَذْخُورًا : مَطْرُودًا . بَيْضٌ مَكْنُونٌ اللَّوْلُؤُ الْمَكْنُونُ . ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ : يُذَكَّرُ بِخَيْرٍ . يَسْتَسْخِرُونَ يَسْخَرُونَ . بَعْلًا رَبًّا . الْأَسْبَابُ : السَّمَاءُ .

۱- باب قولہ ﴿وَإِنْ يُونُسَ لِمِنْ

المرسلین﴾

۴۸۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یونس بن متی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر ہونے کا دعویٰ کرے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ ابْنِ مَتَّى)).

[راجع: ۳۴۱۲]

(۴۸۰۵) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن قلیح نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لوی کے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں یونس بن متی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے۔

۴۸۰۵ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَلِيحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ)).

[راجع: ۳۴۱۵]

باب سورہ ص کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

[۳۸] باب سورۃ ص

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورت کی ہے جس میں ۸۸ آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو کفار قریش جن میں ابو جہل بھی تھا آنحضرت ﷺ کی شکایت کرنے آئے کہ وہ ہمارے معبودوں کی ہجو بیان کرتے ہیں۔ ابو طالب نے ان کے سامنے آپ کو بلا کر پوچھا، آپ نے فرمایا کہ میں ایک ہی بات کہتا ہوں اگر یہ لوگ مان لیں تو سارا ملک عرب ان کا مطیع ہو جائے اور غم جزیرہ دیوے۔ لوگوں نے کہا ایک بات کیا اگر ایسی دس باتیں بھی ہوں تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک بات لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ یہ سنتے ہی کفار قریش خفا ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ارے عجیب بات ہے اس نے سب معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا۔ اس پر سورہ ص نازل ہوئی۔

(۴۸۰۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عوام بن حوشب نے کہا میں نے مجاہد سے سورہ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کیا گیا تھا تو انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی ”یٰٰی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی پس آپ بھی انہی کی ہدایت کی اتباع کریں۔“ اور ابن عباس اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

۴۸۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْعَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا.

[راجع: ۳۴۲۱]

(۴۸۰۷) مجھ سے محمد بن عبد اللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبید طنافسی نے، ان سے عوام بن حوشب نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد سے سورہ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے

۴۸۰۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِسيُّ عَنْ الْعَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ اس سورت میں آیت سجدہ کے لئے دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم (سورت انعام) میں یہ نہیں پڑھتے کہ ”اور ان کی نسل سے داؤد اور سلیمان ہیں“ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے یہ ہدایت دی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی اتباع کریں۔“ داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا آنحضورؐ کو حکم تھا (چونکہ داؤد علیہ السلام کے سجدہ کا اس میں ذکر ہے اس لئے آنحضرتؐ نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا) عجاب کا معنی عجیب القط قط کہتے ہیں کانف کے ٹکڑے (پرچے) کو یہاں نیکیوں کا پرچہ مراد ہے (یا حساب کا پرچہ) اور مجاہدؒ نے کہا فی عزة کا معنی یہ ہے کہ وہ شرارت و سرکشی کرنے والے ہیں۔ الملة الاخرة سے مراد قریش کا دین ہے۔ اختلاق سے مراد جھوٹ۔ الاسباب آسمان کے راستے دروازے مراد ہیں۔ جند ما هنالك الایۃ سے قریش کے لوگ مراد ہیں۔ اولئک الاحزاب سے اگلی امتیں مراد ہیں جن پر اللہ کا عذاب اترا۔ فواق کا معنی پھرنا، لوٹنا۔ عجل لنا قطننا میں قط سے عذاب مراد ہے۔ اتخذنا ہم سخریا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں گھیر لیا تھا۔ اترا ب جوڑ والے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اید کا معنی عبادت کی قوت۔ الابصار اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے۔ حب الخیر عن ذکر ربی میں عن من کے معنی میں ہے۔ دافق مسحاً گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ یا بقول بعض تلوار سے ان کو کاٹنے لگے (قوله و طفق مسحاً بالسوق والاعناق ای یمسح اعراف الخیل وعراقبہا حبالہا) (حاشیہ بخاری) الاصفاد کے معنی زنجیریں۔

باب آیت ﴿ہب لی ملکا﴾ کی تفسیر میں

”اور مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو، بے شک تو بہت بڑا دینے والا ہے۔“

(۳۸۰۸) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے

ص قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنِ سَجَدْتُ؟ فَقَالَ: أَوْ مَا تَقْرَأُ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْبَدَهُ﴾ فَكَانَ دَاوُدُ مِنْ أَمْرِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ، فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَجَابٌ عَجِيبٌ. الْقِطُّ. الصَّحِيفَةُ هُوَ هَهُنَا صَحِيفَةُ الْحَسَنَاتِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِي عِزَّةٍ مُعَازِينَ. الْمِلَّةُ الْآخِرَةُ. مِلَّةٌ قُرَيْشٍ. الْإِخْتِلَاقُ الْكُذِبُ. الْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا. ﴿جَنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ﴾ يَعْنِي قُرَيْشًا. أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ الْقُرُونُ الْمَاضِيَةُ. فَوَاقٌ رُجُوعٌ. قِطْنَا عَذَابَنَا. ﴿إِتَّخَذْنَا هُمْ سِخْرِيًّا﴾ أَحَطْنَا بِهِمْ. أَتْرَابٌ: أَمْثَالٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ. الْأَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللَّهِ. ﴿حُبُّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرِ. طَفِقَ مَسْحًا: يَمْسَحُ أَغْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِبَهَا. الْأَصْفَادُ الْوَتَاقُ.

[راجع: ۳۴۲۱]

۱- باب قَوْلُهُ:

﴿هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

۴۸۰۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ

ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کا کلمہ آپؐ نے فرمایا تاکہ میری نماز خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو۔ پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمانؑ کی دعایاد آگئی کہ ”اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میرا نہ ہو۔“ روح نے کہا کہ آنحضرتؐ نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عِفْرِيئًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتْ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لَيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمَكَّنَنِي اللَّهُ مِنْهُ. وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سَلِيمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾)). قَالَ رُوِيَ قِرْدَةُ خَاسِنًا.

[راجع: ۴۶۱]

باب آیت ﴿وَمَا نَأْمُرُ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ کی تفسیر میں

”اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔“

(۴۸۰۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جانتے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے بھی کہہ دیا تھا کہ ”آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن یا تبلیغ وحی پر کوئی اجرت نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں“ اور میں ”دخان“ (دھوئیں) کے بارے میں بتاؤں گا (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی، آنحضرتؐ نے ان کے حق میں بددعا کی اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی قحط سالی کے ذریعہ میری مدد کر۔ چنانچہ قحط پڑا اور اتنا زبردست کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک

۲- باب قولہ: ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

۴۸۰۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ. فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قَالَ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَسَاحَدْتُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ، فَأَبْطَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسَنٍ يَوْسُفَ))، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ، حَتَّى

کی شدت کی وجہ سے یہ حال تھا کہ آسمان کی طرف دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔“ بیان کیا کہ پھر قریش دعا کرنے لگے کہ ”اے ہمارے رب! اس عذاب کو ہم سے ہٹالے تو ہم ایمان لائیں گے لیکن وہ نصیحت سننے والے کہاں ہیں ان کے پاس تو رسول صاف معجزات و دلائل کے ساتھ آچکا اور وہ اس سے منہ موڑ چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ اسے تو سکھایا جا رہا ہے، یہ مجنون ہے، بے شک ہم تھوڑے دنوں کے لئے ان سے عذاب ہٹالیں گے یقیناً تم پھر کفر ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے کیا قیامت میں بھی عذاب ہٹایا جائے گا۔“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر یہ عذاب تو ان سے دور کر دیا گیا لیکن جب وہ دوبارہ کفر میں مبتلا ہو گئے تو جنگ بدر میں اللہ نے انہیں پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ”جس دن ہم سخت پکڑ کریں گے، بلاشبہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔“

نتیجہ یہ آخری جملہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آج دنیا کا عذاب جو قحط کی صورت میں ان پر نازل ہوا ہے ان سے دور کر دیا جائے تو کیا قیامت میں بھی ایسا ممکن ہے؟ نہیں وہاں تو ان کی بڑی سخت پکڑ ہوگی اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے انہیں نہ بچا سکے گی۔

باب سورۃ زمر کی تفسیر میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[٣٩] باب سورة ﴿الزُّمَرُ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَبْقَىٰ بُرْجُهُ﴾ يُجْزَىٰ عَلَى
وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿أَقْمَنَ
يَلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ﴾ ﴿ذِي عِوَجٍ﴾ : نَبَسٍ. ﴿وَرَجُلًا
سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ ؛ مَثَلٌ لِإِلَهُهِمُ الْبَاطِلِ
وَالْإِلَهَ الْحَقِّ. ﴿وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ
دُونِهِ﴾ بِالْأَوْتَانِ. ﴿حَوْلُنَا﴾ أَعْطَيْنَا.
﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ الْقُرْآنِ.

مجاہد نے کہا بتقی بوجہ سے یہ مراد ہے کہ منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا جیسے اس آیت میں فرمایا افمن یلقى فی النار خیر الایۃ ذی عوج کے معنی شبہ والا۔ ورجلا سلما لرجل یہ ایک مثال ہے مشرکین کے معبودان باطلہ کی اور معبود برحق کی۔ ویکوفونک بالذین من دونہ میں من دونہ سے مراد بت ہیں (یعنی مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں سے تجھ کو ڈراتے ہیں) خولنا کے معنی ہم نے دیا والذی جاء بالصدق سے قرآن مراد ہے اور صدق سے مسلمان مراد ہے جو قیامت کے دن پروردگار کے سامنے آکر عرض کرے گا یہی

قرآن ہے جو تو نے دنیا میں مجھ کو عنایت فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ متشاکسون شکس سے نکلا ہے شکس بد مزاج نکراری آدمی کو کہتے ہیں جو انصاف کی بات پسند نہ کرے۔ سلما اور سالما اچھے پورے آدمی کو کہتے ہیں اشمازت کے معنی نفرت کرتے ہیں چڑتے ہیں۔ بمغازتہم فوز سے نکلا ہے مراد کامیابی ہے۔ حالین کے معنی گردا گرد اس کے چاروں طرف۔ متشابہا اشتباہ سے نہیں بلکہ تشابہ سے نکلا ہے یعنی اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔

﴿وَصَدَقَ بِهِ﴾ : الْمُؤْمِنُ. يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ : هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ. ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الشَّكِيسُ الْقَسِيرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ. ﴿وَزُجَلَاءَ سَلَمًا﴾ وَيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا. ﴿إِشْمَازَتْ﴾ نَفَرَتْ ﴿بِمَغَازِيهِمْ﴾ مِنَ الْفُوزِ. ﴿حَالِينَ﴾ أَطْلَقُوا بِهِ مُطْفِئِينَ ﴿بِخَفَافَتِهِ﴾ بِخَوَالِيهِ. ﴿مُتَشَابِهًا﴾: لَيْسَ مِنَ الْإِشْتِبَاهِ. وَلَكِنْ يُشَبِّهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

تفسیر سورۃ زمر کی ہے اس میں ۷۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔ توحید خالص کے بیان سے سورت کا آغاز ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھنے کی مسلمان کو توفیق بخشے آمین۔ لفظ زمر زمرۃ کی جمع ہے۔ زمرۃ گروہ کو کہتے ہیں۔ زمر سے بہت سے گروہ مراد ہیں۔ خاتمہ سورت پر کافروں اور مومنوں کا بہت سے گروہوں کی شکل میں قیامت کے دن حاضر ہونے کا بیان ہے۔ اسی لئے اسے اس لفظ سے موسوم کیا گیا۔

۱- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ الْآيَةِ﴾ کی تفسیر میں

”آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بیشک اللہ سارے گناہ بخش دے گا۔ بیشک وہ بہت ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

(۴۸۱۰) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہیں ابن جریج نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زنا کاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے، لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اور

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ، لَا تَقْطَعُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾.

۴۸۱۰- حدثني إبراهيم بن موسى أخبرنا هشام بن يوسف أن ابن جريج أخبرهم، قال يعلى: إن سعيد بن جبيرة أخبره عن ابن عباس رضي الله عنهما، أن ناساً من أهل الشرك كانوا قد قتلوا وأكثروا، وزنوا وأكثروا، فأتوا محمداً صلى الله عليه وسلم فقالوا: إن الذي نقول وتدعو إليه لحسن، لو تخبرنا أن لما عملنا كفارة. فنزل ﴿وَالَّذِينَ لَا

يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَلَا يَقْتُلُونَ
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا
يَزْنُونَ ﴿١٠﴾ وَنَزَلَ ﴿١١﴾ يُقَالُ يَا عَبْدِيَ الدِّينِ
أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ
اللَّهِ ﴿١٢﴾.

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

٤٨١١- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ جِبْرٌ مِنْ
الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا
مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ
عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ،
وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالْفَرَى عَلَى
إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ،
فَيَقُولُ : أَنَا الْمَلِكُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ
، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْجِبْرِ،
ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ
حَقَّ قَدْرِهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

[أطرافه في : ٧٤١٤، ٧٤٥١، ٧٥١٣].

تشریح اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے اس یودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ آنحضرتؐ باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تصدیقاً لا راوی کا گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ آنحضرتؐ تصدیق کی راہ سے نہیں ہنپے تھے بلکہ اس یودی کی بات کو غلط جان کر، کیونکہ یہود مشبہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ کے لئے انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے تھے، صحیح نہیں ہے کہ کس لئے کہ فضیل بن عیاض نے منصور سے روایت کی اس میں یہ بھی سے

تعجباً منا قاله الحبرو تصدیقاً لہ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے۔ مامن قلب الا وهو بین اصبعین من اصابع الرحمن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث میں ہے اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة فوضع یدہ بین کفّی حتی وجدت برد اناملہ بین یدیی۔ انامل انگلیوں کی پوریں۔ غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کے لئے ایسا ہی ہے جیسے وجہ اور یدین اور قدم اور رجل اور جنب وغیرہ کا اور اہلحدیث کا عقیدہ ان کی نسبت یہ ہے کہ یہ سب اپنے معنی ظاہری پر محمول ہیں لیکن ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ میں کہتا ہوں محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کے روایت کرتے وقت اپنی چھٹلیا کی طرف اشارہ کیا پھر پاس والی انگلی کی طرف پھر اس کے پاس والی انگلی کی طرف، یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔ (وحیدی)

باب آیت ﴿وَلَارِضٌ جَمِيعًا قَبْضَةُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ کی تفسیر

(۴۸۱۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے ابو سلمہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا، آج حکومت صرف میری ہے۔ دنیا کے بادشاہ آج کہاں ہیں؟

باب آیت ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ﴾ کی تفسیر میں ”اور صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ سو اس کے جس کو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پھر اچانک سب کے سب دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔“

(۴۸۱۳) مجھ سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرحیم نے خبر دی، انہیں زکریا بن ابی زائدہ نے، انہیں عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے

باب ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

۴۸۱۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)). [أطرافه في: ۶۵۱۹، ۷۳۸۲، ۷۴۱۳].

۴ - باب قَوْلِهِ:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾.

۴۸۱۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے اٹھ کر عرش الہی کو تھام لیں گے)

(۴۸۱۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابو صالح سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دونوں صورتوں کے پھونکنے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں اور ہر چیز فنا ہو جائے گی، سواریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

﴿قَالَ: ((إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النِّفْخَةِ الْآخِرَةِ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَىٰ مُتَعَلِّقٍ بِالْعَرْشِ فَلَا أَذْرِي، أَكْذَلِكْ كَانَ أَمْ بَعْدَ النِّفْخَةِ)).﴾ [راجع: ۲۴۱۱]

۴۸۱۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي. قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ النِّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ))، قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ أَتَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَتَيْتُ قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَتَيْتُ، وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ فِيهِ يُرْتَكَبُ الْخَلْقُ. [طرفہ فی: ۴۹۳۵]

اس روایت میں یوں ہی ہے لیکن ابن مردویہ کی روایت میں چالیس برس مذکور ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ طبری نے کہا اکثر روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہو گا۔

سورة المؤمن

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا تم کا معنی اللہ کو معلوم ہے جیسے دوسری سورتوں میں جو حروف مقطعات شروع میں آئے ہیں ان کے متعلق حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ بعضوں نے کہا تم قرآن یا سورت کا نام ہے جیسے شریح ابن ابی اوفیٰ عیسیٰ اس شعر میں کہتا ہے جبکہ نیزہ جنگ میں چلنے لگا۔ پڑھتا ہے تم پہلے پڑھنا تھا۔ الطول کے معنی احسان اور فضل کرنا۔ داخرین کے معنی ذلیل و خوار ہو کر۔ حضرت مجاہدؒ نے کہا ادعوکم الی النجاة سے ایمان مراد ہے۔ لیس لہ دعوة یعنی بت کسی کی دعا قبول نہیں کر سکتا۔ یسجرون کے معنی وہ دوزخ کے ایدھن بنیں گے۔ تمرحون کے معنی تم اتراتے تھے۔ اور علاء بن زیاد مشہور

[۴۰] سورة ﴿الْمُؤْمِنُ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿حَم﴾ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّورِ، وَيُقَالُ: بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شَرِيحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْقَعْسِيِّ.

يَذْكُرُنِي حَامِيمٌ وَالْوَمُحُ شَاجِرُ فَهَلَا تَلَا حَامِيمٌ قَبْلَ التَّقْدِمِ

الطُّولُ: التَّفْصِيلُ. ذَاخِرِينَ خَاصِعِينَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى النَّجَاةِ﴾ الْإِيمَانُ. لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ بَعْنِي الْوَتْنِ. ﴿يَسْجَرُونَ﴾ تَوَقَّدَ بِهِمُ النَّارُ ﴿تَمْرَحُونَ﴾ تَطَرَّوْنَ. وَكَانَ

تالبعی و مشہور زاہد لوگوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے، ایک شخص کہنے لگا لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیسے کر سکتا ہوں میری کیا طاقت ہے۔ اللہ پاک تو فرماتا ہے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (گناہ کئے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ ”اس کے ساتھ اللہ یوں بھی فرماتا ہے کہ گنہگار دوزخی ہیں، مگر میں سمجھ گیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ برے کام کرتے رہو اور جنت کی خوشخبری تم کو ملتی جائے۔ اللہ نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکیوں پر خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لئے دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَذْكُرُ النَّارَ، فَقَالَ رَجُلٌ: لِمَ تَقْنَطُ النَّاسَ؟ قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أَقْنَطَ النَّاسَ؟ وَاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ، لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ وَيَقُولُ: ﴿وَأَنْ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِي أَعْمَالِكُمْ. وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ، وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ غَصَّاهُ.

تفسیر سورہ مومن کی ہے اور اس میں ۸۵ آیات اور نو رکوع ہیں۔ اس میں ایک مرد مومن کا ذکر ہے جو دربار فرعون میں اپنا ایمان پوشیدہ رکھے ہوئے تھا جو فرعون کی اس بات ﴿ذُرُونِي أَقْبِلْ مُوسَى﴾ (المومن: ۳۶) (تم لوگ مجھ کو مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں) کے جواب میں بول اٹھا ﴿اقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ﴾ (المومن: ۲۸) (کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے) اسی مرد مومن کے نام سے سورہ مومن اس سورہ شریفہ کا نام ہوا۔

شعر بذکرنی حم والرمح شاجر کے تحت مولانا وحید الزمان فرماتے ہیں۔ یعنی لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھتا تو فائدہ ہوتا اس کی جان بچ جاتی۔ ہوا یہ کہ شریع جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھے اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لڑ رہے تھے ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر والوں سے فرمایا اس کالے عمامہ والے کو مت مارنا، یہ اپنے باپ کی طرف سے ان کے ساتھ چلا آیا ہے۔ خیر اسی گفتگو میں شریع اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہو گیا۔ جب بھلا دونوں طرف سے چلنے لگا تو محمد نے حم عسق پڑھی یا حم عسق میں جو یہ آیت ہے قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی پڑھی۔ بعضوں نے کہا کہ سورہ مومن کی یہ آیت پڑھی اقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ۔ حم سے یہی مراد ہے۔ لیکن شریع نے محمد بن طلحہ کو مار ڈالا اور یہ شعر پڑھا یعنی جنگ ہو جانے کے بعد پھر حم پڑھنے سے کیا فائدہ۔ جنگ میں آنے سے پیشتر یہ پڑھتا تو البتہ مفید ہوتا۔

(۴۸۱۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم تمیمی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ حضرت عبد اللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ

۴۸۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبَرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا

بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضرتؐ سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کتاب ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِفَنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوَّى ثَوْبَهُ فِي عُقْبِهِ فَخَقَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ، وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ».

[راجع: ۳۶۷۸]

سورہ حم السجدة کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طاؤس نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا انبیاطو کا معنی خوشی سے اطاعت قبول کرو۔ اتینا طائعين ہم نے خوشی خوشی اطاعت قبول کی۔ اعطينا ہم نے خوشی سے دیا۔ اور منہال بن عمرو اسدی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا میں تو قرآن میں ایک کے ایک خلاف چند باتیں پاتا ہوں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) بیان کر وہ کہنے لگا ایک آیت میں تو یوں ہے فلا انساب بینہم قیامت کے دن ان کے درمیان کوئی رشتہ نامہ باقی نہیں رہے گا اور نہ وہ باہم ایک دوسرے سے کچھ پوچھیں گے۔ دوسری آیت میں یوں ہے و اقبل بعضهم علی بعض اور قیامت کے دن ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے (اس طرح دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک آیت میں یوں ہے ولا یکتومون اللہ حدیثا (وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے) دوسری آیت میں ہے قیامت کے دن مشرکین کہیں گے واللہ ربنا ما کننا مشرکین ہم اپنے رب اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ہے کہ وہ اپنا مشرک ہونا چھپائیں گے (اس طرح ان دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک جگہ فرمایا انتم اشد خلقا ام السماء بناھا آخر

[۴۱] سورہ حم السجدة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ طَاوُسٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ «أَتَيْنَا طَوْعًا أَعْطَيْنَا. وَقَالَ الْمُنْهَالُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ، قَالَ: «فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ»، «وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ»، «وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا» «رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ» فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ: «أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا إِلَى قَوْلِهِ دَحَاهَا» فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: «أَنْتُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ - إِلَى طَائِعِينَ» فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ تَعَالَى: «وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا سَمِيعًا بَصِيرًا»

تک۔ اس آیت سے ظاہر کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ پھر سورہ حم
سجدہ میں فرمایا انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین اس سے
لگتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی ہے (اس طرح دونوں میں
اختلاف ہے) اور فرمایا وکان اللہ غفوراً رحیم (اللہ بخشنے والا مہربان تھا)
عزیزاً حکیم (سمیعاً بصیراً ان کے معانی سے لگتا ہے کہ اللہ ان
صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا، اب نہیں ہے۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ یہ جو فرمایا فلا انساب بینہم (اس دن کوئی
نسلہ رشتہ باقی نہ رہے گا) یہ اس وقت کا ذکر ہے جب پہلا صور پھونکا جائے
گا اور آسمان و زمین والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اس وقت رشتہ
نسلہ کچھ باقی نہ رہے گا نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (دہشت کے مارے
سب نفسی نفسی پکاریں گے) پھر یہ جو دوسری آیت میں ہے واقبل
بعضہم (ایک دوسرے کے سامنے آکر پوچھ تاچھ کریں گے) یہ دوسری
دفعہ صور پھونکے جانے کے بعد کا حال ہے (جب میدان محشر میں سب
دوبارہ زندہ ہوں گے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئے گا) اور یہ جو مشرکین
کا قول نقل کیا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین (ہمارے رب کی قسم ہم
مشرک نہ تھے) اور دوسری جگہ فرمایا ولا یکتُمون اللہ حدیثا اللہ سے وہ
کوئی بات نہ چھپا سکیں گے تو بات یہ ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن
خالص توحید والوں کے گناہ بخش دے گا اور مشرکین آپس میں صلاح و
مشورہ کریں گے کہ چلو ہم بھی چل کر دوبارہ الہی میں کہیں کہ ہم مشرک نہ
تھے۔ پھر اللہ پاک ان کے منہ پر مر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں بولنا
شروع کر دیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی
بات چھپ نہیں سکتی اور اسی وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا
میں مسلمان ہوتے (اس طرح یہ دونوں آیتیں مختلف نہیں ہیں) اور یہ جو
فرمایا کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے پھیلایا
نہیں (صرف اس کا مادہ پیدا کیا) پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو دن میں اس کو
برابر کیا (ان کے طبقات مرتب کئے) اس کے بعد زمین کو پھیلایا اور اس کا
پھیلانا یہ ہے کہ اس میں سے پانی نکالا گھاس چارا پیدا کیا۔ پہاڑ، جانور،

فَکَانَ کَانَ ثُمَّ مَضَى، فَقَالَ : ﴿فَلَا
أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْخَةِ الْأُولَى، ثُمَّ
يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَصَيَقَ مَنْ فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ
اللَّهُ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا
يَتَسَاءَلُونَ. ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ
﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ﴾
فَإِنَّ اللَّهَ يَفْهَرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ.
وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : تَعَالَوْا نَقُولْ لَمْ نَكُنْ
مُشْرِكِينَ، فَخَيَّمْ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنَطَّقُ
أَيْدِيهِمْ، فَعِنْدَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَكْتُمُ
حَدِيثًا، وَعِنْدَهُ ﴿يُؤْذُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ الْآيَةُ
وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ
السَّمَاءَ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ
فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ،
وَدَحَوَهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى
وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِبَالَ وَالْأَكَامَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ:
﴿دَحَاهَا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِي
يَوْمَيْنِ﴾ فَجَعَلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ
شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَخُلِقَتِ السَّمَاوَاتُ
فِي يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾
سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ، وَذَلِكَ قَوْلُهُ : أَيُّ لَمْ
يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا
أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ
الْقُرْآنُ فَإِنَّ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. حَدَّثَنِيهِ

يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو، وَ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بِهِذَا.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَمْنُونٌ﴾ مَحْسُوبٌ.
أَقْوَاتُهَا أَرْزَاقُهَا. فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرُهَا: مِمَّا
أَمَرَ بِهِ. نَحْسَاتٍ مَشَائِيمٍ، وَقَيْضُنَا لَهُمْ
قُرْنَاءٌ، تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ
الْمَوْتِ، إِهْتَرَتْ: بِالنِّيَّاتِ، وَرَبَّتْ
إِزْتَفَعَتْ، وَقَالَ غَيْرُهُ مِنْ أَكْثَامِهَا: حِينَ
تَطْلُعُ، لَيَقُولُنَّ هَذَا لِي: أَيُّ بَعْمَلِي، أَيُّ
أَنَا مَخْفُوقٌ بِهِذَا: سَرَاءٌ لِلْسَّائِلِينَ: قَدَرُهَا
سَرَاءٌ. فَهَدَيْنَاهُمْ: ذَلَّلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ
وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ: ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾
وَقَوْلِهِ: هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ. وَالْهَدَى الَّذِي
هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَسْعَدْنَاهُ، مِنْ ذَلِكَ
قَوْلُهُ: ﴿أَوَلَيْكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبْهَدَاهُمْ
اِقْتَدَفَهُ﴾. يُوزَعُونَ: يُكْفُون. مِنْ أَكْثَامِهَا:
قِشْرُ الْكُفْرَى، هِيَ الْكُفْرُ: وَلِيُّ حَسِيمٍ:
الْقَرِيبُ. ﴿مِنْ مَجْبِصٍ﴾: حَاصٍ حَادٍ.
مِرْيَةٍ وَمُرْيَةٍ: وَاحِدٌ أَيْ امْتِرَاءً. وَقَالَ
مُجَاهِدٌ: ﴿اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾: الْوَعِيدُ.
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾
الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ.
فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ
عَذْوَهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيُّ حَسِيمٍ﴾.

اونٹ وغیرہ ٹیلے جو جو ان کے پیچ میں ہیں وہ سب پیدا کئے۔ یہ سب دو دن
میں کیا۔ دحاہا کا مطلب یہ ہے کہ زمین دو دن میں پیدا ہوئی جیسے فرمایا
خلق الارض فی یومین تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی
اور آسمان دو دن میں بنے (اس طرح یہ اعتراض رفع ہوا) اب رہا یہ فرمانا
کہ کان اللہ غفور رحیم میں کان کا مطلب ہے کہ اللہ پاک میں یہ
صفات ازل سے ہیں اور یہ اس کے نام ہیں (غفور، رحیم، عزیز، حکیم،
سبح، بصیر وغیرہ) کیونکہ خداوند کریم جو چاہتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے
(حاصل یہ ہے کہ صفات سب قدیم ہیں گو ان کے تعلقات حادث ہوں
جیسے سبح اللہ کا قدیم سے تھا مگر تعلق سبح کا اس وقت سے ہوا جب سے
آوازیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح اور صفات میں بھی کہیں گے) اب تو قرآن
میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اختلاف کیسے ہو گا۔ قرآن مجید اللہ کی طرف
سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کلام میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ امام بخاریؒ
نے کہا مجھ سے یوسف بن عدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمرو
نے، انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے، انہوں نے منہال سے، انہوں سے
سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت جو ادھر
گزری ہے) مجاہد نے کہا ممنون کا معنی حساب ہے۔ اقواتہا یعنی بارش
کا اندازہ مقرر کیا کہ کیا ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے۔ فی کل
سماء امرہا یعنی جو حکم (اور انتظام کرنا تھا) وہ ہر آسمان سے متعلق
(فرشتوں کو) بتلادیا۔ نحسات منحوس، نامبارک وقیضنا لہم قرناء کا معنی
ہم نے کافروں کے ساتھ شیطان کو لگا دیا تنزل علیہم الملائکہ یعنی
موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اہترت یعنی ہیزی سے لہلہانے
لگتی ہے۔ وربت پھول جاتی ہے، ابھر آتی ہے۔ مجاہد کے سوا اوروں نے
کہا من اکمامہا یعنی جب پھل گاہوں سے نکلے ہیں۔ ليقولن هذا لی
یعنی یہ میرا حق ہے میرے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ سواء للسائلین سب
مانگنے والوں کے لئے اس کو یکساں رکھا۔ فہدیناہم سے یہ مراد ہے کہ ہم
نے ان کو اچھا برا دکھلادیا، بتلادیا جیسے دو سری جگہ فرمایا وھدیناہ النجدین
(سورہ بلد میں) اور سورہ دہر میں فرمایا انا ھدیناہ السبیل لیکن ہدایت کا وہ

معنی سیدھے اور سچے راستے پر لگا دینا، وہ تواضع (یا اسعاد) کے معنی میں ہے (سورۃ انعام) اولئک الذین ھداهم اللہ میں یہی معنی مراد ہیں۔ یوزعون روکے جائیں گے۔ من اکمامہا میں کم کہتے ہیں گا بھاکے چھلکے کو (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے) اوروں نے کہا انکو زجب نکلے ہیں تو اس کو بھی فور اور کفوری کہتے ہیں۔ ولی حمیم قریبی دوست۔ من محیص خاص سے نکلا ہے خاص کے معنی نکل بھاگا الگ ہو گیا۔ مریۃ بکسر میم اور مریۃ بضم میم (دونوں قراتیں ہیں) دونوں کا ایک ہی معنی شک و شبہ کے ہیں اور مجاہد نے کہا اعملوا ما شئتم میں وعید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ادفع بالتی ھی احسن سے یہ مراد ہے کہ غصے کے وقت صبر کر لو اور برائی کو معاف کر دے جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کریں گے تو اللہ ان کو ہر آفت سے بچائے رکھے گا اور ان کے دشمن بھی عاجز ہو کر ان کے دلی دوست بن جائیں گے۔

سورۃ حم سجدہ کی ہے۔ اس میں ۵۳ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کفار قریش اکٹھے ہوئے اور آپس میں یہ تجویز کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص جا کر (حضرت) محمدؐ کو سمجھائے، اس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ آخر عتبہ بن ربیعہ گیا اور آنحضرتؐ سے کہا کہ تم اچھے ہو یا تمہارے باپ دادا اچھے تھے۔ تم کو کیا ہو گیا ہے تم نے ساری قوم کو خراب کر دیا اور ہمارے دین کو رسوا کر دیا۔ اب اگر تم کو مال کی ضرورت ہے تو ہم سب مال جمع کر کے تم کو امیر بنا لیتے ہیں اور اگر عورت کی خواہش ہے تو دس عورتیں تم کو بیاہ دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ سورۃ مبارکہ پڑھنی شروع کی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے ﴿فان اعرضوا فقل انذرکم صاعقۃ﴾ (حم السجدہ: ۱۳) تو عتبہ نے کہا بس چپ رہو، تمہارے پاس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ ویسا میرے کانوں نے کبھی نہیں سنا۔ لفظ حم حروف مقطعات میں سے ہے جن کے حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔

جملہ ﴿وخلق الارض فی یومین﴾ (حم السجدہ: ۹) سے یہ شبہ نہ رہا کہ ایک جگہ تو آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے بیان فرمائی دوسری جگہ زمین کی پیدائش پہلے بیان کی مگر اب بھی یہ اعتراض باقی رہے گا کہ سورۃ حم سجدہ میں یوں ہے ﴿وجعل فیہا رواسی من فوقھا وبارک فیہا وقدر فیہا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواء للسانین ثم استوی الی السماء وہی دخان﴾ (حم السجدہ: ۱۰) اس کا ظاہری مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آسمانوں کی ترتیب اور ان کے سات طبقے بنانا یہ زمین کے دھو یعنی پھیلانے کے بعد ہے اور سورۃ والنازعات سے یہ نکلتا ہے کہ زمین کا دھو اس کے بعد ہے۔ چنانچہ اس سورت میں یوں فرماتا ہے۔ ﴿انتم اشد خلقا ام السماء بناھا رفع سمکھا فسوها واغطش لیلھا واخرج ضحھا والارض بعد ذلک دحاھا﴾ (النازعات: ۲۷-۳۰) اس لئے بعض مفسرین نے یوں کہا کہ یہ سورۃ والنازعات میں بعد ذالک کا یہ مطلب ہے کہ اس کے علاوہ یہ کیا کہ زمین کو پھیلایا، بعد ذالک سے بعدیت زمانی مراد نہیں ہے۔ جامع البیان میں ہے کہ یہ مقام مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (وحیدی)

باب آیت ﴿وما کنتم تستترون﴾ الخ کی تفسیر

۱- باب قولہ

”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی دیں گی، بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا کہ اللہ کو بہت سی ان چیزوں کی خبر ہی نہیں ہے جنہیں تم کرتے رہے۔“

(۴۸۱۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے روح بن قاسم نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، آیت ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان گواہی دیں گے“ الخ کے متعلق کہا کہ قریش کے دو آدمی اور بیوی کی طرف سے ان کے قبیلہ ثقیف کا کوئی رشتہ دار یا ثقیف کے دو افراد تھے اور بیوی کی طرف قریش کا کوئی رشتہ دار، یہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہوگا؟ ایک نے کہا کہ بعض باتیں سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اگر بعض باتیں سن سکتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی“ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ...﴾ الایۃ کی تفسیر

یعنی ”اور یہ تمہارا گمان ہے“۔۔۔۔۔ آخر آیت تک

(۴۸۱۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں سے

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنْنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾

۴۸۱۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ﴾ الْآيَةَ، كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنَ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَخَتَنَ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا؟ قَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْمَعُ بَعْضُهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضُهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلُّهُ، فَأَنْزَلَتْ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

[طرفہ فی: ۴۸۱۷، ۷۵۲۱]۔

۲- باب قوله ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ﴾

۴۸۱۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ ابْنَةِ قُرَيْشٍ وَثَقَفِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ وَقُرَيْشِيٍّ كَثِيرَةٍ شَحْمٌ يُطَوْنَهُمْ، قَلِيلَةً فَقَهَ قُلُوبَهُمْ. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرُونَ

کہا، تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پہ بھی ضرور سنتا ہو گا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے گواہی دیں گے“ آخر آیت تک۔ سفیان ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے اور کہا کہ ہم سے منصور نے یا ابن نجیح نے یا حمید نے ان میں سے کسی ایک نے یا کسی دو نے یہ حدیث بیان کی، پھر آپ منصور ہی کا ذکر کرتے تھے اور دوسروں کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں کیا۔

يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا. وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا، وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةُ. وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا يَقُولُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوْ ابْنُ نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدًا، أَحَدُهُمْ أَوْ اثْنَانِ مِنْهُمْ، ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ، وَتَرَكَ ذَلِكَ مَرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ.

باب آیت ﴿فَانْصَبِرُوا فَاَلنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ﴾ کی تفسیر

”پس یہ لوگ اگر صبر ہی کریں تب بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے۔“ ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

سورہ حم عشق کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”عقیما“ کے معنی بانجھ منقول ہیں ”روحاً من امرنا“ میں روح سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور مجاہد نے کہا ”یذراکم فیہ“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا رہے گا ”لاحجة بیننا“ یعنی اب ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں رہا ”طرف خفی“ کمزور کی نگاہ سے یا دزدیدہ نظر۔ سے اوروں نے کہا ”فیظللن رواکد“ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مقام پر موجوں کے تھپیڑوں سے ہلتی رہیں نہ آگے بڑھیں نہ پیچھے ہٹیں ”شرعوا“ نیا دین

باب قوله فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ

لَهُمْ

..... - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُوَيْهٍ.

[٤٢] سورة ﴿حم عشق﴾

وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: عَقِيمًا لَا تِلْدُ. رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا. الْقُرْآنُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَذْرَؤُكُمْ: فِيهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلِ. لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا: لَا خُصُومَةَ طَرْفٍ خَفِيٍّ: ذَلِيلٍ. وَقَالَ غَيْرُهُ: فَيُظَلِّلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرَيْنَ فِي الْبَحْرِ. شَرَعُوا: ابْتَدَعُوا.

تشیخ

١- باب قوله : ﴿إِلَّا الْمُدَّةَ فِي

الْقُرْبَىٰ ﴿١٠﴾

٤٨١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ
الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي
الْقُرْبَى﴾ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ
مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجَلْتُ، أَنَّ
النَّبِيَّ عليه السلام لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ
لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: ((إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ)).

[راجع: ۳۴۹۷]

تشیخ

[٤٣] سورة ﴿حم﴾ الزُّخْرُفُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلَى أُمَّةٍ﴾ عَلَى إِمَامٍ.
﴿وَقِيلَ يَا رَبِّ﴾ تَفْسِيرُهُ: أَيَحْسَبُونَ أَنَا
لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ
قِيلَهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَوْ لَا أَن
يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾: لَوْ لَا أَن جَعَلَ
النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَرَاءَ، لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ

مجاہد نے کہا کہ علی ائمہ کے معنی ایک امام پر یا ایک ملت پر یا ایک دین پر) و قبیلہ یارب کا معنی ہے، کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ باتیں اور ان کی کٹنا پھوسی اور ان کی گفتگو میں سے (یہ تفسیر اس قرأت پر ہے جب و قبیلہ نہ نصب لام پڑھا جائے۔ اس حالت میں و سرہم و نجو اہم پر عطف ہو گا اور مشہور قرأت و قبیلہ بہ سر لام ہے۔ اس صورت میں یہ الساعۃ پر عطف ہو گا یعنی خدا تعالیٰ ان کی

گفتگو بھی جانتا ہے اور سنتا ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ولولا ان یكون الناس امة واحدة کا مطلب یہ ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بنا ڈالتا تو میں کافروں کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی سیڑھیاں کر دیتا ”معارج“ کے معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ۔ مقررین، زور والے۔ آسفونا، ہم کو غصہ دلایا۔ یعش، اندھا بن جائے۔ مجاہد نے کہا، انضرب عنکم الذکر کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے اور ہم تم پر عذاب نہیں اتاریں گے (تم کو ضرور عذاب ہوگا) ومضی مثل الاولین، اگلوں کے قصے کہانیاں چل پڑیں۔ وما کنا له مقررین، یعنی اونٹ گھوڑے، خمر اور گدھوں پر ہمارا زور اور قابو نہ چل سکتا تھا۔ یشو فی الحلیة سے بیٹیاں مراد ہیں، یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھہرایا، واہ واہ کیا اچھا حکم لگاتے ہو۔ لو شاء الرحمن ما عبدناہم، میں ہم کی ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے کیونکہ آگے فرمایا، ما لہم بذالک من علم یعنی بتوں کو جن کو یہ پوچھتے ہیں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو بالکل بے جان ہیں فی عقبہ، اس کی اولاد میں۔ مقررین ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ سلفا سے مراد فرعون کی قوم ہے۔ وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی امت میں جو کافر ہیں ان کے پیشوا یعنی اگلے لوگ تھے۔ ومثلا للاخرین یعنی پچھلوں کی عبرت اور مثال۔ یصدون چلانے لگے، شور و غل کرنے لگے۔ مبرمون ٹھاننے والے، قرار دینے والے، اول العابدین سب سے پہلے ایمان لانے والا انہی براء مما تعبدون عرب لوگ کہتے ہیں ہم تم سے براء ہیں، ہم تم سے خلا ہیں (یعنی بیزار ہیں۔ الگ ہیں، کچھ غرض واسطہ تم سے نہیں رکھتے) واحد، تشنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ براء مصدر ہے۔ اور اگر بری پڑھا جائے جیسے ابن مسعود کی قرأت ہے تب تو تشنیہ میں برینان اور جمع میں برینون کہنا چاہئے۔ الزخرف کے معنی سونا۔ ملائکة یخلفون یعنی فرشتے جو ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہیں۔

الْكَفَّارِ سَفًّا مِنْ لُصَّةٍ وَمَعَارِجٍ مِنْ لُصَّةٍ. وَهِيَ دَرَجٌ. وَسُرُرٌ لُصَّةٌ. مُقَرَّنِينَ: مُطِيقِينَ. آسَفُونَا: أَسْخَطُونَا. يَعْشُ: يَغْمِي. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «أَفَنْضَرُبُ عَنْكُمْ الذُّكْرَ»: أَيِ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تَعَاقِبُونَ عَلَيْهِ؟ «وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ» سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ. مُقَرَّنِينَ يَغْنِي الْإِنْبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَمِيرَ. «يَنْشَأُ فِي الْحَلِيَّةِ» الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُمْ لِلرَّحْمَنِ وَلَذَا «فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ». «لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ» يَغْنُونَ الْأَوْتَانِ، لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «مَالَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ» الْأَوْتَانِ، إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. فِي عَقِبِهِ: وَلَدِهِ. مُقَرَّنِينَ: يَمْشُونَ مَعًا. سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ. وَمَثَلًا: عِبْرَةً. يَصِيدُونَ: يَصْجُونَ. مُبْرَمُونَ: مُجْمِعُونَ. أَوَّلُ الْعَابِدِينَ: أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ. «إِنِّي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ» الْغَرَبُ تَقُولُ: نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ، الْوَاحِدُ وَالْإِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمَذْكُورِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مُصَدَّرٌ، وَلَوْ قَالَ: «بَرِيءٌ» لَقِيلَ فِي الْإِثْنَيْنِ بَرِيئَانِ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ. وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ. مَلَائِكَةُ يَخْلَفُونَ: يَخْلَفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

سورہ زخرف کی ہے جس میں ۸۹ آیات اور سات رکوع ہیں۔ لفظ زخرف کے معنی سونے کے ہیں۔ اللہ نے اس سورت میں بتلایا ہے کہ نظام انسانی ہمارے حکم کے تحت چل رہا ہے ورنہ ہم چاہتے تو سونے چاندی سے ان کے گھر بھر دیتے مگر یہ سب کچھ دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان ہوتا ہے اللہ کے ہاں تو صرف عالم آخرت کی قدرو منزلت ہے جو متقین کے لئے بہتر سے بہتر شکل میں سجایا گیا ہے۔

۱۔ باب قولہ

باب آیت ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ.....﴾ کی تفسیر

جنمی کہیں گے اے داروغہ! تمہارا رب ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا تم اسی حال میں پڑے رہو۔

﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾

۴۸۱۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمَنْبَرِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾. وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ﴾. عِظَةُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُقَرِّينَ﴾ ضَابِطِينَ يُقَالُ: فَلَانٌ مُقَرَّنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ. وَالْأَكْوَابُ: الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا. ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾. أَيُّ مَا كَانَ فَنَانَا أَوَّلُ الْآفِينَ. وَهُمَا لُفْتَان، رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبْدٌ، وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ﴾ وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْجَاهِدِينَ. مِنْ عَبْدٍ يَعْبُدُ. وَقَالَ قَتَادَةُ فِي أَمِّ الْكِتَابِ فِي جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلُ الْكِتَابِ.

[راجع: ۳۲۳۰]

۴۸۱۹- ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا ”اور یہ لوگ پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔“ اور قتادہ نے کہا مثلاً للآخرین یعنی پچھلوں کے لئے نصیحت۔ دوسروں نے کہا مقربین کا معنی قابو میں رکھنے والے۔ عرب لوگ کہتے ہیں فلانا فلانے کا مقرب ہے یعنی اس پر اختیار رکھتا ہے (اس کو قابو میں لایا ہے) اکواب وہ کوزے جن میں ٹوٹی نہ ہو (بلکہ منہ کھلا ہوا ہو جہاں سے آدی چاہے پئے۔ ان کان للرحمن ولد کا معنی یہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ (اس صورت میں ان نافیہ ہے) عابدین سے آفین مراد ہے۔ یعنی سب سے پہلے میں اس سے عار کرتا ہوں۔ اس میں دولخت ہیں ”عابد و عبد“ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ”وقال الرسول یارب“ پڑھا ہے۔ اول العابدین کے معنی سب سے پہلا انکار کرنے والا یعنی اگر خدا کی اولاد ثابت کرتے ہو تو میں اس کا سب سے پہلا انکاری ہوں۔ اس صورت میں عابدین باب عبد یعبد سے آئے گا اور قتادہ نے کہا فی ام الكتاب کا معنی یہ ہے کہ مجموعی کتاب اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ میں)

باب آیت ﴿افْضَرْبُ عَنْكُمْ الذِّكْرُ صَفْحًا﴾ کی تفسیر

﴿وَمَا مَسْرُفِينَ﴾ کی تفسیر

۲۔ باب ﴿افْضَرْبُ عَنْكُمْ الذِّكْرُ

صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ﴾ مُسْرِفِينَ

مفسرین سے مراد مشرکین ہیں۔ واللہ اگر یہ قرآن اٹھالیا جاتا جب کہ ابتدا میں قریش نے اسے رو کر دیا تھا تو سب ہلاک ہو جاتے۔ فاهلکنا اشد منہم بطشاً و مضی مثل الاولین میں مثل سے عذاب مراد ہے۔ جزء بمعنی عدلاً یعنی شریک۔

وَاللّٰهُ لَوِ اَنَّ الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَذُّهُ اَوَّابِلْ هَذِهِ الْاُمَّةِ لَهْلَكُوا ﴿فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا، وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ عَقُوْبَةُ الْاَوَّلِيْنَ جُزْءًا عِذْلًا.

سورہ الدخان کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مجاہد نے کہا دھوا کا معنی سوکھا راستہ۔ علی الغلین سے مراد ان کے زمانے کے لوگ ہیں۔ فاعتلوه کے معنی ان کو دھکیل دو۔ وزوجناہم بنحور عین کا مطلب ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا جوڑا ملا دیا جن کا جمال دیکھنے سے آنکھوں کو حیرت ہوتی ہے۔ ترجسون مجھ کو قتل کرو۔ دھوا تھا ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کالمہل یعنی کالا تلچھٹ کی طرح اوروں نے کاتبیع سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں۔ ان کو تیج اس لئے کہا جاتا تھا کہ ایک کے بعد ایک بادشاہ ہوتا اور سایہ کو بھی تیج کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ رہتا ہے۔

[۴۴] باب سورۃ ﴿الدَّخَانِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيقًا يَابِسًا، ﴿عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ عَلَى مِنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ. ﴿فَاعْتَلَوْهُ﴾ اَذْفَعُوْهُ. ﴿وَزَوْجَنَاْهُمْ بِحُورٍ﴾ اَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عَيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ تَرْجُمُوْنَ الْقَتْلُ. وَرَهْوًا: سَاكِنًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمَهْلِ﴾ اَسْوَدُ كَمَهْلِ الزَّيْتِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَبِعَ﴾ مُلْكُ الْيَمَنِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تَبَعًا لِاَنَّهُ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ، وَالظَّلُّ يُسَمَّى تَبَعًا لِاَنَّهُ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ.

تفسیر دخان کے معنی دھوئیں کے ہیں۔ دھوئیں سے کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام ہی لوگوں کو گھیر لے گا۔ نیک آدمی کو اس کا خفیف اثر پہنچے گا جس سے زکام ہو جائے گا اور کافر اور منافق کے دماغ میں گھس کر اسے بے ہوش کر دے گا۔ وہی دھواں یہاں مراد ہے۔ شاید یہ دھواں وہی سموات کا مادہ ہو جس کا ذکر ﴿ثم استوی الی السماء وہی ودخان﴾ (حم السجدہ: ۱۱) میں ہوا ہے۔ گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں گے اور یہ اس کی ابتدا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما زور و شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں نہیں جو علامات قیامت میں سے ہے بلکہ قریش کے ظلم و طغیان سے جنگ آکر نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط فرما دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا جس میں مکہ والوں کو مردار اور چمڑے بڈیاں تک کھانے کی نوبت آگئی۔ غالباً اسی دورانِ یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہما مشرف بہ سلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی بھرتی مکہ کو آتی تھی بند کر دی۔ غرض اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانے میں زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور وہ بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار وغیرہ آسمان پر دھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے اس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس تقدیر پر ﴿یغشی الناس﴾ (الدخان:

۱۱) میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے۔ گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی کما ہدیل علیہ قولہ فاروق جو پوری ہوئی۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۵۹ آیات اور تین رکوع ہیں۔

باب آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین کی تفسیر
یعنی ”پس آپ انتظار کریں اس دن کاجب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو“۔ قتادہ نے فرمایا کہ فاروق ای فانتظر یعنی انتظار کیجئے۔

(۴۸۲۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ (قیامت کی) پانچ علامتیں گزر چکی ہیں ”الدخان“ (دھواں)، الروم (غلبہ روم) القمر (چاند کا ٹکڑے ہونا) البطشہ (پکڑ) اور اللزام (ہلاکت اور قید)

باب آیت ﴿یغشی الناس هذا عذاب الیم﴾ کی تفسیر
یعنی ”ان سب لوگوں پر چھا جائے گا“ یہ ایک عذاب دردناک ہو گا۔
(۴۸۲۱) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قسط) اس لئے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لئے ایسے قسط کی بد دعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قسط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھوئیں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”تو آپ انتظار کریں اس روز کاجب آسمان کی طرف نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہو گا۔“ بیان کیا کہ پھر ایک صاحب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! قبیلہ مضر کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، مضر کے حق میں دعا کے لئے کہتے ہو، تم

۱- باب ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي

السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ
(فَارْتَقِبْ) فَاَنْتَظِرْ.

۴۸۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَضَى خَمْسٌ: الدُّخَانُ،
وَالرُّومُ، وَالْقَمَرُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ.
[راجع: ۱۰۰۷]

۲- باب قوله ﴿يَغْشَى النَّاسَ هَذَا

عَذَابُ الْيَمِّ﴾

۴۸۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ
مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ هَذَا
لَأَن قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَمُوا عَلَى النَّبِيِّ
ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسَنِي يُوسُفَ،
فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَحَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ،
فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا
بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ.
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي
السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ، يَغْشَى النَّاسَ هَذَا
عَذَابُ الْيَمِّ﴾ قَالَ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ قَبِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ
لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكْتَ قَالَ ((لِمُضَرَ؟
إِنَّكَ لَجَرِيءٌ))، فَاسْتَسْقَى، فَسُقُوا،

بڑے جری ہو۔ آخر آنحضرتؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت انکم عائدون نازل ہوئی (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ جب پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔“ بیان کیا اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

فَنَزَلَتْ ﴿إِنْكُمْ عَائِدُونَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرِّفَاهِيَةُ عَادُوا إِلَىٰ حَالِهِمْ حِينَ أَصَابَتْهُمُ الرِّفَاهِيَةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾ قَالَ يَغْنِي يَوْمَ بَدْرٍ. [راجع: ۱۰۰۷]

قال المصنوع ای قال علیہ السلام عجیبا اتمرنی ان استسقی لمضر مع ما معهم علیہ من معصیة الله والاشراک به انک لجری ای ذوجراً حیث تشوک باللہ وتطلب رحمته فاستسقی ۱۰۰۷ الخ (قططانی) یعنی آپؐ نے مضر قبیلہ کے لئے تعجب سے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور مشرک ہیں۔ تم بڑے جرأت مند ہو جو ایسے مشرکین کے لئے اللہ سے دعا کراتے ہو پھر آپؐ نے ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی۔ (منہج)

باب آیت ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

کی تفسیر

یعنی ”اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔“

(۴۸۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو اس کے متعلق یوں کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جانتے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بتاؤں باتیں کرتا ہوں جب قریش حضور اکرمؐ کو تکلیف پہنچانے اور آپؐ کے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپؐ نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعہ کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا اور بھوک کی شدت کا یہ حال ہوا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگ گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فاقہ کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ

۳- باب قوله تعالى ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ

عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

۴۸۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنْ مِنْ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ: لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ، إِنْ اللَّهُ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنْ قُرَيْشًا لَّمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعِ يُوسُفَ)). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ، أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ، حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ. ﴿قَالُوا: رَبَّنَا

آتا۔ آخر انہوں نے کہا کہ ”اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر بھی تم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔“ آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر و شرک پر ہی جمے رہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں لیا۔ یہی واقعہ آیت یوم تانی السماء بدخان مبین میں بیان ہوا ہے۔

باب آیت ﴿اٰنٰی لَہُمُ الذِّکْرٰی﴾ کی تفسیر

یعنی ”ان کو کب اس سے نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس پیغمبر کھلے ہوئے دلائل کے ساتھ آچکا ہے“ الذکر الذکر کی دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

(۴۸۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی۔ آنحضرتؐ نے ان کے لئے بد دعا کی کہ اے اللہ! میری ان کے خلاف یوسف علیہ السلام جیسے قحط کے ذریعہ مدد فرما۔ چنانچہ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ مردار کھانے لگے۔ کوئی شخص کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی ”تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف سے نظر آنے والا ایک دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہو گا۔ بے شک ہم چندے اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔“ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا قیامت کے عذاب سے بھی وہ بچ سکیں گے۔ فرمایا کہ ”سخت پکڑ“ بدر

کَشِیْفَ عَنَّا الْعَذَابِ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ فَبَقِیْلَ لَہٗ اِنْ کَشَفْنَا عَنْہُمْ عَادُوْا، فَاَدْعَا رَبَّہٗ، فَاَنْکَشَفْنَا عَنْہُمْ فَعَادُوْا فَاَنْتَقَمَ اللّٰہُ مِنْہُمْ یَوْمَ بَدْرٍ۔ فَذٰلَکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿یَوْمَ تَاْتِی السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲﴾ اِلٰی قَوْلِہٖ جَلَّ ذِکْرُہٗ ﴿اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾﴾۔

[راجع: ۱۰۰۷]

۴- باب قوله ﴿اٰنٰی لَہُمُ الذِّکْرٰی﴾
وَقَدْ جَاءَہُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱﴾ الذِّکْرُ
وَالذِّکْرٰی وَاحِدٌ۔

۴۸۲۳- حَدَّثَنَا سَلِيْمَانُ بْنُ خُزَيْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضَّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: اِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ، وَاسْتَعْصَمُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اَعْنِيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعِ يُوْسُفَ))۔ فَاَصَابَتْہُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ، حَتّٰی كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ، وَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُہُمْ لَكَانَ يَرٰی بَيْنَہٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ، مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاَنْتَقَبَ يَوْمَ تَاْتِی السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ﴾ يَغْشٰی النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حَتّٰی بَلَغَ ﴿اِنَّا كَاٰشِفُوْا الْعَذَابَ قَلِيْلًا، اِنْكُمْ عَاٰدُوْنَ﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَلَيْكَشَفَ عَنْہُمْ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟

کی لڑائی میں ہوئی تھی۔

قَالَ : وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ.

[راجعہ: ۱۱۰۷]

باب آیت ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَجْنُونٌ﴾
کی تفسیر

۵- باب قوله ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَجْنُونٌ﴾

”پھر بھی یہ لوگ سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔“

(۴۸۲۴) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اور منصور نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔“ پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ ”اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔“ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ ”وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے“ اور زمین سے دھواں سائکلے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ آنحضرت نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”تو آپ اس روز کا انتظار کریں جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔“ عائدون تک کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟ ”دھواں“ اور ”سخت پکڑ“ اور ”ہلاکت“ گزر چکے بعض نے چاند اور بعض نے ”غلبہ روم“ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔

۴۸۲۴- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضَّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ، وَقَالَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ)) فَأَخَذَتْهُمْ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمِثْنَةَ، وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَاتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيُّ مُحَمَّدٍ: إِنَّ قَوْمَكَ هَلَكُوا، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ. فَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: ((تَعُودُوا بَعْدَ هَذَا)). فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ: ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى عَائِدُونَ﴾ أَيْ كَشَفَ عَذَابَ الْآخِرَةِ؟ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللَّزَامُ، وَقَالَ أَحَدُهُمْ: الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ: الرُّومُ.

[راجعہ: ۱۱۰۷]

تفسیر یہ اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ دیکھنے والے کو زمین و آسمان کے بیچ میں ایک دھواں سا معلوم ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دھواں زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا دونوں باتیں ہوئی ہوں، اکثر ایسا ہوتا ہے جب بارش بالکل نہیں ہوتی تو زمین بالکل گرم ہو کر اس میں سے ایک مادہ دھویں کی طرح نکلتا ہے۔ اٹلیا کی طرف تو ایسے پہاڑ موجود ہیں جن میں سے رات دن آگ نکلتی ہے وہاں دھواں رہتا ہے اور کبھی کبھی زمین میں سے یہ گرم مادہ نکل کر دور دور تک بہتا چلا گیا ہے اور جو چیز سامنے آئی درخت آدمی جانور وغیرہ اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے۔ (وحیدی)

۶- باب قوله ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾
باب آیت ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اس دن کو یاد کرو جب کہ ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔ ہم بلا شک اس دن پورا پورا بدلہ لیں گے۔“

۴۸۲۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَمْسٌ لَمْ مَضَيْنَ: الزَّوَامُ، وَالرُّوْمُ، وَالْبَطْشَةُ، وَالْقَمَرُ، وَالْدُّخَانُ.
(۴۸۲۵) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ پانچ (قرآن مجید کی پیشین گوئیاں) گزر چکی ہیں ”زوام“ (بدر کی لڑائی کی ہلاکت) الروم (غلبہ روم) البطشة (سخت پکڑ القمر) چاند کے ٹکڑے ہونا اور الدخان دھواں، شدت فاقہ کی وجہ سے۔

[راجع: ۱۰۰۷]

سورة الجاثية کی تفسیر

[۴۵] سورة ﴿الجاثية﴾

بسم الله الرحمن الرحيم
”جاثیہ“ یعنی خوف کی وجہ سے اہل محشر دو زانو ہوں گے۔ مجاہد نے کہا کہ نستنسخ بمعنی نکتب ہے یعنی ہم لکھ لیتے ہیں۔ ننساکم ای نترککم ہم تم کو بھلا دیں گے یعنی چھوڑ دیں گے۔

تفسیر سورہ جاثیہ مکی ہے۔ اس میں ۳۷ آیات اور چار رکوع ہیں۔ یہ سورت بھی بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں انہیں تین مسائل سے بحث ہے۔ نبوت، توحید، معاد۔ اس سے پہلے سورہ دخان میں اول مسئلہ نبوت میں کلام تھا۔ یہاں بھی اقتراح سورہ میں اس مسئلہ میں ایک عجیب لطف کے ساتھ کلام کیا ہے، وہ یہ کہ ہم میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے یا اپنی ذات و صفات حمیت کی قسم کھا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ کتاب اللہ زبردست کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو بڑا حکیم ہے اور یہ بھی اس کی حکمت کا متقنی تھا کہ بندوں کو وہ بحر ضلالت سے نجات دے۔ اس کے بعد توحید و اثبات باری میں کلام کرتا ہے۔ فرمایا آسمانوں اور زمین میں اس کے وجود توحید کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں، ان کی مقدار اور حرکات اور اوزان وغیرہ کی کمی زیادتی ہر ایک بات ایک نشانی ہے اس لئے کہ یہ اجسام حوادث سے خالی نہیں ہیں۔ پس یہ تمام اجسام حادث ہیں ہر حادث کے لئے ایک محدث ضرور ہے۔ دوم یہ اجسام اجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء باہم متماثل ہیں پھر ایک ایک جزو کو ایک جگہ میں اور ایک خاص ہیئت میں پیدا کرنے والا وہی اللہ ہے جو آدمیوں کو پیدا کرتا ہے۔ زمین پہ مختلف قسم کے جانوروں کو وجود دیتا ہے۔ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ آسمان سے پانی

برساتا ہے پھر اس سے مختلف نباتات پیدا کرتا ہے۔ یہ سب نشانیاں ہیں، اندھوں کے لئے نہیں بلکہ آنکھوں والوں کے لئے جن کو اہل ایمان وال یقین کہتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَمَا يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الایۃ کی تفسیر

یعنی ”اور ہم کو تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔“

(۴۸۳۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گلی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہوں۔

انسان مجھے ایذا دیتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا معاملہ کرتا ہے جو اگر تمہارے ساتھ کرے تو تمہارے لئے ایذا کا موجب ہو، ورنہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کو ایذا پہنچائے۔ میں زمانہ ہوں یعنی زمانہ تو مرے قابو میں ہے اس کو الٹ پلٹ میں ہی کرتا ہوں۔ وقال الکرمانی انی انا باقی ابدا وهو المراد من الدهر والله اعلم۔

سورۃ احقاف کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا یفیضون کا معنی جو تم زبان سے نکالتے ہو، کہتے ہو۔ بعضوں نے کہا اثرۃ اور اثرۃ (بضم حمزہ) اور اثارة (تینوں قرأت ہیں) ان کا معنی باقی ماندہ علم۔ (حدیث پر اسی سے اثر کا لفظ بولا گیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کا باقی ماندہ علم ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بدعا من الرسل کا یہ معنی ہے کہ میں ہی کچھ پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ اوروں نے کہا ﴿أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (الاحقاف: ۴) میں ہمزہ زجر و توبيخ کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو تو یہ چیزیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بتاؤ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے (یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۵۳ آیات اور چار رکوع ہیں۔ احقاف قوم عاد کی زمین کا نام تھا جہاں حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ احقاف حقف کی جمع ہے۔ مطلق ریت کے پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس قوم پر بادل کے ساتھ تیز ہوا کا عذاب آیا تھا جس سے سب ہلاک ہو گئے۔

۱۔ باب ﴿وَمَا يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الایۃ

۴۸۲۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُلَاقِي ابْنَ آدَمَ نَسَبُ الدَّهْرِ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

[۴۶] سورة ﴿الْأَحْقَافُ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: (أَثَرَةٌ وَأَثَرَةٌ وَأَثَرَةٌ بَقِيَّةُ عِلْمٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعَا مِنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هَذِهِ الْأَلْفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ، إِنْ صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ بِرُؤْيَا الْعَيْنِ، إِنَّمَا هُوَ: أَتَعْلَمُونَ أَهْلَكُمْ أَنْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا؟

باب آیت ﴿وَالَّذِي قَالَ لُؤْلُقُ لَوَالِدَيْهِ.....الَايَةُ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ افسوس ہے تم پر“
کیا تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے پھر دوبارہ نکالا جاؤں گا۔ مجھ
سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں والدین اللہ سے
فریاد کر رہے ہیں (اور اس اولاد سے کہہ رہے ہیں) ارے تیری کم
بخشی تو ایمان لا بیٹک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو اس پر وہ کتنا کیا ہے کہ یہ
بس انگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔“

(۴۸۲۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ
نے بیان کیا ان سے ابو بشر نے ان سے یوسف بن مابک نے بیان کیا
کہ مروان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا۔ اس
نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا
تاکہ اس کے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت
کریں۔ اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔
مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبدالرحمن اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ
اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”اور
جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر
دیتے تھو“ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے
میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی بلکہ ”تممت سے میری
برأت ضرور نازل کی تھی۔“

باب آیت ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا.....الَايَةُ﴾ کی تفسیر
یعنی ”پھر جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے اوپر آتے دیکھا تو
بولے کہ واہ یہ تو وہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ نہیں بلکہ یہ تو وہ ہے
جس کی تم جلدی چلیا کرتے تھے۔ یعنی ایک آندھی جس میں دردناک
عذاب ہے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عارض بمعنی بادل ہے۔
(۴۸۲۸) ہم سے احمد نے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا

۱- باب قوله ﴿وَالَّذِي قَالَ لُؤْلُقُ لَوَالِدَيْهِ
أَفْ لَكُمْ أَتَعَذَانِي إِنْ أَخْرَجَ وَقَدْ خَلْتِ
الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَعْجِلَانِ اللَّهَ
وَيُبْلِكُ آمِنْ إِنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقُّ قَبُولِ مَا
هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾

۴۸۲۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ يُوسُفَ
بْنِ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ
اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةَ فَخَطَبَ فَيَجْعَلُ يَذْكُرُ يَزِيدَ
بْنَ مُعَاوِيَةَ، لِكَيْ يَبَايِعَ لَهُ، بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ
لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا : فَقَالَ
: خُلُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا،
فَقَالَ مَرْوَانُ : إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ
﴿وَالَّذِي قَالَ لُؤْلُقُ لَوَالِدَيْهِ أَفْ لَكُمْ أَتَعَذَانِي﴾
فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ : مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، إِلَّا أَنْ اللَّهَ
أَنْزَلَ غَذْرِي.

۲- باب قوله :

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيهِمْ،
قَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ
مَا سْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَارِضٌ السَّحَابُ
۴۸۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ

انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابو النضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آجائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے، بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو گھبراہٹ اور اللہ کا خوف آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیا جاتا۔

(۴۸۲۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے ہارش بر سے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ انہوں نے جب عذاب دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر بر سے گا۔

وَهَبْ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو أَنَّ أَبَا النُّضَرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هُنَا جِئَا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَبْسِمُ.

[طرفہ ۳: ۶۰۹۲].

۴۸۲۹- قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عَرَفَ لِي وَجْهَهُ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفَ لِي وَجْهَكَ الْكَرَاهِيَةَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ غَذِبَ قَوْمٌ بِالرَّيْحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا: «هَذَا عَارِضٌ مُنْطَرِفٌ»)).

[راجع: ۳۲۰۶]

باب سورة ﴿الذين كفروا﴾

یعنی سورہ محمد کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوزارہا اپنے گناہ دھردیئے یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے (اکثر لوگوں نے اوزارہا کے معنی ہتھیاروں کے کئے ہیں) عرفہا اس کو بیان کر دے گا، بتلا دے گا۔ (ہر ایک ہشتی اپنا گھر پہچان لے گا) مجاہد نے کہا مولیٰ الذین امنوا اس مولیٰ سے ولی یعنی کارساز مراد ہے۔ عزم الامر جب لڑائی کا ارادہ پکا ہو جائے۔ فلا تهنوا سستی نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اضغانہم کے معنی ان کا حسد کینہ۔ آسن سڑا ہوا پانی جس کا رنگ یا بویا مزہ بدل جائے۔

سورہ محمد مدنی ہے۔ اس میں ۳۸ آیات اور چار رکوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے نام نامی پر یہ سورت موسوم ہے۔ اس میں آپ کا

[۴۷] باب سورة محمد ﷺ

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

أَوْزَارَهَا: أَثَامَهَا. حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ. عَرَفَهَا: بَيَّنَّهَا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا» وَلِيَّهُمْ. عَزَمَ الْأَمْرُ: جَدُّ الْأَمْرِ. فَلَا تَهْنُوا: لَا تَضَعُفُوا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَضْغَانُهُمْ: حَسَدُهُمْ. آمِينَ: مُتَعَبِّرٌ.

نام مذکور ہے۔

۱- باب ﴿وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

باب آیت ﴿وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی ”تم ناپہ رشتہ توڑ ڈالو گے۔“

(۴۸۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معاویہ بن ابی مزد نے بیان کیا، ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو ”رحم“ نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر ایسا ہی ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ”اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دین میں فساد مچا دو گے اور آپس میں قطع تعلق کر لو گے۔“

۴۸۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُرْزُوقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَالِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ. قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: (فَذَاكَ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفَرَوْا إِنْ شِئْتُمْ؟ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ)).

[أطرافه في: ۴۸۳۱، ۴۸۳۲، ۵۹۸۳، ۷۵۰۲].

(۴۸۳۱) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو حاتم نے بیان کیا، ان سے معاویہ نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا ابو الحباب سعید بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سابقہ حدیث کی طرح۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ”اگر تم کنارہ کش رہو“ پڑھ لو۔

۴۸۳۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحَبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَفَرَوْا إِنْ شِئْتُمْ؟ فَهَلْ عَسَيْتُمْ؟)).

[راجع: ۴۸۳۰]

(۴۸۳۲) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، ان کو عبد اللہ نے خبر دی، انہیں معاویہ بن مزد نے خبر دی، سابقہ حدیث کی طرح (اور یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ”اگر تم کنارہ کش رہو“ پڑھ لو۔

۴۸۳۲- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُرْزُوقِ بِهِذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَفَرَوْا إِنْ شِئْتُمْ؟ فَهَلْ عَسَيْتُمْ؟)) [راجع: ۴۸۳۰]

سورۃ الفتح کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۴۸] ﴿سُورَةُ الْفَتْحِ﴾

مجاہد نے کہا بورا کے معنی ہلاک ہونے والوں کے ہیں، مجاہد نے یہ بھی کہا کہ سیمامہ فی وجوہہم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے منہ پر سجدوں کی وجہ سے نرمی اور خوشنمائی ہوتی ہے اور منصور نے مجاہد سے نقل کیا سیماسے مراد تواضع اور عاجزی ہے۔ اخراج شطاہ اس نے اپنا خوشہ نکالا۔ فاستغلظ پس وہ موٹا ہو گیا۔ سوقی درخت کی ٹلی جس پر درخت کھڑا رہتا ہے اس کی جڑ۔ دائرۃ السوء جیسے کہتے ہیں رجل السوء دائرۃ السوء سے مراد عذاب ہے۔ یعزروہ اس کی مدد کریں۔ شطاہ سے بال کاٹھا مراد۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیں اگاتا ہے اور ایک دوسرے سے سارا ملتا ہے۔ فاذرہ سے یہی مراد ہے، یعنی اس کو زور دیا۔ اگر ایک ہی پالی ہوتی تو وہ ایک ٹلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔ یہ ایک مثال اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بیان فرمائی ہے۔ جب آپ کو رسالت ملی آپ بالکل تنہا بے یار و مددگار تھے۔ پھر اللہ پاک نے آپ کے اصحاب سے آپ کو طاقت دی جیسے دانے کو بالیوں سے طاقت ملتی ہے۔

یہ سورۃ مدنی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا﴾ کی تفسیر

یعنی ”بیشک ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے۔“

(۴۸۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا لیکن حضور اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور اس مرتبہ بھی آپ نے جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ بھی انہوں نے سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سِيمَاهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ﴾ السُّخْنَةُ. وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ: التَّوَاضُّعُ. شَطَاهُ فَرَاخُهُ. فَاسْتَغْلَظَ: غَلُظَ. سَوْقِيهِ: السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ. وَيُقَالُ دَائِرَةُ السُّوءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السُّوءِ وَدَائِرَةُ السُّوءِ الْعَذَابُ. تُعْزَرُوهُ يَنْصُرُوهُ. شَطَاهُ: شَطَاءُ السُّبُلِ. تَنْبَتِ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا أَوْ سَبْعًا لِقَوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذْ رَأَوُا قُوَاهُ، وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ، وَهُوَ مَثَلُ صَرْبَةِ اللَّهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِذْ خَرَجَ وَخَذَهُ، ثُمَّ قُوَاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَى الْحَبَّةُ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا.

۱- باب ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا﴾

مُبِينًا

۴۸۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ

ﷺ نے کہا، عمر کی ماں اسے روئے۔ آنحضرتؐ سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا، لیکن آنحضرتؐ نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہو۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز میں نے سنی جو مجھے ہی پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ پر آج ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے سورہ فتح کی تلاوت فرمائی۔

(۳۸۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ سورہ فتح صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

(۳۸۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح خوب خوش الحانی سے پڑھی۔ معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ تمہارے سامنے آنحضرتؐ کی اس موقع پر طرز قرأت کی نقل کروں تو کر سکتا ہوں۔

باب آیت ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ کی تفسیر یعنی ”تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے اور آپ پر احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے۔“

الْخَطَابِ: ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَزَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزْلٌ فِيَّ قُرْآنٌ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَيْكَ اللَّيْلَةَ سُورَةً لِيَمِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. ثُمَّ قَرَأْ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾)). [راجع: ۴۱۷۷]

۴۸۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ: الْخُدَيْبِيَّةُ.

[راجع: ۴۱۷۲]

۴۸۳۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَعَ فِيهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَخْبِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَفَعَلْتُ. [راجع: ۴۲۸۱]

۲ - باب

﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَبِئْسَ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾

(۴۸۳۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہیں ابن عبینہ نے خبر دی، ان سے زیادہ نے بیان کیا اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

(۴۸۳۷) ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن یحییٰ نے بیان کیا، انہیں حیوہ نے خبر دی، انہیں ابو الاسود نے، انہوں نے عروہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔ عمر کے آخری حصہ میں (جب طویل قیام دشوار ہو گیا تو) آپ بیٹھ کر رات کی نماز پڑھتے اور جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے (اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں اور پڑھتے) پھر رکوع کرتے۔

باب آیت ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

کی تفسیر

(۴۸۳۸) ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ تو آنحضرتؐ کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا تھا ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت

۴۸۳۶ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا)). [راجع: ۱۱۳۰]

۴۸۳۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَيَوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا)). فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ.

[راجع: ۱۱۱۸]

۳- باب قوله ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

۴۸۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْعَزِيزُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ قَالَ فِي التَّوْرَةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، آپ نہ بد خو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم (عربی) کو سیدھا نہ کر لیں یعنی جب تک وہ ان سے لالہ الا اللہ کا اقرار نہ کرا لیں پس اس کلمہ توحید کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے“

[راجع: ۲۱۲۵]

باب آیت ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ.....الَايَةَ﴾ کی تفسیر
یعنی ”وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینت (تحل) پیدا کیا۔“

(۴۸۳۹) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی (حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ) رات میں سورہ کف پڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا بدکنے لگا تو وہ صحابی نکلے انہوں نے کوئی خاص چیز نہیں دیکھی وہ گھوڑا پھر بھی بدک رہا تھا۔ صبح کے وقت وہ صحابی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ چیز (جس سے گھوڑا بدکا تھا) سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔

[راجع: ۳۶۱۴]

دوسری روایت میں سکینت کی جگہ فرشتوں کا ذکر ہے۔ اس لئے یہاں بھی سکینت سے مراد فرشتے ہی ہیں (راز)

باب آیت ﴿إِذْ يَأْيُفُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔“

(۴۸۴۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِلْمُؤْمِنِينَ. أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمِيتُكَ الْمُتَوَكَّلَ. لَيْسَ بِفِظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَابٍ بِالسَّوَاقِ، وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْفَوْجَاءَ بَأَن يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيَفْتَحَ بِهَا أَغْنِيَا عُمِيًّا، وَأَذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا.

۴- قوله باب ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

۴۸۳۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، وَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ بِالْقُرْآنِ)).

۵- بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِذْ يَأْيُفُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

۴۸۴۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لشکر میں ہم (مسلمان) ایک ہزار چار سو تھے۔

(۴۸۴۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے عقبہ بن صہبان سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ میں درخت کے نیچے بیعت میں موجود تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو انگلیوں کے درمیان کنکری لیکر پھینکنے سے منع فرمایا۔

(۴۸۴۲) اور عقبہ بن صہبان نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے متعلق سنا۔ یعنی یہ کہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(۴۸۴۳) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے ثابت بن ضحاک نے اور وہ (صلح حدیبیہ کے دن) درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔

(۴۸۴۴) ہم سے احمد بن اسحاق سلمیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلیٰ نے، کہا ہم سے عبد العزیز بن سیاہ نے، ان سے حبیب بن ثابت نے، کہ میں ابو وائل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے (خوارج کے متعلق) گیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے (جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ ہوئی تھی) ایک شخص نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص کتب اللہ کی طرف صلح کے لئے بلائے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن خوارج نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس پر سل بن صلیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پہلے اپنا جائزہ لو۔ ہم لوگ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے آپ کی مراد اس صلح سے تھی

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَارْبَعِينَ.

[راجع: ۳۵۷۶]

۴۸۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا شُهَابٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ الْمُزْنِيِّ، مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجْرَةَ. نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ.

[طرفاء فی: ۵۷۴۹، ۶۲۲۰].

۴۸۴۲- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهَبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُغْفَلِ الْمُزْنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُتَعَسِّلِ.

۴۸۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجْرَةِ.

[راجع: ۱۳۶۳]

۴۸۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّلْمِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سَيَّاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ: كُنَّا بِصَفِينٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ عَلِيُّ: نَعَمْ. فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حَنْفِيٍّ: اتَّهَمُوا أَنْفُسَكُمْ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، يَغْيِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَوَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا

جو مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور جنگ کا موقع آتا تو ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔ (لیکن صلح کی بات چلی تو ہم نے اس میں بھی صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا) اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا کفار باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں جائیں گے اور کیا ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دہ کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس جائیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے پاس سے واپس آ گئے ان کو غصہ آ رہا تھا، صبر نہیں آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب! حضور اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۃ ”الفتح“ نازل ہوئی۔

فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قِتَالُنَا فِي الْجَنَّةِ، وَقِتَالُهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: فَفِيمَ أُعْطِيَ الدِّيْنَةَ فِي دِينِنَا. وَنَرْجِعُ وَلَمَّْا يَخْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا، فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا، فَتَرَكْتُ سُورَةَ الْفَتْحِ.

[راجع: ۳۱۸۱]

تفسیر

ہوا یہ کہ جب جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں پر غالب ہونے لگے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ تم قرآن شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھجواؤ اور کہو ہم تم دونوں اس پر عمل کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن شریف پر ضرور راضی ہوں گے۔ جب قرآن شریف سامنے آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو تم سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوں۔ اتنے میں خارجی لوگ آئے جن کو قراء کہتے تھے انہوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! ہم تو انتظار نہیں کرنے کے ہم ان سے لڑنے جاتے ہیں، ہم تو ان سے لڑیں گے۔ خارجی کہتے تھے کہ ہم پنچائت یعنی تحکیم قبول نہیں کریں گے کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی حاکم نہیں ہو سکتا۔ لڑائی ہو اور دونوں میں کوئی غالب ہو۔ سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی تقریر خوارج کے خلاف تھی جیسا کہ روایت میں مذکور ہے شارحین لکھتے ہیں۔ قوله سہیل بن حنیف اتھموا انفسکم فانی لا الفصر وما کنت مقصرا وفت الحاجة کما فی يوم الحديبية فانی رأیت نفسی يومئذ بحیث لو قدرت مخالفة رسول الله صلى الله عليه وسلم لقا تلت قتالا عظيما لكن اليوم لا نرى المصلحة في القتال بل التوقف لمصلحة المسلمين واما الانكار على التحكيم اذ ليس اسر ذالك في كتاب الله فقال على نعم لكن المنكرين منهم الذين عدلوا من كتاب الله لان المجتهد لما روى ظنه الى جواز التحكيم فهو حكم الله وقاله سہیل اتهمتم انفسکم في الانكار لانا ايضا كنا كارهين ترك القتال يوم الحديبية وقهرنا النبي صلى الله عليه وسلم على الصلح وقد اعقب خيرا كثيرا۔ (کرمانی)

سورة الحجرات کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورت مدنی ہے جس میں اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس میں ضمنا حجرات نبوی کا ذکر ہے اس لئے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

مجاہد نے کہا لا تقدموا کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بڑھ کر باتیں نہ کرو۔ (بلکہ ادب سے قال الله وقال الرسول سنا کرو) یہاں تک کہ جو حکم اللہ کو دینا ہے وہ اپنے رسول کی زبان سے تم کو پہنچائے۔ امتحن کا معنی صاف کیا۔ پرکھ لیا۔ لا تنازروا بالالقباب کا معنی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر اس کو کافر، یودی یا عیسائی کہہ کر نہ پکارو۔ لا یلنکم تمہارا ثواب کچھ کم نہیں کرے گا سورہ طور میں وما التنا اس لئے ہے کہ ہم نے ان کے عمل کا ثواب کچھ کم نہیں کیا۔

باب آیت ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر
یعنی ”اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کیا کرو۔“ تشعرون کا معنی جانتے ہو۔ اس سے لفظ شاعر نکلا ہے یعنی جاننے والا۔

۴۸۴۵- حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ. قَالَ: كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مَجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ. قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَأَرْتَفَعْتُ أَصْوَاتَهُمَا فِي

[۴۹] باب ﴿سُورَةُ الْحُجُرَاتِ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَقْدُمُوا لَا تَقْتَاتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ. اِمْتَحَنَ أَخْلَصَ. تَنَازَرُوا يُدْعَى بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ. يَلْنَكُمْ يَنْقُصُكُمْ أَلْتَنَا نَقُصْنَا.

۱- باب قوله ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةِ.

﴿تَشْعُرُونَ﴾ تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

۴۸۴۵- حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ. قَالَ: كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مَجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ. قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَأَرْتَفَعْتُ أَصْوَاتَهُمَا فِي

نہیں ہے، اس پر ان دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو“ الخ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ انہوں نے اپنے نانا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اس سلسلے میں کوئی چیز بیان نہیں کی۔

(۳۸۴۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، کہا کہ مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ برا حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارے نیک عمل اکارت ہوئے اور اہل دوزخ میں قرار دے دیا گیا ہوں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔ حضرت موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ وہ شخص اب دوبارہ ان کے لئے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔

[راجع: ۳۶۱۳]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب ہیں آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے سے منع کیا گیا تو اتنے غم زدہ ہوئے کہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب انہیں نہیں دیکھا تو ان کے متعلق پوچھا۔

باب آیت ﴿ان الذين ينادونك من وراء الحجرات﴾
کی تفسیر یعنی ”بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارا

تَرَفُوا أَمْوَانَكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ :
لَمَّا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى
يَسْتَفْهِمَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ. يَعْنِي
أَنَّهُ يَكْفُرُ.

[راجع: ۳۴۶۷]

۴۸۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ:
أَتَانِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَقَدَّمَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ،
فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ
عِلْمُهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكَسًا
رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: شَرٌّ.
كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
ﷺ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ
كَذًا وَكَذًا، فَقَالَ مُوسَى، فَرَجَعَ إِلَيْهِ
الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبَشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ:
(اذهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ
النَّارِ، وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

۲- باب قوله ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ
وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾

کرتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔“

(۳۸۴۷) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حجاج نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ قبیلہ بنی تمیم کے سواروں کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا امیر آپ قحطاع بن معبد کو بتادیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ مقصد تو صرف میری مخالفت ہی کرنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کے خلاف کرنے کی غرض سے یہ نہیں کہا ہے۔ اس پر دونوں میں بحث چلی گئی اور آواز بھی بلند ہو گئی۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے پہلے کسی کام میں جلدی مت کیا کرو۔“ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف خود نکل کر جاتے تو یہ صبر کرنا ان کے لئے بہتر ہوتا۔“

اس باب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کوئی حدیث نہیں لائے شاید کوئی حدیث رکھنا چاہتے ہوں گے لیکن آپ کی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکے۔ (وحیدی)

سورہ ق کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجع بعید یعنی دنیا کی طرف پھر جانا دور از قیاس ہے۔ فروج کے معنی سوراخ، روزن، فرج کی جمع ہے۔ ورید حلق کی رگ۔ اور جمل مونث رگ کی رگ۔ مجاہد نے کہا ما ینقص الارض منہم سے ان کی ہڈیاں مراد ہیں جن کو زمین کھا جاتی ہے۔ تبصرہ کے معنی راہ دکھانا۔ حب الحصيد گیہوں کے دانے۔ باسقات لمبی لمبی بال۔ افعینا کیا ہم اس سے عاجز ہو گئے ہیں۔ قال قریبہ میں قرین سے شیطان (مزاد)

ذَٰلِكَ، فَإَنْزَلَ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا حَدَّثُوا الْهَجَاجَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمْرُ الْقَحْطَاعِ بْنِ مَعْبُدٍ وَقَالَ عُمَرُ: أَمْرُ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتُ إِلَّا - أَوْ إِلَّا - خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، لَقَمَاتِنَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا. فَنَزَلَ فِي ذَٰلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ. [راجع: ۴۳۶۷]

باب قَوْلِهِ :

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾

[۵۰] ﴿سُورَةُ ق﴾

﴿رَجْعٌ بَعِيدٌ رَدٌّ﴾ ﴿فُرُوجٌ﴾ فُتُوقِ وَاحِدًا فَرْجٌ. ﴿وَرِيدٌ﴾ فِي خَلْقِهِ. الْخَلْلُ خَلْلٌ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ. ﴿تَبْصِرَةٌ﴾ بَصِيرَةٌ. ﴿حَبُّ الْحَصِيدِ﴾ الْحِنْطَةُ. ﴿بَاسِقَاتٌ﴾ الطَّوَالُ. ﴿أَفْعِينَا﴾ فَأَعْيَا

مراد ہے جو ہر آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے فقہوا فی البلاد یعنی شہروں میں پھرے دورہ کیا۔ او القی السمع کا یہ مطلب ہے کہ دل میں دوسرا کچھ خیال نہ کرے کان لگا کر سننے المعینا بالخلق الاول یعنی جب تم کو شروع میں پیدا کیا تو کیا اس کے بعد ہم عاجز بن گئے اب دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے؟ سائق اور شہید دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا دوسرا گواہ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل لگا کر سننے۔ لغوب ٹھکن۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا نصید وہ گاہا ہے، جب تک وہ چوں کے غلاف میں چھپا رہے۔ نصید اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ وہ نہ بہ نہ ہوتا ہے جب درخت کا گاہا غلاف سے نکل آئے تو پھر اس کو نصید نہیں کہیں گے۔ ادبار النجوم (جو سورۃ طور میں ہے) اور ادبار السجود جو اس سورت میں ہے۔ تو عاصم سورۃ ق میں (ادبار کو) بر فتح الف اور سورۃ طور میں بہ کسرۃ الف پڑھتے ہیں۔ بعضوں نے دونوں جگہ بہ کسرۃ الف پڑھا ہے بعضوں نے دونوں جگہ بر فتح الف پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یوم الخروج سے وہ دن مراد ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے۔

عَلَيْنَا. ﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِي قَبِضَ لَهُ. ﴿فَقَبِضُوا﴾ ضَرَبُوا. ﴿أَوِ الْيَقِي السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ. ﴿وَحِينَ أَنشَأَكُمْ﴾ وَأَنشَأَ خَلْقَكُمْ. ﴿وَرَقِيبٌ غَيْبٌ﴾ رَصَدٌ. ﴿سَابِقٌ وَشَهِيدٌ﴾ الْمَلَكَانِ ﴿كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ﴾. شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ. ﴿لُغُوبٌ﴾ النَّصَبُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: نَصِيدٌ الْكُفْرَى مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ وَمَغْنَاهُ مَنْصُودٌ بَغْضُهُ عَلَى بَغْضٍ لِإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَصِيدٍ. فِي أَدْبَارِ النُّجُومِ وَأَدْبَارِ السُّجُودِ، كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الْآيَةَ فِي قِ وَيَكْسِرُ الْآيَةَ فِي الطُّورِ وَيَكْسِرَانِ جَمِيعًا وَيَنْصَبَانِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمَ الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ.

تفسیر سورۃ ق کی ہے جس میں ۴۵ آیات اور تین رکوع ہیں جن سورتوں کو مفصل کی سورت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلی سورت یہی ہے آنحضرت ﷺ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں زیادہ تر سورۃ ق اور دوسری رکعت میں سورۃ الفترت الساعۃ پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کے خطبہ میں زیادہ تر آپ کا عنوان یہی مبارک سورت ہوا کرتی تھی۔ مشرکین مکہ کو قیامت اور حشر اجداد میں سخت انکار تھا ان کے جواب میں یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی۔

باب ۱- ﴿وَقَوْلِهِ﴾: ﴿وَقَوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ کی تفسیر

یعنی اللہ کا ارشاد ”اور وہ جہنم کسے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟“

(۴۸۴۸) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حری نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جہنم میں دو زنجیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿وَقَوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾

مَزِيدٌ

۴۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُلْقَى فِي النَّارِ، وَقَوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ قَعْقُولُ: قَطْ قَطْ)).

(۴۸۴۹) ہم سے محمد بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مدی نے بیان کیا، ان سے عوف نے ان سے محمد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ابو سفیان حمیری اکثر اس حدیث کو آنحضرت ﷺ سے موقوفاً ذکر کرتے تھے کہ جہنم سے پوچھا جائے گا تو بھر بھی گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا اور کہے گی کہ بس۔

۴۸۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو سَفْيَانَ الْحِمَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سَفْيَانَ يُقَالُ لِحَبْشَتِهِمْ هَلِ افْتَلَاتِ؟ وَتَقُولُ : هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَقُولُ : قَطُّ قَطُّ. [طرفاء بی : ۴۸۵۰، ۷۴۴۹].

قطانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم مراد ہے۔ الہدیت اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے بلکہ قدم اور رجل کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جیسے سمع اور بصر اور عین اور وجہ وغیرہ کو اور ابن فورک نے لاطلی سے رجل کا انکار کیا اور کما رجل کا لفظ ثابت نہیں ہے حالانکہ صحیحین کی روایت میں رجل کا لفظ بھی موجود ہے۔ ان حدیثوں سے جہنمیوں کی جان نکلتی ہے اور الہدیت کو حیات تازہ حاصل ہوتی ہے۔ (وحیدی)

وقال محي السنة القدم والرجل في هذا الحديث من صفات الله تعالى فلايمان بها فرض والامتناع عن الغوض فيها واجب فالمهتدى من سلك فيهما طريق التسليم وانما نص فيها زائع والمنكر معطل والمكيف مشبه ليس كمثله شئى (حاشية بخارى)

(۴۸۵۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں حمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی۔ جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس بس! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر

۴۸۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ : أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ : مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ؟ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ : إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابٌ أَعْذَبُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَلُؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْنَلِيْءُ، حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَقُولُ : قَطُّ قَطُّ قَطُّ فَهَذَا لِكَ تَمْنَلِيْءُ

چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہے سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے چھپنے سے پہلے۔“

[راجع: ۴۸۴۹]

(۴۸۵۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چودہویں رات تھی۔ آنحضرت ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا کہ یقیناً تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کی رویت میں تم دھکم پیل نہیں کرو گے (بلکہ بڑے اطمینان سے ایک دوسرے کو دھکا دیئے بغیر دیکھو گے) اس لئے اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز نہ چھوڑو۔ پھر آپ نے آیت ”اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے“ کی تلاوت کی۔

(۴۸۵۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ آپ کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”وادیار السجود“ کی تشریح کرنا تھا۔

سورة الذاریات کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔ ان کے غیر نے کہا کہ تذروہ کا معنی یہ ہے کہ اس کو بکھیر دے (یہ لفظ سورہ کف میں ہے) الریاح کی مناسبت سے یہاں لایا گیا۔ وفي انفسکم افلا تبصرون یعنی خود تمہاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے

وَيُزَوِّى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا))۔ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾

۴۸۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ؛ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَظَنَرُ إِلَى الْفَقْرِ لَيْلَةً أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ : ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

[راجع: ۵۰۴]

۴۸۵۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَذْيَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿وَأَذْيَارِ السُّجُودِ﴾.

[۵۱] سورة ﴿الذَّارِيَاتِ﴾

قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿الذَّارِيَاتُ﴾ الرِّيحُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: تَذَرُوهُ تُفَرِّقُهُ. ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾: تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ،

کہ کھانا پینا ایک راستے منہ سے ہوتا ہے لیکن وہ فضلہ بن کر دوسرے راستوں سے نکلتا ہے۔ فراغ لوٹ آیا (یا چپکے سے چلا آیا) فصکت یعنی مٹھی باندھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ کو مارا۔ الرمیم زمین کی گھاس جب خشک ہو جائے اور روند دی جائے۔ لموسعون کے معنی ہم نے اس کو کشادہ اور وسیع کیا ہے۔ (اور سورہ بقرہ میں جو ہے) علی الموسع قدرہ یہاں موسع کے معنی زور طاقت والا ہے۔ زوجین یعنی نر و مادہ یا الگ الگ رنگ یا الگ الگ مزے کی جیسے مٹھی مٹھی یہ دو قسمیں ہیں۔ ففروا الی اللہ یعنی اللہ کی معصیت سے اس کی اطاعت کی طرف بھاگ کر آؤ۔ الایعبدون یعنی جن و انس میں جتنی بھی نیک روہیں ہیں انہیں میں نے صرف اپنی توحید کے لئے پیدا کیا۔ بعضوں نے کہا جنوں اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا تو اسی مقصد سے کیا تھا کہ وہ اللہ کی توحید کو مانیں لیکن کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ معتزلہ کے لئے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ الذنوب کے معنی بڑے ذول کے ہیں۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ذنوبا بمعنی راستہ ہے۔ حضرت مجاہد نے کہا کہ صرۃ کے معنی چننا۔ ذنوبا کے معنی راستہ اور طریق کے ہیں العقیم کے معنی جس کو بچہ نہ پیدا ہو یا بچہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ الحبک سے آسمان کا خوبصورت برابر ہونا مراد ہے۔ فی غمرۃ یعنی اپنی گمراہی میں پڑے اوقات گزارتے ہیں۔ اوروں نے کہا تر اصوا کا معنی یہ ہے کہ یہ بھی ان کے موافق کہنے لگے۔ مسومة نشان کے گئے۔ یہ سیما سے نکلا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ قتل الخراسون یعنی جھوٹے لعنت کئے گئے۔

﴿فَرَاغَ﴾. فَرَجَعَ، ﴿فَصَكَّتْ﴾ لَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا، فَضْرَبَتْ جَنْبَهَا، وَ﴿الرَّمِيمَ﴾ نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا يَبَسَ وَدَبَسَ، ﴿لَمُوسِعُونَ﴾: أَيُّ لَدُوْو سَعَةً، وَكَذَلِكَ عَلَى ﴿الْمُوسِعِ قَدْرَهُ﴾: يَغْنِي الْقَوِيُّ ﴿زَوْجَيْنِ﴾: الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى، وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ: خَلْقٌ وَحَامِضٌ، فَهُمَا زَوْجَانِ، ﴿فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ مِنْ اللَّهِ إِلَيْهِ. ﴿إِلَّا لِيَعْبُدُون﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوحِّدُون. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَلَقَهُمْ لِفَعْلُوا، فَفَعَلَ بَعْضٌ، وَتَرَكَ بَعْضٌ، وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدْرِ. وَالذَّنُوبُ الذَّلُؤُ الْعَظِيمُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ. ﴿صَرَّةٌ﴾ صَبْحَةٌ، ﴿ذُنُوبًا﴾ سَبِيلًا ﴿الْعَقِيمُ﴾ الْبَنِي لَا تَلِدُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَالْحَبْكُ﴾: اسْتَوَاؤُهَا، وَحُسْنُهَا. فِي ﴿غَمْرَةٍ﴾ فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتِمَادُونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَوَاصَوْا﴾ تَوَاطَوْا. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُسُومَةٌ﴾: مُغْلَمَةٌ، مِنَ السَّيْمَا. ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ﴾: لُعِنَ.

تَبَسُّمٌ اہل بیت کے اسماء کے بعد اور حضرت علی کے نام کے بعد علیہ السلام بڑھا کر پڑھنے کی نسبت حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نے وضاحت یہ کی ہے کہ اس کو فریابی نے وصل کیا ہے صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں یوں ہے وقال علی رضی اللہ عنہ قطلانی نے کہا اس کا معنی تو صحیح ہے مگر صحابہ میں مساواة کرنا چاہئے کیونکہ یہ تعظیم کا کلمہ ہے تو شیخین اور حضرت عثمانؓ اور زیادہ اس کے مستحق ہیں اور جو نبیؐ نے کہا کہ سلام مثل صلوة کے ہے اور بالا افراد سوا پیغمبروں کے اور کسی کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ مترجم کہتا ہے جو نبی کے اس کلام پر دلیل کیا ہے اور یہ صرف اصلاح باندھی ہوئی بات ہے کہ پیغمبروں کو رضی اللہ عنہما اور صحابہ کو رضی اللہ عنہم کہتے ہیں تو امام بخاری نے حضرت علی کو رضی اللہ عنہ کہہ کر رد کیا۔ اب قطلانی کا یہ کہنا ہے شیخین یا حضرت عثمانؓ اس کلمے کے زیادہ مستحق ہیں اور صحابہ میں مساواة لازم ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیخین یا حضرت عثمانؓ کے لئے رضی اللہ عنہم کہنے سے امام بخاریؒ نے کہاں منع کیا پھر یہ

اعتراض میں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے ایک اور خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے پرورش یافتہ اور قدیم الاسلام اور خاص کرداماد تھے اور آپ کا شمار اہل بیت میں ہے اور اہل بیت بہت سے کام میں خاص کئے گئے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے کہ اہل بیت کے اسماء کے بعد ﷺ کہا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا حضرت جعفر صادق علیہ وعلی آباء السلام اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ (وحیدی) بعض لوگ صحابہ بشمول اہل بیت کے لیے لفظ ہشتر ہی کو زیادہ پسند کرتے ہیں بہر حال کل علی خیر (راز)

[۵۲] باب سُورَةُ ﴿وَالطُّورِ﴾

سورة الطور کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

قادر نے کہا مسطور بمعنی مکتوب یعنی لکھی ہوئی ہے۔ مجاہد نے کہا الطور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں رق منشور یعنی صحیفہ کھلا ہوا ورق۔ السقف المرفوع یعنی آسمان۔ المسجور یعنی گرم کیا گیا۔ حسن بصری نے کہا مسجور سے مراد یہ ہے کہ سمندر میں ایک دن طغیانی آکر اس کا سارا پانی سوکھ جائے گا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا کہ التناہم کے معنی گھٹایا کم کیا۔ مجاہد کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ تمور گھوٹے گا احلامہم کے معنی ان کی عقلیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا البر کے معنی مہربان۔ کسفا کے معنی نکلنے۔ المسنون کے معنی موت۔ اوروں نے کہا يتنازعون کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں انہی مذاق سے یا الرائی سے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَسْطُورٌ﴾ مَكْتُوبٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الطُّورُ﴾ الْجَبَلُ بِالسُّورِيَّانِ. ﴿رَقٌّ مَّنْشُورٌ﴾ : صَحِيفَةٌ. وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ : سَمَاءٌ. وَالْمَسْجُورُ: الْمَوْقَدُ. وَقَالَ الْحَسَنُ : تَسْجُرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَائُهَا. فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿التَّنَاهُمْ﴾ نَقَضْنَاهُمْ وَقَالَ غَيْرُهُ : ﴿تَمُورٌ﴾ تَدُورُ.

سورة طور کی ہے جس میں ۴۹ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس میں اللہ نے کوہ طور کی قسم کھائی ہے یہی وجہ تسمیہ ہے۔ (۴۸۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبد الرحمن بن نوفل نے، انہیں عروہ نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ج کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ پھر سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرے چنانچہ میں نے طواف کیا اور آنحضرت ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے پہلو میں نماز پڑھتے ہوئے سورة الطور و کتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

۴۸۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ غُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَّوتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْكِي فَقَالَ: ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ))، فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ النَّبِيتِ يَقْرَأُ: بِالطُّورِ وَكِتَابِ مَسْطُورٍ.

(۴۸۵۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے اصحاب نے زہری کے واسطے سے بیان کیا، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ مغرب کی نماز میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔ تو میرا دل اڑنے لگا۔ حضرت سفیان نے بیان کیا لیکن میں نے زہری سے سنا ہے وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے، ان سے ان کے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب میں سورۃ والطور پڑھتے سنا (سفیان نے کہا کہ) میرے ساتھیوں نے اس کے بعد جو اضافہ کیا ہے وہ میں نے زہری سے نہیں سنا۔

سورۃ النجم کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا کہ ذومرہ کے معنی زوردار زبردست (یعنی جبرائیل) قاب قوسین یعنی کمان کے دونوں کنارے جہاں پر چلہ لگا رہتا ہے۔ ضیضی کے معنی ٹیڑھی غلط تقسیم۔ واکدی اور دینا موقوف کر دیا۔ الشعری وہ ستارہ ہے جسے مرزم الجوزاء بھی کہتے ہیں۔ الذی وفی یعنی اللہ نے جو ان پر فرض کیا تھا وہ بجالائے۔ ازلت الازفة قیامت قریب آگئی۔ سامدون کے معنی کھیل کرتے ہو۔ برطمہ ایک کھیل کا نام ہے۔ حضرت عکرمہ نے کہا حمیری زبان میں گانے کے معنی میں ہے اور حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ افتمارونہ کا معنی کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے افتمرنہ یعنی کیا تم اس کام کا

۸۵۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمْ الْخَالِقُونَ؟ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ بَلْ لَا يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ. أَمْ هُمُ الْمُسْتَطِرُّونَ؟﴾ كَادَ قَلْبِي أَنْ يُطِيرَ. قَالَ سُفْيَانُ: فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، لَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي.

[راجع: ۷۶۵]

[۵۳] سورۃ النجم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذُو مِرَّةٍ﴾ ذُو قُوَّةٍ. ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ. ﴿ضِیْضًی﴾ عَوَجَاءُ. ﴿وَإِكْدًی﴾ قَطَعَ عَطَاءُ. ﴿رَبُّ الشَّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ. ﴿الَّذِي وَفَى﴾ وَفَى مَا فُِرِضَ عَلَيْهِ. ﴿أَزَلَّتِ الْإِزْفَةُ﴾ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. ﴿سَامِدُونَ﴾ الْبُرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرَمَةُ يَتَغَنُّونَ بِالْحَمِيرِيَّةِ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْفَتَمَارُونَةُ أَفْتَجَادُولُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ

انکار کرتے ہو۔ مازاغ البصر سے آنحضرت ﷺ کی چشم مبارک مراد ہے۔ وما طغی یعنی جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا (اس سے زیادہ نہیں بڑھے) فتمارو سورہ قمر میں ہے یعنی جھٹلایا۔ (حضرت امام حسن بصریؒ نے کہا اذہا ہوی یعنی غائب ہوا اور ڈوب گیا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا اغنی واقفی کا معنی یہ ہے کہ دیا اور راضی کیا۔

أَفْتَمَرُونَهُ يَغْنِي أَتَجْنِدُونَهُ. ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ ﷺ. ﴿وَمَا طَغَى﴾ وَلَا جَاوَزَ مَا رَأَى. ﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَبُوا. وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوَى﴾ غَابَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَأَغْنَى وَأَقْنَى﴾ أَعْطَى فَأَرْضَى.

سورہ نجم کی ہے اس میں ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں اس سورہ میں اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کے مرتبہ معراج کا ذکر ایک ستارے کی قسم کھا کر بیان کرنا شروع کیا ہے اس لئے اس کو لفظ نجم سے موسوم کیا گیا۔ نجم ستارہ کو کہتے ہیں۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں اللہ کو دیکھا تھا ان میں کوئی کہتا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا تھا کوئی کہتا ہے ظاہری آنکھ سے دیکھا تھا وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں ادراک سے احاطہ مراد ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کا مطلب ہے کہ جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی کرے تو آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ستر ہزار حجاب رکھے ہیں اگر ان حجابوں کو اٹھا دے تو اس کے چہرے کی شعاعوں سے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے سب چیزیں جل کر رہ جائیں۔ دوسری آیت سے روایت کی نفی نہیں نفی بلکہ کلام کا طریقہ اس میں بیان ہوا ہے بیشک کلام کرتے وقت اس کی روایت بلا حجاب نہیں ہو سکتی وہ بھی دنیا میں نہ کہ آخرت میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا اور رؤیت سے تمہارے پیغمبر کو۔ (وحیدی) راجح خیال یہی ہے کہ باری تعالیٰ کو آپ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ کا معراج جسمانی حق ہے اور قیامت میں دیدار باری حق ہے معراج میں رؤیت کے متعلق اکثر لوگوں نے سکوت بھی کیا ہے واللہ بالصواب۔

اختلف قديما وحديثا في رؤيته صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الاسراء فذهب عائشة وابن مسعود الى نفيها و ابن عباس و بعض آخرون الى اثباتها ومن ذهب الى انه رأى بقلبه لا بعينه واخرج مسلم عن ابن عباس انه رأى ربه بفواده مرتين وعلى هذا يمكن الجمع بين اثبات ابن عباس ونفى عائشة بان يجمل نفيها على رؤية البصر واثباتها على رؤية القلب لكن المشهور من ابن عباس انه قال بروية البصر ومنهم من توقف في هذه المسئلة ورجح القرطبي هذا القول وعزاه لجماعة من المحققين وقوله بانه ليس في الباب دليل قاطع وليس مما يكتفى فيه بمجرد الظن كذا في اللمعات (يعني اس مسئلہ میں ترجیح سکوت کو حاصل ہے۔)

باب

۱ - باب

(۴۸۵۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے وکیع نے، ان اسلمیل بن ابی خالد نے، ان سے عامر نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ

۴۸۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى. حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ غَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مِنْ حَدَّثَكَ كَهَنٌ فَقَدْ كَذَبَ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ

مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ،
فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ : ﴿لَا تُدْرِكُهُ
الْأَبْصَارُ، وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ، وَهُوَ
الْغَافِقُ الْغَيْبِ. وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ
اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ
حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِيهِ غَيْبٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ
قَرَأَتْ : ﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ
غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ،
ثُمَّ قَرَأَتْ : ﴿هَٰذَا إِلَٰهَ الرَّسُولِ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةَ، وَلَكِنَّهُ رَأَى
جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ.

[راجع: ۳۲۳۴]

حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت لا تدركه الابصار سے لے کر من وراء حجاب تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے سے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت وما تدری نفس ما تكسب غدا یعنی ”اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔“ کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول! پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

اس تفصیل سے اسی کو ترجیح حاصل ہوئی کہ آپ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھا واللہ اعلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نفی کرنا حیات دنیاوی سے متعلق ہے آخرت میں مومنوں کا دیدار الہی ضرور ہو گا اس کا انکار مراد نہیں ہے۔ آیت میں عام طور پر ہر نفس مراد ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اس سے آنحضرت ﷺ کے لئے بھی غیب دانی کی نفی ثابت ہوتی ہے دوسری آیت میں بصراحت مذکور ہے ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (النمل: ۶۵) اب غور طلب چیز یہ ہے کہ جب کل کی خبر آنحضرت ﷺ کو بھی حاصل نہیں ہے تو دوسرے ولی یا بزرگ یا پیر فقیر و شہید کس کتنی اور شمار میں ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ اللہ پاک اپنے کسی بندے کو وحی یا الہام کے ذریعہ سے کل کی کسی بات پر آگاہ فرمادے اس سے اس بندے کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جو اہل بدعت خود ساختہ مرشدوں کو غیب داں جانتے ہیں ان کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے وہ اشراک فی العلم کے مرتکب ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا نام مشرکوں کے دفتر میں لکھا گیا خواہ وہ دنیا میں کتنے ہی اسلام کا دعویٰ کریں اور اپنے آپ کو مسلمان و مومن سمجھیں قرآن پاک کی ایک آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے ﴿وَمَا يَوْمِنَا أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهْمٌ مَشْرُكُونَ﴾ (یوسف: ۱۰۶) یعنی کتنے ایمان کے دعویدار اللہ کے نزدیک مشرک ہیں خود فقہائے احناف نے صراحت کی ہے کہ غیر اللہ کو غیب دان جانتا کفر ہے۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے ساتھ اس کے رسول کو بھی غیب داں جان کر گواہ بنا دے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے ہر حال ایسے مشرکانہ عقائد سے ہر موجد مسلمان کو بالکل دور رہنا چاہئے۔ وباللہ العوفی.

باب آیت ﴿فَكَانَ قَابَ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے ناسا فاصلہ رہ گیا تھا جتنا کمان سے چلے (یعنی تانت) میں ہوتا ہے۔“
(۳۸۵۶) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا ”ان سے عہد الواحد بن زیا.

باب قوله ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

أَذْنَى﴾ حَفِثُ الْقَوْسِ
۴۸۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی ”صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا“ کے متعلق بیان کیا کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چہ سو پر تھے۔

باب ﴿قوله فاوحى الى عبده ما ووحى﴾ کی تفسیر

یعنی ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی۔“

(۴۸۵۷) ہم سے طلق بن غنم نے بیان کیا، ان سے زائدہ بن قدامہ کوئی نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اس آیت کے بارے میں پوچھا فکان قاب قوسین الخ یعنی سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا جن کے چہ سو پر تھے۔

تو فاوحی الی عبده وما ووحی میں عبده کی ضمیر اللہ کی طرف پھرے گی اور فاوحی کی ضمیر حضرت جبرائیل کی طرف قرینہ کلام بھی اسی کو مقتضی ہے کیونکہ شدید القویٰ اور ذومرۃ یہ حضرت جبرائیل کے صفات ہیں بعضوں نے کہا خود پروردگار مراد ہے اس صورت میں اوحی اور عبده دونوں کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹے گی۔

باب ﴿قوله لقد رأى من آيات ربه الكبرى﴾ کی تفسیر

یعنی ”تحقیق آنحضورؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا“

(۴۸۵۸) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت لقد رأى من آيات ربه الكبرى یعنی ”آپ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں“ کے متعلق بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ نے دھرف (سبز فرش) کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

الواحد، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَّارًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْغُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتْمَانَةَ جَنَاحٍ.

[راجع: ۳۲۳۲]

باب قوله ﴿فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾

۴۸۵۷ - حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زُرَّارًا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتْمَانَةَ جَنَاحٍ.

[راجع: ۳۲۳۲]

تَفْسِيرُ

باب قوله ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾

۴۸۵۸ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ قَالَ: رَأَىٰ رُفْرَفًا أَخْضَرَ لَقَدْ سَدَّ الْأَفُقَ.

[راجع: ۳۲۳۲]

تشیع آیت شریفہ ﴿لَقَدْ آتَيْنَا مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ (النجم: ۱۸) میں لفظ آیات جمع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ نے بہت سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا جن کی تفصیلات کلی طور پر اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہاں روایت میں ایک آیت یعنی رفرہ کا ذکر ہے بعض لوگوں نے کہا کہ رفرہ سے پردہ مراد ہے بعضوں نے کہا کہ کپڑے کا جوڑا مراد ہے یعنی حضرت جبرائیلؑ سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ شب معراج میں رفرہ لٹک آیا آپ اس پر بیٹھ گئے پھر وہ رفرہ رہ گیا اور آپ پروردگار کے نزدیک ہو گئے نہ دنیٰ فسدلی سے یہی مراد ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اس مقام پر حضرت جبرائیلؑ مجھ سے الگ ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں اور میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا۔ یہ قرطبی نے نقل کیا ہے (وحیدی)

سدرۃ المنتہی اور مناظر نوری و ناری جو بھی آپ نے شب معراج میں ملاحظہ فرمائے سب اس آیت کی تفسیر میں داخل ہیں۔

۲- باب ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ باب آیت ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ کی تفسیر

یعنی ”بھلا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے۔“

عربوں کے مشہور بتوں کے نام ہیں۔ آیت میں بطور تعریض ارشاد ہے کہ ان بتوں کو بھی دیکھا جن کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے حالانکہ وہ بالکل عاجز محتاج لاچار بے بس اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔

۴۸۵۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، (۳۸۵۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ الْأَشْبَجُ جَعْفَرُ بْنُ حَيَّانَ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو الجوزاء نے بیان
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ﴾: كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا
میں کہا کہ ”لات“ ایک شخص کو کہتے تھے جو حاجیوں کے لئے ستو
يَلْتُ سَوِيقَ الْحَاجِّ. گھولتا تھا۔

تشیع اسی لئے بعضوں نے لات کو بتسید تاء پڑھا ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے ان کی قرأت پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ کثرت استعمال سے تخفیف ہو گئی۔ کہتے ہیں اس شخص کا نام عمرو بن لُحی یا حرمہ بن غنم تھا۔ یہ لُحی اور ستو ملا کر ایک پتھر کے پاس حاجیوں کو کھلایا کرتا جب مر گیا تو لوگ اس پتھر کو پوجنے لگے جہاں پہ کھلایا کرتا تھا اور اس پتھر کا نام لات رکھ دیا تاکہ اس شخص کی یادگار رہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے نکالا جو کوئی اس کا ستو کھاتا وہ موٹا ہو جاتا اس لئے اس کی پرستش کرنے لگے خداوند قدوس کی مار ہو ان بے وقوفوں پر۔ (وحیدی)

اب بھی بہت سے کم فہم عوام کا یہی حال ہے کہ اپنی خود ساختہ عقیدت کی بنا پر کہتے ہی بزرگان کو ان کی وفات کے بعد قاضی الحاجات سمجھ کر ان کی پوجا پرستش شروع کر دیتے ہیں۔

آج ٹانانگر جشید پور بہار میں برمکان جناب محمد اسحاق صاحب گارڈ یہ نوٹ لکھ رہا ہوں یہاں بتلایا گیا کہ بالکل اسی طرح سے ایک صاحب یہاں چونا بھی میں کام کیا کرتے تھے اتفاق سے وہ دیوانے ہو گئے اور لوگوں نے ان کو خدا رسیدہ سمجھ کر ”بابا“ بنا لیا۔ اب ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر کو مزار کی شکل میں آراستہ پیراستہ کر کے ”چونا بابا“ کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے اور وہاں سالانہ عرس اور قوالیاں ہوتی ہیں بہت سے لوگ ان کو قاضی الحاجات سمجھ کر ان کی قبر پر ہاتھ باندھ کر اپنی عرضیاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ خدا جانے مسلمانوں کی عقل کہاں ماری گئی ہے کہ وہ ایسے توہمات میں مبتلا ہو کر پرچم توحید کی اپنے ہاتھوں سے دھجیاں بکھیر رہے ہیں انا للہ اللہم

۴۸۶۰- ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں زہری نے، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہئے (لا الہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جو اکھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔

۴۸۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرَكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ)).

[أطرافه في: ۶۱۰۷، ۶۳۰۱، ۶۶۵۰].

تشریح | یہ صدقہ اس لئے کہ ایک خیالی گناہ کا یہ کفارہ بن جائے۔ کلمہ توحید پڑھنے کا حکم اس شخص کے لئے دیا گیا جو عربوں میں سے نیا نیا اسلام میں داخل ہوتا تھا۔ چونکہ پہلے سے زبان پر یہ کلمات چڑھے ہوئے تھے، اس لئے فرمایا کہ اگر غلطی سے زبان پر اس طرح کے کلمات آجائیں تو فوراً اس کی تلافی کر لینی چاہئے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان اور عقیدہ توحید کو تازہ کرنا چاہئے۔ ایسا ہی حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پیروں مرشدوں غوث شاہ بزرگان یا زندہ انسانوں کی قسم کھاتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ بہر حال قسم تو اللہ ہی کے نام کی کھانی چاہئے اور وہ بھی جی قسم ہو ورنہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

باب آیت ﴿وَمَنَاةُ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور تیسرے بت منات کے (حالات بھی سنو)۔“

۴۸۶۱- ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ منات بت کے نام پر احرام باندھتے جو مقام مشلل میں تھا، وہ صفا اور مروہ کے درمیان (حج و عمرہ میں) سعی نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ان کے درمیان طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ سفیان نے کہا کہ ”منات“ مقام تقدید پر مشلل میں تھا اور عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا کہ ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی

الْأُخْرَى

۴۸۶۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، سَمِعْتُ عُزْرَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ بَمَنَاءِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ: مَنَاةٌ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ عُزْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ: نَزَلَتْ

اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اسلام سے پہلے انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے، پہلی حدیث کی طرح۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کے نام کا احرام باندھتے تھے۔ منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا (اسلام لانے کے بعد) ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم منات کی تعظیم کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کیا کرتے تھے۔

[راجع: ۱۶۴۳]

مشلل قدید میں ایک مقام کا نام تھا منات کا بت خانہ وہیں تھا۔ اسف اور نائلہ نامی دو بت صفا اور مروہ پر تھے۔ الحمد للہ اسلام نے ان سب کو اجاڑ کر پرچم توحید عرب کے چپے چپے پر لہرایا الحمد للہ الذی صدق وعده ونصر عبده۔

تَسْبِيحٌ

۴- باب قوله ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ

وَاعْبُدُوا﴾

باب آیت ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا﴾ کی تفسیر یعنی ”پس خاص اللہ کے لئے سجدہ کرو اور خاص اسی کی عبادت کرو۔“ (۴۸۶۲) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ ”النجم“ میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں اور جنات و انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبد الوارث کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سے روایت کیا اور اسلمیل بن علیہ نے اپنی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

[راجع: ۱۰۷۱]

(۴۸۶۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو احمد زہری نے خبر دی، کہا ہم کو اسراہیل نے خبر دی، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عہد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سجدہ والی سورت ”سورہ نجم“ ہے۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (اس کی تلاوت کے بعد) سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پیچھے تھے سب ہی نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، سوا ایک شخص کے، میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میں مٹی

۴۸۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ. تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ. وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عُثَيْبٍ ابْنَ عَبَّاسٍ.

۴۸۶۳- حَدَّثَنَا نصر بن علي، أخبرني أبو أحمد يحيى الزبيري، حَدَّثَنَا إِسْرَاحِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ، قَالَ: فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاسْتَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ، إِلَّا رَجُلًا زَائِلَةً أَخَذَ كَفًّا مِنْ تَرَابٍ فَسَجَدَ

اٹھائی اور اسی پر سجدہ کر لیا۔ بعد میں (بد رکھ لڑائی میں) میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا ہوا پڑا ہے۔ وہ شخص اسمیہ بن خلف تھا۔

عَلَيْهِ، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَيْلًا كَافِرًا، وَهُوَ أَمِيَّةُ بْنُ خَلْفٍ. [راجع: ۱۰۶۷]

[۵۴] سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ﴿﴾

سورة اقتربت الساعة کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

اس کا نام سورہ قمر بھی ہے۔ اس میں ۵۵ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس میں اللہ پاک نے قیامت کے نزدیک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ چاند پھٹ جانے کا معجزہ حق ہے۔ اس میں کسی تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ مجاہد نے کہا مستمر کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا۔ مزدجر بے انتہا جھڑکنے والے تنبیہ کرنے والے۔ وازدجر دیوانہ بتایا گیا (یا جھڑکا گیا) دوسرے کشتی کے تختے یا کیلیں یا رسیاں۔ جزاء لمن کان کفر یعنی یہ عذاب اللہ کی طرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے نا قدری کی تھی یعنی نوحؑ کی کل شرب محتضر یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے مہطعین الی الداع سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا یعنی ڈرتے ہوئے عربی زبان میں دوڑنے کو نسلان، خب، سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا کہ فتعاطی یعنی ہاتھ چلایا اس کو زخمی کیا کھشیم المحتضر کا معنی جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ۔ ازدجر ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب افعال سے اس کا مجرد جرت ہے۔ جزاء لمن کان کفر یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ کافروں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مستقر جما رہنے والا۔ عذاب اشر کا معنی ہے اترا نا غرور کرنا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں سورہ اقتربت الساعۃ کے چند جملوں اور لفظوں کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ اس کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والے کے لئے یہاں سے روشنی مل سکے۔ حضرت امام نے پوری کتاب التفسیر میں یہی طریقہ رکھا ہے جیسا کہ ناظرین کرام پر مغل نہیں ہے۔

باب آیت ﴿وَالنَّشِيقُ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا﴾ کی تفسیر

(۴۸۶۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان

۱- باب قوله ﴿وَالنَّشِيقُ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا﴾

۴۸۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

سے شعبہ اور سفیان نے اور ان سے اعش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی موقع پر ہم سے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

[راجع: ۳۶۳۶]

(۴۸۶۵) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی نجیح نے خبر دی، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا اور سوقت ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا۔ گواہ رہنا۔ گواہ رہنا۔

[راجع: ۳۶۳۶]

(۴۸۶۶) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر نے بیان کیا، ان سے جعفر نے، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا۔

شُعْبَةَ، وَسُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ لَفَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُونَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْهَدُوا)).

۴۸۶۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ، فَقَالَ لَنَا: ((اشْهَدُوا، اشْهَدُوا)).

۴۸۶۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۶۳۸]

(۴۸۶۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شبیان نے بیان کیا، ان سے حضرت قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ دکھانے کو کہا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دکھایا۔

۴۸۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انشِقَاقَ الْقَمَرِ. [راجع: ۳۶۳۷]

(۴۸۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا تھا۔

۴۸۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ. [راجع: ۳۶۳۷]

تشیخ قطلانی نے کہا یہ پانچ حدیثیں ہیں جو شق القمر کے باب میں وارد ہیں۔ تین شخص ان کے راوی ہیں حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف زوایت کے گواہ ہیں باقی حضرت انس رضی اللہ عنہ تو اس وقت مدینہ میں تھے ان کی عمر پانچ برس کی ہو گی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن ان کے سوا اور ایک جماعت صحابہ نے بھی شق القمر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے اگر شق القمر نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں یہ اترتا کہ چاند پھٹ گیا تو سب کے سب قرآن کو غلط سمجھتے، اسلام سے پھر جاتے۔ بس یہی ایک دلیل اس واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل ہے جیسے ﴿ونفخ فی الصور﴾ (الکہف: ۹۹) ﴿وجاء ربک والملك صفا صفا﴾ (الفجر: ۲۲) میں اس لئے کہ جو کام آئندہ ممکن الوقوع ہے اس کا زمانہ ماضی میں بھی واقع ہونا ممکن ہے جب سچے شخص اس کے وقوع کی گواہی دیں۔ اب یہ کہنا کہ اجرام علویہ قاتل خرق والتیام نہیں ہیں ایک خود رائے شخص ارسطو کی تقلید ہے جس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اگر ارسطو کو یہ معلوم ہوتا کہ مرکز عالم آفتاب ہے اور زمین بھی ایک سیارہ اور اجرام علویہ میں داخل ہے چاند زمین کا تابع ہے اسی پر بڑے بڑے غار موجود ہیں تو ایسی بے وقوفی کی بات نہ کہتا۔ زمین قاتل خرق والتیام نہیں یہ کیا معنی خود سورج قاتل خرق والتیام ہے بہت سے حکیم کہتے ہیں کہ زمین سورج ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو الگ ہو کر آ رہا ہے اور اپنے نقل کی وجہ سے سورج سے اتنے فاصلہ پر تھا ہوا ہے رہا یہ امر کہ تم نے اپنی عمر میں اجرام علویہ کا خرق والتیام نہیں دیکھا تو تم کیا تمہاری عمر کیا پشہ کے داند کہ خانہ اذکیت (وحیدی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی دعاؤں سے چاند کا پھٹ جانا بالکل حق یقین ہے۔ معجزہ اسی چیز کو کہا جاتا ہے جو انسانی عقل کو عاجز کرنے والا ہو۔ انبیاء کرام کے معجزات برحق ہیں معجزات کا انکار کرنا یا ان میں بے جا تاویلات سے کام لینا یہ سچے مومن مسلمان کی شان نہیں ہے۔

باب آیت ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا.....الَايَةِ﴾

کی تفسیر

قادر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا اور اس امت کے بعض پہلے بزرگوں نے اسے جو دی پہاڑ پر دیکھ لیا۔

یعنی ”وہ (کشتی) ہماری نگرانی میں چلتی تھی“ یہ سب حمایت میں اس شخص (نوح علیہ السلام) کے تھاجس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے اس کشتی کو نشان (عبرت) کے طور پر باقی رہنے دیا سو بے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔“

۴۸۶۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ ﴿فَهْلَ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

۴۸۶۹- ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ”فهل من مدكر“ پڑھا کرتے تھے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهْلَ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت حاصل

۲- باب قوله ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهْلَ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: أَبْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ، حَتَّى أَذْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

باب قوله ﴿وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهْلَ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ

کرنے کے لئے، سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟“ مجاہد نے کہا کہ یسرنا کے معنی یہ کہ ہم نے اس کی قرأت (اور اس کی فہم) آسان کر دی۔

يَسِّرُنَا هُوَنَا قِرَاءَتَهُ.

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے قطلانی نے کہا یعنی اس کے الفاظ ہم نے سہل رکھے اور اس کا مطلب آسان کر دیا۔

۴۸۷۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

۴۸۷۰- ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فہل من مدکر پڑھا کرتے تھے۔ (سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟) معلوم ہوا کہ نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے قرآن جیسی آسان اور سہل کوئی اور نصیحت کی چیز نہیں ہے۔

باب آیت ﴿كَانَهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ..... اَلَايَةِ﴾ کی تفسیر
” (وہ ہلاک شدہ کافر) گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے تھے سودیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔“

باب قوله ﴿اَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ﴾
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ

۴۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ، فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ، أَوْ مُدْكِرٍ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ قَالَ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ ذَالًا.

۴۸۷۱- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے ایک شخص کو اسود سے پوچھتے سنا کہ سورہ قمر میں آیت فہل من مدکر ہے یا مدکر؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فہل من مدکر پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بھی فہل من مدکر پڑھتے سنا ہے۔ (دال مملہ سے)

[راجع: ۳۳۴۱]

سُورَةُ الْقَمَرِ: ۱۰-۱۱

یہ اللہ عزوجل کا فضل و کرم ہے کہ قرآن و حدیث کے مطالب اس نے سہل و آسان رکھے ہیں تاکہ عام و خاص سب ان کا مطلب سمجھ سکیں اور ان پر عمل کریں اور آج کل تو بفضلہ قرآن و حدیث کے تراجم دوسری زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں جن سے غیر عربی بھی قرآن و حدیث کو سمجھ کر ہدایت حاصل کر رہے ہیں۔ الحمد للہ ثانی ترجمہ اور منتخب حواشی والا قرآن مجید اس کا روشن ثبوت ہے اور بخاری شریف مترجم اردو بھی روشن دلیل ہے۔

باب آیت ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمٍ الْمُحْتَظِرِ..... اَلَايَةِ﴾ کی تفسیر سودہ (ثمود) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ جو چمکنا چور ہو گئی ہو اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی ہے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنے والا؟ جو قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرے۔

۳- باب قوله ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمٍ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾
فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ

(۴۸۷۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان نے خبر دی، انیس شعبہ نے، انیس ابی اسحاق نے، انیس اسود نے اور انیس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فہل من مدکر پڑھا، الآیۃ (دال مملہ سے)

۴۸۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ الْآيَةَ.

[راجع: ۳۳۴۱]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ﴾

کی تفسیر یعنی ”اور صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آپہنچا اور ان سے کہا گیا کہ پس میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔“

(۴۸۷۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فہل من مدکر (دال مملہ سے) پڑھا تھا۔

۴- باب قوله ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذِرٌ

۴۸۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

باب ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

باب آیت ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر ”اور ہم تمہارے جیسے لوگوں کو ہلا کر چکے ہیں سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟“

(۴۸۷۴) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے فہل من مدکر پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ فہل من مدکر (یعنی دال مملہ سے پڑھو)

۴۸۷۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

باب آیت ﴿سَهِزَمَ الْجَمْعُ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”کافروں کی عنقریب ساری جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

(۴۸۷۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاع نے، بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند) اور مجھ سے

۵- باب قوله ﴿سَهِزَمَ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ﴾

۴۸۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح.

محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، ان سے وہیب نے، کہا ہم سے خالد حذاء نے ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح و زاری سے دعا کر لی ہے۔ اس وقت آنحضور ﷺ زرہ پنے ہوئے چل پھر رہے تھے اور آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی سو عنقریب (کافروں کی) جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب بیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

باب آیت ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ.....﴾ کی تفسیر

یعنی بلکہ ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ترین چیز ہے ”امر“ مراد سے ہے۔ جس کے معنی تلخی کے ہیں یعنی قیامت کا دن بہت ہی تلخ ہو گا۔

(۴۸۷۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یوسف بن ماکہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت ”لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے“ حضرت محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

(۴۸۷۷) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے، کہا ان سے خالد بن مران حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وَهَيْبٍ. حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَنشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِن تَشَأْ لَا تَعْبُدَ بَعْدَ الْيَوْمِ))، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَنْبُ فِي الدَّرَجِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((سَهَيْزَمَ الْجَمْعِ وَيُولُونَ الدُّبُرَ)). [راجع: ۲۹۱۵]

۶- باب قَوْلِهِ ﴿بَلِ السَّاعَةِ

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ

يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

۴۸۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ، قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةُ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾. [طرفة في: ۴۹۹۳].

۴۸۷۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَهُوَ

رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقع پر میدان میں ایک ٹکڑے میں یہ دعا کر رہے تھے کہ ”اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فدا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“ اور اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یا رسول اللہ! آپ اپنے رب سے خوب الحاح و زاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت زہر پینے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنی ”غنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑی چیز ہے۔“

فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ : ((أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَذْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا))، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ : حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ : ((سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدَّبْرَ، بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ))۔

[راجع: ۲۹۱۵]

قیامت کی سختیوں اور دوزخ کے عذابوں پر اشارہ ہے۔

سورہ رحمن کی تفسیر

[۵۵] سُورَةُ الرَّحْمَنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر سورہ رحمن مکی ہے اس میں ۷۸ آیات اور تین رکوع ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف لائے اور آپ نے اس ساری سورت کو سنایا صحابہ کرام خاموش سنتے رہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ تم سے تو جنات ہی اچھے ہیں جب میں نے ان کو یہ سورت سنائی تو وہ آیت فہای الاء یکما نکذبان کے جواب میں یوں کہتے رہے لا بثنی من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد (ترمذی) اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کے سوانسنے والوں کو بھی ایسے مقامات پر آیات قرآنی کا جواب دینا چاہئے۔

مجاہد نے کہا بحسبان یعنی جن کی طرح گھوم رہے ہیں۔ اوروں نے کہا وایموا الورن کا معنی یہ ہے کہ تیرے کی زبان سیدھی رکھو (یعنی برابر تو) عصف کہتے ہیں کھیتی کی اس پیداوار (سبزے) کو جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیں یہ تو عصف کے معنی ہوئے اور یہاں ریحان سے کھیتی کے پتے اور دانے جن کو کھاتے ہیں مراد ہیں۔ او۔ ریحان عربوں کی زبان میں روزی کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا خوشبودار سبزے کو بعضوں نے کہا عصف وہ دانے جن کو کھاتے ہیں اور ریحان وہ پکاغله جس کو کچا نہیں کھاتے۔ اوروں نے کہا عصف گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِحُسْبَانٍ﴾ كَحُسْبَانِ الرَّحَى. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ﴾ يُرِيدُ لِسَانَ الْمِيزَانِ. ﴿وَالْعَصْفُ﴾ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُذْرَكَ فَذَلِكَ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْوَزْقُ الْعَصْفُ، وَالرَّيْحَانُ وَرَقٌ. ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ ﴿وَالْعَصْفُ﴾ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ

نے کہا عصف بھوسا جو جانور کھاتے ہیں ابو مالک غفاری (تابعی) نے کہا عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہل اُتتا ہے کسان لوگ اس کو بھور کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا عصف گیہوں کا پتا اور دبحان روزی کا۔ مارج آگ کی لپٹ (کو) زرد یا سبز جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے بعضوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رب المشرقین و رب المغربین میں مشرقین سے جاڑے اور گرمی کی مشرق اور مغربین سے جاڑے گرمی کی مغرب مراد ہے۔ لا یبغیان تل نہیں جاتے۔ المنشآت وہ کشتیاں جن کا بادبان اوپر اٹھایا گیا ہو (وہی دور سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہیں) اور جن کشتیوں کا بادبان نہ چڑھایا جائے ان کو منشآت نہیں کہیں گے۔ حضرت مجاہد نے کہا کالفخار یعنی جیسا ٹھیکرا بنایا جاتا ہے۔ الشواط آگ کا شعلہ جس میں دھواں ہو۔ فنجاس پتیل جو گلا کر روزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا ان کو اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ خاف مقام ربہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی آدمی گناہ کرنے کا قصد کرے پھر اپنے پروردگار کو یاد کر کے اس سے باز آ جائے۔ مدہامتان بہت شادابی کی وجہ سے کالے یا سبز ہو رہے ہوں گے۔ صلصال وہ گارا کچڑ جس میں ریت ملائی جائے وہ ٹھیکری کی طرح ٹھکنے لگے۔ بعضوں نے کہا صلصال بدبودار کچڑ جیسے کہتے ہیں صل اللحم یعنی گوشت بدبودار ہو گیا سڑ گیا جیسے صر الباب دروازے بند کرتے وقت آواز دی اور صر صر الباب اور کببہ کو کبکبہ کہتے ہیں۔ فاکہۃ ونخل و رمان یعنی وہاں میوہ ہو گا اور کھجور اور انار اس آیت سے بعضوں نے (حضرت امام ابو حنیفہؒ نے) یہ نکالا ہے کہ کھجور اور انار میوہ نہیں ہیں۔ عرب لوگ تو ان دونوں کو میوؤں میں شمار کرتے ہیں اب رہا نخل اور رمان کا عطف فاکہۃ پر تو وہ ایسا ہے جیسے دوسری آیت میں فرمایا حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ تو پہلے سب نمازوں کی محافظت کا حکم دیا صلوة وسطیٰ بھی ان میں آگئی پھر صلوة وسطیٰ کو عطف کر کے دوبارہ بیان کر دینا اس سے غرض یہ ہے کہ اس کا اور زیادہ خیال رکھ، ایسے ہی یہاں بھی نخل و

وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ : وَقَالَ غَيْرُهُ : الْعَصْفُ وَرَقُّ الْجَنْطَةِ. وَقَالَ الضَّحَّاكُ : الْعَصْفُ النَّهْنُ. وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبْتُ هَبْرًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : الْعَصْفُ وَرَقُّ الْجَنْطَةِ. وَالرَّيْحَانُ الرُّزْقُ، وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَغْلُوا النَّارَ إِذَا أُولِذَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ : ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشَّتَاءِ مَشْرِقٌ، وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ. ﴿رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبُهَا فِي الشَّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿لَا يَبْغِيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ. ﴿الْمُنَشَّاتُ﴾ مَا رُفِعَ قَلْعُهُ مِنَ السُّفْنِ، فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنَشَّاتٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كَالْفَخَّارِ﴾ كَمَا يَصْنَعُ الْفَخَّارُ. ﴿الشَّوْاطُ﴾ لَهَبٌ مِنْ نَارِ النَّحَّاسِ الصَّفَرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ يُعَذِّبُونَ بِهِ. ﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهْمُ بِالْمَغْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتَرُكُهَا. ﴿مَذْهَامَتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرَّيِّ. ﴿صَلْصَالٌ﴾ طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلِ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ، وَيُقَالُ مُنَيْنٌ يُرِيدُونَ بِهِ صَلٌّ، يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ، وَصَرَّ صَرٌّ مِثْلُ كَبَكَبْتُهُ : يَعْنِي كَبَبْتُهُ. ﴿فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ. وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا

رمان لاکھ میں آگئے تھے مگر ان کی عمر کی وجہ سے دوبارہ ان کا ذکر کیا جیسے اس آیت میں فرمایا الم تر ان الله يسجد له من في السموات ومن في الارض پھر اس کے بعد فرمایا وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب حالانکہ یہ دونوں من فی السموات ومن فی الارض میں آگئے اوروں نے (مجاہد یا ابو حنیفہ کے سوا) کہا اللہ ان کا معنی شاخیں ڈالیاں ہیں۔ وجنا الجنة دان یعنی دونوں پانوں کا میوہ قریب ہو گا اور حسن بصری نے کہا لہای الاء یعنی اس کی کون کون سی نعمتوں کو اور قتادہ نے کہا ربکما میں جن اور انسان کی طرف خطاب ہے اور ابو ورداء نے کہا کل یوم ہو شان کا یہ مطلب ہے کسی کا گناہ بخشتا ہے کسی کی تکلیف دور کرتا ہے، کسی قوم کو بڑھاتا ہے، کسی قوم کو گھٹاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا برزخ سے آڑ مراد ہے انام خلق نضاختان خیر اور برکت سے یہاں رہتے ہیں۔ ذو الجلال بزرگی والا اوروں نے کہا۔ مارج خالص انگارا (جس میں دھواں نہ ہو) عرب لوگ کہتے ہیں مرج الامیر رعیتہ یعنی حاکم نے اپنی رعیت کا خیال چھوڑ دیا یا ایک کو دوسرا ستا رہا ہے۔ لفظ مریج جو سورۃ ق میں ہے۔ اس کا معنی گڈمڈ ملا ہوا۔ مرج البحرین یعنی دونوں دریا مل گئے ہیں یہ مرجت دابتک سے نکلا ہے یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا اس طرح رہ کر ہم عنقریب تمہارا خاتمہ کریں گے یہاں فراغت کا معنی نہیں کیونکہ اللہ پاک کو کوئی چیز دوسری چیز کی طرف خیال کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جو سب لوگوں میں مشہور ہے کوئی شخص بیکار ہوتا ہے اس کو فرصت ہوتی ہے لیکن ڈرانے کے لئے دوسرے سے کہتا ہے، اچھا میں تیرے لئے فراغت کروں گا یعنی وہ خوف جب ٹل جائے گا تو تجھ کو سزا دوں گا۔

تَعْمَدًا فَآيَهِ كَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَخَلِّ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَعَادَ الْقَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَانُ، وَمِثْلُهَا، ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ : ﴿وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ ﴿مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَفَنان﴾ أَغْصَانُ. ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ﴾ نِعَمِهِ، وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبِّكُمْ﴾ يَعْنِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ. وَقَالَ أَبُو الذَّرْدَاءِ ﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذُنُوبًا، وَيَكْشِفُ كُرْبًا، وَيَرْفَعُ قَوْمًا، وَيَضَعُ آخَرِينَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ. ﴿الْأَنَامُ﴾ الْخَلْقُ. ﴿نَضَاحَتَانِ﴾ فَيَاضَتَانِ. ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مَارِجٌ﴾ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرِ رَعِيَّتُهُ إِذَا خَلَاهُمْ يَغْدُوا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَجَ النَّاسِ مَرِيجٌ مَلْتَبِسُ مَرَجِ اخْتِلَاطِ الْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجَتِ دَابَّتُكَ تَرَكْتَهَا: ﴿سَفَرُغٌ لَكُمْ﴾ سَخَاسِبُكُمْ، لَا يَشْفَعُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ، وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ : لَا تَفَرِّغَنَّ لَكَ، وَمَا بِهِ شُغْلٌ، لَا تَخْذَنْكَ عَلَى غَيْرَتِكَ.

بہر حال اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی ناراضگی سے ڈرایا ہے کہ مجھ کو ناراض کر کے تو اس کا نتیجہ تم کو بھگتنا پڑے گا اللہ پاک سارے پڑھنے والوں کو غضب اور غصہ سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین

۱- باب قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ دُونِهِمَا﴾

باب آیت ﴿وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّاتٍ.....الایة﴾ کی تفسیر

جَنَّاتٍ

یعنی ”اور ان باغوں سے کم درجہ میں دو اور باغ بھی ہیں۔“

(۴۸۷۸) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد الصمد الحمی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران الجونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعریؓ) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کے ہوں گے اور جنت عدن سے جنتوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے منہ پر ہوگی، حائل نہ ہوگی۔

۴۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْحَمِّي، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَنَّاتٍ مِنْ فَضْلَةِ آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءُ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَدْنٍ)).

[طرفاء فی : ۴۸۸۰، ۷۴۴۴].

یا اللہ! قیامت کے دن ہم سب کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرمایو آمین۔

باب ﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ کی تفسیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حور کے معنی کالی آنکھوں والی اور مجاہد نے کہا مقصورات کے معنی ان کی نگاہ اور جان اپنے شوہروں پر رکی ہوئی ہوگی (وہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کسی پر آنکھ نہیں ڈالیں گی) قاصرات کے معنی اپنے خاوند کے سوا اور کسی کی خواہشمند نہ ہوں گی۔ فی الخیام کے معنی خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

(۴۸۷۹) ہم سے محمد بن قسبی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد العزیز بن عبد الصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران جونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو

۲- باب

﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حُورٌ سَوْدٌ الْحَدَقِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَقْصُورَاتٌ﴾ مَحْبُوسَاتٌ قَصِرَ طَرَفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَنْغِيْنَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ

۴۸۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خِيَمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مُجَوَّلَةٍ، عَرْضُهَا سِتُونَ مِيلًا، فِي كُلِّ

نہ دیکھ سکے گی۔

زَاوِيَةً مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرْوْنِ الْآخِرِينَ، يَطُوفُ

عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ. [راجع: ۳۲۴۳]

۴۸۸۰- وَجَنَّاتٍ مِنْ فَسْطَاطٍ آيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّاتٍ مِنْ كَلَّا آيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَيْبَرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذْنٍ. [راجع: ۴۸۷۸]

[۵۶] سورة ﴿الْوَاقِعَةِ﴾

سورة الواقعة کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

اس سورہ میں ۹۶ آیات اور تین رکوع ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی یہ عجیب الٹا سورت ہے جو کوئی اس کو ہر روز ایک بار پڑھتا ہے وہ کبھی محتاج نہ ہو گا دولت اور توکمری چاہنے والو! ادھر آؤ سورۃ واقعہ کو اپنا ورد کر لو امیر بن جاؤ گے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے سورہ ملک یعنی تبارک الذی ہر شب کو پڑھ لیا کرو۔ دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ان دو سورتوں سے حاصل کرو۔ (وحیدی)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿رُجَّتْ﴾ زُلُوفَتِ ﴿بَسْتِ﴾ فِتَّتْ لُتَتْ كَمَا يُلْتُ السُّوقِ ﴿الْمَخْضُودُ﴾ الْمَوْقُرُ حَمَلًا وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ. ﴿مَنْضُودٌ﴾ الْمَوْزُ. ﴿وَالْعُرْبُ﴾ الْمُحَبَّاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. ﴿ثَلَّةٌ﴾ أُمَّةٌ. ﴿يَحْمُومٌ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدٌ. ﴿يَصِيرُونَ﴾ يُدْبِسُونَ. ﴿الْهِيمُ﴾ الْإِبِلُ الظَّمَاءُ. ﴿لَمَغْرَمُونَ﴾ لَمَلَزَمُونَ. ﴿رُوحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَحَاءُ. ﴿وَرِيحَانٌ﴾ الرِّزْقُ ﴿وَنَنْشِئُكُمْ﴾ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَفَكَّهُونَ﴾ تَعَجَّبُونَ. ﴿عُرْبًا﴾ مُثْقَلَةٌ وَاحِدُهَا عُرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصَبْرٍ، يُسَمِّيَهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرَبِيَّةَ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِيَّةَ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشُّكْلَةَ، وَقَالَ فِي ﴿خَافِضَةً﴾ لِقَوْمٍ إِلَى

مجاہد نے کہا رجعت کا معنی ہلائی جائے۔ بست چور چور کئے جائیں گے اور ستو کی طرح لت پت کر دیئے جائیں گے۔ المخصود بوجھ لدے ہوئے یا جن میں کاٹنا نہ ہو۔ منصود موز (کیلا) عربا اپنے خاوند کی پیاری بیوی۔ ثلۃ امت گروہ۔ محوم کالا دھواں۔ بصرون ہٹ دھری کرتے ہمیشہ کرتے تھے۔ الہیم پیاسے اونٹ۔ لمغرمون ٹوٹے میں آ گئے ڈنڈ ہوا۔ روح بہشت آرام راحت۔ ریحان رزق روزی و نشاکم فیما لا تعلمون یعنی جس صورت میں ہم چاہیں تم کو پیدا کریں۔ حضرت مجاہد کے سوا اوروں نے کہا۔ تفکھون کا معنی تعجبون تعجب کرتے جائیں۔ عربا منقلۃ (یعنی ضمہ کے ساتھ) عروب کی جمع جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے (عروب خوبصورت پیاری عورت) مکہ والے ایسی عورت کو عربۃ کہتے ہیں۔ اور مدینہ والے غنچہ اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں۔ خافضۃ ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی دوزخ میں لے جانے والی۔ رافعۃ ایک قوم کو بلند کرنے والی یعنی بہشت میں لے جانے والی۔ موضونۃ سونے سے بنے ہوئے اسی سے نکلا ہے وضین الناقۃ یعنی اونٹنی کا زیر بند (تنگ) کوب آبخوہ جس

میں ٹوٹی اور کندہ ہو (اکواب جمع ہے) ابریق وہ کوزہ جس میں ٹوٹی کندہ ہو۔ ابریق اس کی جمع ہے۔ مسکوب بہتا ہوا (جاری) و فرش مرفوعہ اونچے اونچے پچھونے یعنی ایک کے اوپر ایک تلے اوپر بچھائے گئے۔ مترفین کا معنی آسودہ آرام پروردہ تھے۔ ماتمنون نطفہ جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو۔ متاعا للمقوین مسافروں کے فائدے کے لئے یہ فی سے سے نکلا ہے قی کہتے ہیں بے آب و گیاہ میدان کو۔ بمواقع النجوم سے قرآن کی محکم آیتیں مراد ہیں بعضوں نے کہا تارے ڈوبنے کے مقامات، مواقع جمع ہے، اس کا واحد موقع دونوں کا (جب مضاف ہوں) ایک ہی معنی ہے۔ مدھنون جھٹلانے والے جیسے اس آیت میں ہے ودوالو تذهن فیدھنون فسلام لک من اصحاب الیمین کا یہ معنی ہے مسلم لک انک من اصحاب الیمین یعنی یہ بات مان لی گئی ہے چاہے کہ تو دہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو ان کا لفظ گرا دیا گیا مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کسے میں اب تھوڑی دیر میں سفر کرنے والا ہوں اور تو اس سے کہے انت مصدق مسافر عن قلیل یہاں بھی ان محذوف ہے یعنی انت مصدق انک مسافر عن قلیل کبھی سلام کا لفظ بطور دعا کے مستعمل ہوتا ہے اگر مرفوع ہو جیسے فسقیا نصب کے ساتھ دعا کے معنوں میں آتا ہے یعنی اللہ تجھ کو سیراب کرے۔ توروں سلگاتے ہو آگ نکالتے ہو اوریت سے یعنی میں نے سلگایا۔ لغو، باطل، جھوٹ۔ تائیمما جھوٹ نلط۔

باب آیت ﴿و ظل ممدود.....الایة﴾ کی تفسیر

”اور جنت کے درختوں کا بہت ہی لمبا سایہ ہو گا۔“

(۴۸۸۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک

النَّارِ، ﴿وَرَايَةَ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ. ﴿مَوْضُونَ﴾ مَنسُوجَةٌ وَمِنْهُ وَصِيْنُ النَّاقَةِ. وَالْكُوبُ لَا آذَانُ لَهُ وَلَا عَرُوزَةٌ، وَالْأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الْأَذَانِ وَالْعُرَى ﴿مَسْكُوبٌ﴾ جَارٍ: ﴿وَفُرُشٌ مَرْفُوعَةٌ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ﴿مُتَرَفِّينَ﴾ مُتَمَتِّعِينَ. ﴿مَا تُمْنُونَ﴾ هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ، ﴿لِلْمُقَوِّينَ﴾ يَلْمُسُافِرِينَ، وَالْقِيُ الْقَفَرُ. ﴿بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ﴾ بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ، وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ. ﴿مُذْهِبُونَ﴾ مُكَذِّبُونَ مِثْلُ ﴿لَوْ تَذَهَبُ فَيَذْهَبُونَ﴾ ﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ أَيِ مُسَلِّمٌ لَّكَ ﴿إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ وَالْفَيْتِ ((إِنَّ)) وَهِيَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُولُ: أَنْتَ مُصَدِّقٌ، مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ: إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهُ، كَقَوْلِكَ فَسَقِيَا مِنَ الرَّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ، ﴿تُورُونَ﴾ تَسْتَخْرِجُونَ، أَوْزَيْتُ أَوْقَذْتُ. ﴿لَفَوَا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْتِيَمًا﴾ كَذِبًا.

۱- باب قَوْلِهِ ﴿و ظل ممدود﴾

۴۸۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ

الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا، مِائَةً عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَافْرَوْا إِن شِئْتُمْ ﴿وَوَيْلٌ مِّنْهُ﴾
درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اگر تمہارا جی چاہے تو آیت

وغلِ ممدود کی قرأت کرلو۔

[راجعہ: ۳۲۵۲]

یہ سایہ سورج کا نہ ہوگا بلکہ خدا کے نور کا سایہ ہوگا بعض نے کہا خدا کے عرش کا سایہ ہوگا کیونکہ جنت میں سورج نہ ہوگا۔

سورة الحديد کی تفسیر

[۵۷] سورة ﴿الحديد﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة حديد مدنی ہے اس میں ۲۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔ اللہ پاک نے اس میں لوہے کی افادیت کو بیان فرمایا ہے، اسی لئے یہ سورت حدید بمعنی لوہا سے موسوم ہوئی۔

مجاہد نے کہا جعلکم مستخلفین فیہ یعنی جس نے زمین میں تم کو بسایا (جانشین کیا، آباد کیا) من الظلمات الی النور یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف و منافع للناس یعنی تم لوہے سے ڈھال اور ہتھیار وغیرہ بناتے ہو۔ مولا کم یعنی آگ تمہارے لئے زیادہ سزاوار ہے۔ لنلا یعلم تاکہ اہل کتاب جان لیں (الا زائد ہے) الظاهر علم کی رو سے۔ الباطن علم کی رو سے انظرونا (بفتح ہمزہ و کسرہ طاء ایک قرأت ہے) یعنی ہمارا انتظار کرو۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ﴾ مُعْتَرِبِينَ فِيهِ. ﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى. ﴿وَمَنَافِعٍ لِلنَّاسِ﴾ جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ. ﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلَى بِكُمْ، ﴿لِنَلَا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ يَعْلَمُ أَهْلُ الْكِتَابِ. يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. أَنْظِرُونَا: أَنْظِرُونَا.

سورة المجادلة کی تفسیر

[۵۸] سورة ﴿المجادلة﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا یجادون اللہ کا معنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کبتوا ذلیل کئے گئے۔ استخوذ غالب ہو گیا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحَادُّونَ﴾ يُشَاقُّونَ اللّٰهَ. ﴿كَبِتُوا﴾ أَخْزَوْا مِنْ الْخِزْيِ. ﴿اِسْتَخُوْذُ﴾ غَلَبَ.

سورة مجادلہ مدنی ہے، اس میں ۲۲ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس سورت میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس نے اپنے خاوند کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کیا تھا اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ تھا۔ اللہ نے اس عورت کے متعلق اسی سورہ کی ابتدائی آیات کا نزول فرمایا اس کے خاوند نے اس سے طہار کیا تھا اللہ نے طہار کا کفارہ بیان فرمایا جو آگے آیات میں مذکور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں سواری پر جا رہے تھے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے ان کی سواری روک لی لوگوں نے کہا آپ ایک بڑھیا کے لئے رک گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کیا جانو یہ بڑھیا کون ہے؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے سنی، بھلا عمر رضی اللہ عنہ کی کیا مجال ہے کہ اس کی بات نہ سنے۔

[۵۹] سورة ﴿الْحَشْرِ﴾

سورة الحشر کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۲۴ آیات اور تین رکوع ہیں یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کی تھی جسے انہوں نے بعد میں توڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی مدینہ سے جلا وطنی کا حکم صادر فرمایا اس جلا وطنی کو مجازاً لفظ حشر سے تعبیر کیا گیا ہے فی الواقع ان کی جلا وطنی کے دن حشر کا نظارہ اس لئے تھا کہ بڑی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

باب لفظ الجلاء کے معنی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکال دینا جسے جلا وطنی کہتے ہیں۔

۱- باب : الْجَلَاءُ الْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ.

(۴۸۸۲) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر جعفر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورة التوبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورة توبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ہے اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ بیان کیا کہ میں نے سورة الانفال کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ میں نے سورة الحشر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنو نضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۴۸۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ؟ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاصِحَةُ، مَا زَالَتْ تَنْزِلُ : وَمِنْهُمْ، وَمِنْهُمْ، حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تُبْقِ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذَكَرَ فِيهَا. قَالَ : قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ؟ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ : قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ. [راجع: ۴۰۲۹]

(۴۸۸۳) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں حضرت ابو بشر (جعفر بن ابی) نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورة الحجۃ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلکہ اسے سورة النضیر کہتے ہیں۔

۴۸۸۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ النَّضِيرِ. [راجع: ۴۰۲۹]

باب آیت ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْنَةٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے“ آیت میں لینہ ”بمعنی نخلة ہے جس کا معنی کھجور ہے جب کہ وہ عجوة یا برنی نہ ہو یعنی

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْنَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

کھجور مراد ہیں۔

(۴۸۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ یہ درخت مقام ”بوریہ“ میں تھے پھر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ”جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا سو یہ دونوں اللہ ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تاکہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔“

یہود مدینہ کی حد سے زیادہ شرارتوں اور غداریوں کی بنا پر ان کے خلاف ایسا سخت قدم اٹھایا گیا اور نہ عام طور پر مواقع جنگ میں ایسا کرنا مناسب نہیں ہے ہاں اگر امام ایسی ضرورت محسوس کرے تو اسلام میں اس کی بھی اجازت ہے۔

باب آیت ﴿مَا آفَاءَ لِلَّهِ عَلٰی رَسُولِهِ.....الَاٰیة﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے بطور ہبہ دلوایا۔“

(۴۸۸۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی مرتبہ عمرو بن دینار سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی نضیر کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر لڑائی کے دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ ان اموال کا خرچ کرنا خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ آپ اس میں سے ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ دیتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس سے سالانہ جنگ اور گھوڑوں کے لئے خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کے موقع پر کام آئیں۔

اسلام کی اصطلاح میں ”ہبہ“ وہ مال ہے جو دار الحرب سے بلا جنگ حاصل ہو جائے۔

باب آیت ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ.....الَاٰیة﴾ کی تفسیر
یعنی ”اے مسلمانو! اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے آپ روکیں اس سے رک جایا کرو۔“

۴۸۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُورِيَّةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَبَنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ، وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾. [راجع: ۲۳۲۶]

۳- باب قوله ﴿مَا آفَاءَ لِلَّهِ عَلٰی رَسُولِهِ﴾

۴۸۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ عَلٰی رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِبِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بَيْعًا وَلَا رِكَابًا، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً، يُنْفِقُ عَلٰی أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةً سَنِيَّةً، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ غَدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ. [راجع: ۲۹۰۴]

۴- باب قوله ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾

۴۸۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَمَصَّاتِ وَالْمُتَقَلِّجَاتِ لِلْخُسْنِ، الْمُغْفِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ : فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ : إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ : وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَقَالَتْ : لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ : فَقَالَ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ : أَمَا قَرَأْتَ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ : بَلَى. قَالَ : فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ. قَالَتْ : فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ، قَالَ : فَادْهَبِي فَاَنْظُرِي، فَذَهَبَتْ فَانْظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا. فَقَالَ : لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

[أطرافه في: ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٣٩، ٥٩٤٣، ٥٩٤٨].

(۴۸۸۶) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کیسے یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہو تا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ”رسول“ تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں، رک جلایا کرو۔“ اس نے کہا کہ پڑھی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوا جو صرف قرآن کو واجب العمل جانتے ہیں اور حدیث شریف کو واجب العمل نہیں جانتے ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج اور ﴿ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسوله﴾ (النساء: ۱۵۰) میں داخل ہیں۔ حدیث شریف قرآن مجید سے جدا نہیں ہے قرآن شریف میں خود حدیث شریف کی پیروی کا حکم ہے اس لئے حدیث کے منکر خود قرآن کے بھی انکار ہیں۔

(۳۸۸۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن بن عابس سے منصور بن معتمر کی حدیث کا ذکر کیا جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی تھی، عبد الرحمن بن عابس نے کہا کہ میں نے بھی ام یعقوب نامی ایک عورت سے سنا تھا وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منصور کی حدیث کے مثل بیان کرتی تھی۔

[راجع: ۴۸۸۶]

قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگا کر خوبصورتی پیدا کرنے کا رجحان آج کل بہت بڑھ رہا ہے اللہ مسلمان عورتوں کو ہدایت بخشے آمین۔

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾ کی تفسیر ”اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار السلام اور ایمان میں ان سے پہلے ہی ٹھکانا پکڑے ہوئے ہیں۔“ آیت میں انصار مراد ہیں۔ (۳۸۸۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد انتقال سے پہلے) فرمایا تھا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار السلام اور ایمان میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے ہی سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یہ کہ ان میں جو نیکو کار ہیں ان کی عزت کرے اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرے۔

باب آیت ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ کی تفسیر ”یعنی اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں“ آخر آیت تک۔ الخصاصة کے معنی فاقہ کے ہیں۔ المفلحون ہمیشہ کامیاب رہنے والے۔ الفلاح باقی رہنا۔ حی علی الفلاح بقا کی طرف جلد آؤ یعنی اس کام کی طرف

۴۸۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّحْمَنُ عَنْ سَفْيَانَ، قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُلُقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَأَصِلَةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ امْرَأَةٍ، يَقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

۵- باب قوله ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾

۴۸۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْصِي الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، أَنْ يُعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ. وَأَوْصِي الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ ﷺ، أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَغْفِرَ عَنْ مُسِيئِهِمْ.

[راجع: ۱۳۹۲]

۶- باب قوله : ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ الْآيَةُ الْخَصَاصَةُ: الْفَاقَةُ. الْمُفْلِحُونَ : الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ الْفَلَاحِ الْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجَلْ. وَقَالَ

جس سے حیات ابدی حاصل ہو اور امام حسن بصری نے کہا لا یجدون فی صدورهم حاجة فی حاجت سے حسد مراد ہے۔

(۳۸۸۹) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم اشجعی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب خود (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں فاقہ سے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔ اس پر ایک انصاری صحابی (ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة یعنی اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔

اس حدیث میں تعجب اور حُک دو صفتوں کا اللہ کے لئے ذکر ہے جو برحق ہے ان کی کیفیت میں بحث کرنا بدعت ہے اور ظاہر پر ایمان لانا واجب ہے۔ صفات الہیہ کو بغیر تاویل کے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ صرف مسلک سلف کا اتباع کیا جائے اور بس۔

سورة الممتحنة کی تفسیر

[۶۰] سورة الممتحنة

۴۸۸۹- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجُحْدُ، فَأَرْسَلْ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ؟)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لَأَمْرَأَتِهِ ضَيِّفْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: لَا تَذْجِرِيهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصَّبِيِّ. قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيُّ الْعِشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ، وَتَعَالَى فَأُطْفِئِي السَّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ. فَفَعَلْتُ. ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَجَّكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾.

[راجع: ۳۷۹۸]

تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مدینہ میں اتری اس میں تیرہ آیات اور دو رکوع ہیں آیت اذاجاءکم المومنات میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اس سورت میں ماجر عورتوں کے ایمانی امتحان کا ذکر ہے اس لئے اسے لفظ ممتحنہ سے تعبیر کیا گیا۔

مجاہد نے کہا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے ہاتھوں سے ہم کو تکلیف نہ پہنچا، وہ یوں کہنے لگیں اگر ان مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو یہ ہمارے ہاتھ سے مغلوب کیوں ہوتے ایسی تکلیفیں کیوں اٹھاتے۔ بعصم الکوافر سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب کو یہ حکم ہوا کہ ان کافر عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں بحالت کفر رہ گئیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبُنَا بِأَيِّدِيهِمْ : لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا. ﴿بِعَصْمِ الْكُوفَرِ﴾ أَمَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ. كُنْ كُوفَرًا بِمَكَّةَ.

کیونکہ وہ مشرک تھیں اور مسلمان کا مشرک عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ یا اللہ! یا مالک الملک! بدعتیوں کے ہاتھ سے الہجریٹ کو بھی فتنہ سے محفوظ فرما۔ بدعتیوں کو ان پر غالب مت کر۔ الہجریٹ پر اپنا رحم و کرم کر، میں نے بہت سے بے دینوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ الہجریٹ سوائے ایک خدائے واحد کے نہ اور کسی کو پکارتے ہیں اور کسی سے مدد چاہتے ہیں نہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے عرض و معروض کرتے ہیں نہ اللہ کے سوا بزرگوں کی کچھ نذر و نیاز منت فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کیوں کر قبول کرتا ہے۔ یا اللہ! ان بے دینوں کو جھوٹا کر دے اور ہماری دعا قبول فرما، ہم خاص تیرے ہی کو پکارنے والے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہنے والے ہیں، ان بے دینوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے یا اللہ! یا ارحم الراحمین! اسمع واستجب یا اللہ! ہماری یہ دعائیں لے اور قبول فرما (وحیدی)

فی الواقع قبر پر سب بدعتیوں کا یہی حال ہے کہ وہ اہل توحید پر ایسے ہی آوازیں کتے ہیں جس طرح مشرکین مکہ مسلمانوں کے خلاف آوازیں کسا کرتے تھے بلکہ یہ لوگ مشرکین مکہ سے بھی بہت سے افعال شرکیہ میں آگے ہیں جو مصائب کے وقت پیروں، مرشدوں، ولیوں کو پکارتے ہیں ان کی دہائی دیتے ہیں اور ایسے وقت میں بھی اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ اللہ پاک ہمارے مرحوم مولانا وحید الزمان کی دعائے مذکورہ بالا قبول فرما کہ اہل توحید کو اہل بدعت کے مکرو فریب اور ان کے ناپاک خیالات سے محفوظ رکھے آمین۔

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثَيْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ ((انْطَلِقُوا حَتَّى

۴۸۹۰) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسن بن محمد بن علی نے بیان کیا، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور جب مقام خلیج کے باغ پر پہنچ جاؤ گے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا) تو وہیں تمہیں

ہودج میں ایک عورت ملے گی، اس کے ساتھ ایک خط ہوگا، وہ خط تم اس سے لے لینا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں تیز رفتاری کے ساتھ لے جا رہے تھے۔ آخر جب ہم اس باغ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہم نے ہودج میں اس عورت کو پایا ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے ورنہ ہم تیرا سارا کپڑا اتار کر تلاشی لیں گے۔ آخر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ہم لوگ وہ خط لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے چند آدمیوں کی طرف جو مکہ میں تھے اس خط میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تیاری کا ذکر لکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ ایک بڑی فوج لے کر آتے ہیں تم اپنا بچاؤ کرلو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں قریش کے ساتھ بطور حلیف (زمانہ قیام مکہ میں) رہا کرتا تھا لیکن ان کے قبیلہ و خاندان سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے برخلاف آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں اور ان کی رعایت سے قریش مکہ میں رہ جانے والے ان کے اہل و عیال اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جبکہ ان سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو اس موقع پر ان پر ایک احسان کر دوں اور اس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ یا رسول اللہ! میں نے یہ عمل کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً انہوں نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے۔ تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرمادیا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ حاطب بن

تَاوُوا رَوْضَةَ خَاحٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَمِيمَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَاخْذُوهُ مِنْهَا)). فَذَهَبْنَا تَعَادَى بَنِي خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّمِيمَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنَ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: فَخُذِي مِنَ الْكِتَابِ أَوْ تَلْقَيْنِ النَّيَّابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذَا فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَلِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ: ذَعْبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبْ غَنَقَهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ شَهِدَ بَذْرًا، وَمَا يُذْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَذْرِ فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عُمَرُو وَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ﴾ قَالَ: لَا أَذْرِي الْآيَةَ

فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو.

[راجع: ۳۰۰۷]

ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء..... الا یہ اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالینا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس آیت کا ذکر حدیث میں داخل ہے یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آیت لا تتخذوا عدوی انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ سفیان نے کہا کہ لوگوں کی روایت میں تو یونہی ہے لیکن میں نے عمرو سے جو حدیث یاد کی اس میں سے ایک حرف بھی میں نے نہیں چھوڑا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے سوا اور کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

باب ﴿قوله اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات﴾

کی تفسیر یعنی ”جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں۔“

(۴۸۹۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا محمد بن مسلم سے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات ارجل یعنی اے نبی کریم! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں۔ ارشاد ”غفور رحیم“ تک۔ حضرت عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی تو آنحضرت ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ کے ہاتھ نے کسی

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَفْيَانَ فِي هَذَا فَنَوَلْتُ : ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي﴾ قَالَ سَفْيَانُ : هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا، وَمَا أَرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

۲- باب ﴿اِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ

مُهَاجِرَاتُ﴾

۴۸۹۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَمِّهِ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُنَّكَ إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ : قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ بَايَعْتُكَ))، كَلَامًا، وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي

عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر اور عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے کی اور اسحاق بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ ان سے عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمن نے کہا۔

الْمُبَايَعَةُ، مَا يُبَايَعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ : ((قَدْ بَايَعْتُكَ عَلَى ذَلِكَ)) تَابِعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ : عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ. [راجع: ۲۷۱۳]

تفسیر اب ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو ہے آپ نے گھر کے باہر سے ملنا ہاتھ دراز کیا اور ہم نے گھر کے اندر سے اس سے بھی مصافحہ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس سے بھی مصافحہ ثابت نہیں ہوتا اور ابو داؤد نے مراسیل میں شعبی سے نکالا کہ آپ نے ایک چادر ہاتھ پر رکھ لی اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ان حدیثوں کو دیکھ کر بھی جو مرشد عورتوں کو مرید کرتے وقت ان سے ہاتھ ملائے وہ بدعتی اور مخالف رسول اللہ ﷺ ہے اسی طرح جو مرشد غیر محرم عورتوں کو مرید بنوں کو بے ستر اپنے پاس آنے دے۔ مثلاً سر اور سینہ کھولے ہوئے تو وہ مرشد نہیں ہے بلکہ مضل یعنی گمراہ کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔ (وحیدی) جو لوگ پیشہ ور پیر مرشد بنے ہوئے ہیں ان کی اکثریت کا یہی حال ہے وہ مرید ہونے والی مستورات احکام شرعیہ پر وہ حجاب وغیرہ سے اپنے لئے مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور ان سے بغیر حجاب کے خلط ملط رکھنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے ایسے پیر مرشدوں ہی کے متعلق مولانا روم نے فرمایا ہے۔

کابر شیطان می کند نامش ولی
گر ولی ایس است لعنت بر ولی

”یعنی کتنے لوگ شیطانی کام کرنے والے ولی کہلاتے ہیں اگر ایسے ہی لوگ ولی ہیں تو ایسے ولیوں پر خدا کی سولعت نازل ہوں

آمین۔“

۳- باب ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾

يُبَايِعُكَ

باب آیت ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُكَ.....﴾ (الایۃ)

کی تفسیر یعنی ”(اے رسول!) جب ایمان والی عورتیں آپ کے پاس آئیں تاکہ وہ آپ سے بیعت کریں۔“

(۴۸۹۲) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ان لا یشرکن بالله اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی

۴۸۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا : ﴿أَنْ لَا يُشْرَكَنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾، وَنَهَانَا عَنْ الْبَحَاةِ، فَقَبَضَتْ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ : أَسْعَدْنِي فَلَانَةَ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا، فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا، فَانْطَلَقَتْ وَوَجَعَتْ،

ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں آنحضرت ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

قَبَائِمَهَا. [راجع: ۱۳۰۶]

تشیخ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو اجازت دی۔ یہ ایک خاص حکم تھا جو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا ورنہ نوح عموماً حرام ہے اس کی حرمت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور بعض مالکیہ کا قول ہے کہ نوح حرام نہیں ہے بلکہ شاذ اور مردود ہے۔ قطلانی نے کہا پہلے نوح مباح تھا پھر مکرمہ تنزیہی ہوا پھر حرام ہوا اور ممکن ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے بیعت کرتے وقت مکرمہ تنزیہی ہوا اس لئے آپ نے اجازت دی ہو اس کے بعد حرام ہو گیا ہو۔ حافظ نے کہا نوح کرنا مطلقاً حرام ہے اور یہی تمام علماء کا مذہب ہے تو لا بعصینک فی معروف سے یہ مراد ہو گا کہ نوح نہ کریں یا غیر مرد سے خلوت نہ کریں یا شوہروں کی نافرمانی نہ کریں اگر یہ معنی ہو کہ اچھی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تب تو عورتوں مردوں سب کے لئے یہ حکم عام ہو گا جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لیلۃ العقبہ میں انصار سے انہیں شرطوں پر بیعت لی تھی اور انصار کے ہر مرد و عورت نے بخوشی ان شرطوں پر بیعت کر کے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ ہم شرطوں سے پھرنے والے اور بیعت سے منہ موڑنے والے نہیں ہیں اللہ پاک انصار کو ان کی وفاداری کی بہترین جزائیں بخشے آمین۔

(۴۸۹۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا بعصینک فی معروف یعنی ”اور بھلی باتوں (اور اچھے کاموں میں) آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔“ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ بھی ایک شرط تھی جسے اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت ﷺ سے بیعت کے وقت) عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔

۴۸۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: «وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ» قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللَّهُ لِلنِّسَاءِ.

اس حدیث میں معلوم ہوا کہ عورتیں بھی اچھائی کے کاموں اور نیک عملوں کے کرنے پر بیعت کر سکتی ہیں۔

(۴۸۹۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو اوریس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو گے کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔“ آپ نے سورہ ”النساء“ کی آیتیں پڑھیں۔

۴۸۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((أَتَبِيعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا))، وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَأَكْثَرَ لَفْظٍ

سفیان نے اس حدیث میں اکثریوں کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ پھر تم میں سے جو شخص اس شرط کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی لیکن کسی نے اپنے کسی عہد کے خلاف کیا اور اللہ نے اسے چھپا لیا تو وہ اللہ کے حوالے ہے اللہ چاہے تو اسے اس پر عذاب دے اور اگر چاہے معاف کر دے۔ سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا انہوں نے زہری سے اور یوں ہی کہا آیت پڑھی۔

سُفْيَانُ قَرَأَ الْآيَةَ ((فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللَّهُ، فَهُوَ إِلَى اللَّهِ: إِنْ شَاءَ عَذْبُهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرٌ لَهُ)) تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

[راجع: ۱۸]

یہ نہیں کہا عورتوں کی آیت۔

(۴۸۹۵) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون بن معروف نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، انیس حسن بن مسلم نے خبر دی، انیس طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے۔ ان تمام بزرگوں نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی اور خطبہ بعد میں دیا تھا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم ﷺ اترے گویا اب بھی میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی یا ایہا النبی اذا جاءك المومنات الخ یعنی ”اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لگائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں“ آپ نے پوری آیت آخر تک پڑھی۔ جب آپ آیت پڑھ چکے تو فرمایا تم ان شرائط پر قائم رہنے کا وعدہ کرتی ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! ان کے

۴۸۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَِا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ، فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ الرِّجَالُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشْفُقُهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بَهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلَيْهِنَّ)) حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ ((أَتُنَّ عَلَى ذَلِكَ))، وَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةً لَمْ يُجِبْنِ عَنْهَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ

سوا اور کسی عورت نے (شرم کی وجہ سے) کوئی بات نہیں کہی۔ حسن کو اس عورت کا نام معلوم نہیں تھا بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ عورتیں بلالؓ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

اللَّهُ لَا يَذَرِي الْحَسَنَ مِنْ هِي قَالَ
(فَتَصَدَّقْنَ) وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ
الْفَتَحَ وَالْخَوَاتِيمَ لِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

[راجع: ۹۸]

سورة الصف کی تفسیر

[۶۱] سُورَةُ الصَّفِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا من انصارى الى الله کا معنی یہ ہے کہ میرے ساتھ ہو کر کون اللہ کی طرف جاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مرصوص خوب مضبوطی سے ملا ہوا، جڑا ہوا، اوروں نے کہا سیسہ ملا کر جڑا ہوا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ»
مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
«مَرَّصُوصٌ» مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ
غَيْرُهُ: بِالرِّصَاصِ.

سورة صف مدنی ہے اس میں ۱۳ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس سورت میں لطیف اشارات ہیں کہ یہود، نصاریٰ اور مشرکین ہمیشہ مسلمان کے حد سے زیادہ ازار رساں ہیں لیکن اہل اسلام اگر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور ہر ہر زمانہ کے حالات کے مطابق مقابلہ کی پوری تیاری رکھیں گے تو وہ ضرور غالب رہیں گے اور اللہ ان کی مدد کرتا رہے گا۔
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

باب آیت ﴿مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ کی تفسیر

۱- باب قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَأْتِي مِنْ

بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾
یعنی ”حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔“

(۳۸۹۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور ان سے زہری نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جابر بن مطعم نے خبر دی اور ان سے ان کے والد جابر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں مامی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حشر میں میرے بعد جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں۔

۴۸۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الِإِمَّانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ
بْنُ جُبَيْرٍ بَنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ
لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا
الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ.
وَأَنَا الْحَاشِرُ، الَّذِي يُخْشِرُ النَّاسَ عَلَى
قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)). [راجع: ۳۵۳۲]

یعنی سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں آنے والا ہوں۔

[۶۲] سُورَةُ الْجُمُعَةِ

سورة جمعة کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں اس میں نماز جمعہ کا ذکر ہے اس لئے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔

باب آیت ﴿وآخرین منهم.....الایة﴾ کی تفسیر

”اور دوسروں کے لئے بھی ان میں سے (آپ کو بھیجا) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ”فامضوا الی ذکر اللہ“ پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف چلو۔

(۴۸۹۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے ابو الغیث سالم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ”سورة الجمعة“ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ و آخرین منهم لما یلحقوا بهم الایة اور دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں (آنحضرت ﷺ ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آنحضرت ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہو گا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔

۱- باب قولہ: ﴿وآخرین منهم﴾

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ﴿وَقَرَأَ عُمَرُ

﴿فَامْضُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

۴۸۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ ﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانَ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْإِسْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ. أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)). [طرفه فی ۴۸۹۸]

تفسیر

دوسری روایت کئی آدمی سے بغیر شک کے مذکور ہے۔ قرطبی نے کہا آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ بہت سے حدیث کے حافظ اور امام ملک فارسی پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں ان لوگوں سے صرف حضرت امام بخاری اور امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ یہ سب حدیث کے امام ملک فارسی کے تھے اور رجل من ہؤلاء کی اگر روایت صحیح ہو تو اس سے حضرت امام بخاری مراد ہیں علم حدیث بسانہ صحیح متصل اسی مرد کی بہت مردانہ سے اب تک باقی ہے اور خفیوں نے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اس سے لیا ہے تو ہم کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی فضیلت اور بزرگی میں اختلاف نہیں ہے مگر ان کی اصل ملک فارس سے نہ تھی بلکہ کابل سے تھی اور کابل بلاد فارس میں داخل نہیں، اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے حضرت امام ابو حنیفہؒ مدت العرفہ اور اجتہاد میں مصروف رہے اور علم حدیث کی طرف ان کی توجہ بالکل کم رہی، اسی لئے وہ حدیث کے امام نہیں گنے جاتے اور نہ ائمہ حدیث جیسے امام بخاری و امام مسلم وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت کی ہے بلکہ محمد بن نصر مروزی محدث کہتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی بضاعت حدیث میں بہت تھوڑی تھی اور خطیب نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ نے صرف پچاس مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں، البتہ مجتہد امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور حضرت عبداللہ

بن مبارک ﷺ ایسے کامل گزرے ہیں کہ فقہ اور حدیث میں بیک وقت امام تھے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ان کو درجات عالی عطا فرمائے۔ آمین (وحیدی)

۴۸۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي نَوْزٌ عَنْ أَبِي الْفَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَنَا لَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)).
 ۴۸۹۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا، انہیں ثور نے اور ان سے ابو الفیث نے انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے کہ ”ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔“

[راجع: ۴۸۹۷]

تفسیر آحضرت ﷺ کا اشارہ آل فارس کی طرف تھا۔ چنانچہ اللہ پاک نے محدثین کرام کو پیدا فرمایا جن میں بیشتر فارسی النسل ہیں، اس طرح آحضرت ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق محدثین کرام قرار پائے۔

باب آیت ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور جب کبھی انہوں نے اموال تجارت دیکھا۔“ آخر تک۔

۴۸۹۹) مجھ سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابو سفیان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سلمان تجارت لئے ہوئے اونٹ آئے، ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوائے بارہ آدمی کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَاِذَا رَأَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اَنْفَضُوا اِلَيْهَا یعنی اور بعض لوگوں نے جب کبھی ایک سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے پھیل گئے۔

سورة المنافقين کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورۃ مدنی ہے جس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں اس میں منافقین کا ذکر ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

باب آیت ﴿قَالُوا نَشْهَدُ اَنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ...﴾ کی تفسیر یعنی ”جب منافق آپ کے پاس آتے تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ لکاذبون تک۔

۲- باب قوله ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾

۴۸۹۹- حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، وَعَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلْتُ عِزَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَارَ النَّاسُ، إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا اَنْفَضُوا إِلَيْهَا﴾.

[راجع: ۹۳۶]

[۶۳] سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ

۱- باب قوله ﴿وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اِنَّكَ لِرَسُولِ اللَّهِ - اِلَى لَكَاذِبُونَ﴾.

(۴۹۰۰) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبد اللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود ہی رسول اللہ سے جدا ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ (انہوں نے قسم کھالی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبد اللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔

باب آیت ﴿اتَّخِذُوا إِيْمَانَهُمْ حِنَّةً.....الایة﴾ کی تفسیر
یعنی ”ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے یعنی جس سے وہ اپنے نفاق کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔“

(۴۹۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا (سعد بن عبادہ یا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما) کے ساتھ

۴۹۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْفَقُوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجُنَا الْأَعْرُ مِنْهَا الْأَذَلَّ لَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَعَمِّي أَوْ لِعَمْرٍ، لَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي لِحَدِيثِهِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصْبِنِي مِنْهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَقَّتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثْتُ إِلَيَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدٌ)). [أَطْرَافُهُ فِي: ٤٩٠١، ٤٩٠٢، ٤٩٠٣، ٤٩٠٤].

۲- باب قوله ﴿اتَّخِذُوا إِيْمَانَهُمْ

حِنَّةً﴾ يَجْتَنُونَ بِهَا

۴۹۰۱- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَنَّهُ

مَبْلُولٌ يَقُولُ: لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا. وَقَالَ أَيْضًا: لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا: فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي، فَأَصَابَنِي هُمُ لَمْ يُصِيبْنِي مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ - إِلَى قَوْلِهِ - هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ - إِلَى قَوْلِهِ - لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ

فَذَكَرْتُكَ)). [راجع: ۴۹۰۰]

تھامیں نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ جائیں۔ یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ میں نے اس کی یہ بات پچاسے آکر کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انہوں نے قسم کھائی کہ ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا سمجھا۔ مجھے اس اتنا صدمہ پہنچا کہ ایسا کبھی نہیں پہنچا ہو گا پھر میں گھر کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اذاجاءک المنافقون قالوا انشهد انک لرسول اللہ۔۔۔ الی قولہ۔۔۔ لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ اور آیت لیخرجن الاعز منها الاذل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور میرے سامنے اس سورت کی تلاوت کی پھر فرمایا، اللہ نے تمہارے بیان کو سچا کر دیا ہے۔

آیات مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین سے اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصہ ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس منافقین عبد اللہ بن ابی کو پہنچی۔ کہنے لگا اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے، تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی خرچ سے تنگ آکر متفرق ہی ہو جائیں گے اور سب مجمع ہچکچ جائے گا یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہئے کہ ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دیں گے) ایک صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر حضرت کے پاس نقل کرا دیں۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی وغیرہ سے تحقیق کی تو قسمیں کھانے لگے کہ زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے ہماری دشمنی سے جھوٹ بولا ہے۔ لوگ زید پر آوازیں کسنے لگے وہ بیچارے سخت نادم تھے اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، حضور اکرم ﷺ نے زید کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچ کر دیا۔ روایات میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے وہ الفاظ کہ عزت والا ذلیل کو ذلت کے ساتھ نکال دے گا جب اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی کو پہنچے، جو مخلص مسلمان تھے تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔

عبد اللہ بن ابی نے مسلمانوں کو ذلیل اور اپنے آپ کو اور دیگر منافقین کو عزت دار سمجھا حالانکہ یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے، اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال سرکاری نوکری تجارت وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں آج کوئی شخص مالدار ہے تو کل نہیں آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان لوگوں کی عزت اصل نہیں۔ اصل عزت اللہ

کی ہے اور رسول کی ہے اور صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے۔ امیر ہوں یا غریب اس میں کچھ فرق نہیں، ان کے علماء فقراء عزت کے مستحق ہیں، وہ سب مومنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں ہیں کہ عزت کیلئے ہے مسلمانو! تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک قوت بازو سے یعنی یہ جانتے ہیں کہ ہم مالدار ہیں۔ دوم یہ ہے کہ ہم اولاد والے بھی ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں پس تم مال اور اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے اور جانے والی ہیں، ان پر گھمنڈ کرنا اور اترانا نہ چاہئے بلکہ شکر کرنا چاہئے پس تم مسلمان ایسے افعال مکروہ سے بچتے رہا کرو اور منافقوں کی طرح بخل نہ کیا کرو (ثالثی)

باب آیت ﴿ذَلِكْ بَانَهُمْ اَمَنُوا﴾
 قلوبہم کی تفسیر یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ظاہر میں ایمان لے آئے پھر دلوں میں کافر ہو گئے سوان کے دلوں میں مرگادی گئی پس اب یہ نہیں سمجھتے۔

(۴۹۰۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں سے عزت والا ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا تو میں نے یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ اس پر کفار نے مجھے ملامت کی اور عبد اللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی پھر میں گھر واپس آگیا اور سو گیا۔ اس کے بعد مجھے آنحضرت ﷺ نے طلب فرمایا اور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں آیت نازل کر دی ہے اور یہ آیت اتری ہے ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ الخ آخر تک اور ابن ابی زائدہ نے اعمش سے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا۔

باب آیت ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ.....﴾
 کی تفسیر یعنی ”اے نبی! تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران

۲- باب قوله ﴿ذَلِكْ بَانَهُمْ اَمَنُوا﴾
 ثُمَّ كَفَرُوا فَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ

۴۹۰۲- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي : لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ أَيُّضًا : لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَا مَنِيَّ الْأَنْصَارُ، وَخَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَا قَالَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَمِنْتُ ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ : فَقَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ فَدَّ صَدَّقَكَ)). وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَرُو وَعَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.

[راجع: ۴۹۰۰]

باب

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ

يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ فَاتْلُوهُمْ اللَّهُ أَنِّي يُؤْفِكُونَ ﴿٤٩٠﴾

کرتے ہیں، جب وہ باتیں کرتے ہیں تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑی لکڑی کے کھمبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں، ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں پس تم اے نبی! ان دشمنوں سے بچتے رہو۔ ان پر خدا کی مار ہو کہ ان کو بھٹکے جاتے ہیں۔“

۴۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَصْحَابِهِ: لَا تَنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَنْقُضُوا مِنْ حَوْلِهِ، وَقَالَ: لَبِنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَسَّالَةَ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةً، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَلَوْوا رُؤُوسَهُمْ. وَقَوْلُهُ ﴿خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ﴾ قَالَ: كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

[راجع: ۴۹۰]

(۴۹۰) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوہ تبوک یا بنی المصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ”جو لوگ رسول اللہ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں“ اس نے یہ بھی کہا کہ ”اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا۔“ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ اِی یعنی جب آپ کے پاس منافق آئے پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا تاکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد خشب مسندہ گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں (ان کے متعلق اس لئے کہا گیا کہ) وہ بڑے خوبصورت اور ذیل ڈول معقول مگر دل میں منافق تھے۔

باب آیت ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اللہ لَوَارِؤُ سَهْمٍ.....﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

۴- باب قَوْلُهُ

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اَوَ اللّٰہ کے رسول ﷺ تمہارے لئے استغفار فرمائیں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ تکبیر کرتے ہوئے وہ کس قدر بے رخی برت رہے ہیں۔ ”لوو! کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر ہنسی ٹھٹھے کی راہ سے ہلانے لگے۔ بعضوں نے لوو! بر تخفیف واو لویت سے پڑھا ہے یعنی سر پھیر لیا۔

(۴۹۰۴) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ ”جو لوگ رسول (ﷺ) کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ وہ منتشر ہو جائیں اور اگر اب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں کو نکال باہر کر دیں گے۔“ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا جب آنحضرت ﷺ نے ان ہی کی تصدیق کر دی تو مجھے اس کا اتنا افسوس ہوا کہ پہلے کبھی کسی بات پر نہ ہوا ہو گا، میں غم سے اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا کہ تمہارا کیا ایسا خیال تھا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں جھٹلایا اور تم پر غما ہوئے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ..... الْاٰیۃُ جَبَّ مَضَافٍ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق نازل کر دی ہے۔

آنحضرت ﷺ غیب داں نہیں تھے، دلوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے تمہیں کھا کھا کر اپنی برأت ظاہر کی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی باتوں کا یقین کر لیا بعد میں وحی الہی نے عبد اللہ بن ابی کا جھوٹ ظاہر فرمایا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے بیان کی تصدیق فرمائی جس سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کا دل مطمئن ہو گیا اور منافقین کا سورہ منافقین میں سارا پل کھول دیا گیا۔

باب آیت ﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ.....﴾ کی تفسیر

یعنی ”ان کے لئے برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ

اللّٰہ لَوْزَا رُؤْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾

خَرُّوْا اسْتَهْزَؤْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَيَقْرَأُ بِالْخَفِیْفِ مِنْ لَوْنِتُ.

۴۹۰۴ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہ بنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَآئِیلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہ بنَ أَبِي اِبْنِ سَلُوْلٍ یَقُوْلُ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ حَتّٰی یَنْفَضُوْا، وَلٰكِنْ رَجِعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیْخْرِجَنَّ الْأَعْزُ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِیِّ ﷺ وَصَدَقَهُمْ، فَأَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ یُصْبِنِیْ مِنْهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِی بَیْتِیْ وَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتُ اِلَیْ اَنْ كَذَبَكَ النَّبِیُّ ﷺ وَمَقَّتَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰہ تَعَالٰی ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ بِنِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ، وَاَرْسَلَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَرَأَهَا وَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ فَذَ صَدَقَكَ)).

[راجع: ۴۹۰۰]

لَا يَغْفِرُ لَهُمْ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

۵- باب قَوْلِهِ :

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا

کریں اللہ تعالیٰ انہیں کسی حال میں نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۳۹۰۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ سفیان نے ایک مرتبہ (بجائے غزوہ کے) ”جیش“ (لشکر) کا لفظ کہا۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو لات مار دی۔ انصاری نے کہا کہ یا للانصار یعنی اے انصار یو! دوڑو اور مہاجر نے کہا یا للمہاجرین یعنی اے مہاجرین! دوڑو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات سے مار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ خدا کی قسم! جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ اس کی خبر آنحضور ﷺ کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے جھوڑو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ جب مہاجرین مدینۃ المنورہ میں آئے تو انصار کی تعداد سے ان کی تعداد کم تھی۔ لیکن بعد میں ان مہاجرین کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

باب آیت ﴿ہم الذین یقولون لا تنفقوا الایۃ﴾ کی تفسیر
یعنی ”یہی لوگ تو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو

یَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾۔

۴۹۰۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ. فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)). فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَعْلُوهَا أَمَّا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، قَبِلَعَ النَّبِيُّ ﷺ: فَقَامَ عَمْرُو فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبَ غُنْقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْنِي لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ: لَحَقِظْتُهُ مِنْ عَمْرُو قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۵۱۸]

۶- باب قَوْلُهُ: ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ

رہے ہیں، ان پر خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ (بھوکے رہ کر) وہ آپ ہی خود تترہتر ہو جائیں حالانکہ اللہ ہی کے قبضے میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں لیکن منافقین یہ نہیں سمجھتے۔“

يَنْفَضُّوا ﴿۱﴾ يَتَفَرَّقُوا ﴿۲﴾ وَ لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

تفسیر عبد اللہ بن ابی منافق کا قول دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم ہی نے تو ان کو یہاں بلایا اور اپنے ملک میں ان کو جگہ دی اب وہ ہم پر ہی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے یوں کہا ہماری اور ان قریش کے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے کہا کہ کھلاؤ پلاؤ موٹا کرو وہ اخیر میں تجھ ہی کو کھا جائے گا۔ پھر اپنے لوگوں کے پاس آیا کہنے لگا دیکھو تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں اتارا، اپنے مال اور جائیداد میں ان کو شریک کر لیا یہ اسی کا بدلہ ہے ”خود کردہ راجہ علاج“ اگر تم ان لوگوں سے اچھا سلوک نہ کرتے، ان کو اپنے گھروں میں نہ اتارتے تو یہ اور کیس چلے جاتے تم بچے رہتے (وحیدی)

گویا منافقین مدینہ ماجرین کو غیر ملکی تصور کر کے ان کو ملک بدر کرنا چاہتے تھے۔ آج کل بھی یہی حال ہے کہ کفار و مشرکین بہت سے مقامات پر مسلمانوں کو غیر ملکی ہونے کا طعنہ دیتے اور ان کو نکل جانے کے لئے کہتے رہتے ہیں مگر جس طرح منافقین مدینہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اس طرح آج کل کے دشمنان اسلام بھی اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام ہی رہیں گے مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ۶

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

(۴۹۰۶) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد اللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ حضرت عبد اللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

۴۹۰۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ عَقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حَزَنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ))، وَشَكَ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَنْصَارِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ : هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِإِذْنِهِ)).

تفسیر حرہ مدینہ کا ایک میدان ہے، ۶۳ھ میں جہاں پر یزید یوں نے پڑاؤ کیا جب کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے ایک فوج بھیجی جس نے مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں قتل عام کیا۔ انصار کی ایک بہت بڑی تعداد اس حادثہ

میں شہید ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں بصرہ میں تھے جب ان کو اس کی خبر ملی تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق سے مراد یہی ہے کہ اللہ پاک نے منافقوں کے خلاف بیان دینے میں ان کی تصدیق کے لئے سورہ منافقون نازل فرمائی تھی۔

۷- باب قولہ:

﴿يَقُولُونَ لَنَنْزِلَنَّا إِلَى الْمَدِينَةِ لَنُخْرِجَنَّ

الْأَعْزَمَ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾
کی تفسیر ”منافقوں نے کہا کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ حالانکہ عزت تو بس اللہ ہی کے لئے اور اس کے پیغمبر کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے البتہ منافقین علم نہیں رکھتے۔“

تشریح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حزمہ ہے، قبیلہ خزرج سے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کا خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت طحان ہے۔ جب رسول کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے، اس وقت ان کی عمر دس سال کی تھی ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف متواتر دس سال تک حاصل ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو بصرہ میں مبلغ کے طور پر مقرر فرمایا تھا۔ بصرہ ہی میں ان کا انتقال ۹ھ میں ہوا اور بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ انتقال کے وقت ان کے اٹھتر (۷۸) بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ حدیث نبوی کے خاص روایت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے۔

وفات نبوی کے وقت پورے قرآن کے حافظ سب اختلافات قرأت کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام عویم بن عامر انصاری خزرجی مشہور ہے، درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ تھوڑی تاخیر سے اسلام لائے مگر مسلمان ہونے کے بعد بڑے خلوص کا ثبوت دیا اور اسلام کے بڑے فقیہ، عالم اور حکیم ثابت ہوئے۔ شام میں سکونت کی اور دمشق میں ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ بہت لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

نبردوم پر حافظ قرآن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں جو انصاری خزرجی ہیں، کنیت ابو عبد اللہ ہے، یہ ان ستر صحابیوں میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ ثانیہ (دوسری گھائی) میں رسول کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تھی۔ جنگ بدر اور بعد کی سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بہت سی وصیتوں کے ساتھ یمن کی طرف قاضی اور مبلغ بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ اڑتیس سال کی عمر میں عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں انتقال ہوا رضی اللہ عنہ۔

تیسرے حافظ قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، یہ بھی انصاری ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو کاتب قرآن پاک مقرر فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن شریف جمع کرنے کی خدمت ان کو سونپی گئی، جسے انہوں نے بحسن و خوبی انجام دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں ان کا بڑا حصہ تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے عہد کے جمع کردہ نسخہ کی نقل تھی۔ چھپن سال کی عمر پر مدینہ ہی میں ۴۵ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ۔

چوتھے صحابی حافظ قرآن ابو زید رضی اللہ عنہ ہیں ان کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے عہد نبوی ہی میں سارے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا، یہ بھی انصاری ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے تھے وہی ان کے وارث ہوئے کیونکہ ان کو کوئی اولاد نہ تھی۔ جمع قرآن بعد نبوی کی سعادت ان ہی چار بزرگوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی قرآن پاک کے بڑے عالم فاضل بزرگ ترین صحابہ ہیں۔ ایسے ہی حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھی قرآن پاک کی خدمت میں مقام خاص حاصل ہے۔ ان حضرات کے بعد علماء اسلام نے قرآن پاک کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس قدر بے نظیر ہیں جن کی مثالیں مذاہب عالم میں ملتی محال ہیں۔ ان ہی خدمات کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید آج پورے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی حرف بحرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

روز قیامت ہر کسے حاضر شود با نامہ من نیز حاضری شوم تفسیر قرآن در بخل

(راز)

یہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ بھی انصاری صحابی ہیں، یہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر تمام لشکر ہی بے آب و دانہ خندق کے کھودنے میں مشغول تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی خندق کھود رہے تھے۔ اسی اثناء میں سرور اسلام ﷺ ہاتھ میں کدال لئے ہوئے ایک سخت پتھر کے توڑنے میں محو ہیں۔ شکم مبارک سے چادر ہٹی ہوئی تھی تو دیکھا کہ آپ کے مبارک شکم پر تین پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ آج ایسی بات دیکھی جس پر صبر نہیں ہو سکتا۔ کچھ ہو تو پکاؤ اور خود ایک بکری کا پچہ ذبح کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے یہاں چل کے جو کچھ موجود ہے تناول فرمائیے۔ آنحضور ﷺ کا تین روز سے فاقہ تھا دعوت قبول فرمائی اور عام منادی کرادی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کی دعوت کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انتظام آپ کے اور دو تین آدمیوں کے لئے کیا تھا اس لئے نہایت تنگ دل ہوئے مگر ادب سے خاموش رہے۔ آنحضرت ﷺ تمام مجمع کو لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ خود بھی کھانا نوش فرمایا اور لوگوں نے بھی کھلایا پھر بھی بیچ رہا۔ آپ نے ان کی بیوی سے فرمایا کہ یہ تم کھاؤ اور لوگوں کے یہاں بھیجو کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہایت سادہ مزاج تھے صحابہ کرام کا ایک گروہ مکان پر ملے آیا۔ اندر سے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا بسم اللہ اس کو نوش فرمائیے کیونکہ سرکہ کی بڑی فضیلت آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

(۴۹۰۷) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اچانک مہاجرین کے ایک آدمی نے انصاری کے ایک آدمی کو مار دیا۔ انصاری نے کہا اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول ﷺ کو بھی سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرین! دوڑو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔

۴۹۰۷ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولُهُ ﷺ قَالَ: ((مَا هَذَا؟)). فَقَالُوا: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوْهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے، اللہ کی قسم مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذیلیوں کو باہر نکال دیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

فَإِنهَا مُنْبِتَةٌ. قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْ قَدْ فَعَلُوا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْنِي لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). [راجع: ۳۵۱۸]

[۶۴] سورة التغابن ﴿التغابن﴾

سورة التغابن کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علقہ نے عبد اللہ سے یہ نقل کیا کہ آیت ومن یومن باللہ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے، سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑے تو اس پر بھی وہ راضی رہتا ہے بلکہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

وَقَالَ عَلَقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ «وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ» هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ بِهَا وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ.

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

[۶۵] سورة الطلاق ﴿الطلاق﴾

سورة الطلاق کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا کہ وبال امرہا ای جزاء امرہا یعنی اس کے گناہ کا وبال جو سزا کی شکل میں ہے اسے بھگتنا ہو گا وہ مراد ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَبَالَ أَمْرِهَا جَزَاءُ أَمْرِهَا

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۲ آیات اور دو رکوع ہیں

(۴۹۰۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی آمنہ بنت عفراء کو جبکہ وہ حاضرہ تھیں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے

۴۹۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ

فَلْيَطَّلِقْهَا فَيَنْبَغِهَا حَتَّى تَطْهَرُ، ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهَرُ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُطْلِقَهَا فَلْيُطْلِقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا، فَبَلَكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ)). [أطرافه في : ٥٢٥١، ٥٢٥٢، ٥٢٥٣، ٥٢٥٨]

اس کا ذکر کیا۔ آپ اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ ان سے (اپنی بیوی سے) رجوع کر لیں اور اپنے نکاح میں رکھیں یہاں تک کہ وہ ماہواری سے پاک ہو جائے پھر ماہواری آئے اور پھر وہ اس سے پاک ہو، اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس کی پاکی (طہر) کے زمانہ میں ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں پس یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) حکم دیا ہے۔ کہ اس میں یعنی حالت طہر میں طلاق دیں۔

[٥٢٦٤، ٥٣٣٢، ٥٣٣٣، ٧١٦٠]

تشریح فقہی اصطلاح میں طلاق شرعی وہ ہے کہ تین طہر تک یعنی حالت طہر میں جبکہ عورت حیض سے نہ ہو طلاق دی جائے اس طرح اگر متواتر تین ماہ تک تین طلاقیں کوئی بھی اپنی عورت کو دے دے تو پھر وہ عورت اس کے نکاح سے بالکل باہر ہو جاتی ہے اور حتیٰ تکح زوجانیہ آیت کے تحت وہ عورت اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی یہ تین طلاق جو مروجہ طریقے کے مطابق مرد تین دفعہ ایک ہی مجلس میں اپنی عورت کو طلاق دے دے پھر فتویٰ طلب کرے ائمہ اہلحدیث کے نزدیک ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور وہ عورت عدت میں دوبارہ اس خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے مگر اکثر فقہاء احناف ان کو تین طلاق قرار دے کر اس عورت کو مرد سے جدا کرا دیتے ہیں اور اس کو حلالہ کا حکم دیتے ہیں حالانکہ ایسا حلالہ کرانے والوں پر شریعت میں لعنت آئی ہے۔ فقہائے احناف کا یہ فتویٰ ائمہ اہلحدیث کے نزدیک بالکل غلط ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں سیاسی مصلحت کے تحت ایسا آرڈر جاری کر دیا تھا جو محض وقتی تھا جو علماء آج کل بیشتر اس طرح مطلقہ عورتوں کو جدا کرا دیتے ہیں ان کو غور کرنا چاہئے کہ وہ اس طرح کتنی عورتوں پر ظلم کر رہے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے (آمین) آج آخری ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ میں یہ نوٹ بہ سلسلہ یتیم سورت شہر حوالہ قلم کیا گیا الحمد للہ دسمبر ۱۹۷۳ء پرچہ نور الایمان میں کچھ علماء احناف و اہلحدیث کا متفقہ فتویٰ شائع کیا گیا ہے جو احمد آباد کے سینار منعقدہ میں لکھا گیا تھا جس میں اس کا متفقہ حل نکالا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ﴾

حملہن کی تفسیر یعنی ”سومحل والیوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔“ اور اولات الاحمال سے مراد ذات الحمل ہے جس کے معنی حمل والی عورت ہے۔

(۴۹۰۹) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتائیے جس نے اپنے شوہر

۲- باب : ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ﴾
أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَأَجِدْهَا ذَاتُ حَمْلٍ﴾

۴۹۰۹- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسَيْنِ عِنْدَهُ فَقَالَ: أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بَارَتَيْنِ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ

کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابو سلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں۔ ان کی مراد ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے تھی آخر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کرب کو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المؤمنینؓ نے بتایا کہ سبیحہ اسلمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے تھے وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ ابو السائب بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں سے تھے۔

اس بارے میں صحیح مسئلہ وہی ہے جو آیت میں مذکور ہے یعنی حمل والی عورتیں مطلقہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل ہے۔ بچہ پیدا ہونے پر وہ چاہیں تو نکاح ثانی کر سکتی ہیں خواہ بچہ کم سے کم مدت میں پیدا ہو جائے یا دیر میں بہر حال فتویٰ صحیح یہی ہے۔

۴۹۱۰- وَقَالَ سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ : وَأَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنْتُ فِي حَلَقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعْظَمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: فَغَمَزْتُ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ، قَالَ مُحَمَّدٌ فَقَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذَا لَحَرِيءَ، إِنَّ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَى وَقَالَ لَكِنَّ عَمَّهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ، فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي

عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، يَغْنِي أَبَا سَلَمَةَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كَرِيْبًا إِلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ: قِيلَ زَوْجٌ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حَبْلَى، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَخَطَبْتُ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو السَّائِبِ فِيمَنْ خَطَبَهَا.

[طرفہ فی : ۵۳۱۸]

مسئلہ پوچھا وہ بھی سببہ والی حدیث بیان کرنے لگے لیکن میں نے ان سے کہا آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو انہوں نے کہا کیا تم اس پر (جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ عدت کی مدت کو طول دے کر) سختی کرنا چاہتے ہو اور رخصت و سہولت دینے کے لئے تیار نہیں، بات یہ ہے کہ چھوٹی سورہ نساء یعنی (سورہ الطلاق) بڑی سورہ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور کہا واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن.....

الایہ اور حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔

لمبی مدت سے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو چار ماہ اور دس دن مراد ہیں۔ حاملہ عورت جس کا شوہر وفات پا گیا ہو ان کی عدت سے متعلق عدت کے سلسلے میں جمہور کا یہی مسلک ہے کہ بچہ کا پیدا ہو جانا ہی اس کی عدت ہے اور اس کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے خواہ مدت طویل ہو یا مختصر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا پس ان کے بارے میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا خیال صحیح نہیں تھا جیسا کہ مالک بن عامر کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدت طویل کے قائل تھے مگر یہ خیال ان کا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو عام عربی محاورہ کے مطابق اپنا بھتیجا کہہ دیا جبکہ ان میں کوئی ظاہری قرابت نہ تھی۔

[۶۶] سُورَةُ التَّحْرِيمِ

سورة التحريم کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے آپ اپنے لئے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں۔ محض اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لئے حالانکہ یہ آپ کے لئے زیبا نہیں ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑی ہی رحمت کرنے والا ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

یہ سورہ مدنی ہے اس میں بارہ آیات اور دو رکوع ہیں

۴۹۱۱- حدثنا معاذ بن فضالة، حدثنا هشام عن يحيى عن ابن حكيم عن سعيد بن جبير، أن ابن عباس رضي الله عنهما قال في الحرام يكفر وقال ابن عباس: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ

بمثلة للنبي!﴾

حَسَنَةً ﴿۱﴾ [طرفہ فی: ۵۲۶۶]۔

۴۹۱۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطِئْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيْتَانَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقِلَّ لَهُ أَكَلْتُ مَغْفِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَغُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)).

تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“
(۴۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں عطاء نے، انہیں عبید بن عمیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیتے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضرت ﷺ (زینب کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے پیاز کھائی ہے۔ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو منصوبہ کے تحت یہی کہا گیا، آنحضرت بدبو کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا میں نے مغفیر نہیں کھائی ہے البتہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں سے شہد پیتا تھا لیکن اب اسے بھی ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ مغفیر ایک بدبودار گوند ہے جو ایک درخت سے جھڑتا ہے۔

تشریح آنحضرت ﷺ بڑے لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے آپ کو اس سے نفرت تھی کہ آپ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بری بو آئے ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور خوشبو کا استعمال رکھتے تھے۔ جدر آپ گزرتے جاتے وہاں کے درو دیوار معطر ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ صلاح اس لئے کی کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جانا وہاں ٹھہرے رہنا کم کر دیں۔ اسی واقعہ پر آیات ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرُمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ (التحریم: ۱) نازل ہوئیں اور قسموں کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس واقعہ میں صداقت محمدی کی بڑی دلیل ہے اگر خدا نخواستہ آپ اللہ کے سچے رسول نہ ہوتے تو اس ذاتی واقعہ کو اس طرح اظہار میں نہ لاتے بلکہ پوشیدہ رکھ چھوڑتے، برخلاف اس کے اللہ پاک نے بذریعہ وحی اسے قرآن شریف میں نازل فرما دیا جو قیامت تک اس کمزوری کی نشان دہی کرتا رہے گا۔ اس میں ایمان والوں کے لئے بہت سے اسباق مضمحل ہیں اللہ پاک سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امات المؤمنین میں سے ہیں ان کی والدہ کانام امیہ ہے، وہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ یہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد ۸ھ میں یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال کرنے والی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی شان میں فرماتی ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ دیندار، سب سے بڑھ کر تقویٰ شعار، سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں بمر ۵۳ سال مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ ان سے روایت حدیث کرتی ہیں۔

باب آیت ﴿تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ.....الَايَةِ﴾

باب ۲-

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔“

(۴۹۱۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا ایک آیت کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک میں تردد میں رہا، ان کا تاؤ ر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔ آخر وہ حج کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا، واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو رفع حاجت کے لئے وہ پیلو کے درخت میں گئے۔ بیان کیا کہ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا اس وقت میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین امات المؤمنین میں وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لئے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو اسے پوچھ لیا کرو، اگر میرے پاس اس کا کوئی علم ہو گا تو تمہیں بتا دیا کروں گا۔ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق مقرر کئے جو مقرر کرنے تھے۔ بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو، میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والے کون ہوتی ہو؟ میری بیوی نے اس پر کا خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے تم اپنی باتوں کا جواب

تَبْعِي مَرْضَاةً أَوْ ضَاحِكَةً قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَجْلَةً أَيْمَانَكُمْ

۴۹۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ : مَكُنْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ، حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، عَدَلْتُ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ، قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَرْوَاجِهِ، فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ، قَالَ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مِنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطَعْتُ هَيْبَةً لَكَ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَرْتُكَ بِهِ، قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ : فَبَيْنَا فِي أَمْرِ أَمَّا مَرَّةٍ إِذْ قَالَتْ أَمْرًا نِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ فَقُلْتُ لَهَا: مَا لَكَ وَلِمَا هَهُنَا، فِيمَا تَكُلِّفُكَ فِي أَمْرِ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجِعَ أَنْتَ وَإِنْ ابْتَنَيْتَ لَتُرَاجِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

برداشت نہیں کر سکتے تمہاری لڑکی (حفصہؓ) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آنحضرت ﷺ کو غصہ بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حضرت حفصہؓ کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آنحضرتؐ کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم ہم آنحضور ﷺ کو کبھی جواب دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی سزا (ناراضگی) سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکا میں نہ آجانا جس نے حضور اکرمؐ کی محبت حاصل کر لی ہے۔ ان کا اشارہ حضرت عائشہؓ کی طرف تھا کہا کہ پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا، میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں آنحضرتؐ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھ سے آکر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آکر بتایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس زمانہ میں کئی عیسائی و ایرانی بادشاہ ایسا غلط گھنڈر رکھتے تھے کہ یہ مسلمان کیا ہیں ہم جب چاہیں گے ان کا صفایا کر دیں گے مگر یہ سارے خیالات غلط ثابت ہوئے اللہ نے اسلام کو غالب کیا۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا، ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو! کھولو! کھولو! میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے۔ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ

وَسَلَّمَ حَتَّى يَظُلَّ يَوْمَهُ غَضَبَانِ. فَقَامَ عُمَرُ فَاتَّخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَقَالَ لَهَا : يَا بِنْتُ ابْنِكَ لَتَرَا جَمِيعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظُلَّ يَوْمَهُ غَضَبَانِ ؟ فَقَالَتْ حَفْصَةُ : وَاللَّهِ إِنَّا لَتَرَا جَمِيعَهُ. فَقُلْتُ : تَعْلَمِينَ إِنِّي أَخْذَرُكَ عِقُوبَةَ اللَّهِ : وَغَضِبَ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَا بِنْتُ لَا يَغُورُكَ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا هَا يُرِيدُ عَائِشَةُ قَالَتْ : ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقِرَائَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذْتَنِي وَاللَّهِ أَحَدًا كَسَرْتَنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ. فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَبْتُ أَنَا بِي بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيَهُ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ، ذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدْ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَذُقُ الْبَابَ فَقَالَ : اقْتَحِفْ اقْتَحِفْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ : بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اغْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ : رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرَجُ

پیش آگیا ہے، وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی ناک غبار آلود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا۔ میں جب پہنچا تو حضور اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر میڑھی سے چڑھا جاتا تھا۔ آنحضرت کا ایک حبشی غلام (رباح) میڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا آنحضرت سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے آنحضرت کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا۔ جب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو نبی آگئی۔ اس وقت آنحضرت کعبہ کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کعبہ کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ نے فرمایا، کس بات پر رونے لگے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرت نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔

[راجع: ۸۹]

روایت میں ضمنی طور پر بہت سی باتیں ذکر میں آگئی ہیں خاص طور پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فاروقی جلال کا بیان بڑے اونچے لفظوں میں بیان فرمایا ہے اس پر مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ درج ذیل ہے۔

بیت حق ست ایس از خلق نیست
بیت ایس مرد صاحب دلق نیست

”حضرت عمر کا جاہ و جلال ایسا ہی تھا یہ اللہ کی طرف سے تھا اتنا سخت ترین رعب کہ موافق مخالف سب تھراتے رہتے تھے۔ مقابلہ تو کیا چیز سے مقابلہ کے خیال کی بھی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔“ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس بارہ سال اور زندہ رہتے تو ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مخالفین جو شیعہ اور روافض ہیں وہ بھی آپ کے حسن انتظام اور خوبی سیاست اور جلال اور دبہہ کے معترف ہیں۔ ایک مجلس میں چند رافضی بیٹھے ہوئے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں کر رہے تھے، انہیں میں سے ایک بالانصاف شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انتقال کئے ہوئے آج تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اب تم ان کی برائی کرتے ہو بھلا چ کتنا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تلوار کا دھسے پر رکھے ہوئے اس وقت تمہارے سامنے آجائیں تو تم ایسی باتیں کر سکو گے۔ انہوں نے اقرار کیا

کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آجائیں تو ہمارے منہ سے بات نہ نکلے (ہنٹھ)۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان دوسری روایت میں یوں ہے جب میں آپ کے پاس پہنچا دیکھا تو آپ کے چہرے پر ملال معلوم ہوتا تھا میں نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں گویا آپ کا دل ہلایا پھر ذکر کرتے کرتے میں نے کہا یا رسول اللہ! میری جو رو اگر مجھ سے بڑھ کر کچھ مانگے تو میں اس کی گردن ہی توڑ ڈالوں! اس پر آپ ہنس دیئے آپ کا رنج جاتا رہا۔ سبحان اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دانائی اور لیاقت اور علم مجلسی پر آفریں۔ مسلمانو! دیکھو پیغمبر کا عشق اس کو کتنے ہیں۔ پیغمبر صاحب کا رنج صحابہ کو ذرا بھی گوارا نہیں تھا۔ اپنی بیٹیوں کو ٹھونکنے اور تنبیہ کرنے پر مستعد تھے۔ افسوس ہے کہ ایسے بزرگان دین عاشقان رسول پر ہم ہمتیں باندھیں اور اس زمانہ کے بد معاش منافق لوگوں پر ان کا قیاس کر کے ان کی برائی کریں۔ یہ شیطان ہے جو تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور بزرگان دین اور جان نثاران سید المرسلین کی نسبت تم کو بدگمان بناتا ہے تو بہ کرو تو بہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ (وحیدی)

روایت میں سلم کے چوں کا ذکر ہے۔ سلم قرط کو کہتے ہیں جس کے چوں سے چڑھا صاف کرتے ہیں غالباً کیکر کا درخت ہے جس کی چھال سے چھڑا رنگا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضرت رسول کریم ﷺ کی بے سرو سامانی دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار ملال بھی بجا تھا ہائے بادشاہ کو نین نے دنیا میں زندگی بے سرو سامانی اور تکلیف کے ساتھ بسر کی۔ مسلمانو! ہمارے سردار نے دنیا اس طرح کاٹی تو ہم کیوں اپنی بے سرو سامانی اور مغلی پر رنج کریں اور دنیا کے بے حقیقت اور فانی مال و متاع کے لئے ان دنیا دار کتوں سے کیوں ڈریں۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ایک یورپا اور ایک بانی کا کوزہ ہم کو کیس بھی مل جائے گا۔ کوئی ہم کو ڈراتا ہے دیکھو شرع کی سچی بات کو گے تو نوکری چھن جائے گی کوئی کتا ہے شر سے نکالے جاؤ گے۔ ارے بے وقوفو! شر سے نکالیں گے پر زمین سے تو نہیں نکال سکتے۔ ساری زمین میں کہیں بھی رہ جائیں گے نوکری چھن لیں گے تو چھین لیں ہم تجارت اور محنت کر کے اپنی روٹی کمالیں گے۔ پروردگار رازق مطلق ہے وہ جب تک زندگی ہے کسی بہانے سے روٹی دے گا۔ تم لاکھ ڈراؤ ہم ڈرنے والے نہیں ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ علی اللہ فلیتوکل المؤمنون (وحیدی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جن کا روایت میں ذکر ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ان کی والدہ زینب ہیں جو مظعون کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے یہ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھیں، غزوہ بدر کے بعد حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح رسول کریم ﷺ سے کر دیا۔ یہ ۳ھ کا واقعہ ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک طلاق دے دی تھی لیکن اللہ پاک نے آپ پر وحی سے اطلاع کر دی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لو کیونکہ وہ بہت روزہ رکھتی ہیں، رات کو عبادت کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ رہیں گی۔ چنانچہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیا۔ ان کی وفات شعبان ۳۵ھ میں بعمر ۶۰ سال ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما (آمین)

۳- باب

باب آیت ﴿وَإِذَا اسْرَ النَّبِيِّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جب نبی نے ایک بات اپنی بیوی سے فرمادی پھر جب آپ کی بیوی نے وہ بات کسی اور بیوی کو بتادی اور اللہ نے نبی کو اس کی خبر دی تو نبی نے اس کا کچھ حصہ بتلادیا اور کچھ سے اعراض فرمایا۔ پھر جب نبی نے ان بیوی کو وہ بات بتلادی تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے علم رکھنے والے اور خبر رکھنے والے اللہ نے خبر دی ہے۔“ اس باب میں حضرت

﴿وَإِذَا اسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَايَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

(۳۹۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا میں نے عبید بن حنین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بات پوچھنے کا ارادہ کیا اور عرض کیا امیر المؤمنین! وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ستانے کے لئے منصوبہ بنایا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ انہوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

باب آیت ﴿ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما﴾

کی تفسیر یعنی ”اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو گی تو بہتر ہے تمہارے دل اس (غلط بات کی) طرف جھک گئے ہیں۔“ عرب لوگ کہتے ہیں صغوت ای صغوت یعنی میں جھک پڑا (لتصغی) جو سورہ النعام میں ہے جس کا معنی جھک جائیں وان تظاہر اعلیہ الایۃ یعنی اگر نبی کے مقابلہ میں تم روز نیا حملہ کرتی رہیں تو اس کا مددگار تو اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔ ظہیر کا معنی مددگار۔ تظاہرون ایک کی ایک مدد کرتے ہو۔ مجاہد نے کہا آیت ”قوا انفسکم واهلیکم“ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کا ڈر اختیار کرنے کی نصیحت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔“

(۳۹۱۵) ہم سے عبد اللہ بن زبیر جمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبید بن حنین سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر زور کیا تھا۔ ایک سال میں اسی فکر میں رہا

۴۹۱۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ الْمَرَاتَانِ اللَّذَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَمَا أَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ : عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ :

۴- باب قوله :

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾. صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ. لَتَصْغِي لَتَمِيلُ.

﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ عَوْنٌ، تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ أَوْصُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَدْبُوهُمْ.

۴۹۱۵- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرَاتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا

حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بَظَهْرَانَ
 ذَهَبَ غَمْرٌ لِحَاجَّتِهِ فَقَالَ: أَذْرِكُنِي
 بِالْوُضُوءِ فَأَذْرِكُنِي بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ
 أَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ
 الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْءَاتِنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا:
 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِمَا أَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى
 قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. [راجع: ٨٩]

باب آیت ﴿عسی ربه ان طلقک الایة﴾ کی تفسیر

﴿عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَفَكَنَ أَنَّ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا﴾.

٤٩١٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَجْمَعَ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

سورة الملک کی تفسیر

[٦٧] سورة المُلْكِ ﴿

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے اس میں ۳۰ آیات اور دو رکوع ہیں

التَّفَاوُتُ: الْإِخْتِلَافُ، وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ
وَاحِدٌ. تَمَيَّرَ : تَقَطَّعَ. مَنَاصِبُهَا : جَوَانِبُهَا.
تَدْعُونَ وَتَدْعُونَ مِثْلَ تَذْكُرُونَ وَتَذْكُرُونَ.

ایک ہی معنی ہے جیسے تذکرون اور تذکرون (ذال کے جزم کے ساتھ) کا ایک ہی معنی ہے یقضن اپنے پنکھ مارتے ہیں (یا سمیٹ لیتے ہیں) مجاہد نے کہا صافات کے معنی اپنے بازو کھولے ہوئے نفور سے کفر اور شرارت مراد ہے۔

سورۃ ن کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یتخافتون چپکے چپکے کانٹا پھوسی کرتے ہوئے۔ قتادہ نے کہا حرد کے معنی دل سے کوشش کرنا یا بخیلی یا غصہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا الضالون کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے، بھٹک گئے اور آگے بڑھ گئے۔ اوروں نے کہا صریم کے معنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صریم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صریم مصروم کے معنی میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنوں میں ہے۔

وَيَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بَأْسَاجَهُنَّ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَافَاتٍ بَسَطُ أَجْبَحِيَهُنَّ. وَنُفُورٍ الْكُفُورُ.

[۶۸] باب سُورَةُ ن وَالْقَلَمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَفَتُونَ يَتَجَوَّنُونَ السَّرَّازِ وَالْكَلَامَ الْخَفِيِّ. وَقَالَ قَتَادَةُ : حَرَدٌ جِدٌّ فِي أَنْفُسِهِمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَضَالُونَ : أَضَلَلْنَا. مَكَانَ جَنَّتِنَا. وَقَالَ غَيْرُهُ كَالصَّرِيمِ: كَالصَّبْحِ انصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ، وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ. وَالصَّرِيمُ أَيْضًا الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۵۲ آیات اور دو رکوع ہیں۔

لفظ حرد کی تفسیر میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : قال عبدالرزاق عن معمر عن قتادة كانت الجنة لشيخ وكان يمسك قوت سنة ويتصدق بالفضل وكان بنوه يبهون عنه الصدقة فلما مات ابوهم غدو عليها فقالوا لا يدخلها اليوم عليكم مسكين وغدو على حرد قادرين وقد قيل في حردانها اسم الجنة وقيل اسم قريتهم وحكى ابو عبيدة فيه اقوالا اخرى التصد والمنع والمضب والحق (فتح الباری) یعنی ان لوگوں کے والد کا ایک باغ تھا جس کی آمد میں سے وہ سال بھر کا خوراک خرچہ رکھ لیتا اور باقی کو خیرات کر دیتا تھا۔ اس کے لڑکے اس صدقہ سے اس کو منع کیا کرتے تھے جب بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو وہ لڑکے صبح سویرے باغ میں گئے اس خیال سے کہ آج مسکین ان سے خیرات مانگنے نہ آسکے اور وہ صبح سویرے اس ارادے سے باغ پر قبضہ کرنے کے لئے داخل ہوئے مگر جا کر دیکھا تو وہ سارا باغ رات کو سردی سے جل چکا تھا، وہ افسوس کرتے ہی رہ گئے۔ کہا گیا ہے کہ حرد اس باغ کا نام تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی بہتی کا نام تھا۔ ابو عبیدہ نے اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جیسے قصد اور منع کرنا اور غضب غصہ نجل وغیرہ کینہ کپٹ وغیرہ ایسے حالات آج کل ثابت ہیں کہ نیک بخت فیاض باپ کی اولاد اتنا سے زیادہ بخیل ثابت ہوتی ہے۔

باب آیت عتل بعد ذالک زنیم کی تفسیر

۱۔ باب ﴿عَتَلْ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ﴾

یعنی وہ کافر ”سخت مزاج ہے۔ اس کے علاوہ بذات بھی ہیں۔“

تشیخ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ عدل زہیم کون ہے؟ فرمایا بد خلق خوب کھانے پینے والا ظالم پیڑ آدمی۔ ایسے تالائق شخص پر آسمان بھی روتا ہے جسے خدا نے تدرستی دی پیٹ بھر کھانے کو دیا پھر بھی وہ لوگوں پر ظلم و ستم کر رہا ہے اس کی بد ذاتی پر آسمان ماتم کرتا ہے۔ عدل کہتے ہیں جس کا بدن صحیح طاقتور اور خوب کھانے والا زور دار شخص ہو، ولد الزنا ہو۔ ایسوں پر شیطان کا غلبہ بہت رہا کرتا ہے۔ (ابن کثیر) کہتے ہیں اس کی چھ چھ انگلیاں تھیں چھٹی انگلی اس گوشت کی طرح تھی جو بکری کے کان پر لٹکا رہتا ہے۔ بعضوں نے کہا زہیم سے مراد دو غلہ ہے جو کسی قوم میں خواہ مخواہ شریک ہو گیا ہو نہ اپنی قوم کا رہا نہ اس قوم کا۔ بعضوں نے ان اشارات سے ابو جہل کو مراد لیا ہے (وحیدی)

۴۹۱۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عُلَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْمٌ، قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: لَهُ زَنْمَةٌ مِثْلُ زَنْمَةِ الشَّاةِ.

(۴۹۱۷) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے اسراہیل نے، ان سے ابو حصین نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت عدل بعد ذالک زہیم یعنی وہ ظالم سخت مزاج ہے۔ اس کے علاوہ حرامی بھی ہے“ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی گردن میں ایک نشانی تھی جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے کہ بعض ان میں کا کوئی عضو بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

۴۹۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ الْخَزَاعِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ، كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِابْتِرَاهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ غَتَّلٍ جَوَاطِ مُسْتَكْبِرٍ)). [طرفاه فی: ۶۰۷۱، ۶۶۵۷].

(۴۹۱۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے عبد بن خالد سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتا دوں۔ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتا دوں ہرید خوبھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔

معلوم ہوا کہ جتنی زیادہ تر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں بظاہر بہت کمزور ناتواں غیر مشہور مگر ان کے دل محبت الہی سے بھر پور ہوتے ہیں۔ جعلنا اللہ منهم آمین۔

باب آیت ﴿يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ کی تفسیر
”یعنی وہ دن یاد کرو جب پنڈلی کھولی جائے گی“

(۴۹۱۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے

۲- باب ﴿يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾

۴۹۱۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پٹلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے۔

أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَنْفَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوذُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)). [راجع: ۲۲]

پٹلی کے ظاہری معنوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اہل حدیث ظاہری الفاظ کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان کی حقیقت اللہ کو سونپتے ہیں اس میں کرید کرنا بدعت جانتے ہیں، جیسا اللہ ہے ویسی اسکی پٹلی ہے۔ انا باللہ کما هو باسما نہ وصفاتہ اور ہم اس کی ذات اور صفات پر جیسا بھی وہ ہے ہمارا ایمان ہے اس کی صفات کے ظواہر پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ان میں کوئی تاویل نہیں کرتے هذا هو الصراط المستقیم۔

سورة الحاقہ کی تفسیر

[۶۹] سُورَةُ ٱلْحَاقَّةِ ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

عیشہ راضیہ مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش۔ القاضیہ پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی اس کے بعد میں مراہی رہتا پھر زندہ نہ ہوتا۔ من احد عنہ حاجزین احد کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر آتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ویتین سے مراد جان کی رگ جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طغی الماء یعنی پانی بہت چڑھ گیا۔ بالطاغیہ اپنی شرارت کی وجہ سے بعضوں نے کہا طاغیہ سے آندھی مراد ہے اس نے اتنا زور کیا کہ فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زور کیا تھا۔

﴿عِشَّةٌ رَّاضِيَةٌ﴾: يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا. ﴿الْقَاضِيَةُ﴾: الْمَوْتَةُ الْأُولَى الَّتِي مَتَّهَا ثُمَّ أَحْيَا بَعْدَهَا. ﴿مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾: أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَحْدِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْوَيْتَيْنِ﴾: نِيَاطُ الْقَلْبِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَغَى﴾: كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاعِيَةِ بَطْنِيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۵۲ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

سورة سائل کی تفسیر

[۷۰] بَابُ سُورَةِ ٱلسَّائِلِ ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

فصیلہ نزدیک کا دادا جس کی طرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شوی دونوں ہاتھ پاؤں بدن کے کنارے سر کی کھال اس کو شواۃ کہتے ہیں اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی مرتا نہیں ہے وہ شوی

الفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنْ انْتَمَى. ﴿لِلشَّوَى﴾: الْيَدَانِ وَالرَّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ

ہے۔ عزون گروہ گروہ اس کا مفرد عذہ ہے۔

یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۴ آیات اور دو رکوع ہیں۔

سورہ نوح کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطوار اکبھی کبھی کچھ مثلاً منی پھر گوشت کالو تھڑا عرب لوگ کہتے ہیں عدا طورہ اپنے انداز سے بڑھ گیا۔ کبار (بتشدید باء) میں کبار سے زیادہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا، جیسے جمیل خوبصورت جمال بہت ہی خوبصورت تھضر کبار کا معنی بڑا کبھی اس کو کبار تخفیف باء سے بھی پڑھا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حسان اور جمال (تشدید سے) اور حسان اور جمال (تخفیف سے) دیوارا دور سے نکلا ہے۔ اس کا وزن فعال ہے (اصل میں دیوار تھا) جیسے حضرت عمرؓ نے الحی القیوم کو الحی القیام پڑھا ہے۔ یہ قیامت قمت سے نکلا ہے (تواصل میں قیوم تھا) اوروں نے کہا دیوارا کے معنی کسی کو تباہ ہلاکت۔ ابن عباسؓ نے کہا مدرارا ایک کے پیچھے دوسرا یعنی لگا تار بارش۔ وقارا عظمت بڑائی مراد ہے۔

باب ود اور سواع اور یغوث

اور یعوق اور نسر کی تفسیر

(۴۹۲۰) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے اور عطاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو بت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ود و مہ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بن ہذیل کا۔ یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطف کا جو وادی اجوف میں قوم سہاکے پاس رہتے تھے ”یعوق“ بنی ہمدان کا بت

[۷۱] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا﴾

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ عَذَا طَوْرُهُ أَيْ قَدْرُهُ. وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكُبَّارِ وَكَذَلِكَ جُمَانٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارُ الْكَبِيرِ وَكُبَّارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ يَقُولُ رَجُلٌ حُسَانٌ وَجُمَانٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَانٌ مُخَفَّفٌ. ذُبَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلِكِنَّهُ فَيَقَالُ مِنَ الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿ذُبَّارًا﴾ أَحَدًا ﴿تَبَّارًا﴾ هَلَاكًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِذْرَارًا﴾ يَتَّبِعُ بَعْضُهَا بَعْضًا. ﴿وَقَارًا﴾ عَظْمَةً.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

۱- باب ﴿وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا

يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾

۴۹۲۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : صَارَتِ الْأَوْتَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدَ، أَمَّا وَدٌ كَانَتْ لَكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهَذِيلٍ، وَأَمَّا يَغُوثٌ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ، ثُمَّ لِبَنِي غُطَفٍ

تھا۔ نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان کی موت ہو گئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔

بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَا. وَأَمَّا يَعْقُوبُ فَكَانَتْ لَهُمْ دَان. وَأَمَّا نَسْرُ فَكَانَتْ لِحَمِيرٍ، لآلِ ذِي الْكَلَاعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ. فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ انْصُبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا. فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أَوْلَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ غُبِثَتْ.

تشریح

بت پرستی کی ابتدا جملہ بت پرستوں کی اقوام میں اس طرح شروع ہوئی کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں کے ناموں پر بت بنا لئے۔ پہلے عبادت میں ان کو سامنے رکھنے لگے شیطان نے یہ فریب اس طرح چلایا کہ ان بتوں کے دیکھنے سے بزرگوں کی یاد تازہ رہے گی اور عبادت میں دل لگے گا رفتہ رفتہ وہ بت ہی خود معبود بنا لئے گئے۔ تمام بت پرستوں کا آج تک یہی حال ہے پس دنیا میں بت پرستی یوں شروع ہوئی۔ اسی لئے اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے بت اور صورت کے بنانے سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں بت یا صورت دیکھو اس کو کو توڑ پھوڑ کر پھینک دو کیونکہ یہ چیزیں اخیر میں شرک کا ذریعہ ہو گئیں اسلامی شریعت میں یادگار کے لئے بھی بت یا صورت کا بنانا درست نہیں اور کوئی کتنے ہی مقدس پیغمبر یا اوتار کی صورت ہو اس کی کوئی عزت یا حرمت نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ صرف ایک مورت ہے جس کا اسلام میں کوئی وزن نہیں۔ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے اس اصول مذہبی کا خیال رکھنا چاہئے اور کسی بادشاہ یا بزرگ کے بت بنانے میں ان کو بالکل مدد نہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲) (وحیدی) مگر یہ کس قدر افسوسناک حرکت ہے کہ بعض تعزیر پرست حضرات تعزیر کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء کی کانڈی صورت بنا کر تعزیر کے آگے رکھتے اور اس کا پورا ادب بجالاتے ہیں۔ کتنے نام نہاد مسلمانوں نے مزار اولیاء کے فوٹو لے کر ان کو گھروں میں رکھا ہوا ہے اور صبح اور شام ان کو معطر کر کے ان پر پھول چڑھاتے اور ان کی تعظیم کرتے ہیں یہ جملہ حرکات بت سازی اور بت پرستی ہی کی شکلیں ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز رہیں ورنہ میدان محشر میں سخت ترین رسوائی کے لئے تیار رہیں۔

[۷۲] سُورَةُ ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ﴾

سورہ جن کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَبِذَا أَعْوَانَا.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا لہذا کے معنی مددگار کے ہیں۔

(۴۹۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ

نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

۴۹۲۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ

بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْطَلَقَ

صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا اس زمانہ میں شیاطین تک آسمان کی خبروں کے چرالینے میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ اس لئے ساری زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آگئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق و مغرب میں پھیل گئے تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آ نکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول کریم ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہا کہ انا سمعنا قرآنا عجبا الایہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کا سا جی نہ بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الایہ آپ کئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا یہی جنوں کا قول آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ غَامِدِينَ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ، فَقَالُوا مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، قَالَ: مَا خَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ؟ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي خَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةٍ وَهُوَ غَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسْمَعُوا لَهُ، فَقَالُوا: هَذَا الَّذِي خَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهَذَا الَّذِي رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا، إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَّا نَا بِهِ. وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا. أَوْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أَوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ﴾.

[۷۳] سُورَةُ ٱلْمُزَّمِّلِ ﴿۷۳﴾

سورة المزمل کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا کہ تبطل کے معنی خالص اسی کا ہو جا اور امام حسن بصری نے فرمایا انکا لالا کا معنی بیڑیاں ہیں۔ منفطر بہ اس کے سبب سے بھاری ہو جائے گا بھاری ہو کر پھٹ جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کثیبا مہیلا پھسلتی بہتی ریت۔ و بیلا کے معنی سخت کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبْتَلُ﴾ أَخْلَصُ. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿أَنْكَالًا﴾ قَيْوَدًا. ﴿مَنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُثْقَلَةٌ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَثِيبًا مَّهِيلًا﴾ الرَّمْلُ السَّائِلُ. ﴿وَبَيْلًا﴾ شَدِيدًا.

(یہ سورت مکی ہے اس میں ۹۲ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔)

سورة مزمل بڑی بابرکت سورت ہے جس کا ہمیشہ تلاوت کرنا موجب صد درجات ہے۔

[۷۴] سُورَةُ ٱلْمُدَّثِّرِ ﴿۷۴﴾

باب سورة المدثر کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت ابن عباسؓ نے کہا عسیر کا معنی سخت۔ قسورة کا معنی لوگوں کا شور و غل۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا قسورة شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت اور زور دار چیز کو قسورة کہتے ہیں۔ مستغفرة بھڑکنے والی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَسِيرٌ﴾: شَدِيدٌ. ﴿قَسُورَةٌ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسُورَةٌ. الصَّوْتُ. ﴿مُسْتَغْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَذْغُورَةٌ.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

(۴۹۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یا ایہا المدثر میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اقراء باسم ربک الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی ابو سلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے پوچھا تھا اور جوابات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن حضرت جابرؓ نے کہا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشین تھا۔ جب میں وہ دن پورے کر کے پہاڑ سے اترتا تو مجھے

۴۹۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ: يَقُولُونَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ، فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((جَاوَزْتُ بِحِوَارٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ

آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پیچھے کی طرف دیکھا اور ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک چیز دکھائی دی۔ پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ فرمایا کہ پھر انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھادیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر بہایا۔ فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

پہلے سورۃ اقرأ باسم ربک ہی نازل ہوئی تھی بعد میں یہ سلسلہ ایک مدت تک بند رہا۔ پھر پہلی آیت یا ایہا المدثر ہی نازل ہوئی (کافی کتب التفسیر)

باب آیت ﴿قم فانذر﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد الرحمن بن مہدی نے اور ان کے غیر (ابو داؤد و طیالسی) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں غار حرا میں تنہا اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ روایت بھی عثمان بن عمر کی حدیث کی طرح ہے جو انہوں نے علی بن مبارک سے بیان کی ہے۔

باب آیت ﴿وربک فکبر﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ فرمایا کہ ”یا ایہا المدثر“ میں نے کہا کہ مجھے

جَوَارِي مَبْطُتٌ، فَلَوْدِيَتْ، فَلَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَلَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَلَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَلَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، فَوَقَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا. فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ : ذَرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءَ بَارِدًا، قَالَ : فَذَرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءَ بَارِدًا، فَزَلْتُ : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ. وَرَبِّكَ فَكْبِرْ﴾۔

[راجع: ۴]

۲- باب قَوْلُهُ ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾

”یعنی آپ اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرائیے۔“

۴۹۲۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَاوَزْتُ بِجَوَارٍ)) مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمُبَارَكِ. [راجع: ۴]

۳- بَابُ ﴿وَرَبِّكَ فَكْبِرْ﴾

”یعنی اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔“

۴۹۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ أَوَّلَ؟ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾

خبر ملی ہے کہ ”اقرا باسم ربك الذی خلق“ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ قرآن کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ”یا ایہا المدثر“ (اے کپڑے میں لپٹنے والے!) میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ”اقرا باسم ربك الذی خلق“ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے غار حرا میں تنہائی اختیار کی جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ پھر میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا المدثر اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔

[راجع: ۴] سورة اقراء باسم ربك الذی کے بعد یہ پہلی آیات ہیں جو آپ پر نازل ہوئیں ان میں آپ کو تبلیغ اسلام کا حکم دیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَيَا بَاكَ فَطْهَرُ﴾ کی تفسیر

(۳۹۲۵) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرتؐ درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رو رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سراور اٹھایا تو وہی فرشتہ نظر آیا

فَقُلْتُ أَنبِئْتُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ؟ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ: أَنبِئْتُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ فَقَالَ: لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جَاوَزْتُ فِي حِرَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ الْوَادِي، فَتَوَدَّيْتُ فَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ ذَرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا. وَأُنْزِلَ عَلَيَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبُّكَ فَكْبَرُ﴾)).

﴿وَيَا بَاكَ فَطْهَرُ﴾ باب

یعنی ”اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے“

۴۹۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوُحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((فِينَا أَنَا أَمْسِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا

جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا پھر میں گھر واپس آیا اور خدیجہ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیت ”یا ایہا المدثر“ سے فہاجر تک نازل کی۔ یہ سورت نماز فرض کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی ”الرجز“ سے مراد بت ہے۔

الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحَرَآءِ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجِئْتُ مِنْهُ رُعْبًا، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَرُونِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - إِلَى - وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تُفَرِّضَ الصَّلَاةَ وَهِيَ الْأَوْتَانُ.))

[راجع: ۴]

باب آیت والرجز فہاجر کی تفسیر

یعنی ”اور بتوں سے الگ رہئے“ کہا گیا ہے کہ الرجز اور الرجس عذاب کے معنی میں ہیں۔

۵- باب ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ يُقَالُ الرَّجْزُ وَالرَّجْسُ الْعَذَابُ.

چونکہ بت پرستی عذاب کا سبب ہے لہذا بتوں کو بھی یہ کہہ دیا۔

(۴۹۲۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت درمیان میں وحی کے سلسلے کے رک جانے سے متعلق بیان فرما رہے تھے کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر اتنا ڈرا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا ایہا المدثر ”فہاجر“ تک ابو سلمہ نے بیان کیا کہ الرجز بت کے معنی میں ہے۔ پھر وحی گرم ہو گئی اور سلسلہ نہیں ٹوٹا۔

۴۹۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ مَقَرَّةِ الْوُحْيِ، ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي، إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحَرَآءِ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجِئْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمَلُونِي، زَمَلُونِي، فَرَمَلُونِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - إِلَى - وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَالرُّجْزُ، الْأَوْتَانُ ثُمَّ حَمِيَ الْوُحْيُ وَتَنَابَعَ.

[راجع: ۴]

آنحضرت ﷺ نے کبھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ مگر آپ کی قوم بت پرست تھی۔ گویا آپ کو تاکیدا کہا گیا کہ آپ بت پرست قوم کا ساتھ بالکل چھوڑ دیں۔

[۷۵] سُورَةُ الْقِيَامَةِ ﴿۷۵﴾

سورة القیامتہ کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”آپ اس کو (یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا جلایا کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سدئی یعنی بے قید آزاد جو چاہے وہ کرے۔ لیفجر امامہ یعنی انسان ہمیشہ گناہ کرتا رہتا اور یہی کتنا رہتا ہے کہ جلدی توبہ کر لوں گا۔ جلدی اچھے عمل کروں گا۔ لا وزرای لا حصن یعنی پناہ کے لئے کوئی قلعہ نہیں ملے گا۔

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُفْجِلَ بِهِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُدِّي﴾ هَمَلًا، ﴿لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ﴾ سَوْفَ أَتُوبُ، سَوْفَ أَعْمَلُ. ﴿لَا وَزَرَ﴾ لَا حِصْنَ.

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور دو رکوع ہیں۔

(۴۹۲۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا اور موسیٰ ثقہ تھے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ کا مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، آپ جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھنا یہ ہر دو کام تو ہمارے ذمہ ہیں۔

۴۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ. وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُفْجِلَ بِهِ﴾.

[راجع: ۵]

باب آیت ﴿إِنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۸) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا تحرك به لسانك الاية یعنی آپ قرآن کو لینے کے لئے زبان نہ ہلایا کریں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ اپنے ہونٹ ہلایا کرتے تھے اس لئے آپ سے کہا گیا کہ لا

۲- باب ﴿إِنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ﴾ ۴۹۲۸- حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَخْشَى أَنْ

تحرک بہ لسانک الخ یعنی وحی پر اپنی زبان نہ ہلایا کریں، اس کا تمہارے دل میں جمادینا اور اس کا پڑھادینا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اس کو پڑھ چکیں یعنی جبریلؑ تجھ کو سنا چکیں تو جیسا جبریلؑ نے پڑھ کر سنایا تو بھی اس طرح پڑھ۔ پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ ہم تیری زبان سے اس کو پڑھوادیں گے۔

باب آیت ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ کی تفسیر

یعنی ”پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآنہ کے معنی یہ ہیں ”ہم نے اسے بیان کیا“ اور فاتبع کا معنی یہ کہ تم اس پر عمل کرو۔

(۳۹۴۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”لا تحرك به لسانك“ الآیہ یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، کے متعلق بتلایا کہ جب حضرت جبریلؑ آپ پر وحی نازل کرتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا، یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو سورہ ”لا اقسام بیوم القيامة“ میں ہے یعنی لا تحرك به لسانك الآیہ یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔ یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا، پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔ یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں۔ پھر اس کا بیان کرادینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرادیں۔ بیان کیا کہ چنانچہ اس کے بعد جب جبریلؑ وحی لے کر آتے تو آنحضرت خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ آیت ”اولیٰ لك فاولیٰ“

يَفْلَتَ مِنْهُ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ : وَقُرْآنَهُ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ، وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ، فَإِذَا قَرَأْتَهُ يَقُولُ : ﴿أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ.

[راجع: ۵]

۳- باب ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾
قال ابن عباس: قُرْآنُهُ بَيَانُهُ فَاتَّبِعْ عَمَلُ بِهِ.

۴۹۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِ، وَكَانَ يُعْرِفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي ﴿لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ : عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلسَانِكَ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ : ﴿أَوَّلَى لَكَ فَأَوَّلَى﴾ تَوَعَّدُ.

[راجع: ۵]

میں تہدید یعنی ڈرانا دھمکانا مراد ہے۔

سورۃ دھر کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ هل اثنی کا معنی آچکا۔ هل کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے، کبھی تحقیق کے لئے (قد کے معنی میں) یہاں قد ہی کے معنی میں ہے۔ یعنی ایک زمانہ انسان پر ایسا آچکا ہے کہ وہ ذکر کرنے کے قابل چیز نہ تھا، یہ وہ زمانہ ہے جب مٹی سے اس کا پتلا بنایا گیا تھا۔ اس وقت تک جب روح اس میں پھونکی گئی۔ امشاج ملی ہوئی چیزیں یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی اور خون اور پھلکی اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملا دی جائے تو کہتے ہیں مشیج جیسے خلیط یعنی ممشوج اور مخلوط بعضوں نے یوں پڑھا ہے سلا سلا واغلا لا (بعضوں نے سلاسل واغلا لا بغیر تنوین کے پڑھا ہے) انہوں نے سلا سلا کی تنوین جائز نہیں رکھی۔ مستطیر اس کی برائی پھیل ہوئی۔ قمطیر سخت۔ عرب لوگ کہتے ہیں یوم قمطیر و یوم قماطر یعنی سخت مصیبت کا دن۔ عبوس اور قمطیر اور قماطر اور قصب ان چاروں کا معنی وہ دن جس پہ سخت مصیبت آئے اور معمر بن عبیدہ نے کہا شدنا اسرہم کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کی خلقت خوب مضبوط کی ہے۔ عرب لوگ جس کو تو مضبوط باندھے جیسے پالان ہو دج وغیرہ اس کو ماموز کہتے ہیں (رسول کریم ﷺ جمعہ کی نماز فجر میں) اکثر پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ هل اثنی علی الانسان کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

[۷۶] سورة ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾

يَقَالُ مَعْنَاهُ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ، وَهَلْ تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَيْرًا، وَهَذَا مِنَ الْخَيْرِ، يَقُولُ: كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا، وَذَلِكَ مِنْ حِينَ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ. ﴿أَمْشَاجٌ﴾: الْأَخْلَاطُ: مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ، الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ، وَيَقَالُ: إِذَا خُلِطَ مَشِيجٌ، كَقَوْلِكَ لَهُ خَلِيطٌ، وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ مَخْلُوطٍ. وَيُقَالُ سَلًا سِلًا وَأَغْلَالًا، وَلَمْ يُجْزَءُ بَعْضُهُمْ. مُسْتَطِيرًا، مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ. وَالْقَمْطِيرُ الشَّدِيدُ، يَقَالُ يَوْمٌ قَمْطِيرٌ وَيَوْمٌ قَمَاطِرٌ، وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطِيرُ وَالْقَمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ. وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿أَسْرَهُمْ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَّدَتْهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۳۱ آیات اور دو رکوع ہیں۔

[۷۷] سورة ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ﴾

سورۃ المرسلات کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور مجاہد نے کہا جمالات جہاز کی موٹی رسیاں۔ ارکعوا نماز پڑھو۔ لایرکعون نماز نہیں پڑھتے۔ کسی نے ابن عباس سے پوچھا یہ قرآن

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: جَمَالَاتٌ: جِبَالٌ. إِرْكَعُوا: صَلُّوا. لَا يِرْكَعُونَ: لَا يُصَلُّونَ. وَسُئِلَ

مجید میں اختلاف کیا ہے ایک جگہ تو فرمایا کہ کافرات نہ کریں گے۔ دوسری جگہ یوں ہے کہ کافر قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔ تیسری جگہ یوں ہے کہ ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ انہوں نے کہا قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔ کبھی تو وہ بات کریں گے، کبھی ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔

(وہ بات نہ کر سکیں گے) حضرت مجاہد بن جبر مشہور تابعی ہیں، کنیت ابو النجاشی ہے۔ عبد اللہ بن سائب کے آزاد کردہ بنو مخزوم سے ہیں۔ مکتہ المکرّمہ کے قراء اور فقہاء میں معروف سرکردہ شخص ہیں۔ قرأت اور تفسیر کے امام ہیں۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سورہ کی ہے اس میں ۵۰ آیات اور دو رکوع ہیں۔

(۴۹۳۰) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ پر سورہ ”المرسلات“ نازل ہوئی تھی اور ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اس کے مارنے کو بڑھے لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔

ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُونَ، وَاللَّهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ، الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ: مَرَّةً يُنْطِقُونَ، وَمَرَّةً يُخْتِمُ عَلَيْهِمْ.

۴۹۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتُ﴾ وَإِنَّا لَنَنْتَلِقَاهَا مِنْ فِيهِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا، فَسَبَقَتْنَا فَدَحَلَتْ حُجْرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَقَيْتُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا)).

[راجع: ۱۸۳۰]

(۴۹۳۱) ہم سے عبیدہ بن عبد اللہ خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے یہی حدیث اور اسرائیل نے اس حدیث کو اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے روایت کیا اور یحییٰ بن حماد (شیخ بخاری) نے کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے، انہوں نے ابراہیم سے،

۴۹۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا، وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ. وَتَابِعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسَلِيمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ

انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن اسود سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد اسود سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے اسے آپ کے منہ سے یاد کر لیا۔ اس وحی ہے آپ کے وہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسے زندہ نہ چھوڑو۔ بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔

سند میں اسود بن یزید بن قیس نخعی مراد ہیں جو علقمہ کے ساتھی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ وہ قسطلانی نے غلطی کی جو اس کو اسود بن عامر قرار دیا۔ اسود بن عامر شاذان طبقہ تابعہ میں اور اسود مذکورہ طبقہ ثانیہ میں ہیں (وحیدی)

باب آیت ﴿انہا ترمی بشرور کالقصر﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ دوزخ بڑے بڑے محل جیسے آگ کے انگارے پھینکے گی۔“

(۴۹۳۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا ہم سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت انہا ترمی بشرور کالقصر یعنی ”وہ انگارے برسائے گی جیسے بڑے محل“ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے کہا کہ ہم تین تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے۔ ایسا ہم جاڑوں کے لئے کرتے تھے (تاکہ وہ جلانے کے کام آئیں) اور ان کا نام قصر رکھتے تھے۔

باب آیت ﴿کانہ جمالات صفر﴾ کی تفسیر

یعنی ”گویا کہ وہ انگارے پیلے پیلے رنگ والے اونٹ ہیں۔“

(۴۹۳۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن

عبد اللہ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۱۸۳۰]

— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتُ﴾ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنْ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ، اقْتُلُوهَا))، قَالَ فَأَبْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقْتَنَا قَالَ: فَقَالَ: ((وَقَيْتَ شَرَّكُمْ، كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا)).

تفسیر

۲- باب قولہ: ﴿انہا ترمی بشرور کالقصر﴾

۴۹۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ﴿انَّهَا تَرْمِي بِشُورٍ كَالْقَصْرِ﴾، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقْلٍ. فَرَفَعَهُ لِلشَّيْءِ، فَسَمَّيْهِ الْقَصْرَ.

[طرفہ فی: ۴۹۳۳]

۳- باب قولہ: ﴿کانہ جمالات صفر﴾

۴۹۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ

عابس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، آیت ترمی بشرہ کا القصر کے متعلق۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھا کر جاڑوں کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم قصر کہتے تھے، کمانہ جمالات صغر سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں، وہ آدمی کی کمر برابر موٹی ہو جائیں۔

الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: «تُرْمِي بِشَرَرٍ» كُنَّا نَعْبُدُ إِلَى الْعُشْبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعَ وَفَوْقَ ذَلِكَ لَفَرْفَعُهُ لِلشَّتَاءِ، فَتُسَمِّيهِ الْقَصْرَ. كَأَنَّهُ جَمَالَاتٌ صُغْرٌ جِبَالِ السُّفْنِ، تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرُّجَالِ.

[راجع: ۴۹۳۲]

باب آیت ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”آج وہ دن ہے کہ اس میں یہ لوگ بول ہی نہ سکیں گے۔“

(۳۹۳۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آنحضرتؐ پر سورہ ”والمرسلات“ نازل ہوئی، پھر آنحضرتؐ نے اس کی تلاوت کی اور میں نے اسے آپ ہی کے منہ سے یاد کر لیا۔ وحی سے آپ کی منہ کی تازگی اس وقت بھی باقی تھی کہ اتنے میں غار کی طرف ایک سانپ لپکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو۔ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ آنحضرتؐ نے اس پر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے شر سے اس طرح بچہ نکلا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے۔ عمر بن حفص نے کہا مجھے یہ حدیث یاد ہے، میں نے اپنے والد سے سنی تھی، انہوں نے اتنا اور بڑھایا تھا کہ وہ غار منیٰ میں تھا۔

سورہ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا لا یرجون حسابا کا معنی یہ ہے کہ وہ اعمال کے (حساب کتاب) سے نہیں ڈرتے۔ لا یملکون منہ خطابا یعنی ڈر کے مارے اس سے بات نہ کر سکیں گے مگر جب ان کو بات کرنے کی اجازت ملے

۴- باب ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ﴾

۴۹۳۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ، إِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ: «وَالْمُرْسَلَاتُ» فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنْ فَاهُ لَرُطِبٌ بِهَا إِذْ وَثَبْتُ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «(اقْتُلُوهَا)». فَأَبْتَدَرْنَاهَا فَلَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «(وَقِيتَ شَرَّكُمْ، كَمَا وَقِيتُمْ شَرَّهَا)». قَالَ عُمَرُ: حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارِ بَمْنَى.

[راجع: ۱۸۳۰]

[۷۸] سُوْرَةُ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُونَ حِسَابًا: لَا يَخَافُونَهُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا، لَا يَكْلُمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ. صَوَابًا: حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ

گی۔ صوابا یعنی جس نے دنیا میں سچی بات کہی تھی اس پر عمل کیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا وہا جا روشن چمکتا ہوا۔ اوروں نے کہا غساقا غسقت عینہ سے نکلا ہے یعنی اس کی آنکھ تاریک ہو گئی، اسی سے ہے۔ یغسق الجرح یعنی زخم بہ رہا ہے غساة اور غسیق دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دوزخیوں کا خون پیپ۔ عطاء حسابا پورا بدلہ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعطانی ما احسبنی یعنی مجھ کو اتنا دیا جو کافی ہو گیا۔

بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَاجًا: مُضِيًّا. وَقَالَ غَيْرُهُ: غَسَاقًا: غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ يَسِيلُ كَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسِيقَ وَاحِدًا. عَطَاءٌ حِسَابًا: جَزَاءٌ كَافِيًا، أَعْطَانِي مَا أَحْسَبُنِي، أَيُّ كَفَانِي.

یہ سورت مکی ہے اس میں چالیس آیات اور ۳ رکوع ہیں۔

باب آیت ﴿يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾ کی تفسیر
یعنی ”وہ دن کہ جب صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ گروہ ہو کر آؤ گے“
افواج کے معنی زمرا یعنی گروہ گروہ کے ہیں“

۱- باب ﴿يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾
فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿زُمَرًا﴾

(۴۹۳۵) ہم سے محمدؐ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس فاصلہ ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس سال مراد ہیں؟ کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہو گا۔ سوار بیڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

۹۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ، قَالَ: أَرْبَعُونَ، يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبِتُونَ كَمَا يَنْبِتُ الْبَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَنْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۴۸۱۴]

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہو گا۔

[۷۹] سُورَةُ ﴿وَالنَّازِعَاتِ﴾

سورة والنازعات کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا الایۃ الکبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا اور ان کا ہاتھ ہے۔ عظاما نخرۃ اور ناخرۃ دونوں طرح سے پڑھا ہے جیسے طامع اور طمع اور باخل اور بخل اور بعضوں نے کمانخرۃ اور ناخرۃ میں فرق ہے۔ نخرۃ کہتے ہیں گلی ہوئی ہڈی کو اور ناخرۃ کھوکھلی ہڈی جس کے اندر ہوا جائے تو آواز نکلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حافرة ہماری وہ حالت جو دنیا کی (زندگی) میں ہے اوروں نے کہا ایان مرساھا یعنی اس کی انتہا کہاں ہے یہ لفظ مرسى السفینۃ سے نکلا ہے۔ یعنی جہاں کشتی آخر میں جا کر ٹھہرتی ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْآيَةُ الْكُبْرَى عَصَاهُ وَيَدُهُ. يُقَالُ: النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ، مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمْعِ، وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيلِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُخَوِّفُ الَّذِي يَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَافِرَةُ الَّتِي أَمَدْنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: آيَانُ مُرْسَاهَا مَتَى مُنْتَهَاهَا، وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي.

یہ سورت کی ہے اس میں ۳۶ آیات اور ۳ رکوع ہیں

(۴۹۳۶) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فیصلہ ہے۔

۴۹۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ: هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالْيَمَى تَلِي الْإِنْهَامِ، ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. الطَّامَةُ تَطْمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ)).

یعنی قیامت میں اور آنحضور ﷺ کی بعثت میں اب صرف اتنا فاصلہ رہ گیا ہے جتنا ان دو انگلیوں میں ہے۔ دنیا کے اول سے آخر تک وجود کی مثال انگلیوں سے دی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ اکثر مدت گزر چکی اور جو کچھ رہ گئی ہے وہ مدت بہت ہی کم ہے۔

سورۃ عبس کی تفسیر

[۸۰] سُورَةُ عَبَسَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبس منہ بنایا۔ تولى منہ پھیر لیا۔ اوروں نے کہا۔ مطرۃ دوسری جگہ فرمایا۔ لا یمسہ الا المطرون ان کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ تو محمول کی صفت حامل کی کردی۔ جیسے فالمدبرات امرا مدبرات سے مراد سوار ہیں (جو محمول ہیں) مجازاً ان کے حاملوں یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ والصحف مطرۃ یہاں اصل میں تطیر کتابوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی

﴿عَبَسَ﴾ كَلَحَ وَأَعْرَضَ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مُطَهَّرَةٌ لَا يَمْسُهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ: ﴿فَالْمُدْبِرَاتِ أُمَرَاءُ﴾ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التُّطْهِيرُ، فَجَعَلَ التُّطْهِيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا. سَفَرَةٌ:

مطر فرمایا۔ سفرۃ فرشتے یہ سالر کی جمع ہے عرب لوگ کہتے ہیں سفرات بین القوم یعنی اس نے قوم کے لوگوں میں صلح کرا دی جو فرشتے اللہ کی وحی لے کر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں۔ ان کو بھی سفیر قرار دیا جو لوگوں میں ملاپ کراتا ہے۔ بعضوں نے کہا سفرۃ کے معنی لکھنے والے اوروں نے کہا تصدی کے معنی غافل ہو جانا ہے۔ مجاہد نے کہا۔ لما یقض ما امرہ کا معنی یہ ہے کہ آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو ہفتہا فقرۃ کا معنی یہ ہے کہ اس پر سختی برس رہی ہوگی۔ مسفرۃ چمکتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ سفرۃ کے معنی لکھنے والے۔ سورۃ جمعہ میں لفظ اسفار اسی سے ہے یعنی کتابیں۔ تلہی غافل ہوتا ہے کہتے ہیں اسفار جو کتابوں کے معنی میں ہے۔ سفر بکسر سین کی جمع ہے۔

الْمَلَائِكَةُ، وَاجِدُهُمْ سَافِرًا، سَفَرَتِ اَصْلَحَتْ بَيْنَهُمْ، وَجَعَلَتْ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلْتُ بِوَحْيِ اللَّهِ وَتَأْوِيَةِ كَالسَّيْرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ. وَقَالَ غَيْرُهُ : تَصْنَدِي تَدَافَلُ عَنْهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضِ﴾ لَا يَقْضِ أَحَدٌ مَا أَمَرَهُ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقُهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةٌ. ﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُشْرِقَةٌ. ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٌ، ﴿أَسْفَارًا﴾ كُتُبًا. ﴿تَلْهَى﴾ تَشَاغَلُ. يُقَالُ وَاحِدٌ الْأَسْفَارِ سَفَرٌ.

یہ سورت کئی ہے اس میں ۴۲ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

سورۃ صس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ منادید قریش آنحضرت کی مجلس میں آئے ہوئے تھے اور آپ ان سے قبولیت اسلام کی امید پر مشغول گفتگو تھے۔ ایسے وقت میں اس مجلس میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ نے اس وقت ان کا آنا پسند فرمایا۔ اس پر اللہ پاک نے یہ سورۃ شریفہ نازل فرما کر آنحضرت ﷺ کو تنبیہ فرمائی بعد میں جب کبھی یہ نابینا بزرگ تشریف لاتے آنحضرت ﷺ پورے اعزاز کے ساتھ ان سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

(۴۹۳۷) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زرارہ بن اوفیٰ سے سنا، وہ سعد بن ہشام سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دو گنا ثواب ملے گا۔

۴۹۳۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَذُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ)).

بعض لوگوں کی زبانوں پر الفاظ قرآن پاک جلدی نہیں چڑھتے اور ان کو بار بار مشق کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان ہی کے لئے دو گنا ثواب ہے کیونکہ وہ کافی مشقت کے بعد قرأت قرآن میں کامیاب ہوتے ہیں۔

سورۃ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ کی تفسیر

[۸۱] باب ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام حسن بصری نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر سوکھ جائیں گے، ان میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا مسجور کا معنی (جو سورہ طور میں ہے) بھرا ہوا۔ اوروں نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل کر ایک سمندر بن جائیں گے۔ خنس چلنے کے مقام میں پھروٹ کر آنے والے۔ کنس تکس سے نکلا ہے یعنی ہرن کی طرح چھپ جاتے ہیں۔ تنفس دن چڑھ جائے۔ ظنین (ظالمے) معمم سے یہ بھی ایک قرأت ہے (یعنی تسمت لگاتا ہے اور ضنین اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں بخیل نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا النفوس زوجت یعنی ہر آدمی کا جوڑ لگا دیا جائے گا خواہ جنتی ہو یا دوزخی پھر یہ آیت پڑھی۔ احشروا الذین ظلموا وازواجہم عسعس جب رات پیٹھ پھیر لے۔

﴿انْكَدَرَتْ﴾ انْكَدَرَتْ. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿سُجْرَتٌ﴾: ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْمَسْجُورُ﴾ الْمَمْلُوءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿سُجْرَتٌ﴾ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا. ﴿وَالْخَنَسُ﴾ تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ. وَتَكْنِسُ تَسْتَبِيرُ كَمَا تَكْنِسُ الظُّبَا. ﴿تَنْفَسُ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ. ﴿وَالظَّنِينُ﴾ الْمُتَمِّمُ وَالضَّنِينُ يُضْنُ بِهِ. وَقَالَ عُمَرُ ﴿النَّفُوسُ زُوجَتٌ﴾ يُزَوِّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿احْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾ عَسْعَسَ أَذْبَرَ.

یا جب رات کا اندھیرا آ پڑے۔

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ایک رکوع ہے۔

سورہ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ربیع بن خثیم نے کہا فجرت کے معنی بہ نکلیں اور اعمش اور عاصم نے فعدلک کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ حجاز والوں نے فعدلک تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ جب تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہو گا کہ بڑی خلقت مناسب اور معتدل رکھی اور تخفیف کے ساتھ پڑھو تو معنی یہ ہو گا جس صورت میں چاہا تجھے بنا دیا خوبصورت یا بد صورت لمبایا ٹھکانا چھوٹے قد والا۔

[۸۲] سورہ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ الرَّبُّعِيُّ بْنُ خَثِيمٍ: فَجَّرَتْ فَاصَتْ. وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ ﴿فَعْدَلْكَ﴾ بِالتَّخْفِيفِ، وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ، وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ. وَمَنْ خَفَّفَ يَغْنِي فِي أَيِّ سُوْرَةٍ شَاءَ: إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ، وَطَوِيلٌ وَقَصِيرٌ.

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں ہیں

[۸۳] سُوْرَةُ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بَلْ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَايَا.

سورہ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور مجاہد نے کہا کہ بل دان کا معنی یہ ہے کہ گناہ ان کے دل پر جم گیا۔

ثوب بدلہ دیئے گئے۔ اوروں نے کہا مطفف وہ ہے جو پورا ماپ تول نہ دے۔ (دغا بازی کرے)

ثُوبٌ: جُوزِي. وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُطْفَفُ لَا يُؤْفِي غَيْرُهُ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۳۶ آیات ہیں

متن قطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ الرحيق الخمر۔ ختامہ مسک طينه التسميم يعلو شراب اهل الجنة یعنی رحيق شراب کو کہتے ہیں۔ ختامہ مسک یعنی مشک کی مہراس کے شیشے پر لگی ہوگی۔ تسيم ایک لطیف عرق ہے جو ہشتیوں کی شراب پر ڈالا جائے گا۔
(۴۹۳۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پیدہ میں ڈوب جائیں گے۔

۴۹۳۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ» حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ. [طرفة في: ۶۵۳۱].

سورۃ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا کہ کتابہ بشمالہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نامہ اعمال اپنی پیٹھ پیچھے سے لے گا ”وما وسق“ جانور وغیرہ جن جن چیزوں پر رات آتی ہے۔ ان لن یحور یہ کہ نہیں لوٹے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ مَحَاذِلٌ: كِتَابُهُ بِشِمَالِهِ، يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ. وَسَقٌ: جَمْعٌ مِنْ ذَابَّةٍ. ظَنُّ أَلَّنْ يَحُورُ: لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا.

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۲۵ آیتیں ہیں۔

(۴۹۳۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

۴۹۳۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. ح.

مزید تفصیل حدیث ذیل میں بیان ہو رہی ہے۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔

- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ح.

کیا سنا؟ یہ تفصیل اس حدیث میں آرہی ہے۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے ابویونس حاتم

- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي

بن ابی صغیرہ نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ فاما من اوتی کتبہ بيمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا ”تو جس کسی کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا“ آنحضرت نے فرمایا آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو پیشی ہو گی۔ وہ صرف پیش کئے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے بھی پوری طرح حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہو گا۔

[راجع: ۱۰۳]

اس لئے کہ حساب میں بالکل پاک ٹکنا بیشتر لوگوں کے لئے ناممکن ہو گا۔

(۴۹۴۰) ہم سے سعید بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو بشر جعفر بن ایاس نے خبر دی، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”لترکبن طباقن طبق“ یعنی تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ بیان کیا کہ یہاں مراد نبی کریم ﷺ ہیں کہ آپ کو کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہو گی۔

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَّاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿لَتَرْكَبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ : حَالًا بَعْدَ حَالٍ، قَالَ : هَذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ.

یعنی چند روز کافروں سے مغلوب رہو گے پھر برابری کے ساتھ ان سے لڑتے رہو گے۔ پھر غالب ہو گے یا سب آدمیوں کی طرف اشارہ ہے پہلے شیر خوار پھر بچہ پھر جوان پھر بوڑھے ہوتے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر اس قرأت پر ہے۔ جب لترکبن فتح باء کے ساتھ پڑھیں اور دوسری تفسیر مشہور قرأت پر ہے یعنی لترکبن بہ ضمہ باء۔ ابن مسعود نے کہا لترکبن صیغہ مونث غائب کا ہے اور ضمیر آسمان کی طرف پھرتی ہے یعنی آسمان طرح طرح کے رنگ بدلے گا (وحیدی)

آیت قرآنی اپنے عموم کے لحاظ سے بہت سی گہرائیاں لئے ہوئے ہے۔ جس میں آج کے ترقی یافتہ دور کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے جو بنی نوع انسانی کو بہت سے ادوار طے کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے اور ابھی آئندہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کون کون سے دور وجود میں آنے والے ہیں۔ آج کے اختراعات نے انسان کو کائنات کی جس قدر مخفی دولتیں عطا کی ہیں ضروری تھا کہ قرآن پاک میں ان سب پر اشارے کئے جاتے جس کے لئے آیت کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس حقیقت پر بھی دال ہے کہ قرآن مجید ایک ایسا آسمانی الہام ہے جو ہر زمانے اور ہر دور میں انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا اور زیادہ سے زیادہ اسے ترقیات پر لے جائے گا تاکہ صحیح معنوں میں انسان خلیفۃ اللہ بن کر اور راز ہائے قدرت کو دریافت کرے اور اس کائنات کو اس کے شایان شان آباد کر کے اپنی خلافت کے فرائض ادا کر سکے۔ سچ ہے لترکبن طباقن طبق صدق اللہ تبارک و تعالیٰ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ مُجَاهِدٌ : الْأَخْدُودُ شِقٌّ لِي الْأَرْضِ .

فَتَنُوا : عَذَّبُوا .

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۲ آیات ہیں۔

[۸۶] سُورَةُ الطَّارِقِ ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ

يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ . ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ .

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا اخدود زمین میں جو نالی کھودی جائے۔ فتنوا یعنی تکلیف دی۔

سورة طارق کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا ذات الرجوع ابر کی صفت ہے (تو سماء سے ابر مراد ہے) یعنی بار بار برسنے والا۔ ذات الصدع بار بار اگانے والی، پھوٹنے والی، یہ زمین کی صفت ہے۔

تفسیر اس کو فریابی نے وصل کیا متن قسطلانی میں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ الطارق النجم وما اتاك ليلا فهو طارق النجم الثاقب المضي وقال ابن عباس لقول فصل حق لما عليها (حافظ) الا عليها حافظ یعنی طارق ستارہ ہے اور طارق اس کو بھی کہتے ہیں جو رات کو آئے۔ النجم الثاقب روشن ستارہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قول فصل یعنی حق بات۔ لما عليها حافظ میں لما الا کے معنی میں ہے یعنی کوئی نفس ایسا نہیں جس پر ایک تمہبان خدا کی طرف سے مامور نہ ہو (وحیدی) سورۃ ق میں اس مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ ﴿مَا بَلْفُظٌ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸) یعنی انسان اپنے منہ سے جو لفظ نکالتا ہے اس کے پاس ایک تمہبان فرشتہ موجود ہے جو فوراً اس کے الفاظ کو نوٹ کر لیتا ہے۔

ایک جگہ مزید وضاحت یوں موجود ہے۔ ﴿كُفِّرُوا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (الانفطار: ۱۰) یعنی اللہ کی طرف سے تم پر معزز نشی محرر مقرر شدہ ہیں۔ جو تمہارے ہر کام کو جاچھے اور تمہارے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ بطور محافظ یا کاتب ایک نبی طاقت ہر وقت موجود ہے۔ جسے فرشتہ کہا جاتا ہے۔ لہذا ہر مومن مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر زندگی گزارے تاکہ مرنے کے بعد اسے شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی۔

اس میں ۱۷ آیتیں ہیں اور یہ سورت مکی ہے

[۸۷] سُورَةُ مَسِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة اعلیٰ کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

اس میں ۱۹ آیات ہیں۔

متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ قال مجاهد قدر فهدی قدر الانسان الشقاء والسعادة وهدي الانعام مراعيها یعنی مجاہد نے کہا قدر فہدی کا معنی یہ ہے کہ آدمی کے لئے تو نیک بختی اور بد بختی کی تقدیر مقرر کر دی اور جانوروں کو ان کے چرگاہ بتلا دیئے اس کو طبرانی نے وصل کیا ہے۔

(۴۹۴۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر

دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب

۴۹۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ : أَخْبَرَنِي

أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ

ﷺ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان بزرگوں نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے اور پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کو ساتھ لیکر آئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا جتنا وہ حضور اکرم کی آمد پر خوش ہوئے تھے۔ بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضرت کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ اور اس جیسی اور سورتیں پڑھ لی تھیں۔

سورة الغاشیة کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عاملۃ ناصبہ سے نصاریٰ مراد ہیں مجاہد نے کہا عین آنیۃ یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا اس کے پینے کا وقت آن پہنچا (سورة الرحمن میں) حمیم آن کا بھی یہی معنی ہے یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ لا تسمع فیہا لاغیۃ وہاں گالی گلوچ نہیں سنائی دے گی۔ الضریع ایک بھابی ہے جسے شبرق کہتے ہیں حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب وہ سوکھ جاتی ہے یہ زہر ہے بمصیطر (سین سے) مطلقاً کڑوی بعضوں نے صا سے پڑھا ہے۔ بمصیطر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایابہم انکا لو ثنا عاملۃ ناصبہ سے اہل بیعت مراد ہیں۔

قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَجَعَلَا يَقْرَأَانَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ، حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَدَيْنِ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَاءَ، فَمَا حَتَّى قَرَأْتُ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُورَةِ مِثْلِهَا.

[۸۸] سُورَةُ ۞ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ

الْغَاشِيَةِ ۞

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ۞ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ۞ النَّصَارَى، وَقَالَ مُجَاهِدٌ ۞ عَيْنِ آيَةٍ ۞ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شَرْبُهَا. ۞ حَمِيمٌ ۞ بَلَغَ إِنَاهُ. ۞ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِأَغْيَةٍ ۞ شَتْمًا. الضَّرِيعُ نَبْتُ يَقَالُ لَهُ: الشَّبْرَقُ. يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبَسَ وَهُوَ سَمٌّ. ۞ بِمُصْطَرٍ ۞ بِمُسْطَلٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسَّيْنِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ۞ إِيَابَهُمْ ۞ مَرَجَعُهُمْ.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۶ آیات ہیں

جو بہت سا پیسہ خرچ کر کے اپنے خیال میں بڑے بڑے اعمال کرتے ہیں مگر ان عملوں کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ہے، لہذا وہ اعمال اکارت جاتے ہیں۔ اللہ کے یہاں صرف عمل صالح قبول ہوتا ہے جس میں خلوص ہو اور وہ سنت نبوی کے مطابق ہو قبروں پر عرس کرنا، باہ محرم میں تعزی بنانا، مجالس، میلاد مروجہ منعقد کرنا، تیج فاتحہ چلم وغیرہ جملہ رسوم ایسی ہیں جن پر یہ لوگ دل کھول کر پیسہ اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ مگر غیر شرعی ہونے کی وجہ سے یہ سب آیت عاملۃ ناصبہ کے مصداق ہیں اللہ پاک عوام مسلمانوں کو شعور عطا کرے کہ وہ سنت اور بدعت کے فرق کو سمجھیں اور سنت پر کاربند ہوں، بدعت سے اجتناب کریں۔

سورة الفجر کی تفسیر

[۸۹] سُورَةُ ۞ وَالْفَجْرِ ۞

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ارم ذات العماد سے پرانی قوم عاد مراد ہے۔ عماد کے معنی خیمہ کے ہیں، یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ جہاں پانی چارہ پاتے وہیں خیمہ لگا کر رہ جاتے۔ سوط عذاب کا معنی یہ کہ ان کو عذاب دیا گیا۔ اکلا لما سب چیز سمیٹ کر کھا جانا۔ جہا بہت محبت رکھنا مجاہد نے کہا اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ (شفع) جوڑا ہے آسمان بھی زمین کا جوڑا ہے اور وتر صرف اللہ پاک ہی ہے۔ اوروں نے کہا سوط عذاب یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو ہر ایک قسم کے عذاب کو کہتے ہیں من جملہ ان کے ایک کوڑے کا بھی عذاب ہے۔ لبالمِ رصاد یعنی خدا کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ لا تحاضون (الف کے ساتھ جیسے مشہور قرأت ہے) محافظت نہیں کرتے ہو بعضوں نے متخصون پڑھا ہے یعنی حکم نہیں دیتے ہو، المطمئنة وہ نفس جو اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا ہو۔ مومن کامل الایمان امام حسن بصری نے کہا نفس مطمئنة وہ نفس کہ جب اللہ اس کو بلانا چاہے (موت آئے) تو اس کو اللہ کے پاس چین نصیب ہو، اللہ اس سے خوش ہو، وہ اللہ سے خوش ہو پھر اللہ اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اس کو بہشت میں لے جائے، اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے۔ اوروں نے کہا جابوا کا معنی کرید کرید کر مکان بنانا یہ جیب سے نکلا ہے جب اس میں جیب لگائی جائے۔ اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں فلان یجوب الفلاة وہ جنگل قطع کرتا ہے لہذا عرب لوگ کہتے ہیں ملمتہ (جمع میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا۔

یعنی سارا ترکہ کھا جاتے ہو ایک پیسہ نہیں چھوڑتے۔ سورہ فجر کے یہ منتخب الفاظ ہیں جن کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں حل فرمایا ہے ان الفاظ کی مزید تفاسیر معلوم کرنے کے لئے ساری سورہ فجر کا مطالعہ کرنا ضروری ہے یہ سورت کی ہے اس میں تیس آیات

ہیں

[۹۰] سُورَةُ ﴿لَا اُقْسِمُ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

باب سورہ لا اقسام کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا بھذا البلد سے مکہ مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا اوروں کو وہاں لڑنا گناہ ہے۔ والد سے حضرت آدم و ما ولد سے ان کی اولاد مراد ہے لہذا بہت سارا۔ النجدین دو رستے بھلے اور برے۔ مسغیہ بھوک متربہ مٹی میں پڑا رہنا مراد ہے فلا اقتحم العقبة یعنی اس نے دنیا میں گھائی نہیں پھاندی پھر گھائی پھاندنے کو آگے بیان کیا۔ بردہ غلام آزاد کرنا بھوک اور تکلیف کے دن بھوکوں کو کھانا کھانا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ مَكَّةَ، لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ. ﴿وَوَالِدِ﴾ آدَمَ ﴿وَمَا وَلَدٌ﴾ ﴿لَبَدًا﴾: كَثِيرًا. وَالْجَدَيْنِ : الْخَيْرُ وَالشَّرُّ. مَسْغِيَّةٌ مَجَاعَةٌ. مَتْرَبَةٌ: السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ. يُقَالُ : ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾: فَلَمْ يَفْتَحِمْ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ ﴿وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَلَكَ رَقَبَةٌ، أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغِيَةٍ﴾.

یہ سورت کی ہے اس میں ۲۰ آیات ہیں اس سورت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو قسم دلا کر بتلایا کہ ایک دن ضرور آپؐ مکہ واپس آئیں گے۔ آپؐ کو بے فکر ہونا چاہئے۔ یہ مکہ آپؐ کے لئے حلال ہو گا۔ یہی ہوا ہجرت کے چند ہی سالوں بعد اللہ نے آپؐ کے لئے فتح کر دیا۔ سچ ہے جاء الحق وزحق الباطل ان الباطل كان زهوقا

سورۃ الشمس وضحاحا کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۹۱] سُورَةُ ۞ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۞

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا کہ ”بطغواھا“ اپنے گناہوں کی وجہ سے ”ولا یخاف“ عقباھا“ یعنی اللہ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿بَطْغَوْاَهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا. وَلَا يَخَافُ عَقْبَاهَا : غَفَى أَحَدٌ.

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے متن قطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ وقال مجاهد ضحاحا ضونها اذا تلاها تبعها وطحها دساها اغراها فالهمها عرفها الشفاء والسعادة یعنی مجاہد نے کہا ضحیٰ سے روشنی مراد ہے۔ اذا تلاها اس کے پیچھے نکلا۔ طحھا پھیلا دیا بچھایا دساھا گمراہ کر دیا۔ فالهمھا یعنی نیکی اور بدی دونوں کا راستہ اس کو بتلایا۔ یہ سورت کی ہے اس میں ۱۵ آیات ہیں

٤٩٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَفَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْبَعَتْ أَشْقَاهَا)) أَنْبَعَتْ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِي رَهْطِهِ)). مِثْلَ أَبِي زَمْعَةَ. وَذَكَرَ النِّسَاءُ فَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ

(۴۹۴۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عبد اللہ بن زعمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت نے اپنے ایک خطبہ میں حشرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کوئی نچیں کاٹ ڈالی تھیں پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا اذا انبعث اشقها یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مسند بد بخت (قدار نامی) جو اپنی قوم میں ابو زعمہ کی طرح غالب اور طاقت ور تھا، اٹھا۔ آنحضرتؐ نے

عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاخ خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔ ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ بن زبیر نے ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا ”ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

[راجع: ۳۳۷۷]

کیونکہ ابو زمعہ مطلب بن اسد کا بیٹا تھا اور زبیر بن عوام بن خیلد بن اسد کے بیٹے تھے تو ابو زمعہ عوام کا چچا زاد بھائی تھا جو زبیر کا چچا ہوا۔ اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں وصل کیا ہے۔

سورۃ الشمس مکہ میں اتری حدیث میں ہے آپ عشاء کی نماز میں یہ سورت اور اسی کے برابر کی سورت پڑھتے۔ والقمر اذا تلبھا اور چاند جب کہ اس کے پیچھے آئے یعنی سورج چھپ جائے اور چاند چمکنے لگے پھر دن کی قسم کھائی جب کہ وہ منور ہو جائے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ ان سب میں ضمیر ہا کا مرجع شمس ہے کیونکہ اس کا ذکر چل رہا ہے۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ جب رات آتی ہے تو اللہ پاک فرماتا ہے میرے بندوں کو میری ایک بہت بڑی خلق نے چھپا لیا پس مخلوق رات سے بیت کرتی ہے، اس کے پیدا کرنے والے سے اور زیادہ بیت چاہئے پھر آسمان کی قسم کھاتا ہے۔ یہاں جو ما ہے یہ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے یعنی آسمان اور اس کی بناوٹ کی قسم اور ما بمعنی من کے بھی ہو سکتا ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم۔ مترجم مرحوم مولانا وحید الزماں نے یہی ترجمہ اختیار فرمایا ہے (وحیدی)

سورۃ واللیل کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ وکذب بالحسنی سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اس کا بدلہ اللہ اس کو دے گا اور مجاہد نے کہا اذا تردی جب مرجائے۔ تلطی وہ دوزخ کی آگ بھڑکتی شعلہ مارتی ہے۔ اور عبید بن عمیر نے تتلطی دو (تاء) کے ساتھ پڑھا ہے۔

[۹۲] سُورَةُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِالْحُسْنَى﴾ بِالْخَلْفِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَرْدَى﴾ مَاتَ. ﴿وَتَلَطَّى﴾: تَوَهَّجَ. وَقَرَأَ عَبِيدُ بْنُ عُمَيْرٍ: تَتَلَطَّى.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۱ آیات ہیں

۱- باب ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾

باب ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ کی تفسیر

”اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔“

(۴۹۴۳) ہم سے قیسہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ساتھ میں ملک شام پہنچا ہمارے متعلق ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سنا تو ہم سے ملنے خود تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم میں کوئی قرآن مجید کا قاری بھی ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں ہے۔ دریافت فرمایا کہ سب سے اچھا قاری کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی آیت تلاوت کرو۔ میں نے واللیل اذا بغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی کی تلاوت کی۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے خود یہ آیت اپنے استاد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میں نے بھی نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ آیت اسی طرح سنی ہے، لیکن یہ شام والے ہم پر انکار کرتے ہیں۔

(اس کی بجائے وہ مشہور قرأت ”وما خلق الذکر والانثی“ پڑھتے تھے۔) شام والے مشہور و متفق علیہ قرأت کرتے تھے مگر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو دوسرے طرز پر سنا تھا، وہ اسی پر مصر تھے پس غلطی کوئی بھی نہیں ہے۔ سات قرأتوں کا یہی مطلب ہے۔

باب آیت ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔“

(۴۹۴۴) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے انہوں نے انہیں تلاش کیا اور پالیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کر سکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ ان کی قرأت زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے حضرت علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دریافت کیا انہیں سورۃ واللیل اذا بغشی

۴۹۴۳- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّامِ، فَسَمِعَ بَنَّا أَبَا الدَّرْدَاءِ قَاتَانَا فَقَالَ: أَلَيْكُمْ مَنْ يَقْرَأُ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ فَأَلَيْكُمْ أَقْرَأُ؟ فَأَشَارُوا إِلَيَّ، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتَهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ ﷺ، وَهَؤُلَاءِ يَأْبُونَ عَلَيْنَا.

۲- باب قوله ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

وَالْأُنْثَى﴾

حيوانات نباتات جمادات سب کے نر و مادہ مراد ہیں۔

۴۹۴۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ: أَلَيْكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ كُنَّا: قَالَ فَأَلَيْكُمْ أَحْفَظُ؟ وَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ؟ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: ﴿وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَشْهَدُ

قرأت کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا کہ والذکر والانی (بغیر خلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول کریم ﷺ کو اسی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ میں ”وما خلق الذکر والانی“ پڑھوں۔ اللہ کی قسم میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هَكَذَا، هَؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى﴾ وَاللَّهِ لَا أَنَا بِهِمْ.

کیونکہ ابو درداء رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے مونہ سے یوں سن چکے تھے والذکر والانی وہ اس کا خلاف کیوں کر کر سکتے تھے۔ علماء نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جہاں اور کئی باتیں غلطی رہ گئیں، ان میں سے یہ قرأت بھی تھی۔ ان کو دوسری قرأت کی خبر نہیں ہوئی۔ یعنی وما خلق الذکر والانی کی جو اخیر قرأت اور متواتر تھی اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی (وحیدی) قرأت متواتر یہی ہے جو مصحف عثمانی میں درج ہے۔ حضرت ابو درداء کا نام عویمر ہے۔ یہ عامر انصاری خزرجی کے بیٹے ہیں۔ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں درداء ان کی بیٹی کا نام ہے اپنے خاندان میں سب سے آخر میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ بڑے صالح، سمجھدار عالم اور صاحب حکمت تھے۔ شام میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

باب آیت ﴿فَاَمَّا مَنْ اعْطَى وَاتَّقَى.....﴾ کی تفسیر

یعنی ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اس نے اچھی باتوں کی تصدیق کی ہم اس کے لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔“

(۴۹۴۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بقیع الغرقہ (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازہ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی اس تقدیر پر بھروسہ کر لیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی رہتی ہے (جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ نے آیت فاما من اعطی واتقى آخر تک پڑھی۔ یعنی ہم اس کے لئے نیک کام آسان کر دیں گے۔

۴۹۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَنْكِحُ؟ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَاَمَّا مَنْ اعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - لِلْفَسْرَى)).

[راجع: ۱۳۶۲]

باب آیت ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اس نے نیک باتوں کی تصدیق کی۔“

۴- باب [قَوْلِهِ]: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾

بِالْحُسْنَى

ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر راوی نے یہی حدیث بیان کی (جو اوپر گزری)

باب آیت ﴿فَسَيَسْأَلُكَ﴾ کی تفسیر

”سو ہم اس کیلئے نیک کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔“ (۳۹۴۶) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے، آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین کریدتے ہوئے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے (انہیں اعمال کی جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا“ آخر آیت تک۔ شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یہ حدیث منصور بن معتمر نے بھی بیان کی اور انہوں نے بھی سلیمان اعمش سے اسی کے موافق بیان کی، اس میں کوئی خلاف نہیں کیا۔

باب آیت ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى﴾ (الایہ) کی تفسیر

یعنی ”اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی باتوں کو اس نے جھٹلایا، ہم اس کے لئے سارے برے کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔“

(۳۹۴۷) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو

..... - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۵- باب قوله ﴿فَسَيَسْأَلُكَ﴾

لِلنَّبِيِّ ﷺ

۴۹۴۶- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)). قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَنْكَلُ؟ قَالَ : ((اعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾)) (الآيَةُ، قَالَ شُعْبَةُ : وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أَتُكْرِهْ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

[راجع: ۱۳۶۲]

۶- باب [قوله] : ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ

وَاسْتَغْنَى﴾

۴۹۴۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ

عبدالرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا اور جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو آسانی دی گئی ہے اور اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطی واتقى والایة یعنی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے۔ ”فَسَيُسِّرُهُ لِلْعُسْرَى“

[راجع: ۱۳۶۲]

باب آیت ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾ کی تفسیر

(۴۹۴۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر بن عبدالمجید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے بیان کیا، اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ”بقیع الغرقہ“ میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ نے سر جھکالیا پھر چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں، کوئی پیدا ہونے والی جان ایسی نہیں جس کا جنت اور جہنم کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو، یہ لکھا جا چکا ہے کہ کون نیک ہے اور کون برا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیا حرج ہے اگر ہم اپنی اسی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں جو ہم میں نیک ہو گا، وہ نیکیوں کے ساتھ جا ملے گا اور جو برا ہو گا اس سے بروں کے سے اعمال ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ نیک ہوتے ہیں انہیں نیکیوں ہی کے عمل کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور جو برے ہوتے ہیں انہیں بروں ہی جیسے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ پھر

الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)). فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّى؟ قَالَ: ((لَا، إِعْمَلُوا، فَمَنْ لَمْ يُسِرْ)). ثُمَّ قَرَأَ: ((فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى - إِلَى قَوْلِهِ - فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى)).

۷- باب [قَوْلُهُ] : ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾

۴۹۴۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَكَسَّ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ، إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ)). قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّى عَلَى كِتَابَتِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ : ((أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ،

وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسْرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ
الْشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ : ﴿فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ
وَأَتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ (الآية).

آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطی واتقی الایہ یعنی سو
جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے
لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔

[راجع: ۱۳۶۳]

تفسیر: اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب القدر میں آئے گی۔ آنحضرت کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر الہی کا تو حال کسی
کو معلوم نہیں مگر نیک اعمال اگر بندہ کر رہا ہے تو اس کو اس امر کا قہینہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا بہشت
میں کیا ہے اور اگر برے کاموں میں مصروف ہے تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کا ٹھکانا دوزخ میں بنایا گیا ہے باقی ہو گا تو وہی جو اللہ تعالیٰ
نے تقدیر میں لکھ دیا اور چونکہ قدر کا علم بندے کو نہیں دیا گیا اور اس کو اچھی اور بری دونوں راہیں بتلا دی گئیں اس لئے بندے کا
فرض مضیٰ یہی ہے کہ اچھی راہ کو اختیار کرے نیک اعمال میں کوشش کرے۔ تقدیر کے بارے میں بعض لوگوں نے بہت سے ادہام
فاسدہ پیدا کر کے اپنے ایمان کو خراب کیا ہے۔ تقدیر پر بلا چوں و چرا ایمان لانا ضروری ہے جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے تقدیر الہی کے تحت
ہوتا ہے۔ اللہ پاک قادر مطلق ہے وہ تقدیر کو جدھر چاہے پھیرنے پر بھی قادر ہے اس لئے اس سے نیک تقدیر کے لئے دعائیں کرنا
بندے کا فرض ہے اور بس۔

۸- باب قوله ﴿فَتَسِيرُ لِلْعُسْرَى﴾ باب آیت ﴿فَتَسِيرُ لِلْعُسْرَى﴾ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی ”سو ہم اس کے لئے سخت برائی کے کاموں کو عمل میں لانا آسان
کر دیں گے۔“

(۴۹۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے
سنا، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ بیان کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ
نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر
آپ نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کریدنے لگے اور فرمایا، تم میں
کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو پھر ہم کیوں نہ اپنی تقدیر پر
بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ
نیک عمل کرو، ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لئے
وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہو گا اسے نیکیوں کے عمل کی توفیق ملی
ہوتی ہے اور جو بد بخت ہوتا ہے اسے بد بختوں کے عمل کی توفیق ملتی

۴۹۴۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ
فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُثُ بِهِ
الْأَرْضَ فَقَالَ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا
وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ
الْجَنَّةِ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ
عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ : ((اعْمَلُوا
فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ،

ہے پھر آپ نے آیت لہاماً من اعطی وانفی آخر تک پڑھی۔ یعنی ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے لئے نیک عملوں کو آسان کر دیں گے۔“

سورۃ الضحیٰ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا ادا سحی جب برابر ہو جائے۔ اوروں نے کہا جب اندھیری ہو جائے یا تھم جائے۔ عائلا ہال بچے والا محتاج۔

(۴۹۵۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابو لہب کی عورت عوراء) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، والضحیٰ آخر تک یعنی ”قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے۔“

باب آیت ﴿ما ودعک ربک..... الخ﴾ کی تفسیر

یعنی ما ودعک ربک وما قلنی تشدید اور تخفیف دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور معنی ایک ہی رہیں گے، یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مفہوم یہ ہے ”ما ترکک وما ابغضک“ یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے اور نہ وہ تیرا دشمن بنا ہے۔

(۴۹۵۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں

وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا مَنِّ أَحْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ﴾ ((وَمَا مَنِّ أَحْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ)) الْآيَةَ.

[۹۳] قَوْلُهُ سُورَةُ ﴿الضُّحَىٰ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا سَجَى اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ: أَطْلَمَ وَسَكَنَ، عَائِلًا ذُو عِيَالٍ.

یہ سورت کی ہے۔ اس میں ۱۱ آیات ہیں۔

۴۹۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِيبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾.

[راجع: ۱۱۲۴]

۲- باب قَوْلِهِ: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ

وَمَا قَلَىٰ﴾ تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَبِالتَّخْفِيفِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ: مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ

۴۹۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غَنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے جناب بجلی بریل سے سنا کہ ایک عورت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے دوست (جبریل علیہ السلام) آپ کے پاس آنے میں دیر کرتے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ ”ما ودعک ربک وما قلی“ یعنی ”آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے وہ بیزار ہوا ہے۔“

[راجع: ۱۱۲۴] حضرت جناب بن عبد اللہ بن سفیان بجلی علقی خاندان سے ہیں جو بجمیلہ کی ایک شاخ ہے فقہ عبد اللہ بن زبیر کے چار سال بعد وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

سورۃ الم نشرح کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا وزرک سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرتؐ سے جاہلیت کے زمانہ میں صادر ہوئیں (ترک اولیٰ وغیرہ) انقض کے معنی بھاری کیا۔ مع العسر یسر اسفیان بن عیینہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں جیسے آیت هل تربصون الا احدی الحسنین میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں اور حدیث میں ہے ایک مصیبت دو نیکیوں پر غالب نہیں آسکتی اور مجاہد نے کہا فانصب یعنی اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محنت اٹھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے کہا الم نشرح لک صدرک سے مراد ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔

فاذا فرغت فانصب کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب تو فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے مالک سے دعا کیا کریں۔ شیطان نے بعض لوگوں کو اس طرح بہکایا ہے کہ وہ نماز کے بعد سلام پھیر کر فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو مکائد شیطان سے محفوظ رکھے آمین۔ آیت والی ربک فارغب میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی تاکید مراد ہے۔ نماز فرض کے بعد سنت نفل پڑھ کر جانا چاہئے یا یہ گھر پر ادا کریں تب بھی جائز ہے۔ یہ سورت مکی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

سورۃ ﴿والتین﴾ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا کہ آیت میں وہی تین (انجیر) اور زیتون مشہور میوے ذکر ہوئے ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ فَمَا یُكَذِّبُ یعنی کیا وجہ ہے جو تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ

الاسود بن قیس قال: سَمِعْتُ جُنْدُبَ الْبَجَلِيَّ قَالَتْ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَاكَ. فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

[راجع: ۱۱۲۴]

تفسیر

[۹۴] سورۃ ﴿الْم نشرح لک﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَزَرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، ﴿أَنْقَضَ﴾: أَثْقَلَ، ﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَيْ مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ، كَقَوْلِهِ: ﴿هَلْ تَرَبَّصُونَ بَنَا إِلَّا إِخْدَى الْحُسْنَيْنِ﴾ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرُ يُسْرَيْنِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَانْصَبَ﴾ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ. وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿الْم نشرح لک صدرک﴾ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ.

[۹۵] سورۃ ﴿والتین﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ التَّيْنُ وَالتَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ. يُقَالُ: فَمَا يُكَذِّبُكَ؟ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُذَانُونَ

بَاغْمَالِهِمْ؟ كَأَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَىٰ تَكْذِيبِكَ بِالنُّوَابِ وَالْعِقَابِ؟
یہ سورت کی ہے اس میں آٹھ آیات ہیں۔

تفسیر انجیر اور زیتون چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (النین: ۳) کے مضمون کو دونوں کی قسموں سے شروع کیا اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں اتین اور الزیتون سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب بیت المقدس واقع ہے۔ گو ان درختوں کی قسم مقصود نہیں بلکہ اس مقام مقدس کی قسم کھائی ہے جہاں یہ درخت بکھرت پائے جاتے ہیں اور وہی مولد اور مبعوث حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے شرف ہم کلامی بخشا اور امن والا شرمکہ معظمہ ہے جہاں سارے عالم کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت قرآن کریم اول اسی شرمیں اتاری گئی۔ توراۃ کے آخر میں ہے ”اللہ طور سینا سے آیا اور سائیر سے چٹکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہو کر پھیلا۔“ فاران مکہ کے پہاڑ ہیں۔ حاصل یہ کہ یہ سب مقامات متبرکہ جہاں سے ایسے ایسے اولو العزم پیغمبر اٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری اور باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے سبقت لے جائے بلکہ مجبور ملائکہ ہے اور جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے سورہ واتین کا یہی خلاصہ ہے۔

(۴۹۵۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور عشاء کی ایک رکعت میں آپ نے سورہ واتین کی تلاوت فرمائی تھی۔ تقویم کے معنی پیدائش بناوٹ کے ہیں۔

باب سورہ اقراء کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عتیق نے کہ امام حسن بصری نے کہا کہ مصحف میں سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو اور دو سورتوں کے درمیان ایک خط کھینچ لیا کرو جس سے معلوم ہو کہ نئی سورت شروع ہوئی۔ مجاہد نے کہا کہ ”نادیہ“ یعنی اپنے کنبے والوں کو۔ الزبانیہ دوزخ کے فرشتے اور معمر نے کہا رجعی لوٹ جانے کا مقام۔ لنسفعن البتہ ہم

۴۹۵۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرُّكَعَتَيْنِ بِاتِّينٍ وَالزَّيْتُونِ. تَقْوِيمُ الْخَلْقِ. [راجع: ۷۶۷]

۹۶ سُوْرَةُ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اُكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَادِيَةُ عَشِيرَتِهِ، الزَّبَانِيَةُ الْمَلَابِكَةُ، وَقَالَ مَعْمَرُ الرَّجَعِيُّ

الْمَرْجِعُ، لَنَسْفَعْنَ قَالَ لَنَأْخُذَنَ، وَلَنَسْفَعْنَ
بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ، سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ.
پکڑیں گے۔ اس میں نون خفیفہ ہے (گویا یہ الف سے لکھا جاتا ہے یہ
سفعت بیدہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں انیس آیات ہیں اس کے شروع کی پانچ آیات غار حرا میں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اہل
بصیرت کے لئے تعلیم پر اس میں بہت سے مفید اشارات دیئے گئے ہیں، خاص طور پر قلم کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے۔

علمائے اسلام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی سوا سورہ برأت کے۔ بعضوں نے کہا حسن بصری کا مطلب یہ کہ سورہ فاتحہ سے
پہلے تو صرف بسم اللہ لکھیں پھر دوسری سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی لکھیں اور ایک لکیر بھی کریں۔ مصحف عثمانی میں ہر سورت کے
شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی گئی ہے اور اجماع امت کے تحت ایک یہ بھی معمول ہے۔ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ
لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی اور آگے آنے والی سورت کے درمیان فصل ہو جائے۔ دونوں کا جدا جدا ہونا معلوم ہو جائے۔ سورہ فاتحہ
میں بسم اللہ کو اس سورت کی ایک آیت شمار کیا گیا ہے ہر کام جو بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اس میں برکت خداوندی شامل ہوتی
ہے، اگر اسے نہ پڑھا گیا تو وہ کام برکت سے خالی ہوتا ہے۔ تحریر میں بھی آغاز بسم اللہ ہی سے ہونا چاہئے۔

باب

۱- باب

(۴۹۵۳) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد
نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری
سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے سعید بن مروان نے بیان
کیا اور ان سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، انہیں ابو صالح
سلمویہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے یونس
بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن
زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا نے
بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے سچے خوب دکھائے جاتے
تھے چنانچہ اس دور میں آپ جو خواب بھی دیکھ لیتے وہ صبح کی روشنی کی
طرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی۔ اس
دور میں آپ غار حرا تہا تشریف لے جاتے اور آپ وہاں ”تحنت“ کیا
کرتے تھے۔ عروہ نے کہا کہ ”تحنت“ سے عبادت مراد ہے۔ آپ
وہاں کئی کئی راتیں جاگتے گھر میں نہ آتے اور اس کے لئے اپنے گھر
سے توشہ لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب توشہ ختم ہو جاتا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے یہاں لوٹ کر تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے۔ اسی
حال میں آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی نازل ہوئی چنانچہ

۴۹۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا
اللِّيثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ،
وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو
صَالِحٍ سَلْمُومِيَّةٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ
يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ
أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ،
فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ
الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبَّ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ
بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّتُ فِيهِ. قَالَ : وَالتَّحَنُّتُ
التَّعَبُّدُ. اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ، قَبْلَ أَنْ
يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لَذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ
إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ بِمَنْطِلِهَا، حَتَّى فَجَنَّهُ
الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ

فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھئے! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آنحضورؐ نے بیان کیا کہ مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھئے! میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کر بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور کہا کہ پڑھئے! پڑھئے! اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے، سے آیت علم الانسان مالم یعلم تک پھر آنحضرتؐ ان پانچ آیات کو لے کر واپس گھر تشریف لائے اور گھبراہٹ سے آپ کے مونڈھے اور گردن کا گوشت پھڑک (حرکت کر) رہا تھا۔ آپؐ نے خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو! مجھے چادر اڑھا دو! چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اڑھا دی۔ جب گھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپؐ نے خدیجہؓ سے کہا اب کیا ہو گا مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے پھر آپؐ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہؓ نے کہا ایسا ہرگز نہ ہو گا، آپ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، جنہیں کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پالیتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں وہ خدیجہؓ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی تھے وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے جس طرح اللہ نے چاہا انہوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی۔ وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ

فَقَالَ: اقْرَأْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ. قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّلَاثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)). الْآيَاتِ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْجَفُ بَوَادِرِهِ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي))، فَرَمِّلُونَهُ. حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرُّوْغُ. قَالَ لِخَدِيجَةَ: ((أَيُّ خَدِيجَةَ مَالِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي؟)) فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ. قَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا أَبَشِيرُ، فَوَ اللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، فَوَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَغْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. فَاِنطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ، وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ، مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ

ﷺ نے ان سے کہا چچا اپنے بھتیجے کا حال سنئے۔ ورقہ نے کہا بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپؐ نے سارا حال سنایا جو کچھ آپؐ نے دیکھا تھا۔ اس پر ورقہ نے کہا یہی وہ ناموس (حضرت جبریلؑ) ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے تھے۔ کاش میں تمہاری نبوت کے زمانہ میں جوان اور طاقت ور ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہ جاتا، پھر ورقہ نے کچھ اور کہا کہ جب آپؐ کی قوم آپؐ کو مکہ سے نکالے گی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا واقعی یہ لوگ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں، جو دعوت آپؐ لے کر آئے ہیں اسے جو بھی لے کر آیا تو اس سے عداوت ضرور کی گئی۔ اگر میں آپؐ کی نبوت کے زمانہ میں زندہ رہ گیا تو میں ضرور بھرپور طریقہ پر آپؐ کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور کچھ دنوں کے لئے وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ آپؐ وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے غمگین رہنے لگے۔

(۳۹۵۴) محمد بن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے کچھ دنوں کے لئے رک جانے کا ذکر فرما رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آ کر میں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھا دو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اڑھا دی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا ایہا المدثر قم فانذر ”اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔“ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”الرجز“ جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وحی برابر آنے لگی۔

حَدِيجَةُ يَا عَمُّ، اسْمَعِ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ، قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى. فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى، لَيْتَنِي فِيهَا جَدْعًا. لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْ مُخْرِجِي هُمْ))؟ قَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ، وَإِنْ يُذِرْكُنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوَفِّي وَفَتَرَ الْوَحْيِ فِتْرَةً حَتَّى حَزَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۴۹۵۴- قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ، قَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((بَيْنَا أَنَا أَمْنَشِي، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِوَاءِ جَالِسٍ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَرَفَعْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمَلُونِي زَمَلُونِي)). فَنُذِرُوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ، وَتَبَارَكَ فَطَهَّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَهِيَ الْأَوْتَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ، قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

شیخ حضرت امام رحمہ اللہ اس طویل حدیث کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں پہلی وحی اقراء باسم ربک الخ کا ذکر ہے نزول قرآن کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ ضمنی طور پر اور بھی بہت سی باتیں اس حدیث میں مذکور ہوئی ہیں۔ حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی اس لئے ہوئے کہ حضرت خدیجہ کے والد خویلد اور حضرت ورقہ کے والد نوفل دونوں اسد کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے، ورقہ نصرانی ہو گئے تھے مگر حضور ﷺ کی اس ملاقات سے متاثر ہو کر یہ ایمان لے آئے۔ اقراء باسم ربک کے بعد جو دوسری سورت نازل ہوئی وہ یاہیا المدثر ہی ہے۔

۲- باب قَوْلِهِ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ

بَاب آيَةِ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عِلْقٍ﴾ كِي تَفْسِير

یعنی ”انسان کو اللہ نے خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا۔“ (۴۹۵۵) ہم سے ابن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع میں رسول کریم ﷺ کو سچے خواب دکھائے جانے لگے۔ پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ ”آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو پیدا کیا ہے) جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔“

شیخ اسی پہلی وحی میں آپ کو تحصیل علم کی رغبت دلائی گئی۔ ساتھ ہی انسان کی خلقت کو بتلایا گیا۔ جس میں اشارہ تھا کہ انسان کا فرض اولین یہ ہے کہ پہلے اپنے رب کی معرفت حاصل کرے پھر خود اپنے وجود کو اور اپنے نفس کو پہچانے۔ تحصیل علم کے آداب پر بھی اس میں لطیف اشارے ہیں۔ تدبرو یا اولی الالباب۔

۳- باب قَوْلِهِ: ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ

بَاب آيَةِ ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْكَرِيمِ﴾ كِي تَفْسِير

”یعنی آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا ہی مہربان ہے۔“ (۴۹۵۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر بن خردی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور اللیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا سچے خوابوں سے کی گئی اور کہا کہ آپ پڑھئے اور اپنے پروردگار کے نام کی مدد سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے، جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے بنایا۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم

الْكَرِيمِ﴾
۴۹۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ، جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ

ہے، جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا۔

(۴۹۵۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا اور ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے سنا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول کریم ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو مجھے چادر اڑھا دو۔ پھر آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔

باب آیت ﴿کَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”ہاں ہاں اگر یہ (کم بخت) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے جو پیشانی جھوٹ اور گناہوں میں آلودہ ہو چکی ہے۔“
(۴۹۵۸) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے عبد الکریم جزی نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ابو جہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن میں کچل دوں گا۔ آنحضور ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو اسے فرشتے پکڑ لیتے۔ عبد الرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے روایت کیا ہے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے عبد الکریم نے بیان کیا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابو جہل نے اپنے کئے کے موافق ایک بار کعبے کے پاس آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ آپ کو ایذا دینے کے لئے چلا جب آپ کے قریب پہنچا تو ایک ہی ایکا ایڈیوں کے بل جھک کر پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو تو کہتا تھا میں محمد (ﷺ) کی گردن کچل ڈالوں گا اب بھگتا کیوں ہے؟ وہ کہنے لگا جب میں ان کے قریب پہنچا مجھ کو آگ کی ایک خندق اور ہولناک چیزیں پتھر نظر آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اگر وہ اور نزدیک آتا تو فرشتے اس کو اچک لیتے، اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے (وحیدی) کتنے لوگ ایسے بد بخت ہوتے ہیں کہ قدرت کی بہت سی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے۔ ابو جہل بد بخت بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا جو دل سے اسلام کی حقیقت جانتا اور صداقت محمدی کو مانتا تھا مگر محض قوم کی عار اور تعصب و عناد کی بنا پر مسلمان ہونے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آگے ارشاد باری ہے واسجد واقرب سجدہ کر اور اللہ کی نزدیکی ڈھونڈو۔ اس میں اشارہ ہے کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے بہت نزدیک ہوتا ہے، اسی لئے حکم ہے کہ سجدہ میں جاؤ تب دل کھول کر اللہ سے دعائیں کرو کیونکہ سجدے کی دعائیں عموماً قبول ہوتی ہیں۔ کذا جربنا بعون اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ۔

الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۱﴾ [راجع: ۳]

۴۹۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)). فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ۳]

۴- باب

﴿كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ نَاصِيَةً كَذِيبَةً خَاطِئَةً﴾

۴۹۵۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَّأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ. فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتَهُ الْمَلَائِكَةُ)). تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُثَيْبٍ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

تَفْسِيرُ

سورہ قدر کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلع بہ فتح لام (مصدر ہے) طلوع کے معنوں میں اور مطلع بہ کسر لام (جیسے کسائی نے پڑھا ہے) وہ مقام جہاں سے سورج نکلے۔ انا انزلناہ میں ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے۔ (گو کہ قرآن کا ذکر اوپر نہیں آیا ہے مگر اس کی شان بڑھانے کے لئے اضمار قبل الذکر کیا) انزلناہ صیغہ جمع متکلم کا ہے حالانکہ ابارنے وللا ایک ہی ہے یعنی اللہ پاک مگر عربی میں واحد کو جمع اور اثبات کے لئے بہ صیغہ جمع لاتے ہیں۔

سورہ قدر رکی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں لیلۃ القدر کا وجود برحق ہے جسے اللہ نے خاص امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے یہ مبارک رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے جو ہر سال آتی رہتی ہے۔ کسی سال ۲۱ کو کسی سال ۲۳ کو کسی سال ۲۵ کو کسی سال ۲۷ کو کسی سال ۲۹ کو یہ رات آتی ہے۔ اسی لئے جو لوگ ان پانچوں راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں تو وہ رات ضرور نصیب ہو جاتی ہے۔ اس رات میں یہ دعا پڑھنی سنت ہے اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور تو معافی کو دوست رکھتا ہے پس مجھ کو معافی عطا فرما دے آمین۔ فضائل لیلۃ القدر سے متعلق کتب احادیث میں بہت سی روایات موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی حدیث حضرت امام کو ان کی شرائط کے مطابق نہیں ملی۔ لہذا اس سورہ شریفہ کے چند الفاظ کی تفسیر کر کے اس کے برحق ہونے کا اشارہ فرما دیا۔ حضرت امام کے شرائط کے موافق نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ احادیث قابل اعتبار نہیں بلا شک وہ احادیث صحیح اور مرفوع قابل اعتبار ہیں۔ امام صاحب کے شرائط بہت سخت ہیں اور وہ اصولاً ان کی پابندی کر گئے ہیں اسی لئے وہ بہت سی احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

سورہ بینہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منفکین کے معنی چھوڑنے والے۔ قیمة قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے مگر اس کو مؤنث یعنی قیمة کی طرف مضاف کیا دین کو ملت کے معنی میں لیا جو مؤنث ہے۔

(۴۹۵۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، میں نے قنابہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض

[۹۷] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطَّلُوعُ، وَالْمَطْلَعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ. أَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِبَايَةً عَنِ الْقُرْآنِ، أَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجُ الْجَمْعِ، وَالْمَنْزُولُ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْعَرَبُ تَوَكَّدَ فِعْلُ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُونَ أَثْبَتٌ وَأَوْكَدٌ.

تَشْسِجُ

[۹۸] سُورَةُ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُنْفَكِينَ: زَائِلِينَ. قِيَمَةً. وَالْقَائِمَةُ. دِينَ الْقِيَمَةِ: أَصَافَ الَّذِينَ إِلَى الْمَوْتِ.

۴۹۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ لَأُمِّي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾)) قَالَ:

وَسَمَانِي قَالَ : ((نَعَمْ. فَبَكِي)).
[راجع: ۳۸۰۹]

ہاں۔ اس پر وہ رونے لگے۔

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں آٹھ آیات ہیں۔ خوشی کے مارے رونے لگے کہ کہاں میں ایک ناچیز بندہ اور کہاں وہ شمشادہ ارض و سماء۔ بعضوں نے کہا کہ ڈر سے رو دیئے کہ اس عنایت و نوازش کا شکر یہ تجھ سے کیونکر ہو سکے گا۔ عرب کے اہل کتب اور مشرکین اپنے خیالات باطلہ و ادھام فاسدہ پر اس قدر قانع تھے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ان کو چھوڑنے والے نہ تھے لیکن اللہ نے ایک ایسا بہترین رسول جو مجسم دلیل تھا مبعوث فرمایا کہ ان کی پاکیزہ تعلیمات سے کتنے خوش نصیب راہ راست پر آگئے۔ کتنوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ سورہ بینہ میں اللہ پاک نے اسی مضمون کو بہترین انداز میں بیان فرمایا ہے اور قرآن پاک کو صحفا مطرہ اور رسول کریمؐ کو لفظ بینہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ امانہ و صدقنا ربنا فاکتبنا مع الشاہدین (آمین)

۴۹۶۰۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ حَسَّانٍ،
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَأُمِّي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ
عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)). قَالَ أَبِيُّ اللَّهُ سَمَانِي
لَكَ. قَالَ: ((اللَّهُ سَمَّاكَ)). فَبَجَعَلُ أَبِيُّ
يَبْكِي. قَالَ قَتَادَةُ: فَأَنْبَتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ
﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ﴾.

(۴۹۶۰) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (سورہ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ سے اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام بھی مجھ سے لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں سورہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب پڑھ کر سنائی تھی۔

[راجع حضرت ابی ہریرہؓ کعب رضی اللہ عنہ قرآن پاک کے حافظ قاری ہونے کی بنا پر اللہ کے ہاں اتنے مقبول ہوئے کہ خود اللہ پاک نے اپنے پیارے رسولؐ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن پاک سنانے کا حکم فرمایا، اس قسمت کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۹۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ أَبُو
جَعْفَرٍ الْمُنَادِي حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ
بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأُمِّي بِنِ كَعْبٍ:
((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَنَكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ
اللَّهُ سَمَانِي لَكَ قَالَ. ((نَعَمْ)) قَالَ وَقَدْ
ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ: ((نَعَمْ))
فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ. [راجع: ۳۸۰۹]

(۴۹۶۱) ہم سے احمد بن ابی داؤد ابو جعفر منادی نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عروبة نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (کی سورہ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام بھی لیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے تمام جہانوں کے پالنے والے کے ہاں میرا ذکر ہوا؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ہاں اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

خوشی اور مسرت کے آنسو تھے۔

سورۃ اذانزلزلت کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن يعمل مثقال ذرة الایة یعنی جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کوئے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا وحی الیہا وحی لہا اور وحی لہا اور وحی الیہا سب کا ایک ہی معنی ہے۔

(۴۹۶۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابو صالح سلمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ گھوڑا تین طرح کے لوگ تین قسم کے پالتے ہیں۔ ایک شخص کے لئے وہ اجر ہوتا ہے دوسرے کے لئے وہ معافی ہے، تیسرے کے لئے عذاب ہے۔ جس کے لئے وہ اجر و ثواب ہے وہ شخص ہے جو اسے اللہ کے راستہ میں جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ چراگاہ یا اس کے بجائے راوی نے یہ کہا باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے اور وہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی تڑالے اور ایک دو کوڑے (بھینکنے کی دوری) تک اپنی حد سے آگے بڑھ گیا تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لئے ثواب بن جاتی ہے اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے مالک کے ارادہ کے بغیر خود ہی اس نے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کے لئے اس کا گھوڑا باعث معافی پردہ بنتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے پردہ رہنے اور لوگوں (کے سامنے سوال کرنے سے) بچنے کے لئے اسے پالا اور اس گھوڑے کی گردن پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی پیٹھ کا جو حق ہے اسے بھی وہ ادا کرتا رہتا ہے۔ تو گھوڑا اس کے لئے باعث معافی پردہ بن جاتا ہے اور جو شخص گھوڑا اپنے دروازے پر فخر اور دکھاوے اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہے۔ حضور اکرمؐ سے

۹۹ سورۃ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱- باب قولہ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ يُقَالُ: أَوْحَى لَهَا أَوْحَى إِلَيْهَا، وَوَحَى لَهَا وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدٌ۔
یہ سورت مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

۴۹۶۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لثَلَاثَةِ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ. وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَاعَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ. وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَسْتِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاتُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يَرِدْ أَنْ يَسْقِي بِهَ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَبَوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ (وَزْرٌ)). فَسَيَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحُمْرِ، قَالَ: ((مَا أُنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر کوئی خاص آیت سوا اس اکیلی عام اور جامع آیت کے نازل نہیں کی فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره الخ یعنی جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَازَةُ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾۔

[راجع: ۲۳۷۱]

پہلا شخص جس کے لئے گھوڑا باعث اجر و ثواب ہے وہ جس نے اسے فی سبیل اللہ کے تصور سے رکھا۔ دوسرا وہ جس کے لئے وہ معافی ہے اپنی ذاتی ضروریات کے لئے پالنے والا نہ بطور فخر و ریا کے۔ تیسرا محض ریا و نمود، فخر و غرور کے لئے پالنے والا۔ آج کل کی جملہ برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں ہیں۔ گردن کا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ اگر وہ تجارتی ہیں تو ان کی زکوٰۃ ادا کرے۔ پشت کا حق یہ کہ تھکے ماندے مسافر مانگنے والے کو عاریتاً سواری کے لئے دیدے۔ آج کل برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں آکر باعث عذاب و ثواب بن سکتی ہیں۔

تَشْرِیْحُ

باب آیت ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔“

(۴۹۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس اکیلی عام آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا ہے یعنی سوجو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

۲- باب قوله ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

۴۹۶۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَازَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)). [راجع: ۲۳۷۱]

تَشْرِیْحُ

یعنی اس آیت کے ذیل گدھے بھی اگر کوئی نیک نیتی سے پالے گا تو اسے ثواب ملے گا، بد نیتی سے پالے گا تو اس کو عذاب ہو گا۔

سورة والعاديات کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا کنود کا معنی ناشکرا ہے فائرن بہ نقعا یعنی صبح کے وقت دھول اڑاتے ہیں، گرد اٹھاتے ہیں۔ لحب الخیر یعنی مال کی قلت کی وجہ سے۔ لشدید بخیل ہے بخیل کو شدید کہتے ہیں۔ حصل کے معنی

[۱۰۰] سورة ﴿وَالْعَادِيَاتِ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَنُودُ الْكَفُورُ. يُقَالُ فَائِرُنْ بِهِ نَقْعًا. رَفَعَنَ بِهِ غُبَارًا. لِحَبِّ الْخَيْرِ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ. لَشَدِيدَةٍ:

لَبَحِيلٌ، وَيُقَالُ لِلْبَحِيلِ شَدِيدٌ. حُصِّلَ مُبَيَّنٌ. جد کیا جائے یا جمع کیا جائے۔
یہ سورت کمی ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔ حضرت امام کو اس سورہ شریفہ سے متعلق مزید کوئی حدیث ان کی اپنی شرائط کے مطابق نہ ملی ہوگی لہذا آپ نے ان ہی چند الفاظ پر اکتفا فرمایا آگے بھی کئی جگہ ایسا ہی ہے۔

سورۃ القارعہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کالفراس المبثوث یعنی پریشان ٹڈیوں کی طرح کی جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں یہی حال (حشر کے دن) انسانوں کا ہو گا کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے کالعیہن اون کی طرح رنگ برنگ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے کالصفوف المنفوش یعنی دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔

سورۃ التکاثر کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”التکاثر“ سے مال و اولاد کا بہت ہونا مراد ہے۔

سورۃ العصر کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یحییٰ بن زیاد فرانے کہا کہ ”العصر“ سے مراد زمانہ ہے اسی ہی کی قسم کھائی گئی ہے۔

سورۃ حمزہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”الحطمة“ دوزخ کا ایک نام ہے جیسے سقر اور لظی بھی اس کے ناموں میں سے ہیں۔

[۱۰۱] سُورَةُ الْقَارِعَةِ ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿كَالْفَرَّاشِ الْمَثُوثِ﴾ كَفَوْنَاءِ الْجَرَادِ
يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ
بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. كَالْعِهْنِ: كَالْوَانِ الْعِهْنِ
وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ كَالصُّوفِ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔

[۱۰۲] سُورَةُ الْهَاقِمِ ﴿﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: التَّكَاثُرُ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

[۱۰۳] سُورَةُ وَالْعَصْرِ ﴿﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ زَيْدٍ: الْعَصْرُ: الْعَصْرُ
سَمِيٌّ بِه.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں ۳ آیات ہیں۔

[۱۰۴] سُورَةُ وَلِكُلِّ هُمْزَةٍ ﴿﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحُطْمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرٍ وَلَظَى.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں نو آیات ہیں۔

سورہ فیل کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا ابابیل یعنی پے در پے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من سجیل (یہ لفظ فارسی کا معرب ہے) یعنی سنگ پتھر اور گل مٹی مراد ہے۔

اس سورہ شریفہ میں وہ تاریخی واقعہ بیان کیا گیا ہے جو یمن کے بادشاہ ابرہہ سے متعلق ہے۔ یہ دشمن خدا خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے بہت سالاؤ لشکر لے کر آیا تھا۔ لیکن اللہ پاک نے ایسا تباہ کیا کہ وہ قیامت تک کے لئے عبرت بن گیا۔

سورہ قریش کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا لایلاف قریش کا مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا گرمی جاڑے کسی بھی موسم میں ان پر سفر کرنا دشوار نہ تھا اور ان کو حرم میں جگہ دے کر دشمنوں سے بے فکر کر دیا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ لایلاف قریش کا معنی یہ ہے قریش پر میرے احسان کی وجہ سے۔

[۱۰۵] ﴿الْم تر﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿الْم تر﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ. قَالَ مُجَاهِدٌ أَبَابِيلٌ مُتَابِعَةٌ مُخْتَمِعَةٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ سَجِيلٍ هِيَ سَنَلٌ وَكِل. یہ سورت مکی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔

[۱۰۶] سُورَةُ ۱۰۶ ﴿لَا إِلَافَ قُرَيْشٍ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا إِلَافَ الْفِرَا ذَلِكَ فَلَا يَشْقُ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ. وَأَمْنُهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا إِلَافَ﴾ لِيُعْمَتِيَ عَلَى قُرَيْشٍ.

یہ سورت مکی ہے اور اس میں چار آیات ہیں

مولانا وحید الزمان مرحوم نے جملہ قل ابن عیینہ الخ کو روایت کے ذیل میں درج کیا ہے جو سو کاتب ہے۔

سورہ ماعون کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا یدع کا معنی دفع کرتا ہے یعنی یتیم کو اس کا حق نہیں لینے دیتا کہتے ہیں یہ دعوت سے نکلا ہے۔ اسی سے سورہ طور میں لفظ یوم یدعون ہے (یعنی جس دن دوزخ کی طرف اٹھائے جائیں گے دھکیلے جائیں گے) ساہون بھولنے والے غافل۔ ماعون کہتے ہیں مروت کے ہر اچھے کام کو۔ بعض عرب ماعون پانی کو کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا ماعون کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ دینا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ مسلمان مانگے تو اسے وہ دے دے اس کا انکار نہ کرے۔

۱۰۷ - سورة ﴿أَرَأَيْتَ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : يَدْعُ يَذْفَعُ عَنْ حَقِّهِ. يُقَالُ لَهُ مِنْ دَعَعْتُ، يُدْعُونَ يُذْفَعُونَ، سَاهُونَ : لَاهُونَ، وَالْمَاعُونَ الْمَفْرُوفُ كُلُّهُ، وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ: الْمَاعُونَ الْمَاءُ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَغْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ، وَأَذْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.

یہ سورت کی ہے اور اس میں سات آیات ہیں۔

[۱۰۸] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَغْطَيْنَاكَ الْكَوْثُرَ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : (شَانِكَ) عَذُوكَ

جس سے عاص بن وائل یا ابو جہل یا عقبہ بلکہ قیامت تک ہونے والے جملہ دشمنان رسولؐ مراد ہیں جو ہمیشہ انجام کے لحاظ سے خائب و خاسر و ناامید رہے ہیں۔ یہ سورت کی ہے اس میں تین آیات ہیں۔

(۳۹۶۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دیا ہے)۔

(۳۹۶۵) ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے ابو عبیدہ نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْخَمْرَ“ یعنی میں نے آپ کو ”کوثر“ عطا کیا ہے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو بخشی گئی ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے ڈیرے ہیں۔ اس کے آبخورے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔ اس حدیث کی روایت زکریا اور ابو الاحوص اور مطرف نے ابو اسحاق سے کی ہے۔

(۳۹۶۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو البشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ”کوثر“ کے متعلق کہ وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دی ہے۔ ابو بشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے عرض کی،

۴۹۶۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: ((أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ لَبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثُرُ)).

۴۹۶۵ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي غُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّا أَغْطَيْنَاكَ الْكَوْثُرَ﴾ قَالَتْ: نَهْرٌ أُعْطِيَ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آتَيْنَهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ. رَوَاهُ زَكَرِيَّا وَأَبُو الْأَخْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

۴۹۶۶ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثُرِ: هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. قَالَ أَبُو بَشِيرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ

لوگوں کا تو خیال ہے کہ اس سے جنت کی ایک نمر مراد ہے؟ سعید نے کہا کہ جنت کی نمر بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو دی ہے۔

بَنِ جَنَّتٍ : فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيدٌ : النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ.

[طرفہ بی : ۶۵۷۸].

صحیح مسلم میں خود آنحضرت ﷺ سے منقول ہے کہ کوثر ایک نمر ہے جس کو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ عمومی تفسیر لفظ خیر کثیر سے بھی کی گئی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں ولقد نقل المفسرون فی الکونر القوالا غیر ہذین تزیید علی العشرة الخ یعنی مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں دس سے بھی زیادہ قول نقل کئے ہیں نبوت، قرآن، اسلام، توحید، کثرت، اتباع، ایثار، رفع ذکر، نور قلب، شفاعت، معجزات، اجابت دعا، فتح فی الدین، صلوات الخس، ان سب کو کوثر کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اس سے حوض کوثر مراد ہے اور معنی طور پر یہ ساری خوبیاں جو مذکور ہوئی ہیں اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی ہیں جن کو خیر کثیر کے تحت لفظ کوثر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

سورة الکافرون کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

کہا گیا ہے کہ لکم دینکم سے مراد کفر ہے اور ولی دین سے مراد اسلام ہے ”دینی نہیں کہا کیونکہ آیات کا ختم نون پر ہوا ہے۔ اس لئے یہاں بھی ”یاء“ کو حذف کر دیا، جیسے بولتے ہیں یہ دین یسفین۔ اوروں نے کہا کہ اب نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا یعنی جن معبودوں کی تم اس وقت عبادت کرتے ہو اور نہ میں تمہارا یہ دین اپنی باقی زندگی میں قبول کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے۔ اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولیزیدن کثیرا منم الایة یعنی اور جو وحی آپ کے رب کی طرف سے ہے آپ پر نازل کی جاتی ہے۔ ان میں بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں وہ اور زیادہ کر دیتی ہے۔

[۱۰۹] سُوْرَةُ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

يَقُلْ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ﴾ الْكُفْرُ. ﴿وَلِيَّ دِينِ﴾ الْإِسْلَامُ. وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتْ أَلْيَاءُ كَمَا قَالَ يَهُدِينَ وَيَسْئِفِينَ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ الْآنَ : وَلَا أَجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ وَهُمْ الَّذِينَ قَالَ : ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾.

[۱۱۰] سُوْرَةُ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ

یہ سورت کی ہے۔ اس میں چھ آیات ہیں۔

سورة نصر کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

باب

(۴۹۶۷) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص

وَالْفَتْحُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱-باب

۴۹۶۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ،

نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت اذا جاء نصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپؐ پہنچی، جب سے نازل ہوئی تھی تو رسول کریم ﷺ نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں آپؐ یہ دعا نہ کرتے ہوں۔ سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی یعنی ”پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔“

یہ سورت مدنی ہے اس میں تین آیات ہیں۔ یہ سورت یوم الحز کو حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم ﷺ اکیاسی دن زندہ رہے۔ (فتح الباری)۔

باب

(۴۹۶۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سورۃ فتح نازل ہونے کے بعد) اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے سبحانک اللہم ربنا ارح یعنی ”پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔“ قرآن مجید کے حکم مذکور پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے۔

اب مسنون یہی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں یہی دعا پڑھی جائے جیسا کہ اہل حدیث کا عمل ہے یعنی سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی۔ گو دوسری ماثور دعاؤں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

باب آیت ﴿وَرَأَيْتِ النَّاسَ﴾ کی تفسیر

”یعنی اور آپ اللہ کے دین میں لوگوں کو جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔“

(۴۹۶۹) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوڑھے بدری صحابہ سے اللہ

مَعْدَنَّا اَبُو الْاُخُوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضَّحٰى عَنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلَّا يَقُولُ لَهَا: ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي)).

[راجع: ۷۹۴]

۲- باب

۴۹۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضَّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ اَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ : ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

[راجع: ۷۹۴]

۳- باب قوله ﴿وَرَأَيْتِ النَّاسَ﴾

يَذْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

۴۹۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ

تعالیٰ کے ارشاد اذا جاء نصر الله یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپؐ کی متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے اشارہ بہت سے شہروں اور ملکوں کے فتح ہونے کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اس میں آپؐ کی وفات کی خبر یا ایک مثال ہے گویا آپؐ کی موت کی آپؐ کو خبر دی گئی ہے۔

باب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ الْآيَةَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! اب تم اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کیا کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ تواب کے معنی بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ آدمیوں میں تواب اسے کہیں گے جو گناہ سے توبہ کرے۔

(۴۹۷۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبدالرحمن بن عوفؓ) کو اس پر اعتراض ہوا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، اس کے جیسے تو ہمارے بھی بچے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) میں سمجھ گیا کہ آپؐ نے آج مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے، پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اذا جاء نصر الله الخ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپؐ کی متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہوئی تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے پوچھا ابن عباسؓ! کیا تمہارا

قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالُوا : فَتَحَ الْمَدَائِنَ وَالْقُصُورَ، قَالَ : مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ : أَجَلٌ، أَوْ مَثَلٌ ضَرْبُ الْمُحَمَّدِ ﷺ، نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ. [راجع: ۳۶۲۷]

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ، وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ

۴۹۷۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحٍ بَذَرٍ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ : لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءُ مِثْلِهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ : إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ؟ فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ. قَالَ : مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : أَمْرَنَا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي : أَكْذَلِكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ : هُوَ أَجَلٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَمَهُ

بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی ”یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے“ اس لئے آپ اپنے پروردگار کی پاکی و تعریف بیان کیجئے اور اس سے بخشش مانگا کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔

دوسری روایت میں ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا اب تم مجھ کو کیا ملامت کرتے ہو اگر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے برابر جگہ دی اور تمہارے ساتھ بلایا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اہل فضل اور اہل علم قاتل تعظیم ہیں گو ان کی عمر کم ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے بڑے قدر دان تھے اور ہر ایک بادشاہ یا خلیفہ کو علم کی قدر دانی اور عالموں کی تعظیم اور تکریم ضروری ہے۔ افسوس مسلمان جو تباہ ہوئے اور غیر قوموں کے دست نگر بن گئے وہ جمالت اور کم علمی ہی کی وجہ سے اور اس قدر تباہی پر اب بھی مسلمان امراء علم کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ جاہلوں اور بے وقوفوں کو اپنا مصاحب بناتے ہیں۔ عالم کی صحبت سے گھبراتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (وحیدی)

باب سورۃ لہب کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
”تباہ“ کے معنی تباہی ٹوٹا تباہی کے معنی تباہ کرنا۔

باب

(۴۹۷۱) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور اپنے گروہ کے ان لوگوں کو ڈراؤ جو مخلصین ہیں“ تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا ”یا صباحا“ قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں سب آکر جمع ہو گئے، آنحضرت نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر

لہ، قَالَ : ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾
وَذَلِكَ عَلَامَةٌ أَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. فَقَالَ عُمَرُ: مَا
أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ.
[راجع: ۳۶۲۷]

۱۱۱- سُورَةُ ١١١ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ
وَتَبَّتْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَبَّتْ خُسْرًا. تَتَبَّتْ تَذْمِيرٌ.

(یہ سورت مکی ہے اس میں ۵ آیات ہیں)

۱-باب

۴۹۷۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى،
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ
﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، وَرَهْطَكَ
مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ﴾ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حَتَّى صَعِدَ الصُّفَا فَهَتَفَ ((يَا صَبَاحَا))
فَقَالُوا : مَنْ هَذَا فَاجْتَمِعُوا إِلَيْهِ، فَقَالَ:

اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے، تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ یہ سن کر ابولہب بولا تو تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آنحضرتؐ وہاں سے چلے آئے اور آپ پر یہ سورت نازل ہوئی۔ تب تبت یدٰی ابی لہب و تب اخی یعنی دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ برباد ہو گیا۔ اعمش نے یوں پڑھا وقد تب جس دن یہ حدیث روایت کی۔

((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُمْ، أَنْ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟)) قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا. قَالَ : ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)). قَالَ أَبُو لَهَبٍ : تَبًّا لَكَ، مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا؟ ثُمَّ قَامَ. فَتَرَلْتُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَ﴾ وَقَدْ تَبَّ. هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يُؤْمِنُ بِهِ. [راجع: ۱۳۹۴]

تفسیر دشمن کے حملہ کے خطرہ کے وقت اپنی قوم کو تنبیہ کرنے کے لئے اہل عرب لفظ یا صباہ کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کو بھی ان کے کفر و شرک اور جہالت کے خلاف انہیں تنبیہ کرنا اور ڈرانا تھا۔ اس لئے آپ نے انہیں اس طرح پکارا جس طرح دشمن کے خطرہ کے وقت پکارا جاتا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے آیت وانذر عشیرتک والی کے ساتھ لفظ ورھطک منہ المخلصین بھی زیادہ کئے ہیں لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا۔ اسی لئے یہ مصحف عثمانی میں بھی نہیں لکھی گئی۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی جس کا علم حضرت ابن عباسؓ کو نہ ہو سکا ہو۔ قد کالظ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اعمش نے یہ اپنے طور پر کہا کہ اللہ نے جو خبر دی تھی وہ پوری ہو گئی وقد تب کا یہی معنی ہے۔

باب آیت ﴿وتب ما اغنی عنہ مالہ الخ﴾ کی تفسیر
یعنی وہ ہلاک ہوا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا وہ کام آیا۔“

۲- باب قَوْلُهُ ﴿وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾

۴۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْبُطْحَاءِ، فَصَعِدَ الْجَبَلَ فَنَادَى: ((يَا صَبَاحَا)). اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصْبِحُكُمْ أَوْ مُمْسِكُكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ

شديد)).

ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے۔ ابو لہب بولا تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”تبت ید ابی لہب“ آخر تک۔

باب آیت ﴿سِیْصَلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ کی تفسیر

”یعنی عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔“

(۴۷۷۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو لہب نے کہا تھا کہ تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس پر آیت ”تبت ید ابی لہب“ نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿وَامْرَاَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ.....الایۃ﴾ کی تفسیر

”یعنی عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔“ مجاہد نے کہا حمالة الحطب چغل خور۔ فی جیدھا جبل من مسد کتے ہیں مسد سے مراد گولگل کے درخت کی چھال ہے بعضوں نے کہا دوزخ کی رسی مراد ہے۔

آیت شریفہ فی جیدھا جبل من مسد (اللہب: ۵) کے ذیل مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ یہ ہے جو اس کے منہ میں گھسیڑ کر دیر کی طرف نکالیں گے۔ یہ عورت آنحضرت ﷺ کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپ کی پھیلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی ڈلواتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لا رہی تھی رستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رر جس سے گٹھا باندھتی تھی اور اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مر گئی۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ هُوَ اللہُ اَحَدٌ﴾ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہا گیا ہے کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی بلکہ دال کو ساکن ہی پڑھنا چاہئے۔ احد کے معنی وہ ایک ہے۔

شَدِيدٌ)). فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: اَلِهَذَا جَمَعْتَنَا نَبَا لَكَ، فَانْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا اِبِيْ لَهَبٍ﴾ اِلٰی اٰخِرِهَا. [راجع: ۱۳۹۴]

۲- باب قوله : ﴿سِیْصَلٰی نَارًا

ذَاتَ لَهَبٍ﴾.

۴۷۷۳ لَدُنَّا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ثُوْبَانُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ مَرْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَبُو لَهَبٍ : نَبَا لَكَ اَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا اِبِيْ لَهَبٍ﴾.

[راجع: ۱۳۹۴]

۴- باب ﴿وَامْرَاَتُهُ حَمَّالَةَ

الْحَطَبِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ: مِنْ مَّسَدٍ لِفِ الْمَقْلِ وَهِيَ السَّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ.

تَفْسِيْرُ آیت شریفہ فی جیدھا جبل من مسد (اللہب: ۵) کے ذیل مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ یہ ہے جو اس کے منہ میں گھسیڑ کر دیر کی طرف نکالیں گے۔ یہ عورت آنحضرت ﷺ کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپ کی پھیلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی ڈلواتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لا رہی تھی رستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رر جس سے گٹھا باندھتی تھی اور اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مر گئی۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

[۱۱۲] سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ ﴿اَحَدٌ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ : لَا يُنَوِّنُ ﴿اَحَدٌ﴾ اَيُّ وَاحِدٌ.

یہ سورت مکی ہے اس میں چار آیات ہیں۔ اسے سورۃ اخلاص کہا گیا ہے۔

(۴۹۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

باب آیت ﴿اللہ الصمد﴾ کی تفسیر

معنی اللہ بے نیاز ہے۔ عرب لوگ سردار اور شریف کو صمد کہتے ہیں۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا حد درجے سب سے بڑا سردار جو اسے صمد کہتے ہیں۔

(۴۹۷۵) ہم سے اسحاق ابن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ) ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جیسا کہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ اس کا گالی دینا یہ ہے کہ کتا ہے اللہ نے بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں بے پرواہ ہوں، میرے ہاں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ کفو اور کفینا اور کفاء

۴۹۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ. فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ، فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي: وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ. وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَخْذُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ. [راجع: ۱۳۹۳]

باب قَوْلُهُ: ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾

وَالْعَرَبُ تُسَمِّي أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ، قَالَ أَبُو وَائِلٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُوْدُودُهُ

۴۹۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ، أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا، وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ)). ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ہم معنی ہیں۔

وَكَفَيْنَا وَكَفَاءً وَاحِدَةً. [راجع: ۳۱۹۳]

تشیع یہ سورۃ اخلاص ہے اس میں توحید خالص کا بیان اور مشرکین کی تردید ہے جو اللہ کے ساتھ فیروں کو شریک بناتے ہیں بعض دودھاؤں کے قائل ہیں۔ بعض اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ بعض لوگ پیروں فقیروں انبیاء و اولیاء کو عبادت میں اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ اللہ نے اس سورۃ شریفہ میں ان سب کی تردید کی ہے اور توحید خالص پر نشاندہی فرمائی ہے۔ مشرکین مکہ نے اللہ کا نسب نامہ پوچھا تھا ان کے جواب میں یہ سورۃ شریفہ نازل ہوئی۔ کفو سے ہم ذات ہونا مراد ہے۔

سورۃ الفلق کی تفسیر

[۱۱۳] سُورَةُ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ

الْفَلَقِ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا کہ غاسق سے رات مراد ہے۔ اذا وقب سے سورج کا ڈوب جانا مراد ہے۔ فرق اور فلق کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہتے ہیں یہ بات فرق صبح یا فلق صبح سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ وقب اس وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز بالکل کسی چیز میں گھس جائے اور اندھیرا ہو جائے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْفَلَقُ﴾ الصُّبْحُ. ﴿وَعَاسِقٌ﴾ اللَّيْلُ. إِذَا وَقَبَ، غُرُوبُ الشَّمْسِ. يُقَالُ: أَتَيْنُ مِنْ فَرْقٍ وَفَلَقِ الصُّبْحِ. وَقَبٌ: إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ.

یہ سورت مدنی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں۔

تشیع ابید بن عاصم نے جب اپنی بیٹیوں سے آنحضرت ﷺ پر جادو کرایا تو آنحضرت ﷺ کو خواب میں دو فرشتوں نے اس جادو کا حال بتلایا کہ آنحضرت ﷺ کے بالوں اور کنگھی کے دندانوں پر یہ جادو کیا گیا ہے اور ذروان کا کتواں جو مشہور ہے وہاں یہ جادو کی چیزیں ایک پتھر کے نیچے ہیں جب یہ چیزیں منکوائی گئیں تو معلوم ہوا کہ سر کے بالوں اور ایک تانت کے ٹکڑے میں گیارہ گرہ لگائی گئیں تھیں۔ غرض اسی وقت یہ گیارہ آیتوں کی دونوں سورتیں یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں اور ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ہی جادو کی ایک گرہ کھلتی گئی۔ دونوں سورتوں کے ختم ہوتے ہی آپ سے جادو کا اثر جاتا رہا اور آپ تندرست ہو گئے۔ (تفسیر کمال)

(۴۹۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عاصم اور عبیدہ نے، ان سے زر بن حبیش نے بیان کیا، انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ مسئلہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے (جبریل علیہ السلام) کی زبانی کہا گیا ہے کہ یوں کہہ کہ اعوذ برب الفلق الخ میں نے اسی طرح کہا چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ نے کہا۔

۴۹۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زُرَّابِنْ حَبِيشَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنْ الْمَوْذُنَيْنِ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قِيلَ لِي)) فَقُلْتُ: فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[طرفہ فی: ۴۹۳۷]

تشیخ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوئی مصحف میں لکھتا تو جمیل ڈالتے۔ وہ کہتے یہ دونوں سورتیں صرف اس لئے اتری ہیں کہ لوگ بطور تعویذ کے پڑھا کریں اور جن لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت صحیح نہیں ہے انہوں نے غلطی کی لیکن جمہور صحابہؓ اور تابعین سب کا قول ہے کہ معوذتین قرآن میں داخل ہیں اور اس پر اجماع ہو گیا اور ممکن ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہو کہ گویا دونوں سورتیں کلام الہی ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو مصحف میں نہیں لکھوایا اس لئے مصحف میں لکھنا ضروری نہیں۔ نوویؒ نے شرح مسلم میں کہا کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں اور جو کوئی قرآن سے کسی جزو کا انکار کرے وہ کافر ہے اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا (وحیدی) بہر حال مصحف عثمانی کی بنا پر یہ ہر دو سورتیں قرآن شریف ہی کا جزو ہیں۔ چودہ سو برس سے ان کی قرآنی تلاوت ہوتی آرہی ہے، اس لحاظ سے امت کا ان کے اجزائے قرآن ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ لہذا اب شک و تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بہت سے علماء نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت ہی کو شروع سے غلط ٹھہرایا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے معوذتین کے بارے میں یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں یا نہیں۔

سورۃ الناس کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”وسواس“ کے متعلق بتلایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چوکا لگاتا ہے۔ اگر وہاں اللہ کا نام لیا گیا تو وہ بھاگ جاتا ہے ورنہ بچے کے دل پر جم جاتا ہے۔

(۴۹۷۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوریؒ نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے زہر بن حبیش نے (سفیان نے کہا) اور ہم سے عاصم نے بھی بیان کیا، ان سے زہر نے بیان کیا کہ میں نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا ابی المنذر! آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں کہ سورہ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا پوچھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ (جبریل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہہ اور میں نے کہا۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

[۱۱۴] سُورَةُ ۞ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيَذْكُرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْوَسْوَاسُ اِذَا وَلَدَ خَسَنَهُ الشَّيْطَانُ، فَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ، وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلٰی قَلْبِهِ.

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں چھ آیات ہیں۔

۴۹۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زُرَّابْنِ حُبَيْشٍ ح. وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زُرَّابْنِ قَالَ : سَأَلْتُ أَبِي بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ : يَا أَبَا الْمُنْذِرِ اِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ أَبِي : سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي : ((قِيلَ لِي)). فَقُلْتُ. قَالَ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۴۹۷۶]

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی اور دیانتداری تھی کہ اختلاف سے بچنے کے لئے آپ نے سوال مذکور کے جواب میں

وہی الفاظ نقل کر دیئے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنے تھے اس سے اشار ثانیہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ ان سورتوں کو اگر قرآن سے جدا جانتے تو فوراً کہہ دیتے، ان کی اس بارے میں خاموشی اس امر پر دال ہے کہ وہ ان کو قرآن پاک ہی سے سمجھتے تھے۔

۶۶۔ کتاب فضائل القرآن

کتاب قرآن کے فضائل کا بیان

(قرآن کے فضائل کا بیان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ باب كَيْفَ نَزَّلَ الْوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ الامِينُ الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ۔ باب وحی کیونکر اتری اور سب سے پہلے کوئی آیت نازل ہوئی تھی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”المہیمن“ امین کے معنی میں ہے۔ قرآن اپنے سے پہلے کی ہر آسمانی کتاب کا امانتدار اور نگہبان ہے۔

قرآن مجید کے ممکن امانتدار نگہبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابوں توراة، زبور، انجیل میں جو کچھ ان کے ماننے والوں نے تحریف کر ڈالی ہے قرآن مجید اس تحریف کی نشاندہی کر کے اصل مضمون سے آگاہی بخشتا ہے۔ ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔ توراة موجودہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید اس لئے تھا کہ آپ کو ہاتھ میں برص کی بیماری لگ گئی تھی۔ یہ بیان بالکل غلط ہے قرآن مجید نے اس غلط بیانی کی تردید کر کے ”تخرج بیضاء من غیر سوء“ کے الفاظ مبارکہ میں حقیقت حال سے آگاہ کیا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ کا ہاتھ بطور معجزہ سفید ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں کوئی بیماری نہیں لگی تھی۔ توراة و زبور و انجیل کی ایسی بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن مجید مہیمن یعنی صحف سابقہ کی اصلیت کا بھی نگہبان ہے۔ وحی نازل ہونے کی تفصیلات پارہ اول میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۴۹۷۸، ۴۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا: لَبِثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ۔ (راجع: ۴۴۶۴)

ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے شیبان بن عبد الرحمن نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عائشہ اور عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال رہے اور قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک رہے اور آپ پر وہاں بھی قرآن نازل ہوتا رہا۔

قرآن پاک کا جو حصہ ہجرت سے پہلے نازل ہوا وہ مکی کہلاتا ہے اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوا وہ مدنی کہلاتا ہے، اس اصول کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

(۴۹۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان ممدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ وحیۃ الکلبی ہیں۔ جب آپ کھڑے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا خدا کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں وحیۃ الکلبی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کئے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا میں نے ابو عثمان ممدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

۴۹۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جَبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَأُمِّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَتْ: هَذَا دَحِيَّةٌ. فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَ جَبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. [راجع: ۳۶۳۳]

وحیۃ الکلبی ایک خوبصورت صحابی تھے حضرت جبریل علیہ السلام جب آدمی کی صورت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آتے تو ان ہی کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

(۴۹۸۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعد مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دو سرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۹۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [طرفه في: ۷۲۷۴].

تشریح اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر کو دیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا رواج تھا۔

ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں فصاحت، بلاغت، شعر و شاعری کے دعاوی کا بڑا چرچہ تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح و بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھے وہ ایمان لائے بعد والوں پر ان کا اثر نہیں رہا۔ گو ماں باپ اور اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ ان کے طریق پر قائم رہیں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے اور میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے نکات اور فوائد لاتعداد ہیں جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے میرے پیرو لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے اور میرا معجزہ قرآن بھی ہمیشہ موجود رہے گا۔

۴۹۸۲- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ الْوَحْيَ قَلِيلَ وَقَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تَوَفَّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ.

(۴۹۸۲) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی۔

مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت میں تو سورہ اتر کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف رہی اس کے بعد برابر پے در پے اترتی رہی پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں بہت قرآن اترا کیونکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا۔ معاملات اور مقدمات نبوت ہونے لگے تو قرآن بھی زیادہ اترا۔

۴۹۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ، فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾.

(۴۹۸۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، کہا کہ میں نے جندب بن عبد اللہ بنجی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تجد کی نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (عوراء بنت رب ابو لہب کی جو رو) آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی والصحیٰ الخ قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے خفا ہوا ہے۔

[راجع: ۱۱۲۴]

۲- باب نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾

باب قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا (اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے) قرآنا عربیاً یعنی قرآن واضح عربی زبان

میں نازل ہوا ہے۔

(۴۹۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابتؓ سعید بن عاصؓ عبد اللہ بن زبیرؓ عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن کے کسی محاورے میں تمہارا حضرت زید بن ثابتؓ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورے پر نازل ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حدیث بالا میں لفظ واخبرنی انس بن مالک کی جگہ بعض نسخوں میں فاخبرنی ہے یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث آئندہ باب میں آئے گی اس واو عطف کا مطلب معلوم ہو جائے گا۔

(۴۹۸۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور (میرے والد) مسدد بن زید نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ (میرے والد) یعلیٰ کہا کرتے تھے کہ کاش میں رسول کریم ﷺ کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔ چنانچہ جب آپ مقام جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ موجود تھے کہ ایک شخص جو خوشبو میں بسا ہوا تھا، آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ جس نے خوشبو میں بسا ہوا ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے آنحضرتؐ نے دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰؓ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیٰؓ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے آنحضرتؐ کے لئے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا، آنحضرتؐ کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور

۴۹۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَامَ عُثْمَانُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنُ هِشَامٍ أَنْ يَنْسُخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لَهُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَارْكَبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۹۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ ح. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى سَعِيدٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ حِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَظْلَ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّحٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمِّحُ بِطِيبٍ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَإِذَا هُوَ مُحَمَّرٌ الْوَجْهَ وَيَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيُّنَ الَّذِي

آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہو گئی اور آپ نے دریافت فرمایا کہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا، جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ دھو لو اور جبہ کو اتار دو پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے اور شاید کاتب نے غلطی سے یہاں اسے درج کر دیا ہے۔ بعضوں نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں بھی گزر چکی ہے۔ خوشبو کے بارے میں یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا ہے۔

باب قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان

(۳۹۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس ہی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب

يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ إِنْفَا؟ فَاتَمِسَ الرَّجُلُ لِحِجْيِهِ بِدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا الطَّيْبُ الَّذِي بَلَكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْحَبَّةُ فَانْرِغْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمُرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ)). (راجع: ۱۵۳۶)

تفصیل

۳- باب جمع القرآن

۴۹۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ غُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتُلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحْرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا

تَهْمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ
اللَّهِ ﷺ، فَتَتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ. فَوَ اللَّهِ
لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ
أَثْقَلًا عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ
الْقُرْآنِ. قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ
رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: هُوَ وَاللَّهُ خَيْرٌ. فَلَمْ
يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ
صَدْرِي لِلذِّی شَرَحَ لَهُ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ
وَعَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ
أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسْبِ وَالْبَحَافِ وَصُدُورِ
الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ
مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ
أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ
أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتَّى
خَاتَمَهُ بَرَاءَةً، فَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي
بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ،
ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[راجع: ۲۸۰۷]

میری بھی وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ (زید رضی اللہ عنہ) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں متم بھی نہیں کیا جاسکتا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھتے بھی تھے، اس لئے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لئے کہتے تو میرے لئے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم، یہ ایک عمل خیر ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتلے پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورہ توبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں ”لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم“ سے سورہ براءۃ (توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔

تشیع قرآن آنحضرت کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں، ورقوں، ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا۔ مگر سارا قرآن ایک ایک جگہ ایک مصحف میں نہیں جمع ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا۔ حضرت عثمان کی خلافت میں اس کی نقلیں مرتب ہو کر تمام ملکوں میں بھیجی گئیں۔ غرض یہ قرآن سارے کا سارا لکھا ہوا آنحضرت کے عہد میں بھی موجود تھا۔ مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا اور سورتوں میں بھی کوئی ترتیب نہ تھی۔ یہ ترتیب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ بدعت سے سخت پرہیز کرتے تھے اور جو کام آنحضرت کے زمانہ میں نہ ہوا اسے معیوب جانا کرتے

تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے جو کام کیا کہ سارے قرآن کو ایک جگہ مرتب کر دیا ایسا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی شدید اختلافات پیدا ہو جاتے۔ بدعت وہ کام ہے جس کا ثبوت قرون ثلاثہ سے نہ ہو جیسا آج کل لوگ تیجہ، فاتحہ، چلم کرتے ہیں۔ قبروں پر میلے لگاتے، عرس کرتے، نذریں چڑھاتے ہیں۔ یہ جملہ امور بدعت سینہ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے بچا کر راہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جمع قرآن شریف سے متعلق مفصل مقالہ اس پارہ کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

(۴۹۸۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حذیفہ بن الیمانؓ امیر المؤمنین عثمانؓ کے پاس آئے۔ اس وقت عثمانؓ ارمنیہ اور آذر بیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہؓ قرآن مجید کی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کی خبر لیجئے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حفصہؓ کے یہاں کمالیا کہ صحیفے (جنہیں زیدؓ نے ابو بکرؓ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں معھفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروا لیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفہ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیئے اور آپ نے زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ، عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو معھفوں میں نقل کر لیں۔ حضرت عثمانؓ نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلہ میں حضرت زیدؓ سے اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید بھی قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لئے

۴۹۸۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَرَبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ حَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ، وَكَانَ يُغَارِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةٍ وَأَذْرَبِجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَافْتَزَعَ حَذِيفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حَذِيفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَذْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى: فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنَّ أَرْسَلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ. فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرُّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَارْكَبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَقْفٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ

گئے تو حضرت عثمانؓ نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلادیا جائے۔

(۳۹۸۸) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابتؓ نے خبر دی، انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمانؓ کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کو نقل کر رہے تھے، تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی، حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ۔ چنانچہ ہم نے اس آیت کو سورہ احزاب میں لگا دیا۔

بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۹۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

[راجع: ۲۸۰۵]

یعنی اپنے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجہ قرأت وغیرہ میں حضرت عثمانؓ نے تصرف کیا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی اور اسی لئے نمازی کو جائز ہے کہ جس سورت کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے بعد میں پڑھے ان میں ترتیب کا خیال رکھنا کچھ فرض نہیں ہے۔ ہاں اس قدر مناسب ہے کہ پہلی رکعت میں زیادہ آیات پڑھی جائیں دوسری میں کم آیات والی سورت پڑھی جائے۔

تشیع حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن پاک کی بہت سی نقلیں تیار کرائیں اور پوری جالچ پڑتال کے بعد ان کو اطراف مملکت اسلامیہ میں پائیں طور تقسیم کرا دیا کہ ایک نسخہ کوفہ میں، ایک بصرے میں، ایک شام میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رہنے یا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ سات مصحف تیار کرائے اور مکہ اور شام اور یمن اور بحرین اور بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک بھیجا اور یک مدینہ میں رکھا۔ یہ جلانا عین مناسب اور مقتضائے مصلحت تھا۔ یہ حکم حضرت عثمانؓ نے سب صحابہؓ کے سامنے دیا۔ انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا حضرت عثمانؓ نے ان کو جمع کرایا پھر جلوا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی لگتا ہے کہ جن کاغذوں میں خدا کے نام ہوں ان کو جلاؤ الٹا درست ہے۔ اب جو مصحف حضرت حفصہؓ کے پاس تھا وہ زندگی بھر انہیں کے پاس رہا۔ مروان نے مانگا تو بھی انہوں نے نہیں دیا، ان کی وفات کے بعد مروان نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ مستعار منگوا یا اور جلوا ڈالا اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا۔ ! بلکہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا نسخہ حضرت عثمانؓ کے مانگنے پر بھی نہیں دیا تھا۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد معلوم نہیں وہ مصحف کہاں گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا، یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا۔ موافق مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو وہاں یہی مصحف ہے (وحیدی)

باب نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان

(۳۹۸۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید ابن سباق نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے بلایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن لکھتے تھے۔ اس لئے اب بھی قرآن (جمع کرنے کے لئے) تم ہی تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی اور سورہ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، ان کے سوا اور کس یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھیں۔ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم آخر تک۔

(۳۹۹۰) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون“ فی سبیل اللہ“ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ سختی، دوات اور مونڈھے کی ہڈی (لکھنے کا سامان) لے کر آئیں، یا راوی نے اس کی بجائے ہڈی اور دوات (کہا) پھر (جب وہ آگئے تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھو ”لا يستوى القاعدون“ حضور اکرمؐ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ میں تو نابینا ہوں (جہاد میں نہیں جاسکتا اب مجھ کو بھی مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں) اس وقت یہ آیت یوں اتری۔ لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون فی سبیل اللہ غیر اولی الضرر نازل ہوئی۔

باب قرآن مجید سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے

(۳۹۹۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن

۴ - باب کاتبِ النبی ﷺ

۴۹۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ : إِذْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ. فَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ. [راجع: ۲۸۰۷]

۴۹۹۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اذْغِ لِي زَيْدًا وَلِيَجِيءَ بِاللُّوْحِ وَالِدَوَاةِ، وَالْكَتِفِ أَوْ الْكَتِفِ وَالِدَوَاةِ، ثُمَّ قَالَ : اكْتُبْ)) لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ)) وَخَلْفَ طَهَرِ النَّبِيِّ ﷺ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

۵ - باب أنزل القرآن على سبعة أحرف

۴۹۹۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ :

سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہو گی) میں برابر ان سے کتا رہا کہ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔

(۴۹۹۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں میں نے ہشام بن حکیم کو سورۃ فرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح آنحضرتؐ نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود حضور اکرمؐ نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حروف سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۃ فرقان ایسے حروف میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں جھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے سامنے بھی ان ہی حروف میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرتؐ نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((أَلْفَرَأَيْ جَبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَأَجْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ)). [راجع: ۳۲۱۹]

۴۹۹۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعِنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمَعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ : سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقَرِّنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلِمَ، فَلَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ. فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ انِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقَرِّنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صلي الله عليه وسلم ((أُرْسِلُهُ، أَفْرَأَ يَا هِشَامُ)). فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ

فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضرتؐ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آنحضرتؐ نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

سات طریقوں یا سات حرفوں سے سات قرأت مراد ہیں۔ جیسے مالک یوم الدین میں ملک یوم الدین اور ملاک یوم الدین مختلف قرأتیں ہیں ان سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے ان ساتوں قراتوں پر قرأت قرآن کریم جائز ہے۔ ہاں مشہور عام قرأت وہ ہیں جن میں موجودہ قرآن مجید مصحف عثمانی کی شکل میں موجود ہے۔

باب قرآن مجید یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

۶- باب تألیف القرآن :

”لفظ تالیف سے ترتیب مراد ہے۔“

(۴۹۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے کیسان نے کہا کہ مجھے یوسف بن ماکہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کفن کیسا ہونا چاہئے؟ ام المؤمنین نے کہا افسوس اس سے مطلب! کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہو گا۔ پھر اس شخص نے کہا ام المؤمنین مجھے اپنے مصحف دکھا دیجئے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے) اس نے کہا تاکہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے جو نئی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جون سی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (اقرأ باسم ربک) جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال و حرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی

أُنزِلَتْ)). ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ))، فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أُنزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنزِلَ عَلَى سِنَةِ أَحْزَفٍ، فَاقْرَؤُوا مَا تَسْرُونَهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۴۹۹۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَيُّ الْكُفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيَحْكُ وَمَا يَصْرُكَ، قَالَ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِنِي مُصْحَفَكَ، قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يَقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ: وَمَا يَصْرُكَ آيَةُ قَرَأْتُ قَبْلَ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةُ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْخَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا: لَا نَذِغُ الْخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَذِغُ الزَّنا أَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِنِّي لَنَجَارِيَةُ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرُهُ﴾. وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ

تھی یہ آیت نازل ہوئی ”بل الساعة موعدهم والساعة ادھى وامر“ لیکن سورہ بقرہ اور سورہ نساء اس وقت نازل ہوئی جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اس عراقی کے لئے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

الْبَقَرَةُ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ. قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ، فَأَمَلْتُ عَلَيْهِ آيَ السُّورَةِ. [راجع: ۴۸۷۶]

کہ اس سورت میں اتنی آیات ہیں اور اس میں اتنی ہیں۔

(۴۹۹۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن امیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا سورہ بنی اسرائیل، سورہ کھف، سورہ مریم، سورہ طہ اور سورہ انبیاء کے متعلق بتلایا کہ یہ پانچوں سورتیں اول درجہ کی فصیح سورتیں ہیں اور میری یاد کی ہوئی ہیں۔

۴۹۹۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطه وَالْأَنْبِيَاءِ: إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ، وَهِنَّ مِنْ تِلَادِي. [راجع: ۴۷۰۸]

یعنی یہ سورتیں نزول میں مقدم تھیں لیکن مصحف عثمانی میں سورتوں کی ترتیب نزول کے موافق نہیں ہے بلکہ بڑی سورتوں کو پہلے رکھا ہے اس کے بعد چھوٹی سورتوں کو اور یہ ترتیب بھی اکثر آنحضرت ﷺ کی قرأت سے نکالی گئی ہے۔ کہیں کہیں اپنی رائے سے بھی مثلاً حدیث میں آپ نے فرمایا سورہ بقرہ اور آل عمران تو سورہ بقرہ کو سورہ آل عمران پر مقدم کیا۔ اسی طرح مصحف میں بھی سورہ بقرہ پہلے رکھی گئی بہر حال موجودہ مصحف شریف عین فحشائے الٰہی کے مطابق مرتب شدہ ہے لاشک فیہ۔

(۴۹۹۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سورت ”سبح اسم ربک“ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی سیکھی تھی۔

۴۹۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنبَانَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَعَلَّمْتُ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ﴾ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ.

(۴۹۹۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ (محمد بن میمون) نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مجلس سے کھڑے ہو گئے (اور اپنے گھر) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے۔ جب حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے انہیں سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ شروع مفصل کی ہیں

۴۹۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُهَا اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عُلْقَمَةُ، وَخَرَجَ عُلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ

آخِرُهُنَّ الْخَوَامِيمُ، ﴿حَمَّ الدِّخَانِ﴾ سورتیں ہیں، ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کی اول میں حم ہے۔ حم و ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ [راجع: ۷۷۵]

ابو ذر کی روایت میں یوں ہے۔ حم کی سورتوں سے میں حم دخان اور عم يتساءلون۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے ان میں پہلی سورت سورہ رحمان ہے اور آخر کی دخان۔ اس روایت سے یہ نکلا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف عثمانی ترتیب پر نہ تھا نہ نزول کی ترتیب پر کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا۔ شروع میں سورہ اقرأ پھر سورہ مدثر، پھر سورہ قلم اور اسی طرح پہلے سب کی سورتیں تھیں۔ پھر مدنی سورتیں اور مصحف عثمانی کی ترتیب صحابہؓ کی رائے اور اجتہاد سے ہوئی تھی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے یعنی سورتوں کی ترتیب لیکن آیتوں کی ترتیب باقیات علماء توقیفی ہے یعنی پہلی لکھی ہوئی حضرت جبریل آنحضرت ﷺ سے کہہ دیتے تھے اس آیت کو وہاں رکھو اور اس آیت کو وہاں تو آیتوں میں تقدیم تاخیر کسی طرح جائز نہیں اور اسی مضمون کی ایک حدیث ہے جس کو حاکم اور بیہقی نے نکالا۔ حاکم نے کہا وہ صحیح ہے۔ بخاری نے علامات النبوة میں وصل کیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

على تاليف ابن مسعود فيه دلالة على ان تاليف ابن مسعود على غير التاليف العثماني وكان اوله الفاتحة ثم البقرة ثم النساء ثم آل عمران ولم يكن على ترتيب النزول ويقال ان مصحف على كان على ترتيب النزول اوله اقرأ ثم المدثر ثم النون والقلم ثم المزمّل ثم تبت ثم التكويد ثم سبح اسم وهكذا الى آخر المكي ثم المدني والله اعلم (فتح الباری) یعنی لفظ علی تالیف ابن مسعود میں دلیل ہے کہ حضرت ابن مسعود کا تالیف کردہ قرآن شریف مصحف عثمانی سے غیر تھا اس میں اول سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ پھر سورہ نساء پھر سورہ آل عمران درج تھیں اور ترتیب نزول کے موافق نہ تھا ہاں کہا جاتا ہے کہ مصحف علیؓ ترتیب نزول پر تھا۔ وہ سورہ اقرأ سے شروع ہوتا تھا۔ پھر سورہ مدثر پھر سورہ نون پھر سورہ مزل پھر سورہ تبت پھر سورہ تکوید پھر سورہ سج اسم پھر اس طرح پہلے کی سورتیں پھر مدنی سورتیں اس میں درج تھیں۔ بہر حال جو ہوا مثلاً الہی کے تحت ہوا کہ آج دنیائے اسلام میں مصحف عثمانی متداول ہے اور دیگر مصاحف کو قدرت نے خود گم کر دیا تاکہ نفس قرآن پر امت میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے۔ بعون اللہ ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ولو کرہ الکافرون۔

باب

۷- باب

حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ اور مسروق نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے چپکے سے فرمایا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دورہ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔

(۴۹۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیر خیرات کرنے میں سب سے زیادہ نخی تھے اور رمضان میں آپ کی

كَانَ جَبْرِيلُ يُعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : أَسَرَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جَبْرِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلِّ سَنَةٍ، وَأَنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي.

۴۹۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ

سخاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینوں میں حضرت جبریلؑ آپ سے آکر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبریلؑ آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضرتؐ تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سختی ہو جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

سخاوت سے مالی جانی جسمانی و روحانی ہر قسم کی سخاوتیں مراد ہیں اور آنحضرتؐ ان جملہ اقسام سخاوت کے جامع تھے ج

بِالْخَيْرِ، وَأَجُودُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، لَأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَغْرَضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهِ جِبْرِيلُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ۶]

تَشْرِيحُ

ہے۔

کشف الدجی بیجمانہ
صلوا علیہ و آلہ

(۳۹۹۸) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرتؐ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا۔ آنحضرتؐ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

باب نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری (حافظ)
کون کون تھے؟

(۳۹۹۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے مسروق نے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے عبد اللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت ہمرے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کر، جو عبد اللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، معاذؓ اور ابی بن کعب ہیں۔

ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور سالمؓ تو مہاجرین میں سے ہیں اور معاذؓ اور ابی بن کعب انصار میں سے ہیں۔ قرآن پاک کے

بلغ العلی بکمالہ
حسن جمع خصالہ

۴۹۹۸ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي خَصْبٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ جِبْرِيلُ يَغْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَغْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عَشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ.

[راجع: ۲۰۴۴]

۸- باب القراء من أصحاب النبي ﷺ

ﷺ

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا أَرَا أَعْجَبُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ)). [راجع: ۳۷۵۸]

بڑے عالم اور یاد کرنے والے یہی صحابی تھے۔ ہر چند اور بھی صحابہ قرآن کے قاری ہیں مگر ان چار کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔

(۵۰۰۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ اپنا واقعی حال بیان فرمایا گو اس میں فضیلت نکلی ان کی نیت غرور اور تکبر کی نہ تھی ہاں فخر غرور سے ایسا کتنا منع ہے۔ انما الأعمال بالنیات۔ شقیق کا قول محل غور ہے کیونکہ ابن ابی داؤد نے زہری سے نکالا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مجاہدؒ نے پسند نہیں کیا (وحیدی) سچ ہے۔ و فوق کل ذی علم علیم۔

(۵۰۰۱) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بد بو آرہی ہے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کرادی۔

یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا اس نے حد لگائی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی البتہ کوفہ کے حاکم وہ ایک عرصہ تک رہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہے کہ کسی شخص کے منہ سے شراب کی بد بو آئے تو اسے حد لگا سکتے ہیں۔

(۵۰۰۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا،

۵۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ. قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَأً يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

۵۰۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحِمصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أَنْزَلْتَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَحْسَنْتَ)). وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: ((أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ)). فَضَرَبَهُ الْحَدُّ.

۵۰۰۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ

اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

عَنْهُ وَاللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ، وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ أَنْزَلْتُ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

علمائے اسلام نے تحصیل علم کے لئے ایسے ایسے پر مشقت سفر کئے ہیں جن کی تفصیلات سے حیرت طاری ہوتی ہے اس بارے میں محدثین کا مقام نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

(۵۰۰۳) ہم سے حفص بن عمر بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کُزّہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن کو کس لوگوں نے جمع کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ چار صحابیوں نے، یہ چاروں قبیلہ انصار سے ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید۔ اس روایت کی متابعت فضل نے حسین بن واقد سے کی ہے۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

۵۰۰۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۳۸۱۰]

(حضرت انسؓ نے یہ اپنی معلومات کی بنا پر کہا ہے۔ ان چار کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ صحابی ہیں۔ جنہوں نے بقدر توفیق قرآن مجید جمع فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد پورے قرآن مجید سے ہے کہ سارا قرآن صرف ان چار حضرات نے جمع کیا تھا)

(۵۰۰۴) ہم سے معلى بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن ثنی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کو چار صحابیوں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابو درداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو زید کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

۵۰۰۴ - حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الثَّمَنِیِّ حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ غَيْرَ أَرْبَعَةٍ: أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. قَالَ: وَنَحْنُ وَرَثَاهُ. [راجع: ۳۸۱۰]

ان کی کوئی اولاد نہ تھی، انس ان کے بھتیجے تھے، اسی لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان کا وارث بتلایا، اس میں علمی وراثت بھی داخل ہے۔ شارحین لکھتے ہیں۔ ونحن ورثناه رد علی من قال ان ابا زید هو سعد عبیدالاوسی لان انسنا هو خزر جی فابو زید هو احد عمومتہ الذی ورثہ کیف یکون او سیاً کما ورد فی المناقب عن رواۃ قتادۃ قلت لانس من ابی زید قال هو احد عمومتی (حاشیہ بخاری) خلاصہ یہ

کہ ابو زید حضرت انس کے ایک چچا ہیں وہ سعد عبید اوسی نہیں ہیں اس لئے کہ انس خزرجی نہیں ہیں جن لوگوں نے زید سے سعد عبید اوسی کو مراد لیا ہے ان کا خیال درست نہیں ہے۔

۵۰۰۵- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ.
أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ
أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ عُمَرُ أَبِي أَفْرُونًا، وَإِنَّا
لَنَدْعُ مِنْ لَحْنِ أَبِي وَأَبِي يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ
فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا أَتْرُكُهُ لِسَيِّءٍ، قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِّهَا
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾.

[راجع: ۴۴۸۱]

(۵۰۰۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں لیکن ابی جہاں غلطی کرتے ہیں اس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں (وہ بعض منسوخ التلاوة آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں نے تو اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے، میں کسی کے کہنے سے اسے چھوڑنے والا نہیں اور اللہ نے خود فرمایا ہے کہ ما نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِّهَا لِيَعْنِي ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

گویا اس آیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی کا رد کیا کہ بعض آیات منسوخ التلاوة یا منسوخ الحکم ہو سکتی ہیں اور آنحضرت ﷺ سے سنا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو۔

قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ

از تہرکت حضرت العلام فاضل نبیل مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ گوجرانوالہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)
آنحضرت ﷺ کے پاس قرآن مقدس کی جو تحریر صورت صحف و اجزاء میں موجود تھی اسے سرکاری تحریر کہنا چاہئے اس تحریر کی روشنی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واقعہ حرحہ کے بعد سرکاری نسخہ مرتب فرمایا اسی کی بنیاد پر وہ سرکاری نسخے لکھے گئے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مختلف گورنروں کو ارسال فرمائے۔ جنوں کے اختلاف اور خط کے نامکمل ہونے کی وجہ سے جب شبہ پیدا ہوا تو حفظ کے ساتھ جزوی نوشتوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تصحیح کی خاطر قریش کے لغت و لہجہ کو اساس قرار دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں حفاظ اور قراء کی موت سے قرآن عزیز کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں مجعی عصر کی کثرت اور مجعی جنوں کی یورش کی وجہ سے سرکاری نسخے پر نظر ثانی کی گئی اور سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ تمام مشکوک دستاویز کو ضائع کر دیا گیا تاکہ بحث اور تشکیک کیلئے کوئی مواد باقی نہ رہ جائے، اب وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بعینہ وہی قرآن مقدس تھا جو آنحضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں بار بار پڑھا اور اسے سرکاری دستاویز کے طور پر لکھوایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بروقت کوشش اس قدر کارگر ہوئی کہ آج تک اس میں ایک حرف کی بھی کم و بیشی نہیں ہو سکی اور اس میں متواتر قرأت صحیح طور پر آگئی اور تمام شدوذ کو ایک طرف کر دیا گیا۔ ائقان میں حافظ سیوطی نے اور زرکشی نے (برہان فی علوم القرآن) میں بعض امور ایسے ذکر فرمائے ہیں جن سے قرآن عزیز کی جمع و ترتیب کے متعلق بعض شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، لیکن قرآن عزیز حفظ کے بعد جس عظیم الشان قوت سے منقول ہوا ہے اس کے سامنے ان آحاد اور آثار کی کوئی اصلیت نہیں رہ جاتی۔ علامہ ابن حزم الملل والنحل میں فرماتے

ہیں جب آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت اسلام جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا بحر قلم اور سواحل یمن سے گزر کر خلیج فارس اور فرات کے کناروں تک اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر اسلام شام کی آخری سرحدوں سے ہوتا ہوا بحیرہ قلم کے کناروں تک شائع ہو چکا تھا، اس وقت جزیرہ عرب میں اس قدر شر اور بستیوں وجود میں آگئی تھیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ یمن، بحرین، عمان، نجد، بنو سہل کے پہاڑ، مصر اور ربیعہ و قضاعہ کی آبادیاں، طائف، مکہ، مدینہ یہ سب لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان میں مسجدیں بھرپور تھیں۔ ہر شہر ہر گاؤں ہر بستی کی مساجد میں قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ بچے اور عورتیں قرآن جانتے تھے اور اس کے لکھے ہوئے نسخے ان کے پاس موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ تھا وہ صرف ایک جماعت تھے اور ایک ہی دین سے وابستہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اڑھائی سال رہی ان کی خلافت میں فارس روم کے بعض حصص اور یرمہ کا علاقہ بھی اسلامی قلم رو میں شامل ہوا قرآن عزیز کی قرأت میں مزید اضافہ ہوا لوگوں نے قرآن مقدس کو لکھا۔ حضرت ابی بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوزر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہم نے قرآن مجید کے نسخے لکھے اور جمع کئے ہر شہر میں قرآن مجید کے نسخے موجود تھے اور ان ہی میں پڑھا جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا صورت حال بدستور تھی ان کی خلافت میں مسئلہ اور اسود عسلی کا فتنہ کھڑا ہوا، یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا کھلے طور پر اعلان کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا۔ بعض قبائل نے کچھ دن ارتداد اختیار کیا لیکن ان ہی قبائل کے مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک سال نہیں گزرنے پایا تھا کہ فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور حالات بدستور اعتدال پر آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینت بخشی۔ فارس پورا فتح ہو گیا۔ شام، الجزائر، مصر اور افریقہ کے بعض علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے۔ مسجدیں تعمیر ہوئیں قرآن عزیز پڑھا جانے لگا، تمام ممالک میں قرآن عزیز کے مخطوطے شائع ہوئے، مشرق و مغرب تک مکاتب میں علماء سے لے کر بچوں تک قرآن کی تلاوت ہونے لگی، پورے دس سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسلام میں کبھی اختلاف نہ تھا وہ ایک ہی ملت کے پابند تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت مصر، عراق، شام، یمن کے علاقوں میں کم از کم قرآن عزیز کے ایک لاکھ نسخے شائع ہو چکے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی فتوحات اور بھی وسیع ہوئیں اور قرآن عزیز کی اشاعت مفتوحہ ممالک میں وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ قرآن مجید کے شائع شدہ نسخوں کا اس وقت شمار ناممکن ہو گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اختلافات کا دور شروع ہوا اور روافض کی تحریک نے زور پکڑا اور روافض ہی کی وجہ سے قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اعتراضات اور شبہات شروع ہوئے، صورت حال یہ تھی کہ نابھہ اور زہیر کے اشعار میں کوئی کمی بیشی کر دے تو یہ ممکن نہیں، دنیا میں اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ قرآن مجید کا معاملہ تو اور بھی مختلف ہے۔ اس وقت قرآن مجید اندلس، بربر، سوڈان، کابل، خراسان، ترک اور صقلیہ اور ہندوستان تک پھیل چکا تھا۔ اس سے روافض کی حماقت ظاہر ہوئی وہ قرآن مجید کی جمع و تالیف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو متمم کہتے ہیں یہی حال مسیحی اور سماجی مشنریوں کا ہے۔ یہ لوگ روافض سے سیکھ کر قرآن مجید کو اپنے نوشتوں کی طرح محرف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان حالات میں کمی و بیشی ایک حرف کی بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص کے لئے ناممکن تھی۔ روافض اور ان کے تلامذہ کی یہ غلط بیانی یوں بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ سال نو ماہ تک با اختیار خلیفہ رہے اور ان کے بعد حضرت حسن ہوئے۔ انہوں نے قرآن کے بدلنے کا حکم نہیں دیا نہ ہی اپنی حکومت میں قرآن عزیز کا دوسرا صحیح نسخہ شائع فرمایا۔ یہ کیسے باد کر لیا جائے کہ پوری اسلامی قلم رو میں غلط اور محرف قرآن پڑھا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے آسانی سے گوارہ کریں۔ (مختصر الفصل فی الملل والنحل، ابن حزم) حافظ ابن حزم نے قرآن عزیز کی حفاظت کے متعلق یہ بیان مسیحی اور روافض کی غلط بیانیوں کے متعلق لکھا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک شائع ہوتی رہیں، شیعہ چونکہ مسلمان کہلاتے تھے اور تقیہ کا رواج ان کے ہاں عام تھا اس لئے اس قسم کا مضموم لڑیچہ رواۃ کی غلطی سے اہل سنت کی روایات میں بھی آگیا گو محدثین نے ایسی روایات کی

حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور ان کے کذب اور وضع کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ فن حدیث کے ماہر ان روایات اور آثار کی حقیقت کو سمجھتے ہیں لیکن ابن حزم نے اصولی اور اتفاقی جواب دیا ہے کہ اس عظیم الشان تواتر کے سامنے اس مشکوک ذخیرہ روایات کی اہمیت نہیں، اس لئے جب تعارض ہی نہیں تو تطبیق اور ترجیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ناقل خلیل احمد رازی ولد حضرت مولانا محمد داؤد راز مدظلہ العالی رہبواہ
ضلع گوڑ گاؤں (ہریانہ)

الحمد لله ماہ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ کا دوسرا عشرہ ہے، عصر کا وقت ہے۔ آج اس پارے کی تسوید ختم کر رہا ہوں مجھ کو خود معلوم نہیں کہ اس پارے کے ہر ایک لفظ کو میں نے کتنی کتنی دفعہ پڑھا ہے اور حک و اضافہ کے لئے کتنی مرتبہ قلم کو استعمال کیا ہے، پھر بھی انسان ہوں، کم فہم ہوں، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس اہم خدمت میں جو بھی کوتاہی ہوئی ہو اللہ پاک اسے معاف کرے۔ امید ہے کہ مخلص علماء کرام بھی کوتاہیوں کے لئے چشم غفو سے کام لیں گے اور پر خلوص اصلاح فرما کر میری دعائیں حاصل کریں گے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے اس اہم کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی پورا کر دیا ہے تیسرے حصہ کو بھی جو پارہ ۲۱ سے شروع ہو کر ۳۰ پر ختم ہو اسے بھی پورا کر دیجئے۔ میری عمر مستعار کو اس قدر مہلت عطا فرمائیو کہ بہ شرف تکمیل سے مشرف ہو سکوں اور قیامت کے دن اپنے جملہ معاونین کرام و ہمدردان عظام کو ہمراہ لے کر لواءِ حم کے نیچے حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں دربار نبوی میں حوض کوثر پر حاضری دیکر یہ حقیر خدمت پیش کر سکوں اور ہم کو آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب ہو۔ دینا

تقبل منا انک انت السميع العليم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین امین ثم امین۔

ناچیز خادم حدیث نبوی محمد داؤد ولد عبداللہ راز السلفی موضع رہبواہ ضلع گوڑ گاؤں ہریانہ (بھارت) (۷۴-۳-۶)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکیسواں پارہ

باب سورۃ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

(تشریح از مترجم)

اس سورت کا سب سے زیادہ مشہور نام فاتحہ الکتاب یا الفاتحہ ہے۔ فاتحہ ابتدا اور شروع کو کہتے ہیں، چونکہ ترتیب خطی میں یہ سورت قرآن مجید کے ابتدا میں ہے اس لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا۔ فاتحہ کے معنی کھولنے والی کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ سورت قرآن مجید کے علوم بے پایاں کی چابی ہے، اس لئے بھی اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس سورت کے اور بھی کئی ایک نام ہیں۔ مثلاً ام الکتاب اور ام القرآن چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ سمیت ام الكتاب لانه يبدأ بكتابها في المصاحف ويبدأ بقراءتها في الصلوة۔ سورۃ فاتحہ کا نام ام الکتاب اس لئے رکھا گیا کہ قرآن شریف کی کتابت کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے اور نماز میں قرأت بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ ام القرآن اسے اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی اصل اور جملہ مقاصد قرآن پر مشتمل ہے۔ سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے یا یوں کہئے کہ سارا قرآن شریف اسی کی تفسیر ہے۔ اس سورہ شریفہ کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے یعنی ایسی سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں چونکہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور اسے نماز کی ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے اس لئے خود اللہ پاک نے قرآن شریف کی آیت شریفہ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: ۸۷) میں اس کا نام السبع المثانی اور القرآن العظیم رکھا ہے یعنی اے نبی! ہم نے آپ کو ایک ایسی سورت دی ہے جس میں سات آیات ہیں (جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور جو عظمت و ثواب کی بڑائی کے لحاظ سے سارے قرآن شریف کے برابر ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس سے دس ہزار مسائل نکلتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اس سورہ شریفہ کا نام ”الصلوة“ بھی ہے۔ چنانچہ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں مذکور ہے کہ قسمت الصلوة بینی وبنی عبدی نصفین ولعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین قال الله حمدنی عبدی الحدیث (مسلم) یعنی اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے درمیان اور اپنے بندے کے درمیان نصفاً نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ پس جب بندہ الحمد لله رب العلمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ثناء بیان کی اور جب بندہ مالک يوم الدين کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ہی شان بیان کی اور جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس آیت کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا آخر تک۔ اس حدیث میں نہایت صراحت کے ساتھ ”الصلوة“ سے سورۃ فاتحہ کو مراد لیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کی مکمل روح سورۃ فاتحہ کے اندر مضمر

ہے۔

حمد و ثناء، حمد و دعا، یادِ آخرت و صراطِ مستقیم کی طلب، گمراہ فرقوں پر نشانِ دہی یہ تمام چیزیں اس سورہ شریفہ میں آگئی ہیں اور یہ تمام چیزیں نہ صرف نماز بلکہ پورے اسلام کی اور تمام قرآن کی روح ہیں۔ اس سورہ شریفہ کو ”الصلوة“ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ صحت نماز کی بنیاد اسی سورہ شریفہ کی قرأت پر موقوف ہے اور نماز کی ہر ایک رکعت میں خواہ نماز فرض ہو یا سنت یا نفل، امام و مقتدی سب کے لئے اس سورہ شریفہ کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب امام او غير امام رواه البيهقي في كتاب القراءة - حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ امام ہو یا مقتدی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (تفصیل کے لئے قرآن شریف ثانی ترجمہ کا ضمیمہ ص ۲۰۸ والا مطالعہ کرو)

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فان قرأتها فريضة وهي ركن تبطل الصلوة بتركها (فنية الطالين ص: ۸۵۳) نماز میں اس سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ اس کا ایک ضروری رکن ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تمام قرآن میں سے صرف اسی سورت کو نماز میں بطور رکن کے مقرر کیا گیا اور باقی قرأت کے لئے اختیار دیا گیا کہ جہاں سے چاہو پڑھ لو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں آسان، مضمون میں جامع اور سارے قرآن کا خلاصہ اور ثواب میں سارے قرآن کے ختم کے برابر ہے۔ اتنے اوصاف والی قرآن کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔

اس سورت کے ناموں میں سے سورہ الحمد اور سورہ الحمد للہ رب العالمین بھی ہے۔ (بخاری و دارقطنی) اس لئے کہ اس میں اصولی طور پر خدائے تعالیٰ کی تمام محامد ممد مذکور ہیں اور اس کو الشفاء والرقیہ بھی کہا گیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے (دارمی، ص: ۴۳۰) آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ایک موقع پر ایک صحابی نے ایک سانپ ڈسے شخص پر اس سورہ سے دم جھاڑا کیا تھا تو اسے شفا ہو گئی تھی (بخاری)

ان ناموں کے علاوہ اور بھی اس سورہ شریفہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً الكنز (خزانہ) الاساس بنیادی سورہ الکافیہ (کافی وانی) الشافیہ (ہر بیماری کے لئے شفا) الوافیہ (کافی وانی) الفکر (شکر) الدعاء (دعا) تعلیم المسئلہ (اللہ سے سوال کرنے کے آداب سکھانے والی سورت) المناجاة (اللہ سے دعا) التفویض (جس میں بندہ اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے) اور بھی اس کے کئی ایک نام مذکور ہیں یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اعطيت فاتحة الكتاب من تحت العرش (الحسن) یعنی یہ وہ سورت ہے جسے میں عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے دیا گیا ہوں جس کی مثال کوئی سورت نہ تو ریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں یہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم جو مجھے عطا ہوئی (دارمی، ص: ۴۳۰) ایسا ہی بخاری شریف کتاب التفسیر میں مروی ہے۔

سنن ابن ماجہ و مسند احمد و متدرک حاکم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ حضرت میرے بیٹے کو تکلیف ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اسے آسیب ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر سورہ فاتحہ اور دیگر آیات سے دم کیا تو وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا گویا کہ اسے کوئی بھی تکلیف نہ تھی۔ (حصن حصین، ص: ۱۷۱)

خلاصہ یہ کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کے لئے بطور دم کے استعمال کی جاسکتی ہے اور یقیناً اس سے شفا حاصل ہوتی ہے مگر اعتقادِ راسخ شرطِ اول ہے کہ بغیر اعتقادِ صحیح و ایمان باللہ کے کچھ بھی حاصل نہیں نیز اس سورہ شریفہ میں اللہ ہی کی عبادت بندگی کرنے اور ہر قسم کی مدد اللہ ہی سے چاہنے کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے اس پر بھی عمل و عقیدہ ضروری ہے۔ جو لوگ اللہ پاک کے ساتھ عبادت میں پیروں، فقیروں، زندہ مردہ بزرگوں، نبیوں، رسولوں یا دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کرتے ہیں وہ سب اس سورہ شریفہ کی روشنی میں

حقیقی طور پر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے ماننے والے اس پر ایمان و عقیدہ رکھنے والے نہیں قرار دیئے جاسکتے، سچے ایمان والوں کا سچے دل سے اللہ کے سامنے یہ عہد ہونا چاہئے۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین یعنی اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

غیروں سے مدد مانگنی مگر تجھ کو چاہئے
ایاک نستعین زبالت پر نہ لائیے

صراط مستقیم جس کا ذکر اس سورہ شریفہ میں کرتے ہوئے اس پر چلنے کی دعا ہر مومن مسلمان کو سکھلائی گئی ہے وہ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ہے جن کا رکن اعظم صرف خدائے واحد کو اپنا رب و مالک و پروردگار جاننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا کہ انہوں نے بحکم خدا بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم یعنی بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے صرف اسی اکیلے کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ سورہ یس شریف میں ہے۔ وان اعبدونی هذا صراط مستقیم یعنی صرف میری ہی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے، اسی طرح توحید الہی پر تجھے رہنے اور شرک نہ کرنے، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے، اولاد کو قتل نہ کرنے، ظاہری اور باطنی خواہش کے قریب تک نہ پھٹکنے، ناحق خون نہ کرنے، ناپ تول کو پورا کرنے، یتیموں کے مال میں بے جا تصرف نہ کرنے، عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورے کرنے کی تاکید شدید کے بعد فرمایا وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل (الایہ) یعنی یہی میری سیدھی راہ ہے جس کی پیروی کرنی ہو گی۔ یہی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ پاک کے انعامات کی بارش ہوئی جس سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مراد ہیں۔ دین الہی میں جس کے ارکان اوپر بیان ہوئے کی و زیادتی کرنے والوں کو مغضوب و ضالین کہا گیا ہے یہود و نصاریٰ اسی لئے مغضوب و ضالین قرار پائے کہ انہوں نے دین الہی میں کمی و بیشی کر کے سچے دین کا حلیہ بدل کر رکھ دیا پس صراط مستقیم پر چلنے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا کرنا اور دین میں کمی و بیشی کرنے والوں کی راہ سے بچنے رہنے کی دعا مانگنا اس سورہ شریفہ کا یہی خلاصہ ہے۔

فضائل آمین

سورہ فاتحہ کے ختم پر جبری نمازوں میں جبر سے یعنی بلند آواز سے اور سری نمازوں میں آہستہ آہستہ آمین کہنا سنت رسول ہے۔ آمین ایسا مبارک لفظ ہے کہ ملت ابراہیمی کی ہر سہ شاخوں میں یعنی یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام میں دعا کے موقع پر اس کا پکارتا پایا جاتا ہے اور یہ عبادت گزار لوگوں میں قدیمی دستور ہے آمین کا لفظ عبرانی الاصل ہے اس کا مطلب یہ کہ یا اللہ! جو دعا کی گئی ہے اسے قبول کر لے۔ احادیث صحیحہ سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ جبری نمازوں میں رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد لفظ آمین کو زور سے کہا کرتے تھے۔ بعض روایات میں یہاں تک ہے کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کے علاوہ بہت سے تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ دین، مجتہدین آمین باہر کے قائل و عامل ہیں۔ مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اس آمین باہر ہی کو وجہ نزاع بنا کر اہل اسلام میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور زیادہ تعجب ان علماء پر ہے جو حقیقت حال سے واقف ہونے کے باوجود جبکہ حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم سب ہی آمین باہر کے قائل ہیں اپنے ماننے والوں کو آمین باہر کی نفرت سے نہیں روکتے حالانکہ یہ چنانسنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا ہے اور سنت رسول سے نفرت کرنا خود رسول پاک ﷺ سے نفرت کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی (مہکوة) یعنی جو میری سنت سے نفرت کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یوں تو آمین باہر کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں مگر ہم صرف ایک ہی حدیث درج کرتے ہیں جس کی صحت پر دنیا جہان کے سارے محدثین کا اتفاق ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام

بخاری، حضرت امام مسلم، حضرت محمد، امام شافعی، امام داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب ہی نے طرق متعدده سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فامسوا فانه من والحق تامبہ تامين الملائکۃ فخرله ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول امین (مَوْطَأُ امام مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کے تو تم بھی آمین کو پس حقیقت یہ ہے کہ جس کی آمین کو فرشتوں کی آمین سے موافقت ہو گئی اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ امام ذہریؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خود بھی آمین کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کی آمین نہ سنے تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکتا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مقتدی کی آمین کو امام کی آمین سے وابستہ فرمایا ہے پس ظاہر ہوا کہ یہاں امام اور مقتدی ہر دو کو آمین باہم ہی کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ ایک حدیث اور ملاحظہ ہو:

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المفضوب علیہم ولا الضالکین وقال آمین ومد بها صوته (رواہ الترمذی)

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو سنا آپ نے جب غیر المفضوب علیہم ولا الضالکین پڑھا تو آپ نے اس کے ختم پر آمین کہی اور اپنی آواز کو لفظ آمین کے ساتھ کھینچا۔ (تلخیص الجیرج: ۱، ص: ۸۹) میں دفع بھا صوتہ بھی آیا ہے یعنی آمین کے ساتھ آواز کو بلند کیا۔

خلاصہ یہ کہ آمین باہم رسول کریم ﷺ کی سنت ہے آپ کی سنت پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور سنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا دونوں جہان میں ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سنت رسول پر زندہ رکھے اور اسی پر موت نصیب فرمائے آمین

ملک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۵۰۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا مجھ سے حبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو سعید بن معلیؒ نے کہ میں نماز میں مشغول تھا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اس لئے میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ اللہ کے رسولؐ جب تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر فوراً اللہ و رسول کے لئے لبیک کہا کرو۔ پھر آپ نے

۵۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ : كُنْتُ أَصَلِّي، فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أَجِبْهُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي. قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلَ اللَّهُ ﷻ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ ﷻ)). نَمْ قَالَ ((أَلَا أَعْلَمُكَ أَكْثَرَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ

فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت میں تمہیں کیوں نہ سکھا دوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر نکلنے سے پہلے آپ مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ سورت ”الحمد للہ رب العالمین“ ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ ”قرآن عظیم“ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

تفسیر قرآن مجید کے نازل فرمانے والے اللہ رب العالمین کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے کہ اس دور گرانی و ضعف قلبی و قلبی میں بخاری شریف مترجم اردو کے بیس پارے پورے کر کے تیسری منزل یعنی پارہ ۲۱ کا آغاز کر رہا ہوں، حالات بالکل ناسازگار ہیں پھر بھی اللہ پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کلام اور اپنے حبیب رسول کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کی خدمت و اشاعت کے لئے غیب سے سامان و اسباب مہیا کرے گا اور مثل سابق ان بھائی پاروں کی بھی تکمیل کرا کے اپنے پیارے بندوں اور بندوں کے لئے اس کو باعث رشد و ہدایت قرار دے گا۔ آخری عشرہ ماہ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ میں اس پارے کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ تکمیل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

سورہ فاتحہ کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اختصت الفاتحة بانها مبدء القرآن و حاوية لجميع علومه لاحتواءها على الشئ على الله والاقراء لعبادته والاحلاص له و سوال الهداية منه والاشارة الى الاعتراف بالعجز عن القيام بنعمه والى شان المعاد و بيان عاقبة الجاحدين (فتح الباری) یعنی سورہ فاتحہ کی یہ خصوصیات ہیں کہ یہ علوم قرآن مجید کا خزانہ ہے جو قرآن پاک کے سارے علوم کو حاوی ہے یہ ثناء علی اللہ پر مشتمل ہے اس پر عبادت اور اخلاص کے لئے بندوں کی طرف سے اظہار اقرار ہے اور اللہ سے ہدایت مانگنے اور اپنی عاجزی کا اقرار کرنے اور اس کی نعمتوں کے قیام وغیرہ کے ایمان افروز بیانات ہیں جو بندوں کی زبان سے اس سورہ شریفہ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اس سورت میں شان معاد کا بھی اظہار ہے اور جو لوگ اسلام و قرآن کے منکرین ہیں ان کے انجام بد پر بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ پہلے اس سورت کے متعلق ایک مفصل مقالہ دیا گیا ہے جس سے قارئین نے اس سورہ کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔

(۵۰۰۷) مجھ سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے معبد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک فوجی سفر میں تھے (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ پھر ایک لونڈی آئی اور کہا کہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہمارے قبیلے کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صحابی (خود ابو سعید) اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ہم کو معلوم تھا کہ وہ جھاڑ

۵۰۰۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ : كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا، فَتَزَلْنَا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ : إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٍ، وَإِنَّ نَفَرًا غَيْبَ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْتِيهِ بِرُقِيَّةٍ، فَرَفَاهُ قَبْرًا، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا : فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا

پھونک نہیں جانتے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو جھاڑا تو اسے صحت ہو گئی۔ اس نے اس کے شکرانے میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ جھاڑ پھونک کرے کے واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کیا تم واقعی کوئی منتر جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں میں نے تو صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ اچھا جب تک ہم رسول کریم ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لیں ان بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو۔ چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر آنحضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے کیسے جانا کہ سورہ فاتحہ منتر بھی ہے۔ (جاؤ یہ مال حلال ہے) اسے تقسیم کر لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا۔ اور عمر نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ ہم سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہی واقعہ بیان کیا۔

باب سورہ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔

(۵۰۰۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی انہیں سلیمان بن مہران نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبد الرحمن بن یزید نے، انہیں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (سورہ بقرہ میں سے) جس نے بھی دو آخری آیتیں پڑھیں۔ (دوسری سند)۔

(۵۰۰۹) اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے منصور بن محمّد نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

لَهُ أَكُنْتُ تُحْسِنُ رُقِيَّةً أَ كُنْتُ تَرْقِي قَالَ : مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا : لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَلَمَّا قَدَمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((وَمَا كَانَ يُذَرِّيهِ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ؟ افْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسْهُمْ)). وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا .

[راجع: ۲۲۷۶]

۱۰- باب فضل سورة البقرة

۵۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ)).

[راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ

كَفَّاهُ)). [راجع: ۴۰۰۸]

(۵۰۱۰) اور عثمان بن عثیم نے کہا کہ ہم سے عوف بن ابی جلیلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ پورا قصہ بیان کیا (مفصل حدیث اس سے پہلے کتاب الوکالتہ میں گزر چکی ہے) (جو صدقہ فطر چرانے آیا تھا) اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس بھی نہ آسکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ سے بیان کی تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے تمہیں یہ ٹھیک بات بتائی ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔

۵۰۱۰۔ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ : لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَصَّ الْحَدِيثَ، فَقَالَ : ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَفْرُتُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ - صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [راجع: ۲۳۱۱]

تشریح سورۃ بقرہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے جسے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ذبح کیا گیا تھا۔ اسی گائے سے اس سورت کو موسوم کیا گیا۔ احکام و منہیات اسلام کے لحاظ سے یہ بڑی جامع سورت ہے جس کے فضائل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس کی آخری دو آیت اور آیت الکرسی کی فضیلت بیان کر کے پوری سورت کے فضائل پر اشارہ فرمادیا ہے وہیہ کفایۃ لمن له درایۃ۔

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے کافی ہونے کا مطلب بعض حضرات نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان کو پڑھ لے گا اس کے واسطے یہ پڑھنا رات کے قیام کا بدل ہو جائے گا اور تہجد کا ثواب اسے مل جائے گا۔ حضرت عثمان بن عثیم والی روایت کو اسماعیل اور ابو نعیم نے وصل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا قصہ کتاب الوکالتہ میں بھی گزر چکا ہے۔ پہلے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی عاجزی اور محتاجی پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگا کہ میں بال بچے والا بہت ہی محتاج ہوں۔ دوسرے دن پھر آیا اور کھجوریں چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بہت عاجزی کرنے لگا انہوں نے چھوڑ دیا۔ تیسرے دن پھر آیا اور چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سختی کی اور گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت عاجزی کی اور آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی کا ذکر وہ وظیفہ بتلایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورۃ البقرہ کی فضیلت میں صرف یہی روایت لائے ہیں ورنہ اس سورت کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ قرآن پاک کی یہ سب سے بڑی سورت ہے اور مضامین کے لحاظ سے بھی یہ ایک بحرِ ذخار ہے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں فافراؤ ہما وعلموہما ابناء کم ونساء کم فانہما قرآن وصلوۃ ودعا (فتح) یعنی ان آیات کو خود پڑھو، اپنے بچوں اور عورتوں کو سکھاؤ یہ آیات مغز قرآن ہیں، یہ نماز ہیں اور یہ دعا

ہیں۔

۱۱- باب فضل الکھف

باب سورہ کف کی فضیلت کے بیان میں

(یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں)

(۵۰۱۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (اسید بن خفیر) سورہ کف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک ابرو پر سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (ابر کا ٹکڑا) سکیئہ تھا جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترتا تھا۔

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ النَّبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِسَطْنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَذْنُو وَتَذْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((تِلْكَ السُّكَيْنَةُ تَنْزَلُ بِالْقُرْآنِ)). [راجع: ۳۶۱۴]

تفسیر کف غار کو کہتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چند نوجوان شرک سے بیزار ہو کر توحید کے شیدائی بن گئے تھے مگر حکومت اور عوام نے ان کا پیچھا کیا لہذا وہ پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے۔ جن کا تفصیلی واقعہ اس سورت میں موجود ہے، اس لئے اسے لفظ کف سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کے بھی بہت سے فضائل ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان اسے ہر جمعہ کو تلاوت کرے گا اللہ اسے فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث مذکورہ سے بھی اس کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۲- باب فضل سورۃ الفتح

باب سورہ فتح کی فضیلت کا بیان

یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔

(۵۰۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد اسلم نے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ پوچھا۔ لیکن آنحضرت نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے آپ کو) کہا تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضور ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور آنحضرت

۵۰۱۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ اسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ. فَقَالَ عُمَرُ نَكَلْتِكَ أُمًّا نَزَوْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ. قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكَتُ

بَعْرِى حَتَّى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ
يَنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ
صَارِحًا يَصْرُخُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ
أَنْ يَكُونَ نَزْلٌ فِيَّ قُرْآنٌ، قَالَ: فَجِئْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ:
(لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهَا أَحَبُّ
إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ:
﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾)).

[راجع: ۴۱۷۷]

نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر
میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہو گیا (آپ کے برابر
چلنا چھوڑ دیا) مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں
کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے
ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کچھ وحی نازل ہو
گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں رسول کریم ﷺ کی
خدمت میں آیا اور میں نے آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے
بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر! آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل
ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا

ہے۔ پھر آپ نے سورہ انفحات الک فتوحا میں آتی تلاوت فرمائی

اس سورت کی فضیلت کے لئے یہ حدیث کافی دانی ہے، اس کا تعلق صلح حدیبیہ سے ہے جس کے بعد فتوحات اعلیٰ کا
دروازہ کھل گیا۔ اس لحاظ سے اس سورت کو ایک خاص تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

باب سورہ قل ہو اللہ احد کی فضیلت کا بیان

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے نقل کی ہے۔

۱۳- باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ﴾

فِيهِ عَمْرَةٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

جو مکہ میں نازل ہوئی اور اس سورت میں تین آیات ہیں۔

(۵۰۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام
مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی
صعصعہ نے، انہیں ان کے والد عبد اللہ نے اور انہیں حضرت ابو
سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (خود ابو سعید خدری) نے ایک
دوسرے صحابی (قنادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ
رات کو سورہ قل ہو اللہ بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی (ابو
سعید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ
سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہو
گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔

۵۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ،
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا
سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾
يُرَدُّهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ
يَقَالُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

[طرفاء فی: ۶۶۴۳، ۷۳۷۴]

(۵۰۱۴) اور ابو معمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سحری کے وقت سے کھڑے قل ہو اللہ احد پڑھتے رہے۔ ان کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

اس سورت سے خصوصی محبت اور اس کا ورد وظیفہ ترقیات دارین کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس میں توحید خالص کا بیان اور جملہ اقسام شرک کی مذمت اور عقائد باطلہ کی نکتہ کی ہے۔

تشریح یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی اس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور ہر رکعت میں قرأت قل ہو اللہ احد پڑھتا کرتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اللہ پاک بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ قل ہو اللہ کی محبت نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جو شخص سوتے وقت سو بار قل ہو اللہ احد کو پڑھ لیا کرے قیامت کے دن پروردگار فرمائے گا میرے بندے! جنت میں داخل ہو جا جو تیرے داہنے طرف ہے۔ اس سورت کے تین بار پڑھ لینے سے پورے قرآن مجید کے ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔

(۵۰۱۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک مشرقی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آنحضرت نے اس پر فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔ محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ امام بخاری نے کہا ابراہیم نخعی کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے (ابراہیم نے ابوسعید سے نہیں

۵۰۱۴- وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ نَعْمَانَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

۵۰۱۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَيَعِزُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ)). فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَئِنَّا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). قَالَ الْفَرَبَرِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حَاتِمٍ وَزَادَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مَرْسَلًا، وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدًا.

سنا) لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابو سعید سے متصل ہے۔

اسی لئے حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نکالا اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی تو حضرت امام بخاریؒ اس کو نہ لاتے کیونکہ وہ منقطع ہے۔ امام بخاری اور اکثر اہل حدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں (وحیدی) اس سورت کو سورۃ اخلاص کا نام دیا گیا ہے اس کی فضیلت کے لئے یہ احادیث کافی ہیں جو حضرت امامؒ نے یہاں نقل فرمائی ہیں۔

باب معوذات کی فضیلت کا بیان

(۵۰۱۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسری نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انیس ابن شہاب نے، انیس عروہ بن زبیر نے اور انیس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اسے اپنے اوپر دم کرتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا) پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں سے برکت کی امید میں آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

معوذات سے تین سورتیں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تاثیر فی الواقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احق نام نہاد عالموں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھو منتر کرتے اور قرآنی اکسیر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

(۵۰۱۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا، اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔

۱۴- باب فَضْلِ الْمُعُذَّاتِ

۵۰۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعُذَّاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا. [راجع: ۴۴۳۹]

معوذات سے تین سورتیں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تاثیر فی الواقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احق نام نہاد عالموں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھو منتر کرتے اور قرآنی اکسیر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

۵۰۱۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

تَشْنِجُ | ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ: وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں پھر فرمایا کہ: تو انہوں نے قل ہو اللہ احد پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ: پھر قل اعدو رب الفلق پڑھی آپ نے پھر یہی فرمایا تو قل اعدو رب الناس پڑھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں۔

۱۵- باب نزول السکینۃ باب قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کے

اترنے کا بیان

(۵۰۱۸) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ابیہامہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے جب تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابنِ حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سراپا اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔ اور ابن ابیہامہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے

وَالْمَلَائِكَةُ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.

۵۰۱۸- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَقُرْسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَأَ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ)). قَالَ : فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ : ((وَتَذَرِي مَا ذَٰلِكَ؟)) قَالَ : لَا. قَالَ : ((بَلَّكَ الْمَلَائِكَةُ دَنْتَ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لَا تَوَارَى مِنْهُمْ)). قَالَ ابْنُ الْهَادِ، وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبَّابٍ، عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.
بیان کی ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے۔

فرشتے غیر مرئی مخلوق ہیں اس لئے اللہ پاک نے اس موقع پر بھی ان کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس سے سورۃ بقرہ کی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی۔

۱۶- باب مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّقَّتَيْنِ
باب اس کے بارے میں جس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے جو قرآن ترکہ میں چھوڑا وہ سب مصحف میں دو لحوں کے درمیان محفوظ ہے، اس کا کہنا یہ صحیح ہے۔

(۵۰۱۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اس قرآن کے سوا کوئی اور بھی قرآن چھوڑا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو دفتیوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے۔ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنیفہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو دفتیوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔

٥٠١٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ:
دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ
بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ
مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفْتَيْنِ. قَالَ: وَدَخَلْنَا
عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: مَا
تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفْتَيْنِ.

نتیجہ حضرت امام بخاریؒ نے یہ دونوں اثر لا کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت علیؓ کی امامت کا ذکر اترا تھا مگر ان آیات کو صحابہؓ نے نکال ڈالا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جو آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور محمد بن ضیفہ کو جو حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں ان باتوں کی خبر نہ ہو تو اور لوگوں کو کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رافضیوں کا گمان غلط ہے (وحیدی)

اس سے ان رافضیوں کا رد منظر ہے جو کہتے ہیں یہ پورا قرآن نہیں ہے کئی سورتیں جو حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اتری تھیں معاذ اللہ صحابہؓ نے ان کو نکال ڈالا ہے اور ایک شیعہ نے اپنی ایک کتاب میں ایک سورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر موسوم کر کے سورہ علی کے نام نقل کر ڈالی ہے اس کا شروع یہ ہے یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین انزلنا ہما یطوآن علیکم آیاتی و یحذرانکم عذاب یوم عظیم الخ معاذ اللہ یہ ساری عبارت بالکل مہمل ہے جسے دیکھنے ہی سے اس کے گھڑنے والے کی حماقت معلوم ہوتی ہے۔ آج کل بھی بہت سے شیعہ حضرات ابہام باطلہ میں گرفتار ہیں جن کا خیال ہے کہ قرآن شریف کے دس پارے غائب کر دیئے گئے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الانحرافات۔

باب قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر کس قدر ہے؟

۱۷- باب فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جسے امام ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خود اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے حدیث فان خیر الحدیث کتاب اللہ کا یہی مطلب ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کلام الملوک ملوک الکلام بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے۔

(۵۰۲۰) ہم سے ابو خالد بدہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو (مومن) قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

۵۰۲۰- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْتَمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ لَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، كَمَثَلِ الْخَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلَا رِيحَ لَهَا)).

[أطرافه في : ۵۰۵۹، ۵۴۲۷، ۷۵۶۰]

شرح اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس میں قاری کی فضیلت مذکور ہے اور یہ فضیلت قرآن ہی کی وجہ سے ہے تو اس قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۵۰۲۱) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانو! گزری امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر ایسی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا کہ ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دوپہر دن تک کون کرے گا؟ یہ کام

۵۰۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِّنْ خَلَا مِنَ الْأَمَمِ، كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ

یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ یہود و نصاریٰ قیامت کے دن کہیں گے ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوری کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہارا حق کچھ مارا گیا، وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔

عَلَى قِرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ : مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِرَاطَيْنِ قِرَاطَيْنِ، قَالُوا : نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلَى عَطَاءً، قَالَ : هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا : لَا. قَالَ : فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتَ)).

[راجع: ۵۵۷]

مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت طویل تھیں اور تمہاری عمریں چھوٹی ہیں۔ اگلی امتوں کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے لے کر مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے کام زیادہ کرنے سے یہود و نصاریٰ کا مجموعی وقت مراد ہے یعنی صبح سے لے کر عصر تک یہ اس وقت سے کہیں زائد ہے جو عصر سے لے کر مغرب تک ہوتا ہے۔ اب اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پورا نہ ہو گا۔

۱۸- باب الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ باب کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کا بیان

وصیت مبارکہ کے الفاظ یوں منقول ہیں ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسککم بہما کتاب اللہ وسنتی (او کما قال) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان ہر دو پر کار بند رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے دوسری چیز میری سنت یعنی حدیث ہے۔ فی الواقع جب تک مسلمان صرف ان دو پر کار بند رہے ان کا دنیا بھر میں طوطی بولتا تھا اور جب سے ان سے منہ موڑ کر اور تقلید شخصی میں پھنس کر آراء الرجال اور قبل و قال کے پیچھے لگے فرقوں فرقوں میں تقسیم ہو کر تباہ ہو گئے اور و تحسبہم جمیعاً و قلوبہم شنی۔

(۵۰۲۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے، کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے سوال کیا کیا نبی کریم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

۵۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ : لَا، فَقُلْتُ : كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ، أَمَرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصَ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

[راجع: ۲۷۴۰]

وصیت کی نفی سے مراد ہے کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے باب میں کوئی وصیت نہیں کی اور اثبات سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی یا اس کی تعلیم یا دشمن کے ملک میں نہ جانے کی وصیت کی تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہے گا۔

(وحیدی) حدیث میراث نازل ہونے کے بعد مال میں مطلق وصیت کرنا منسوخ ہو گیا۔

۱۹- باب مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى :
﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ﴾
باب اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو خوش
آوازی سے نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ ”کیا ان کے
لئے کافی نہیں ہے وہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی جو ان پر
پڑھی جاتی ہے۔“

طبری نے یحییٰ سے نکالا کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں، لے کر آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف
ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت اتری آیت سے ان لوگوں کا بھی رد
ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر قیل و قال اور آراء الرجال کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور وہ بھی مراد ہیں جو کتاب و سنت سے منہ
موڑ کر غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

۵۰۲۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((لَمْ يَأْذَنْ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ
لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)). وَقَالَ
صَاحِبُ لَهُ: يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.
[أطرافه في: ۵۰۲۴، ۷۴۸۲، ۷۵۴۴].
(۵۰۲۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد
نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان
کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں
سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے
ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا ایک دوست
عبدالحمید بن عبد الرحمن کہتا تھا کہ اس حدیث میں یتغنی بالقرآن
سے یہ مراد ہے کہ اچھی آواز سے اسے پکار کر پڑھے۔

تفسیر شریح
ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی تلاوت میں کس طرح کی آواز سب سے زیادہ پسند ہے؟
آنحضرتؐ نے فرمایا ”جس تلاوت سے اللہ کا ذکر پیدا ہو۔“ یہ بھی روایت ہے کہ قرآن مجید کو اہل عرب کے لہجہ اور
ان کی آواز کے مطابق پڑھو۔ گانے والوں اور اہل کتاب کے لب و لہجہ سے قرآن مجید کی تلاوت میں پرہیز کرو، میرے بعد ایک قوم
ایسی پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو گویوں کی طرح گا کر پڑھیں گے، یہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور ان کے دل فتنے
میں مبتلا ہوں گے۔ ”ایسی تلاوت قطعاً منع ہے جس میں گویوں کی نقل کی جائے۔ اس ممانعت کے باوجود آج پیشہ ور قاریوں نے قرأت
کے موجودہ طور و طریق جو ایجاد کئے ہیں ناقابل بیان ہیں اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

۵۰۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ
(۵۰۲۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ بن
عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے

لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)). قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَفْنِي بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]
نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔
سفیان بن عیینہ نے کہا یغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر قناعت
کرے۔

تشیع اب مخالف کتابوں یا دنیا کے مال و دولت کی اس کو پرواہ نہ رہے اور قرآن ہی کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھے۔ خوش
آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ متوسط آواز سے پڑھنا۔ خوش آوازی سے یہ مراد
نہیں کہ گانے کی طرح پڑھے۔ مالکیہ نے اسے حرام کہا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ
کسی حرف کے نکالنے میں خلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر ہو جائے تو بلاجماع حرام ہے۔

۲۰۔ باب اغْتَبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ
۵۰۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ
آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ،
وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). [طرفه فی: ۷۵۲۹].
۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا
رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ، سَمِعْتُ
ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ
فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ،
فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ
مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ
لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ
مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)).

باب قرآن مجید پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے
(۵۰۲۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے
بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ رشک تو بس دو
ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک تو اس پر جسے اللہ نے قرآن مجید کا علم
دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہا
اور دوسرا آدمی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر
رات دن خیرات کرتا رہا۔
(۵۰۲۶) ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،
ان سے سلیمان نے، انہوں نے کہا میں نے ذکوان سے سنا اور انہوں
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا
رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے
قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا
پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور
میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ
اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے
کہ کاش میرے پاس بھی اس کے جتنا مال ہوتا اور میں بھی اس کی
طرح خرچ کرتا۔

[أطرافه في : ٧٢٣٢، ٧٥٢٨].

اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے رشک یعنی دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی ہے اس کی آرزو کرنا یہ درست ہے، حد درست نہیں۔ حد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ حد بہت ہی برا مرض ہے جو انسان کو اور اس کی جملہ نیکیوں کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔

۲۱- باب خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

باب تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے

قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے الفاظ پڑھنا سیکھنا بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھ پھر ان کے معنی پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن میں دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہے اس کا درجہ سارے مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمن گنج فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے یعنی اذکار اور نوافل میں مصروف رہے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن کے الفاظ اور مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے۔ حقیقت میں علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر ساری درویشی اور زہد کا دار و مدار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی جاہل کو کبھی اپنا ولی نہیں بنایا جاہل سے مراد وہ شخص ہے جس کو بقدر ضرورت بھی قرآن و حدیث کا علم نہ ہو۔

۵۰۲۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . قَالَ : وَأَقْرَأُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي امْرَأَةٍ بِنِ امْرِئَةٍ عَنْهُ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ : وَذَلِكَ الَّذِي أَفْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا . [طرفه في : ٥٠٢٨].

۵۰۲۷- ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے اور انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لئے) بٹھا رکھا ہے۔

آج بھی کتنے خوش قسمت بزرگ ایسے ملیں گے جنہوں نے تعلیم قرآن میں اپنی ساری عمروں کو ختم کر دیا ہے بلکہ اسی حال میں وہ اللہ سے جا ملے ہیں رحمہ اللہ اجمعین۔

۵۰۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . [راجع : ٥٢٧]

۵۰۲۸- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

(۵۰۲۹) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول (کی رضا) کے لئے ہمہ کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے عورتوں سے نکاح کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر انہیں (میرے) ایک کپڑا لاکے دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر انہیں کچھ تو دو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ اس پر بہت پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہ تھی) آنحضرت نے فرمایا اچھا تم کو قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر میں نے تمہارا ان سے قرآن کی ان سورتوں پر نکاح کیا جو تمہیں یاد ہیں۔

تشیخ آنحضرت ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھلا دے یہی مرہ ہے۔ اس حدیث کی مزید تشریح کتاب النکاح میں آئے گی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپ نے قرآن کی عظمت اس طرح سے ظاہر کی کہ وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے۔ (وحیدی)

باب زبانی قرآنی مجید کی تلاوت کرنا

(۵۰۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہمہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ آنحضرت نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مرہ کے

۵۰۲۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: زَوْجِيبَهَا. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا ثَوْبًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). قَالَ: كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: ((فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

۲۲- باب الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

۵۰۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهْبَ لَكَ نَفْسِي. فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَّوْجِيبَهَا.

لئے) بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے، وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تہمد میرے پاس ہے۔ حضرت سلؓ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ ان صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دید دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہمد کا وہ کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں، سورتیں مجھے یاد ہیں؟ انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

[راجع: ۲۳۱۰]

تَشْرِیح انتہائی ناداری کی حالت میں آج بھی یہ حدیث دین کے آسان ہونے کو ظاہر کر رہی ہے۔ مگر صد افسوس کہ فقہاء کی خود ساختہ حد بندیوں نے دین کو بے حد مشکل بلکہ ناقابل عمل بنا دیا ہے، اس سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کی بھی فضیلت نکلتی ہے۔ مبارک ہیں وہ مسلمان جن کو قرآن مجید پورا بر زبان یاد ہے اللہ پاک عمل کی بھی سعادت نصیب کرے آمین۔

باب قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا

(۵۰۳۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اور

فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)). فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَذْهَبَ إِلَيَّ أَهْلُكَ فَأَنْظُرُ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذْهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((أَنْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذْهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا نَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤْتِيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) قَالَ: مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا، وَسُورَةٌ كَذًا، وَسُورَةٌ كَذًا. عَدَّهَا قَالَ: ((أَتَقْرَأُوهِنَّ عَنْ ظَهْرِ قُلُوبِكِ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْهَبَ فَقَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

۲۳- باب استذکار القرآن وتعاہدہ.

۵۰۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ

صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمَغْفَلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)).
وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی تڑوا کر بھاگ جائے گا۔

کیونکہ اگر قرآن کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سستی کے مارے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کو بھول جاتے ہیں۔

۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَزْوَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْنَمَا مَا لَأَخَذَهُمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كُنْتُ وَكُنْتُ بَلْ نَسِيتُ، وَاسْتَذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ)). (طرفہ فی : ۵۰۳۹)۔
۵۰۳۲ (ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہئے) کہ مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔

تشریح کیونکہ اللہ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے گو بندے کی طرف بھی افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار رہتا ہے کہ میں بھول گیا اگرچہ بہت سی حدیثوں میں نسیان کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف ہی کی ہے اور قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَمَا لَا نَأْخُذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَاْنَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) (یہ تشریح لفظ نسیت آیت کیت وکیت سے متعلق ہے)

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مَثَلَهُ. تَابِعَهُ بَشِيرٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ. وَتَابِعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.
ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، اور ان سے منصور بن معتمر نے پچھلی حدیث کی طرح۔ محمد بن عرعہ کے ساتھ اس کو بشر بن عبداللہ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور محمد بن عرعہ کے ساتھ اس کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے، انہوں نے شقیق بن مسلمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۵۰۳۳ (ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ بن جابر نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑ لو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

کتنے حافظ ایسے دیکھے گئے جنہوں نے تلاوت کرنا چھوڑ دیا اور قرآن مجید انکے ذہنوں سے نکل گیا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب سواری پر تلاوت کرنا

(۵۰۳۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو ایاس نے خبر دی، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

۲۴- باب الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۵۰۳۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ.

[راجع: ۴۲۸۱]

قرآن پاک کی تلاوت بھی ایک قسم کا ذکر الہی ہے جو آیت ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) کے تحت ضروری ہے۔

باب بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا

یہ باب لا کر امام بخاری نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کیا جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ قرآن کی تفسیر مجھ سے پوچھو میں نے بچپن میں قرآن کو یاد کر لیا تھا۔ نووی نے کہا سفیان بن عیینہ نے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ (۵۰۳۵) مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جن سورتوں کو تم ”مفصل“ کہتے ہو وہ سب ”محکم“ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں سب پڑھ لی تھیں۔

۲۵- باب تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

۵۰۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِنَّ الَّذِي تَذَكُّونَهُ الْمُفْصَلُ هُوَ الْمُحْكَمُ. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَوَفَّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ. [طرفہ فی: ۵۰۳۶].

(۵۰۳۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب یاد کر لی تھیں، میں نے پوچھا کہ محکم سورتیں کون سی ہیں؟ کہا کہ ”مفصل“

۵۰۳۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ: الْمُفْصَلُ.

[راجع: ۵۰۳۵]

یعنی سورۃ جمرات سے آخر قرآن تک۔ محکم سے مراد وہ ہے جو منسوخ نہ ہو۔ فقلت له ابو بشر کا کلام ہے اور قال کی ضمیر سعید بن جبیر کی طرف پھرتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیر کا ہے، حافظ نے ایسا ہی کہا ہے اور معنی نے اپنی عادت کے موافق حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ

تشیع

تقلت لہ سعید کا کلام ہے اور لہ کی ضمیر ابن عباس کی طرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تو خود حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے مبہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا اور یہی مناسب ہے (وحیدی)

باب قرآن مجید کو بھلا دینا اور کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا ہوں اور اللہ کا فرمان ”ہم آپ کو قرآن پڑھادیں گے پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان آیات کے جنہیں اللہ چاہے۔“

۲۶- باب نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ

يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كَذَا وَكَذَا؟

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾

اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہو سکتی ہے۔

(۵۰۳۷) ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زائدہ بن جدامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔

۵۰۳۷- حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((بَرَحُمَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے (اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ) میں نے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں بھلا دی تھیں۔ محمد بن عبید کے ساتھ اس کو علی بن مسر اور عبیدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ : أَسْفَطْنَهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

(۵۰۳۸) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں۔

۵۰۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةِ الْبَلِيلِ فَقَالَ: ((بَرَحُمَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَنْسِيْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

(۵۰۳۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

۵۰۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے (یوں کہنا چاہئے) کہ میں فلاں فلاں آیتوں کو بھلا دیا گیا۔

بُنْ غُيْنَةً عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُنْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كُنْتُ وَكُنْتُ، بَلْ هُوَ نُسْيٌ)). [راجع: ۵۰۳۲]

تشیع احادیث منقولہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ قرآن کا یاد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے بھول جانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ کوشش انسان کا کام ہے پس ہر مسلمان کو قرآن مجید کے یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے جو لوگ قرآن مجید یاد کر کے اسے پڑھنا چھوڑ دیں اور وہ قرآن مجید ان کے ذہن سے نکل جائے ایسے غافل انسان کے لئے سخت ترین وعید آئی ہے اور اس شخص پر واجب ہے کہ روزانہ قرآن پاک کچھ حصہ بلاناغہ دہرا لیا کرے۔ اس تسلسل سے قرآن پاک ذہن میں محفوظ رہے گا اور آنحضرت ﷺ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ میرے ذمہ اس کا آپ کے سینہ میں جمع کرنا اور زبان سے اس کی تلاوت کرنا ہے تو امت محمدیہ پر بھی واجب ہے کہ تلاوت قرآن پاک روزانہ کیا کرے تاکہ اس کو بھولنے نہ پائے۔

۲۷- باب: مَنْ لَمْ يَرِ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةٌ كَذًا وَكَذَا
باب جن کے نزدیک سورہ بقرہ یا فلاں فلاں سورت (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں

یہ باب لاکر حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یوں نہ کہو سورہ بقرہ سورہ آل عمران بلکہ یوں کہوں کہ وہ سورت جن میں بقرہ کا ذکر ہے اس طرح سارے قرآن میں۔ اس کی سند میں عئیس بن میمون عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں لکھا ہے۔

۵۰۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ. حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَا)). [راجع: ۵۰۰۸]

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ اور عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

حدیث ہذا میں سورہ بقرہ نام مذکور ہے یہی باب اور حدیث میں وجہ مطابقت ہے۔

۵۰۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: أَخْبَرَنِي غُرُوةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيثِ الْمُسَوْرَةِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورہ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی قرأت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں میں تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں سکھایا تھا۔ ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کا سر پکڑ لیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے تمہیں کس نے سکھائی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح ان سورتوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنی۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خود سنا کہ یہ شخص سورہ فرقان ایسی قرأت سے پڑھ رہا تھا۔ جس کی تعلیم آپ نے ہمیں نہیں دی ہے آپ مجھے بھی سورہ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے اسی طرح اس کی قرأت کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے بھی اسی طرح قرأت کی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید سات قسم کی قراتوں پر نازل ہوا ہے بس تمہارے لئے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔

اس حدیث شریف میں سورہ فرقان کا لفظ ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امور مختلفہ میں اشتقاق و افتراق سے بچنا ضروری ہے۔

(۵۰۴۲) ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسر نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے

يَقُولُ : سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرُؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقَرِّنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَتَبْتُهُ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ، فَوَرَّاهُ اللَّهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقُوذُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقَرِّنْهَا، وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ. فَقَالَ: (يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا)). فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)). فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۵۰۴۲ - حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ أَدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ:

ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلادیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں سے چھوڑ رکھا تھا۔

[راجع: ۲۶۵۵]

باب قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کرنا
اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ مزمل میں فرمایا ”اور قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھ۔“ (یعنی ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اور ہم نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے بھیجا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور شعرو سخن کی طرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سورت میں جو فرقنا کا لفظ ہے (وقرانا فرقنا) اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اسے کئی حصے کر کے اتارا۔

(۵۰۴۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم ان کی خدمت میں صبح سویرے حاضر ہوئے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ رات میں نے (تمام) مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے جیسے اشعار جلدی جلدی پڑھتے ہیں تم نے ویسے ہی پڑھ لی ہوں گی۔ ہم نے قرأت سنی ہے اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جن کو ملا کر نمازوں میں نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہیں اور وہ دو سورتیں جن کے شروع میں حم ہے۔

(۵۰۴۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں۔“ بیان کیا کہ جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ

((يُرَحِّمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا، آيَةً اسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا)).

۲۸- باب الترتیل فی القراءة، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ﴾ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذَا الشَّعْرِ. يُفْرَقُ: يُفْصَلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَقْنَاهُ: فَصَلْنَاهُ.

۵۰۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفْصَلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ، وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرْآنَ الَّذِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ثَمَانِي عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفْصَلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حَم.

[راجع: ۷۷۵]

۵۰۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تَحْرُكَ بِهِ لِسَانُكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ،

کے لئے وحی یاد کرنے میں بہت بار پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورہ ”الاقسم بیوم القیمة“ میں ہے، نازل کی کہ آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے پیچھے پڑھا کریں پھر آپ کی زبان سے اس کی تفسیر بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔“ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل علیہ السلام آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب واپس جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے یاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے دل میں جمادینا اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر آپ اس کے موافق پڑھتے۔

آیت ﴿ثُمَّ اِنْ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (القیامہ: ۱۹) سے ثابت ہوا کہ سلسلہ تفسیر قرآن رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا جسے لفظ حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ سارا ذخیرہ بھی اللہ پاک ہی کا تعلیم فرمودہ ہے۔ اسی سے احادیث کو وحی غیر متلو سے تعبیر کیا گیا ہے جو لوگ احادیث صحیحہ کے منکر ہیں وہ قرآن پاک کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں اس لئے وہ صرف منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہیں ہداهم اللہ الی صراط مستقیم آیت۔

باب قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا یعنی جہاں مد ہو اس حرف کو کھینچ کر ادا کرنا

(۵۰۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم ازدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضور ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتا تھا۔

(۵۰۴۶) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ (میں اللہ کی لام) کو مد کے ساتھ پڑھتے ”الرحمن“ (میں ميم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور ”الرحیم“ (میں حاء) کو مد کے ساتھ پڑھتے۔

وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ، فَيَسْتَنْدُ عَلَيْهِ، وَكَانَ يُعْرِفُ مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي ﴿لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنَهُ﴾ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ ﴿فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ﴾ ﴿ثُمَّ إِنْ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ قَالَ : إِنْ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلسَانِكَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا أَنَا جَبْرِيلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ.

[راجع: ۵]

۲۹- باب مَدَّ الْقِرَاءَةِ

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا. [طرفه فی : ۵۰۴۶].

۵۰۴۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سِئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [راجع: ۵۰۴۵]

۳۰- باب التَّرجیع

باب قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں آواز کو گھمانا اور
خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا

(۵۰۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر تلاوت کر رہے تھے۔ سواری چل رہی تھی اور آپ سورۃ فتح پڑھ رہے تھے یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورۃ فتح میں سے پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ قرات کر رہے تھے اور آواز کو حلق میں دہراتے تھے۔

دہرانے سے حروف قرآنی میں مد و جز پیدا کرنا مراد ہے جو حسن صوت کی صورت ہے۔

باب خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے

(۵۰۴۸) ہم سے محمد بن خلف ابو بکر عسقلانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یحییٰ حمالی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ وہ جب بھی زبور خوش آوازی سے پڑھتے ایک عجیب سا بندھ جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرآن مجید کو

دوسرے سے سننا پسند کیا

(۵۰۴۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں آپ پر تو قرآن نازل

۵۰۴۷- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يَرْجِعُ.

[راجع: ۴۲۸۱]

۳۱- باب حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

۵۰۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَاوِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتْ مُزَامَرًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

۳۲- باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ

الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ.

۵۰۴۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)). قُلْتُ: اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ

ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن مجید دوسرے سے سنا محبوب رکھتا ہوں۔

باب قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا کہ
بس کر بس کر

(۵۰۵۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورہ نساء پڑھی جب میں آیت فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئناک علی ہولاء شہیدا پر پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیت شریفہ کو سن کر مذکورہ منظر قیامت آنکھوں میں سا گیا جس سے آپؐ ابدیدہ ہو گئے بلکہ قرآن کریم کا یہی تقاضا ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے آیات قرآن کا پورا پورا اثر لیا جائے اللہ پاک ہم کو ایسی ہی توفیق بخشے (آمین)

باب کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہئے؟ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے تمہارے لئے آسان ہو۔“

(۵۰۵۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے بیان کیا (جو کوفہ کے قاضی تھے) کہ میں نے غور کیا کہ نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سورت میں تین آیتوں سے کم نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لئے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔ علی المدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں

أَنزَلَ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). [راجع: ۴۵۸۲]

۳۳- باب قول المقرئ للقارئ:
حسبك

۵۰۵۰- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ غُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَرَأْتُ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى آتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)). فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرِفَانِ. [راجع: ۴۵۸۲]

۳۴- باب في كم يقرأ القرآن؟
وقول الله تعالى ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾

۵۰۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شَبْرَمَةَ: نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَلَمْ أَجِدْ سُورَةَ أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ، فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ أَخْبَرَهُ عُلَقَمَةُ

ابراہیم نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے، انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے (علقمہ نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے ملاقات کی تو وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا (کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) کہ جس نے سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں بطور قرأت کم سے کم دو آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہو گا حضرت امام بخاری کا منشاء اسی مسئلے کو بیان کرنا ہے اور یہی ما تیسر منہ کی تفسیر ہے۔

(۵۰۵۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے مجاہد بن جبر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت حمیہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر دو دن بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ: ((أَنْ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّاهُ)). [راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۵۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أُنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كُنْتُهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا، فَتَقُولُ: نَعَمْ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَفْتَشْ لَنَا كَنْفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ، فَقَالَ: الْقَبْنِي بِهِ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلُّ يَوْمٍ قَالَ: ((وَكَيْفَ تَحْتِمُ؟)) قَالَ: كُلُّ لَيْلَةٍ. قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)). قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ)). قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قُلْتُ أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَيْالٍ مَرَّةً)). فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبُرْتُ

قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنی چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ ﷺ کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں۔ لیکن اکثر نے سات راتوں میں ختم کی حدیث روایت کی ہے۔

وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْحَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرُؤُهُ يَغْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخْفَ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَخْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ، كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ.

[راجع: ۱۱۳۱]

اس حدیث میں ختم قرآن کی مدتوں کا بیان ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۰۵۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ قرآن مجید تم کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟

۵۰۵۳- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟)). [راجع: ۱۱۳۱]

(۵۰۵۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں شیبان نے، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد بن عبد الرحمن نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے۔ یحییٰ نے کہا اور میں خیال کرتا ہوں شاید میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے سنی ہے۔ بلا واسطہ (محمد بن عبد الرحمن کے) خیر ابو سلمہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کرو میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا

۵۰۵۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: وَاحْسِبْنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ))، قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، حَتَّى قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَرُدْ عَلَى ذَلِكَ)).

اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

[راجع: ۱۱۳۱]

اس حدیث میں بھی ختم قرآن کی مدت معین کی گئی ہے۔

باب قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت (خوف الہی سے) رونا (۵۰۵۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبیدہ سلمانی نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ یحییٰ قطان نے کہا اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے خود سنا ہے اور کچھ ٹکڑا عمرو بن مرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے سنا ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا اور ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو الضحیٰ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آنحضرتؐ کے سامنے میں کیا تلاوت کروں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہی ہوتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب میں آیت فکیف اذا جننا من کل امة بشہید و جننا بک علی ہؤلاء شہیدا ﴿﴾ فرمایا کہ تھرجاؤ (آنحضرتؐ نے) کف فرمایا امسک راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

کف اور امسک ہر دو کے ایک معنی ہیں یعنی رک جاؤ۔ آیت میں محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ

اپنی امت پر گواہی کے لئے پیش ہوں گے۔

(۵۰۵۶) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد

۳۵۔ باب الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى : بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۰۰۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ : وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الصُّحْحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)). قَالَ قُلْتُ: اقْرَأْ عَلَيَّ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). قَالَ: فَقَرَأْتُ النَّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي: ((كُفْ أَوْ أَمْسِكْ)) فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذَرِفَانِ.

[راجع: ۴۵۸۲]

۵۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((افْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: اَفْرَأْ عَلَيَّكَ وَغَلَّتْكَ الْوَرَلُ؟ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي)).

[راجع: ۴۵۸۲]

باب اس شخص کی برائی میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فخر کے لئے قرآن مجید کو پڑھا

(۵۰۵۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خثیمہ بن عبد الرحمن کوئی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم سے سنا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے خلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لئے باعث اجر ہو گا جو انہیں قتل کر دے گا۔

خارجی مراد ہیں جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور آیات قرآنی کا بے محل استعمال کر کے مسلمانوں میں فتنہ

برپا کیا۔

(۵۰۵۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تنیسی نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ

عَبْدُ الْوَّاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((افْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ: اَفْرَأْ عَلَيَّكَ وَغَلَّتْكَ الْوَرَلُ؟ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي)).

۳۶- باب مَنْ رَأَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

أَوْ تَأْكَلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ

۵۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَثِيمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَخْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِسْمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۳۶۱۱]

۵۰۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّنِيسِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:

تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سو فار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

سو فار تیر کا وہ مقام جو چلہ سے لگایا جاتا ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ آپ نے سو فار کا ذکر کیا یا نہیں۔ معنی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیر شکار کو لگتے ہی باہر نکل جاتا ہے۔ وہی حال ان لوگوں کا ہو گا کہ اسلام میں آتے ہی باہر ہو جائیں گے اور جس طرح تیر میں شکار کے خون وغیرہ کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا وہی حال ان کی تلاوت کا ہو گا۔ مراد ان سے خوارج ہیں جنہوں نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا۔ ان ہی کے بارے میں حدیث ہذا میں یہ مضمون بیان ہوا۔ آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات قرآنی کا استعمال کر کے امت کے مسلمہ مسائل کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس حدیث کے مصداق ہیں۔

(۵۰۵۹) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ تظان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے میٹھے لیموں کی سی ہے جس کا مزہ بھی لذت دار اور خوشبو بھی اچھی اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) کہ لفظ ”مو“ ہے یا ”خبیث“ اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَخْفِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ خَنَاجِرَهُمْ، يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرَّيْشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ)). [راجع: ۳۳۴۴]

شرح

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأَنْزُجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْتُمَرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ)).

باب قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے

۳۷- باب اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا

اِنتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ

ذرا بھی دل میں اچاٹ ہو تو اس وقت کلام مجید نہ پڑھو۔

(۵۰۶۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے، جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔

۵۰۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اِنتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَاقْرَءُوا عَنْهُ)).

[أطرافه في: ۵۰۶۱، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵].

یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں، اختلاف اور فساد کی نیت نہ ہو۔ پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے اور تکرار اور فساد کی نیت ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو اور قرآن پڑھنا موقوف کر دو۔ اختلاف کر کے فساد تک نیت پہنچانا کتنا برا ہے، یہ اس سے ظاہر ہے کاش موجودہ مسلمان اس پر غور کریں۔

(۵۰۶۱) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے بیان کیا، ان سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جندب ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس قرآن کو جب ہی تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں، جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن مجید پڑھنا موقوف کر دو) سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جوئی سے روایت کیا اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں بلکہ موقوفاً روایت کیا ہے اور غندر محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کیا کہ میں نے جندب سے سنا، وہ کہتے تھے۔ (لیکن موقوفاً روایت کیا) اور عبد اللہ بن عون نے اس کو ابو عمران سے، انہوں نے عبد اللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا (مرفوع نہیں کیا) اور جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۵۰۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مَطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ قَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اِنتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَاقْرَءُوا عَنْهُ)). تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَبِيدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ. وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَبَانٌ. وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ. وَقَالَ ابْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ، وَجُنْدُبُ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

[راجع: ۵۰۶۰]

(۵۰۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے،

۵۰۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،

ان سے عبد الملک بن میسرہ نے، ان سے نزال بن سبرہ نے کہ
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب (ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کو ایک
آیت پڑھتے سنا، وہی آیت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے
خلاف سنی تھی۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ان کا
ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت ﷺ نے
فرمایا کہ تم دونوں صحیح ہو (اُس لئے اپنے اپنے طور پر پڑھو) (شعبہ
کہتے ہیں کہ) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا
(اختلاف و نزاع نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں نے اختلاف کیا
اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ
عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ
سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ
خِلَافَهَا فَأَخَذَتْ يَدَهُ فَأَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ،
فَأَقْرَأَا)). أَكْبَرُ عَلَيَّ قَالَ: ((فَإِنْ مِنْ كَانَ
قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمْ)).

[راجع: ۲۴۱۰]

تشیخ اختلاف و نزاع سے قرآن و حدیث میں جس قدر روکا گیا ہے صد افسوس کہ مسلمانوں نے اسی قدر باہمی اختلاف و نزاعات
کو اپنایا ہے۔ مسلمان گروہ در گروہ اس قدر تقسیم ہوئے ہیں کہ تفصیل کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے۔ خود اہل اسلام میں
کتنے فرقے بن گئے ہیں اور فرقوں میں پھر فرقے پیدا ہی ہوتے جا رہے ہیں اللہ پاک اس چودھویں صدی کے خاتمے پر مسلمانوں کو سمجھ
ے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات کو ختم کر دیں اور ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن، ایک کعبہ پر سارے کلمہ گو متحد ہو جائیں۔ آمین۔

۶۷۔ کتاب النکاح

کتاب مسائل بیاہ شادی کے بیان میں (نکاح شادی کا بیان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب نکاح کی فضیلت کا بیان۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ

”تم کو جو عورتیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو۔“

(۵۰۶۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر

۱ - باب التَّوْغِيبُ فِي النِّكَاحِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ

لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ الْآيَةِ.

۵۰۶۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،

نے خبر دی، کہا ہم کو حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے حضرت انس بن مالک سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی نافرمانی نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدا کی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اس حدیث کے لانے سے محدث کی غرض نکاح کی اہمیت بتانا ہے کہ نکاح اسلام میں سخت ضروری عمل ہے۔ ساتھ ہی اسی حدیث سے حقیقت اسلام پر بھی روشنی پڑتی ہے جس سے ادیان عالم کے مقابلہ پر اسلام کا دین فطرت ہونا ظاہر ہوتا ہے اسلام دنیا و دین ہر دو کی تعمیر چاہتا ہے وہ غلط رہبانیت اور غلط طور پر ترک دنیا کا قائل نہیں ہے۔ ایک عالمگیر آخری دین کے لئے ان ہی اوصاف کا ہونا لازمی تھا اسی لئے اسے ناخ ادیان قرار دے کر نبی نوع انسان کا آخری دین قرار دیا گیا، چ ہے ﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾ (آل عمران: ۱۹)

(۵۰۶۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے حسان بن ابراہیم سے سنا، انہوں نے یونس بن یزید ایللی سے، ان سے زہری نے، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس ارشاد وان خفتم ان لا تقسطوا فی البیٹی فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے متعلق پوچھا، اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ فَلَانَةٌ زَهْرًا إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَتْهُمْ تَقَالُومًا، فَقَالُوا: وَإِنْ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَا أَنَا فَإِنِّي أَصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَغْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أُخْشَاكُمْ اللَّهُ وَأَنْفُسَكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ، وَأَصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

۵۰۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَمْعٍ حَسَنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ ﷺ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنْ

تم یتیموں سے انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔ دو دوسے 'خواہ تین تین سے' خواہ چار چار سے، لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو، اس صورت میں قوی امید ہے کہ تم ظلم و زیادتی نہ کر سکو گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھانجے! آیت میں ایسی یتیم مالدار لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ وہ لڑکی کے مال اور اس کے حسن کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو اور اس سے معمولی مہر پر شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اس آیت میں ایسی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہاں اگر اس کے ساتھ انصاف کر سکتا ہو اور پورا مراداً کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اجازت ہے، ورنہ ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اپنی پرورش میں یتیم لڑکیوں کے سوا اور دوسری لڑکیوں سے شادی کر لیں۔

یعنی اس آیت میں یہ جو فرمایا اگر تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کر لو تو عروہ نے اس کا مطلب پوچھا کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرنے کا کیا مطلب ہے اور ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ﴾ (النساء: ۳) یعنی جزا کو شرط ﴿وَانْكِحُوا﴾ (النساء: ۳) سے کیا تعلق ہے یہ آیت سورہ نساء میں ہے اور یہ حدیث اس سورت کی تفسیر میں ہی گزر چکی ہے۔ عروہ کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تقریر فرمائی جو حدیث میں مذکور ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص جمع کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے۔

کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے والا عمل ہے اور کیا ایسا شخص بھی نکاح کر سکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟

(۵۰۶۵) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور کہا اے ابو عبد الرحمن! مجھے آپ سے ایک کام ہے پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن! کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی

النساء مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ حِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ لَا تَعُولُوا ۖ قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي، الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَنْزَوِّجَهَا بِأَذْنَىٰ مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا، فَهِيَ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيَكْمُلُوا الصَّدَاقَ، وَأَمُرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ. [راجع: ۲۴۹۴]

۲- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَنْزَوِّجْ. لِأَنَّهُ أَغْضَىٰ لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ)). وَهَلْ يَنْزَوِّجُ مَنْ لَا أَرْبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ؟

۵۰۶۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ، فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بْنُ مَيْمُونٍ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلِيًا، فَقَالَ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ نَزَوِّجَكَ بَكْرًا تُدْرِكُكَ مَا كُنْتَ تَعْفَهُ؟

کنواری لڑکی سے کر دیں جو آپ کو گزرے ہوئے ایام یا ودلا دے۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اشارہ کیا اور کہا علقمہ! میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو رسول کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

خاص ہونے سے یہ بہتر اور افضل ہے کہ روزہ رکھ کر شہوت کو کم کیا جائے۔ خاص ہونے کی کسی حالت میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

[راجع: ۱۹۰۵]

نکاح

باب جو نکاح کرنے کی (بوجہ غریبت کے) طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے

(۵۰۶۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمارہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں علقمہ اور اسود (رحم اللہ) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا، نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لئے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غریبت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔

[راجع: ۱۹۰۵]

روزہ خواہشات نفسانی کو کم کر دینے والا عمل ہے اس لئے مجرد نوجوانوں کو بکثرت روزہ رکھنا چاہئے کہ خواہش نفسانی ان کو گناہ پر نہ ابھار سکے، آج کی دنیا میں ایسے خدا ترس ایماندار نوجوانوں کا فرض ہے کہ سینما بازی و فحش رسائل کے پڑھنے اور ریڈیائی فحش گانوں کے سننے سے بالکل دور رہیں۔

باب بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کے بارے میں

۴- باب کثرة النساء

کئی عورتوں سے چار تک کی تعداد مراد ہے اس کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ سب کے حقوق ادا کئے جاسکیں ورنہ صرف

فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيْ فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَمَّا لَيْنِ قُلْتُ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ)).

[راجع: ۱۹۰۵]

نکاح

۳- باب مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

۵۰۶۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصِيرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ)).

[راجع: ۱۹۰۵]

ایک ہی کی اجازت ہے طلاق یا موت کی صورت میں حسب موقع جتنی عورتیں بھی نکاح میں آئیں ان پر پابندی نہیں ہے۔

(۵۰۶۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں آٹھ کے لئے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

بیک وقت نو بیویوں کا رکھنا یہ خصائص نبوی میں سے ہے امت کو صرف چار تک کی اجازت ہے جن کی باری مقرر نہیں تھی ان سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں، انہوں نے بوجھاپے کی وجہ سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔

(۵۰۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے، آنحضرت ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ ابن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر یہی حدیث بیان کی۔

۵۰۶۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرَفٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِذَا رَفَعْتُمُ نَفْسَهَا فَلَا تُزَعِّغُوهَا وَلَا تُزَلِّزُوهَا وَارْقُوهَا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ كَانَ يَفْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَفْسِمُ لَوَاحِدَةٍ.

۵۰۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَهُ تِسْعٌ بِسُورَةٍ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۶۸]

آنحضرت ﷺ کی جو نو بیویاں آخری زندگی تک آپ کے نکاح میں تھیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت حفصہ (۲) حضرت ام حبیبہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت ام سلمہ (۵) حضرت صفیہ (۶) حضرت میمونہ (۷) حضرت زینب (۸) حضرت جویریہ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ان میں سے آٹھ کے لئے باری مقرر کی تھی مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی۔ اس لئے ان کی باری ساقط ہو گئی تھی۔ نو بیویاں ہونے کے باوجود آپ کے عادلانہ رویہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا گیا۔

(۵۰۶۹) ہم سے علی بن حکم انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے رقبہ نے، ان سے طلحہ الیامی نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا کیا تم

۵۰۶۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ:

قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا شادی کر لو کیونکہ اس امت کے بہترین شخص جو تھے (یعنی آنحضرت ﷺ) ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی بہت عورتیں ہوں۔

حد شرعی کے اندر بیک وقت چار عورتیں رکھی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ان میں انصاف کیا جاسکے ورنہ صرف ایک ہی بیوی چاہئے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی عورتیں بہت ہوں۔ جن کا مطلب حد شرعی کے اندر اندر ہے کہ ایک مرد کو اگر ضرورت ہو اور وہ انصاف کے ساتھ سب کی دل جوئی کر سکے اور حق حقوق ادا کر دے تو صرف چار عورتوں کی اجازت ہے۔ چار سے زائد بیک وقت نکاح میں رکھنا اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے صاف اعلان کیا ہے۔

وَأَن خِفْتُمْ أَن لَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ لَمْ يَكُنْ لَكُم مَّا تَكْفُلُونَ فَابْتَغُوا لَهَا مَّا مَلَكَتْ يَمِينُكُمْ وَأَعْتَدُوا لَهَا مِثْلَ مَا كُنْتُمْ تَعْتَدُونَ لَكُمْ فِيهَا حَرَامٌ مَّا كُنْتُمْ حَرَامًا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِيهَا حَرَامٌ مَّا كُنْتُمْ حَرَامًا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِيهَا حَرَامٌ مَّا كُنْتُمْ حَرَامًا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِيهَا حَرَامٌ مَّا كُنْتُمْ حَرَامًا عَلَيْهِمْ

ان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة اگر تم کو ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو بس صرف ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ اس صورت میں ایک سے زیادہ ہرگز نہ رکھو۔ آنحضرت ﷺ نے عمر کے آخری حصہ میں بیک وقت اپنے گھر میں نو بیویاں رکھی تھیں، یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس سے کوئی یہ سمجھے کہ آپ کی نیت شہوت رانی یا عیاشی کی تھی تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ عین عالم شباب میں آپ نے صرف ایک بوڑھی عورت حضرت خدیجہ بنت خویلد پر قناعت کی تھی۔ اخیر عمر میں نو بیویاں رکھنے میں دینی و دنیاوی بہت سے مصلح تھے جن کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے شائقین اس مقام پر شرح وحیدی کا مطالعہ فرمائیں۔ نو کی تعداد میں کئی بوڑھی بیوہ عورتیں تھیں جن کو محض ملی مفاد کے تحت آپ نے نکاح میں قبول فرمایا تھا۔

باب جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی

ہو یا کسی اور نیک کام کی نیت کی ہو تو اسے اس کی نیت کے

مطابق بدلہ ملے گا

۵- باب مَنْ هَاجَرَ

أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِّتَزْوِجَ

امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَىٰ

(۵۰۷۰) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے، ان سے علقمہ بن وقاص نے اور ان سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمل کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے۔ اس لئے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہوگی لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی نیت سے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے ارادہ سے ہو، اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

۵۰۷۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عُلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يُنكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

تشیع مجتہد اعظم حضرت امام بخاریؒ کا اشارہ اس بنیادی بات کی طرف ہے کہ اسلام میں نیت کی بڑی اہمیت ہے شادی بیاہ کے بھی بہت سے معاملات ایسے ہیں جو نیت ہی پر مبنی ہیں مسلمان کو لازم ہے کہ نیت میں ہر وقت رضائے الہی کا تصور رکھے اور اغراض فاسدہ کا ذہن میں تصور بھی نہ لائے۔

۶- باب تزویج الْمُغْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ. فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف قرآن مجید اور اسلام ہے اس باب میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے

(۵۰۷۱) ہم سے محمد بن المثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے قیس نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جماد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں۔ اس لئے ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خفی کیوں نہ کر لیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ [راجع: ۴۶۱۵]

تشیع آج کل کی نس بندی بھی خفی ہونا ہی ہے جو مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس سے باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ جب خفی ہونے سے آپ نے منع فرمایا تو اب شہوت نکالنے کے لئے نکاح باقی رہ گیا پس معلوم ہوا کہ مفلس کو بھی نکاح کرنا درست ہے۔ سہل کی حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہو چکی ہے۔

۷- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ : انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتِي شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.

باب کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ تم میری جس بیوی کو بھی پسند کر لو میں اسے تمہارے لئے طلاق دے دوں گا۔ اسکو عبد الرحمن بن عوفؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

(۵۰۷۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے ان سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (ہجرت کر کے مدینہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاریؒ کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ سعد انصاریؒ کے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ان کے اہل (بیوی) اور مال میں سے آدھے لیں۔ اس پر

۵۰۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ : قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَأَخَى النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ : بَارَكَ اللَّهُ لَكَ

عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت دے، مجھے تو بازار کا راستہ بتا دو۔ چنانچہ آپ بازار آئے اور یہاں آپ نے کچھ پیڑ اور کچھ گھی کی تجارت کی اور نفع کمایا۔ چند دنوں کے بعد ان پر زعفران کی زردی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ عبدالرحمن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ انہیں مرہیں کیا دیا عرض کیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر ولیمہ کراگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔

فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، ذُلُونِي عَلَى السُّوقِ، فَأَتَى السُّوقَ، فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقْطَرِ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَصْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: ((مَهْمُمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ)). فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً قَالَتْ: ((فَمَا سَفُتُ؟)) قَالَ: وَزَنْ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: ((أَوْ لِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

تشیخ ولیمہ سنت نبوی ہے جو عورت سے ملاپ کے بعد کیا جانا چاہئے مگر افسوس کہ آج کل مسلمانوں نے عام طور پر الا ماشاء اللہ اسے بھی ترک کر دیا ہے۔ زردی لگنے کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کی خوشبو میں زعفران پڑتا تھا اس وجہ سے وہ رنگ دار ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردوں کی خوشبو میں رنگ نہ ہو عورتوں کی خوشبو میں تیز بو نہ ہو۔ اسی لئے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بعد نکاح جب دلہن سے اختلاط کیا تو زوجہ کی تازہ خوشبو کہیں ان کے کپڑے میں لگ گئی۔ یہ نہیں کہ قصداً زعفران لگایا ہو جس سے مردوں کے حق میں نمی آئی ہے اور دولہا کو کیسری لباس پہنانے کا دستور جو بعض بت پرست اقوام میں ہے اس کا عرب میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ پس یہ وہی زعفرانی رنگ تھا جو دلہن کے کپڑوں سے ان کے کپڑوں سے لگ گیا تھا، دگرچہ۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ولیمہ کرنے کا حکم فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے مگر صد افسوس کہ بیشتر مسلمانوں سے یہ سنت بھی متروک ہوتی جا رہی ہے اور بیہ شادی میں قسم قسم کی شرعیہ بدعیہ شکلیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو اپنے سچے رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ہماری لغزشوں کو معاف کرے۔ آمین۔

باب مجرد رہنا اور اپنے کو نامرد بنادینا

منع ہے

(۵۰۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے بتل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم تو خسی ہی ہو جاتے۔

(۵۰۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور

۸- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ

وَالْخِصَاءِ

۵۰۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ ابْنِ مَطْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَأَخْتَصَيْنَا. [أطرافه في: ۵۰۷۴].

۵۰۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ

انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو عورت سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر آنحضرت ﷺ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم بھی اپنے کو خفی بنا لیتے۔

اسلام میں مجبور رہنے کو بہتر جاننے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ نکاح سے بے رغبتی کرنے والے کو اپنی امت سے خارج قرار

دیا ہے۔

(۵۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلي نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کو جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس روپیہ نہ تھا (کہ ہم شادی کر لیتے) اس لئے ہم نے عرض کیا ہم اپنے کو خفی کیوں نہ کرالیں لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ پھر ہمیں اس کی اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے پر (ایک مدت تک کے لئے) نکاح کر لیں۔ آپ نے ہمیں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ ”ایمان لانے والو! وہ پاکیزہ چیزیں مت حرام کرو جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو“ بے شک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

(۵۰۷۶) اور اصغ نے کہا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے پر زنا کا خوف رہتا ہے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کر لوں۔ آپ میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی لیکن آپ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جو کچھ تم کرو گے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ خواہ اب تم خفی ہو جاؤ یا باز

الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ : لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ - يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ - عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ التَّبَلِّ، وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَلُّ لَأَخْتَصَمْنَا. [راجع: ۵۰۷۳]

۵۰۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالتُّوبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا : ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ، وَلَا تَعْتَدُوا، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ)).

[راجع: ۴۶۱۵]

۵۰۷۶- وَقَالَ أَصْبَغُ : أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْغَنَتَ، وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي. ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِمِ عَلَى

رہو۔ یعنی خفی ہونا بیکار محض ہے۔

ذَلِكَ أَوْ ذَرِّ).

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اجازت ہو تو میں خفی ہو جاؤں؟ اس صورت میں جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ آپ نے خفی ہونے کی اجازت دے دی کیونکہ دوسری حدیثوں میں صراحۃً اس کی ممانعت وارد ہے بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خفی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں تیری تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ضرور پورا ہو گا اگر حرام میں پڑنا لکھا ہے تو حرام میں مبتلا ہو گا اگر بچنا لکھا ہے تو محفوظ رہے گا۔ پھر اپنے کو نامرد بنانا کیا ضرور ہے اور چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزے بہت رکھا کرتے تھے لیکن روزوں سے ان کی شہوت نہیں گئی تھی لہذا آنحضرت نے ان کو روزوں کا حکم نہیں فرمایا۔ روایت میں متعہ کا ذکر ہے جو وقتی طور پر اس وقت حلال تھا مگر بعد میں قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔

باب کنواریوں سے نکاح کرنے کا بیان

۹- باب نِكَاحِ الْإِنْكَارِ

اور ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کے سوانہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا (۵۰۷۷) ہم سے اسمعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمائیے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھلایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہو۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ : لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ ﷺ بَكْرًا غَيْرَكَ. ۵۰۷۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَتْ وَادِيًا وَلَيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أَكَلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتَضِعُ بَعِيرَكَ؟ قَالَ: ((فِي الْاِثْنَيْنِ لَمْ يُرْتَضِعْ مِنْهَا)). تَغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْزُجْ بِكَرًا غَيْرَهَا.

(۵۰۷۸) ہم سے عبید بن اسمعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! مجھے خواب میں دو مرتبہ تم دکھائی گئیں۔ ایک شخص (جبرائیل) تمہاری صورت حریر کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے جو اس کپڑے کو کھولا تو اس میں تم تھیں۔ میں نے خیال کیا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف

۵۰۷۸- حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُرِيْتُكُمَا فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ يَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاتَّشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتَ. فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمَضِّهِ)).

[راجع: ۳۸۹۵]

سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کر کے رہے گا۔

بعض خواب ہو ہو سچے ہو جاتے ہیں جس کی مثال آنحضرت ﷺ کا یہ خواب ہے۔

۱۰۔ باب الثَّيِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

باب بیوہ عورتوں کا بیان اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنی بیٹیاں اور بہنیں نکاح کے لئے میرے سامنے مت پیش کیا کرو

۵۰۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ، فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِي لِي قَطُوفٌ، فَلَحَقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَخَسَّ بَعِيرِي بَعْرَةً كَانَتْ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدَ مَا أَنْتَ رَاءَ مِنَ الْإِبِلِ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِمُرْسٍ. قَالَ: ((بَكْرًا أَمْ ثِيْبًا؟)) قُلْتُ: ثِيْبًا. قَالَ: ((فَهَلَا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ؟)) قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: ((أَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا - أَيْ عِشَاءً - لَكُمْ تَمْشِي طَاشِعَةً وَتَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةَ)).

[راجع: ۴۴۳]

(۵۰۷۹) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیار بن ابی سیار نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماد سے واپس ہو رہے تھے۔ میں اپنے اونٹ کو جو ستھ تھاتیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آکر ملا اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز چل پڑا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے دیکھی ہوگی۔ اچانک نبی کریم ﷺ مل گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا ابھی میری شادی نئی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کسی کنواری سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کرتی۔ بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہو تاکہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لیوے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کر لیں۔

تشریح دوسری حدیث میں اس کی مخالفت ہے کہ رات کو آدمی سفر سے آن کر اپنے گھر میں جائے مگر وہ محمول ہے اس پر جب اس کے گھر والوں کو دن سے اس کے آنے کی خبر نہ ہو جائے اور یہاں لوگوں کے آنے کی خبر عورتوں کو دن سے ہو گئی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ زرا دم لے کر جاؤ تاکہ عورتیں اپنا بناؤ سنگار کر لیں۔

(۵۰۸۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دھار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عرض کیا کہ میں نے

۵۰۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَرَوُجْتُمْ، فَقَالَ لِي

شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک بیوہ عورت سے۔ آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی کہ اس کے ساتھ تم کھیل کود کرتے۔ محارب نے کہا کہ پھر میں نے آنحضرتؐ کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے مجھ سے انہوں نے آنحضرتؐ کا فرمان اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم نے کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

[راجع: ۴۴۳]

بیوہ سے بھی نکاح جائز ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے گو کنواری سے شادی کرنا بہتر ہے۔ ہندوستان میں پہلے مسلمانوں کے یہاں بھی نکاح بیوگان کو معیوب سمجھا جاتا تھا مگر حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے اس رسم بد کے خلاف جہاد کیا اور اسے عملاً ختم کرایا۔

باب کم عمر کی عورت سے زیادہ عمر والے مرد کے ساتھ

شادی کا ہونا

(۵۰۸۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے عراق بن مالک نے اور ان سے عروہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ سے شادی کے لئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ (تو عائشہ کیسے نکاح کریں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے رشتہ سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم عمر کی عورت سے بڑی عمر کے مرد کی شادی جائز ہے۔

باب کس طرح کی عورت سے نکاح کیا جائے اور کون سی

عورت بہتر ہے؟ اور مرد کے لئے اچھی عورت کو اپنی نسل

کے لئے بیوی بنانا بہتر ہے، مگر یہ واجب نہیں ہے

(۵۰۸۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے امرئ نے اور ان سے حضرت

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ((مَا تَزَوَّجْتَ؟ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ نَيْبًا. فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا)). فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ، فَقَالَ عَمْرٍو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلَا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ)).

۱۱- باب تزويج الصغار من

الكبار

۵۰۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسُفٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ: ((أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِي حَلَالٌ)).

۱۲- باب إِلَى مَنْ يَنْكِحُ، وَأَيُّ

النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ

لِطُفَيْهِ مِنْ غَيْرِ إِسْجَابٍ

۵۰۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی (عرب) عورتوں میں بہترین عورت قریش کی صالح عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال اسباب میں اس کی بہت عمدہ نگہبان و نگران ثابت ہوتی ہے۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ : أَخْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)).

[راجع: ۳۴۳۴]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے عورت کا دیندار ہونا ساتھ ہی خانگی امور سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

باب لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور پھر اس سے شادی کر لی

۱۳- باب اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ

أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

اسے دہرا ثواب ملے گا۔

(۵۰۸۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے صالح بن صالح ہمدانی نے، کہا ہم سے عامر شعبی نے، کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اسے تعلیم دے اور خوب اچھی طرح دے، اسے ادب سکھائے اور پوری کوشش اور محنت کے ساتھ سکھائے اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور اہل کتاب میں سے جو شخص بھی اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور مجھ پر ایمان لائے تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے رب کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ عامر شعبی نے (اپنے شاگرد سے اس حدیث کو سنانے کے بعد) کہا کہ بغیر کسی مشقت اور محنت کے اسے سیکھ لو۔ اس سے پہلے طالب علموں کو اس حدیث سے کم کے لئے بھی مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اور ابو بکر نے بیان کیا ابو حمین سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ ”اس شخص نے باندی کو (نکاح کرنے کے لئے) آزاد کر دیا اور یہی آزادی اس کا مہر مقرر کی۔“

۵۰۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَتَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَذَى حَقَّ مَوْلَاهُ وَحَقَّ رَبِّهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ)).

قَالَ الشَّعْبِيُّ: خُذَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ لَيْمًا ذُوْنَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا)).

[راجع: ۹۷]

(۵۰۸۴) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب

۵۰۸۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ

سختیانی نے انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا ان سے حماد بن زید نے ان سے ایوب سختیانی نے ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے تین مرتبہ کے سوا کبھی دین میں جھوٹ بات نہیں نکلی۔ ایک مرتبہ آپ ایک ظالم بادشاہ کی حکومت سے گزرے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی سارہ تھیں۔ پھر پورا واقعہ بیان کیا (کہ بادشاہ کے سامنے) آپ نے سارہ کو اپنی بن (یعنی دینی بہن) کہا۔ پھر اس بادشاہ نے سارہ کو ہاجر (ہاجرہ) کو دے دیا۔ (بی بی سارہ نے ابراہیم علیہ السلام سے) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے ہاتھ کو روک دیا اور آجر (ہاجرہ) کو میری خدمت کے لئے دلویا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اے آسمان کے پانی کے بیو! یعنی اے عرب والو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔

تشیخ حضرت ہاجرہ اس بادشاہ کی لڑکی تھی اس نے حضرت سارہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کرامات کو دیکھا اور ایک معزز روحانی گھرانہ دیکھ کر اپنی اور بیٹی کی سعادت مندی تصور کرتے ہوئے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اس گھرانہ کی عزت کے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا۔ حضرت ہاجرہ کو لونڈی کہا گیا ہے یہ شاہی خاندان کی بیٹی تھی جس کی قسمت میں ام اسعیل بننے کی سعادت ازل سے مرقوم تھی۔ جن تین باتوں کو جھوٹ کہا گیا ہے وہ حقیقت میں جھوٹ نہ تھیں اور یہی حضرت سارہ کو بہن کہنا یہ دین توحید کی بنا پر آپ نے کہا تھا کیونکہ دین کی بنا پر ہر مرد اور عورت بھائی بھائی ہیں۔ دوسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ کفار آپ کو بھی اپنے ساتھ اپنے تہوار میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ یہ بھی جھوٹ نہ تھا اس لئے کہ ان کافروں کی حرکات بد دیکھ کر آپ بہت دکھی تھے اس لئے آپ نے اپنے کو بیمار کہا۔ تیسرا موقع آپ کی بت شکنی کے وقت تھا جبکہ آپ نے بطور استفہام اس فعل کو بڑے بت کی طرف منسوب کیا تھا۔

(۵۰۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام کیا اور یہیں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی بن اویس کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔ دسترخوان بچھانے کا حکم ہوا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور

بُنْ حَارِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((...))

..... - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: تَهْنَأُ إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِحِجَابٍ وَمَعَهُ مَسَارَةٌ فَلَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجِرَ قَالَتْ: كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ، وَأَخَذَنِي أَجَرَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَبَلَكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

[راجع: ۲۲۱۷]

۵۰۸۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ عَنْ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنِي عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، لَمَّا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبَرٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ

وَالسَّمْنِ، فَكَانَتْ وَلِيْمَتُهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : اِخْذِيْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ؟ فَقَالُوا: اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَاِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ، فَلَمَّا اَزْتَحَلَ وَطْأُ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

[راجع: ۳۷۱]

یہی آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ بعض مسلمانوں نے پوچھا کہ حضرت صفیہؓ امہات المؤمنین میں سے ہیں (یعنی آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا ہے) یا لونڈی کی حیثیت سے آپ نے ان کے ساتھ خلوت کی ہے؟ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لئے پردہ کا انتظام فرمائیں تو اس سے ثابت ہو گا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر ان کے لئے پردہ کا اہتمام نہ کریں تو اس سے ثابت ہو گا کہ وہ لونڈی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر جب کوچ کرنے کا وقت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی اور ان کے لئے پردہ ڈالا تاکہ لوگوں کو وہ نظر نہ آئیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ وہ امہات المؤمنین میں داخل ہو چکی ہیں۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے صفیہؓ کو آزاد کر کے اپنے حرم میں داخل فرمایا۔

باب جس نے لونڈی کی آزادی کو

اس کا مہر قرار دیا

(۵۰۸۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنائی اور شعیب بن حجاب نے اور ان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

صفیہ بنت جی رضی اللہ عنہا جو جنگ خیبر میں گرفتار ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنے ازواج میں داخل فرمایا تھا۔ حضرت امام ابو یوسف و محمد اور حنابلہ اور ثوری اور ابجدیث کا یہی قول ہے کہ لونڈی کی آزادی یہی اس کا مہر ہو سکتی ہے اور حنفیہ و شافعیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور کسی کو ایسا کرنا درست نہیں۔ ابجدیث کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اس میں صاف یہ ہے کہ آزادی ہی مہر قرار پائی۔

شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کو دوسرے مہر کا علم نہیں ہوا تو انہوں نے اپنے علم کی نفی کی نہ اصل مہر کی۔ ابجدیث کہتے ہیں کہ طبرانی اور ابو الشیخ نے خود حضرت صفیہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میری آزادی ہی میرا مہر قرار پائی۔ دلائل کے لحاظ سے یہی مسلک رائج ہے۔ اس لئے ابجدیث کا مسلک ہی صحیح ہے۔ فتح الباری میں ہے۔ اخذ بظاہرہ من القدما سعید ابن المسیب و ابراہیم النخعی و طاؤس و الزہری و من فقہاء الامصار الثوری و ابو یوسف و احمد و اسحاق قالوا اذا اعتق امتہ علی ان یجعل عتقہا صدقہا صح العقد و العتق و المہر علی ظاہر الحدیث۔

باب مفلس کا نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ اللہ پاک نے

۱۵- باب تزویج المفسر، لقولہ

سورۃ نور میں فرمایا ہے کہ اگر وہ (دولہا و دولہن) نادار ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دے گا۔

تَعَالَى ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

بعض دفعہ نکاح تک دست کے لئے باعث برکت بن جاتا ہے اور اس کے ذریعہ روزی وسیع ہو جاتی ہے، اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تم اللہ کے حکم کے موافق نکاح کرو اللہ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا تم کو مالدار کر دے گا۔ اس آیت سے حضرت امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ ناداری صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے، ہاں آئندہ اگر نان نفقہ نہ ہو تو پھر معاملہ الگ ہے ایسی حالت میں قاضی تفریق کر سکتا ہے۔

(۵۰۸۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو آپ کے لئے وقف کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر آپ نے نظر کو نیچی کیا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان سے نکاح کی ضرورت نہیں ہے تو ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھر جا اور دیکھو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں پایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آؤ۔ وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا۔ اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! میرے پاس لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ ایک تمہ ہے۔ انہیں (خاتون کو) اس میں سے آدھا دے دیجئے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے اس تمہ کا کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنو گے تو ان کے لئے اس میں سے کچھ نہیں

۵۰۸۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَهْبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَاطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْهَا. فَقَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: ((أَذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَالَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا بَصْفَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ

بچے گا اور اگر وہ پہن لے تو تمہارے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ صحابی بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب وہ کھڑے ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلوایا جب وہ آئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ انہوں نے گمن کرتائیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا تم انہیں بغیر دیکھے پڑھ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ۔ میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا۔ ان سورتوں کے بدلے جو تمہیں یاد ہیں۔

عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ، فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ مُوَلَّيَا قَامَرٍ بِهِ لَذَعِي فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِيَ سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا، عَدَّدَهَا فَقَالَ: ((تَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((اذْهَبْ لَقَدْ مَلَكَتْكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ۲۳۱۰]

تشریح تمہارا مریخی ہے کہ تم اس کو وہ سورتیں جو تم کو یاد ہیں ان کو یاد کرا دیتا۔ نسائی اور ابو داؤد کی روایت میں سورہ بقرہ اور اس کے پاس والی سورت آل عمران مذکور ہے۔ دارقطنی کی روایت میں سورہ بقرہ اور مفصل کی چند سورتیں مذکور ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے وہ تیری جو رو ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور حنفیہ نے برخلاف ان احادیث صحیحہ کے یہ حکم دیا ہے کہ تعلیم قرآن مرنہیں ہو سکتی اور کہتے ہیں ان تبتغوا بما لکم ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تعلیم قرآن کو بھی مال قرار دیا اور آنحضرت ﷺ سے زیادہ قرآن کو تم نہیں جانتے۔ واللہ اعلم۔

۱۶- باب الإكفاء في الدين وقوله ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا. وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾

باب کفائت میں دینداری کا لحاظ ہونا اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے انسان کو پانی (نطفہ) سے پیدا کیا، پھر اسے دوھیال اور سسرال کے رشتوں میں بانٹ دیا (اس کو کسی کا بیٹا بیٹی کسی کا داماد ہو بنا دیا (یعنی خاندانی اور سسرال دونوں رشتے رکھے) اور اے پیغمبر! تیرا مالک بڑی قدرت والا ہے۔

تشریح یعنی کافر مسلمان کا کفو نہیں ہو سکتا بعضوں نے کفائت میں صرف دین کا اتحاد کافی سمجھا ہے اور کسی بات کی ضرورت نہیں مثلاً سید، شیخ، مغل، پٹھان جو مسلمان ہوں وہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک (اسلام کے بعد) کفائت میں نسب اور خاندان کا بھی لحاظ ہونا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں دوسرے عرب ان کے کفو نہیں ہیں۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر ولی راضی ہوں تو غیر کفو میں بھی نکاح صحیح ہے مگر ایک ولی بھی اگر ناراض ہو تو نکاح فسخ کر سکتا ہے (وحیدی) (مہاجرین صحابہ کا انصار کی عورتوں سے نکاح کرنا ثابت کرتا ہے کہ کفائت میں صرف دین ہی کافی ہے باقی سب کچھ اضافی اور ثانوی حیثیت رہے اور اگلی حدیث بھی اسی بات کی مؤید ہیں۔ عبدالرشید تونسوی)

۵۰۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ (۵۰۸۸) ہم سے ابو ایمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ

ان سے زہری نے، انہیں عروہ بن زہیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ

الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ بْنَ غَنْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ شَمْسٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَذْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبْنَى سَالِمًا وَالْكُحَّةَ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ غَنْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلَى لَامِرَأَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبْنَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْنًا، وَكَانَ مِنْ تَبْنَى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَا النَّاسَ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَالِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - وَمَوَالِيكُمْ﴾ فَوَدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سَهْلٍ بْنِ عَمْرِو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيُّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حَذِيفَةَ بْنِ غَنْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتُ فَقَدْ كَرَّ الْحَدِيثُ.

[راجع: ۴۰۰]

ﷺ نے کہا ابو حذیفہؓ بن غنبدہ بن ربیعہ بن عبد شمس (مشتم) نے جو ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ سالم بن معقلؓ کو لے پالک بیٹا بنایا، اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہندہ بنت الولید بن غنبدہ بن ربیعہؓ سے کر دیا۔ پہلے سالمؓ ایک انصاری خاتون (شبیہہ بنت یحار) کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن ابو حذیفہؓ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زیدؓ کو (جو آپؐ ہی کے آزاد کردہ غلام تھے) اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو لے پالک بیٹا بنالیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے پکارا کرتے تھے اور لے پالک بیٹا اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا۔ آخر جب سورہ حجرات میں یہ آیت اتری کہ ”انہیں ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو“۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وموالیکم“ تک تو لوگ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ”مولیٰ“ اور دینی بھائی کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشیؓ ثم العادریؓ جو ابو حذیفہؓ کی بیوی ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا حقیقی جیسا بیٹا سمجھتے تھے۔ اب اللہ نے جو حکم اتارا وہ آپ کو معلوم ہے پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

تشیع نے فرمایا تو ایسا کر سالم کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار اس کو اپنا دودھ پلا دیا، اب وہ اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ بھی اس حدیث کے موافق جس سے پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں یا بھانجیوں سے کہیں وہ اس کو دودھ پلا دیتیں گو وہ عمر میں بڑا جوان ہوتا لیکن بی بی ام سلمہؓ اور آنحضرت ﷺ کی دوسری بیویوں نے ایسی رضاعت کی وجہ سے بے پردہ ہونا نہ مانا جب تک بچپن میں رضاعت نہ ہو۔ وہ کہتی تھیں شاید آنحضرت ﷺ نے یہ اجازت خاص سالم کے لئے ہی دی ہوگی اوروں کے لئے ایسا حکم نہیں ہے۔ قطلانی نے کہا یہ حکم - سہلہ اور سالم سے خاص تھا یا منسوخ ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ سالم غلام تھے عمر ابو حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی کا جو شرفائے قریش میں سے تھیں۔ ان سے نکاح کر دیا تو معلوم ہوا کہ کفالت میں صرف دین کا لحاظ کافی ہے۔ (وحیدی)

۵۰۸۹ - حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، هَمَّ مِنْ عَبْدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ نَ بَيَانُ كَمَا هَمَّ مِنْ أَبِي اسَامَةَ

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے (یہ زبیر عبدالمطلب کے بیٹے اور آنحضرت ﷺ کے چچا تھے) اور ان سے فرمایا شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کا احرام باندھ لے۔ البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لے گا۔ اور (ضباعہ بنت زبیر قریشی رضی اللہ عنہا) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

جو قریشی نہ تھے انہوں نے ایسا ہی کیا معلوم ہوا کہ اصل کفالت دنیاوی ہے اور باب و حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۰۹۰) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عبید اللہ عموی نے، کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اسکے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اسکی خوبصورتی کی وجہ سے اور اسکے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہوگی)

(۵۰۹۱) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ ایک صاحب (جو مال دار تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ سل نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا: ((لَعَلَّكَ أَرَدْتَ الْحَجَّ)) قَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا: ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي، قُولِي لِلَّهِمْ مَحَلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي))، وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

۵۰۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرِ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ)).

۵۰۹۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا)) قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خُطِبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ، أَنْ يُشْفَعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْمَعَ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟)) قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خُطِبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ، وَإِنْ

شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا)).

[طرفہ فی : ۶۴۴۷]

غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس قاتل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اسکی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اسکی بات نہ سنی جائے۔ آپ نے اس پر فرمایا: یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھر سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ کفو میں دراصل دیدار ہی ہونا ضروری ہے، کوئی بے دین آدمی کتنا ہی بڑا مالدار ہو ایک دیدار عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ یہی حکم مردوں کے لئے ہے۔ بہتر ہونے کا مطلب یہ کہ اس مالدار کی طرح اگر دنیا بھر کے لوگ فرض کئے جائیں تو ان سب سے یہ اکیلا غریب شخص درجہ میں بڑھ کر ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غریب دیدار لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللہم اجعلنا منہم آمین بچ ہے۔

خاکسارانِ جہاں را بہ حقارت مگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

باب کفایت میں مالدار کی کالفاظ ہونا اور غریب مرد کا مالدار

عورت سے نکاح کرنا

۱۷- باب الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ،

وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرَى

(یعنی کفو میں مال کی کوئی حقیقت نہیں ہے)

۵۰۹۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ قَالَتْ: يَا ابْنَ أَخِي، هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا، فَيُرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَفِصَ صَدَاقَهَا، فَتُهَوَّ عَنْ بِنِكَاحِهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا بِبِنِكَاحِ مَنْ سَوَاهُنَّ. قَالَتْ: وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - إِلَى - وَتُرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ

(۵۰۹۲) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے ان سے عقلیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے۔“ (سورہ نساء) کے متعلق سوال کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور مالدار کی پر رجبہ کر یہ چاہے کہ اس سے نکاح کرے لیکن اس کے مہر میں کمی کرنے کا بھی ارادہ ہو۔ ایسے ولی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اس صورت میں انہیں نکاح کی اجازت ہے جب وہ ان کا مہر انصاف سے پورا ادا کر دیں گے اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کر لیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ

ﷺ سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں آیت
وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۚ وَتَرْغُبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ تَحْتَ نَازِلٍ كِي-
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت
اور صاحب مال ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح کر لینا چاہتے
ہیں، اس کا خاندان پسند کرتے ہیں اور مہر پر ادا کر کے ان سے نکاح
کر لیتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان
کی طرف رغبت نہیں ہوگی اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں
سے نکاح کر لیتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ
جیسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادار ہو اور
خوبصورت نہ ہو ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہئے جب وہ مالدار
اور خوبصورت ہو البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا
مہر پر ادا کریں تب اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

باب عورت کی نحوست سے بچنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا
فرمان کہ ”بلاشبہ تمہاری بعض بیویوں اور تمہارے بعض
بچوں میں تمہارے دشمن ہوتے ہیں۔“

(۵۰۹۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے
امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے حمزہ اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست عورت میں گھر میں اور
گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔ (نحوست بے برکتی اگر ہو تو ان میں ہو سکتی
ہے۔)

بد اخلاق عورت نخوس ہوتی ہے، ہر وقت گھر میں کل کل رہ سکتی ہے۔ بعض مکان بھی ٹوٹے پھوٹے ہوتے ہیں جن میں ہر
وقت جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور بعض گھوڑے بھی سرکش ہوتے ہیں جن سے سوار کو خطرہ رہتا ہے نحوست کا یہی مطلب
ہے۔

(۵۰۹۴) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمران بن عثمانی نے بیان کیا، ان

أَنَّ الْيَتِيمَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ
رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبُهَا فِي إِكْمَالِ
الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ
الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُّوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا
مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ: لَكُمَا يَتَرَكُونَهَا حِينَ
يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا
رَغِبُوا إِلَيْهَا، إِلَّا أَنْ يَفْسِدُوا لَهَا وَيَغْطُوهَا
حَقُّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.
[راجع: ۲۴۹۴]

۱۸- باب مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ
وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ﴾

۵۰۹۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَمْرَةَ وَسَالِمِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: ((الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ
وَالْفَرَسِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

۵۰۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنَهَالٍ، حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے نحوست کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔

(۵۰۹۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تئسی نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم نے اور انہیں سل بن سعد ساعدی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر (نحوست) کسی چیز میں ہو تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔

الْعَسْقَلَانِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

۵۰۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ)).

[راجع: ۲۸۵۹]

تشریح اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ایک حدیث میں ہے کہ انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عورت اچھی ہو اور سواری اچھی ہو، گھراچھا ہو اور بد بختی یہ ہے کہ جو رو بری ہو، گھر برا ہو، سواری بری ہو۔ علماء نے کہا ہے عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو، بد اخلاق، زبان دراز ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر جہاد نہ کیا جائے، شریر بد ذات ہو۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ آئین تک ہو، ہمسائے برے ہوں لیکن نحوست کے معنی بد فالی کے نہیں ہیں جس کو عوام نحوست سمجھتے ہیں۔ یہ تو دوسری صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ بد فالی لینا شرک ہے۔ مثلاً باہر جاتے وقت کوئی کانا آدی سامنے آگیا یا عورت یا بلی گزر گئی یا چھینک آئی تو یہ نہ سمجھنا کہ اب کام نہ ہو گا۔ یہ ایک جہالت کا خیال ہے جس کی دلیل عقل یا شرع سے بالکل نہیں ہے، اس طرح تاریخ یا دن یا وقت کی نحوست یہ سب باتیں محض لغو ہیں جو لوگ ان پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ کچے جاہل اور ناتریت یافتہ ہیں۔ (وحیدی)

(۵۰۹۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تہی نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان نہدی سے سنا اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔

۵۰۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرُّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)).

بعض دفعہ عورتوں کے فتنے میں قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ زر، زمین، زن یعنی جو رو کی بابت فسادات تاریخ انسانی میں ہمیشہ ہوتے چلے آئے ہیں۔

باب آزاد عورت کا غلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے

(۵۰۹۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف تئسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابو عبد الرحمن نے، انہیں قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ کے ساتھ

۱۹- باب النُّحْرَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۵۰۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سَنٍ، عَقَقْتُ فَخَيْرَتٍ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْتَقَ))، وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُزْرٍ وَأَذَمَ مِنْ أَذَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((لَمْ أَرِ الْبَرْمَةَ))؟ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصَدَّقُ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتِ لَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ، قَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

[راجع: ۴۵۶]

ہم اسے کھا سکتے ہیں۔

۲۰۔ باب لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: يَعْني مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوَّلَى أَجْنَحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْني مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ

۵۰۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْبِنَامِيِّ﴾ قَالَ: الْبَيْتَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَغْدُلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ.

[راجع: ۲۴۹۴]

تین سنت قائم ہوتی ہیں، انہیں آزاد کیا اور پھر اختیار دیا گیا (کہ اگر چاہیں تو اپنے شوہر سابقہ سے اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہیں) اور رسول کریم ﷺ نے (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں) فرمایا کہ ”ولا“ آزاد کرانے والے کے ساتھ قائم ہوئی ہے اور حضور اکرم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو ایک ہانڈی (گوشت کی) چولہے پر تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ کے لئے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا۔ آپ نے فرمایا (چولہے پر) ہانڈی (گوشت کی) بھی تو میں نے دیکھی تھی۔ عرض کیا گیا کہ وہ ہانڈی اس گوشت کی تھی جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ میں ملا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور اب ہمارے لئے ان کی طرف سے تحفہ ہے۔

باب چار بیویوں سے زیادہ (بیک وقت) آدمی نہیں رکھ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مثنیٰ وثلاث ورباع واذا نکح منى میں ہے (یعنی دو بیویاں رکھو یا تین یا چار)

حضرت زین العابدین بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں یعنی دو یا تین یا چار جیسے سورۃ فاطر میں اس کی نظیر موجود ہے اولیٰ اجنحة مثنیٰ وثلاث ورباع یعنی دو پنکھ والے فرشتے یا تین والے یا چار پنکھ والے۔

(۵۰۹۸) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ ولی اس سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کرتے اور اچھی طرح اس سے سلوک نہ کرتے اور نہ اس کے مال کے بارے میں انصاف کرتے، ایسے شخصوں کو یہ حکم ہوا کہ اس یتیم لڑکی سے نکاح نہ کریں بلکہ اس کے سوا جو عورتیں بھلی لگیں ان سے نکاح کر لیں۔ دو دو، تین تین یا

چار چار تک کی اجازت ہے۔

بیک وقت شریعت اسلامی میں چار سے زائد بیویاں رکھنا قطعاً حرام ہے۔ باب میں حضرت امام بخاریؒ نے حضرت زین العابدین کا قول نقل کر کے رافضیوں کا رد کیا کیونکہ وہ ان کو بہت مانتے ہیں پھر ان کے قول کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کیونکر جازر رکھتے ہیں۔

باب ۲۱- ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي﴾ باب آیت کریمہ یعنی ”اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

ارْضَعْنَكُمْ﴾ تمہیں دودھ پلایا۔ ہے یعنی رضاعت کا بیان

وَيَحْرُمُ مِنَ الرُّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اور آنحضرتؐ کے اس فرمان کا بیان کہ جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے

وہ دودھ سے بھی حرام ہوتا ہے۔

تشریح رضاعت یعنی دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت، اس کا خاوند جس سے دودھ ہے، اس کی بیٹی، ماں، بہن، پوتی، نواسی، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، پوتا، نواسہ، چچا، بھتیجا، بھانجیا، سب شیر خوار کے محرم ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ پانچ بار دودھ چوسا ہو اور مدت رضاعت یعنی دو برس کے اندر پیا ہو لیکن جس بچے یا بچی نے دودھ پیا اس کے باپ بھائی یا بہن یا ماں، نانی، خالہ، ماموں وغیرہ دودھ دینے والی عورت یا اس کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے تو قاعدہ کلیہ یہ ٹھہرا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد صرف محرم ہوتی ہے اس کے باپ، بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ یہ محرم نہیں ہوتے (وحیدی)

(۵۰۹۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن ابوبکر نے، ان سے عمرہ بنت عبد الرحمن نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے، آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک دودھ کے چچا کا نام لیا۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا فلاں، جو ان کے دودھ کے چچا تھے، اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آ جاسکتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے، ویسے ہی دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۵۱۰۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت جابر بن زید نے اور

۵۰۹۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَاهُ فَلَانًا، لَعِمَّ حَفْصَةَ مِنَ الرُّضَاعَةِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا لَعِمَهَا مِنَ الرُّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ ((الرُّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ)).

[راجع: ۲۶۴۶]

۵۱۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ آنحضور ﷺ حضرت حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ اور بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے اسی طرح جابر بن زید سے سنا۔

ابن عباس قال: قيل للنبي ﷺ: ألا تزوج ابنة حمزة؟ قال: إنها ابنة أخي من الرضاعة. وقال بشر بن عمر: حدثنا شعبه سمعت قتادة سمعت جابر بن زيد مثله.

[راجع: ۲۶۴۵]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ نے حضرت ثویبہ لونڈی کا دودھ پیا تھا جو ابو لہب کی لونڈی تھی اس لئے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے دودھ بھائی قرار پائے۔ ایک دن ابو جہل نے رسول کریم ﷺ کو ایذا دی اور گالی بھی دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ وہ غصہ میں ابو جہل کے سامنے آئے اور کمان سے اس کا سر توڑ ڈالا اور کہا کہ میں خود مسلمان ہوتا ہوں تو کر لے کیا کرنا چاہتا ہے چنانچہ اسی دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ یہ چھٹے سال نبوت کا واقعہ ہے آنحضرت ﷺ سے یہ عمر میں بڑے تھے، احد میں شہید ہوئے۔

(۵۱۰۱) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں زینت بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے خبر دی کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری بہن (ابو سفیان کی لڑکی) سے نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی (کہ تمہاری سوکن تمہاری بہن بنے؟) میں نے عرض کیا ہاں میں تو پسند کرتی ہوں اگر میں اکیلی آپ کی بیوی ہوتی تو پسند نہ کرتی۔ پھر میری بہن اگر میرے ساتھ بھلائی میں شریک ہو تو میں کیونکر نہ چاہوں گی (غیروں سے تو بہن ہی اچھی ہے) آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں آپ ابو سلمہ کی بیٹی سے جو ام سلمہ کے پیٹ سے ہے، نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ اور میری پرورش میں نہ ہوتی (یعنی میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی) جب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی، وہ دوسرے رشتے سے میری دودھ بھتیجی ہے، مجھ کو اور ابو سلمہ کے باپ کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ دیکھو! ایسا مت کرو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ سے نکاح کرنے کے لئے نہ کہو۔ حضرت عروہ راوی نے کہا ثویبہ ابو لہب کی لونڈی تھی۔ ابو

۵۱۰۱- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سَفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انكح أختي بنتَ أبي سَفْيَانَ، قَالَ: ((أَوْ تُحِبُّينَ ذَلِكَ)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّلَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي)). قُلْتُ: فَإِنَّا نَحَدِّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ: ((بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي. إِنَّهَا لِأَبْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ، أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوَيْبَةً، فَلَا تَغْرِضُنِ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ لَا أَخَوَاتِكُنَّ)). قَالَ عُرْوَةُ: وَثَوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَغْفَقَهَا فَأَرْضَعَتْ

لسب نے اس کو آزاد کر دیا تھا (جب اس نے آنحضرتؐ کے پیدا ہونے کی خبر ابو لسب کو دی تھی) پھر اس نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا تھا جب ابو لسب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے کیا گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی (بیر کے دن مل جاتا ہے) ابو لسب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کے انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے توبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشَرًا حَيَّةً، قَالَ لَهُ : مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ : لَمْ أَلَقَ بَعْدَكُمْ، خَيْرًا غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بَعَثَاتِي نُؤْيِيَةً.

[أطرافه في: ٥١٠٦، ٥١٠٧، ٥١٣٣، ٥٣٧٢].

باب اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ دو سال کے بعد پھر رضاعت سے حرمت نہ ہوگی

٢٢- باب مَنْ قَالَ : لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے دو پورے سال اس شخص کے لئے جو چاہتا ہو کہ رضاعت پوری کرے اور رضاعت کم ہو جب بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور زیادہ ہو جب بھی۔

﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنِمَّ الرِّضَاعَةَ﴾ وَمَا يُحْرَمُ مِنْ قَلِيلِ الرِّضَاعِ وَكَثِيرِهِ.

تشیخ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار چوسے۔ آیت کریمہ ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (البقرة: ٢٣٣) لا کر حضرت امام بخاریؒ نے خفیوں کا رد کیا ہے جو رضاعت کی مدت اڑھائی برس تک بتلاتے ہیں۔ خفی حضرات کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں ﴿حمله و فصاله ثلاثون شهرا﴾ (الاحقاف: ١٥) آیا ہے (اس کا حمل اور دودھ پھڑانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں حمل کی اقل مدت چھ مہینے اور فصال کی چوبیس مہینے دونوں کی مدت تیس مہینے مذکور ہے۔ یہ نہیں کہ حمل کی مدت تیس مہینے اور فصال کی تیس مہینے جیسا تم نے سمجھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دوسری آیت میں ﴿لَمَنْ ارَادَ ان يَم الرضاعة﴾ (البقرة: ٢٣٣) آیا ہے تو رضاعت کی اکثر سے اکثر مدت دو برس ہوگی اور کم مدت پونے دو برس ہیں۔ حمل کی مدت نو مہینے جملہ تیس مہینے ہوئے اور رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار دودھ چوسے۔ امام حنفیہؒ اور امام مالکؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابن حزمؒ اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حرمت کے لئے کم سے کم پانچ بار دودھ چوسنا ضروری ہے ان کی دلیل حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث ہے جسے امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں اخیر حکم پانچ بار دودھ چوسنے کا تھا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک باریا دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(٥١٠٢) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث نے، ان سے ان کے دادا نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے یہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا گویا کہ آپ نے اس کو پسند

٥١٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَانَتْهُ تَغْيَرُ وَجْهَهُ، كَانَتْهُ كَرَةً ذَلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ

نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے دودھ والے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ سوچ سمجھ کر کہو کون تمہارا بھائی ہے؟

[راجع: ۲۶۴۷] شاید وہ ابو قیس کا کوئی بیٹا ہو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی باپ تھا اور جس نے یہ مرد عبید اللہ بن یزید بتلایا ہے، اس نے غلط کہا وہ بالاتفاق تابعین میں سے ہے۔

۲۳- باب لَبَنِ الْفَحْلِ

باب جس مرد کا دودھ ہو وہ بھی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتا ہے (کیونکہ شیر خوار کا باپ بن جاتا ہے)

(۵۱۰۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قیس کے بھائی اُفْلَح نے ان کے یہاں اندر آنے کی اجازت چاہی۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے۔ (یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر جب رسول کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو ان کے ساتھ اپنے معاملے کو بتایا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دے دوں۔

۵۱۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقَعْنَسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرُّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذِنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذِنَ لَهُ.

[راجع: ۲۶۴۴]

کیونکہ وہ ان کے رضاعی چچا تھے۔ اکثر علماء اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے کہ جیسے دودھ پلانے سے مرنے حرام ہو جاتی ہے ویسے ہی اس کا وہ خاوند بھی اور اس کے عزیز بھی محرم ہو جاتے ہیں۔ جس خاوند کے جماع کی وجہ سے عورت کے دودھ ہوا ہے جنہوں نے اس کے خلاف کہا ہے ان کا کما غلط ہے۔

تَشْرِيحُ

باب اگر صرف دودھ پلانے والی عورت رضاعت کی گواہی

۲۴- باب شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

دے۔

اگر کوئی گواہ نہ ہو تو اس صورت میں امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابی حنبل کے نزدیک رضاع ثابت ہو جائے گا۔ (۵۱۰۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے، کہا کہ مجھ سے عبید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے (عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے) بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث خود عقبہ سے بھی سنی ہے لیکن مجھے عبید کے واسطے سے

۵۱۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرِيَمٍ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ

أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ
سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ
فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ،
فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، وَهِيَ كَاذِبَةٌ.
فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَأَتَيْتُهُ مِنْ قَبْلِ وَجْهِهِ قُلْتُ :
إِنِّهَا كَاذِبَةٌ. قَالَ : ((كَيْفَ بِهَا وَقَدْ
زَعَمْتَ أَنَّهَا قَدْ زَعَمْتَ أَنَّهَا قَدْ
أَرْضَعْتُكُمَا، دَعَهَا عَنْكَ)). وَأَشَارَ
إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّيِّئَةِ وَالْوُسْطَى
يُحْكِي أَيُّوبَ.

اس موقع پر آنحضرت ﷺ کے اشارہ کو بتایا تھا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کا اشارہ نقل کیا، آپؐ نے انگلیوں سے بھی اشارہ کیا اور زبان سے بھی فرمایا کہ اس عورت کو چھوڑ دے جو لوگ کہتے ہیں کہ رضاعت صرف مرضہ کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتی وہ یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے احتیاطاً یہ حکم فرمایا تھا۔ مگر ایسا کہنا ٹھیک نہیں، حلال و حرام کا معاملہ ہے، آپؐ نے اس شہادت کو تسلیم کر کے عورت کو جدا کر دیا یہی صحیح ہے۔

٢٥- بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا
يَحْرُمُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ
أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ
وَوَحَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾
إِلَى آخِرِ الْآيَتِينَ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿وَقَالَ أَنَسُ:
﴿وَالْمُخْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ
الْأَزْوَاجِ الْحَرَامِ﴾﴾ (لَا مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ) لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ
جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ. وَقَالَ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا

الْمُشْرَكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ ۖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا زَادَ عَلَى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأَخِيهِ.
۵۱۰۵- وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حُرْمٌ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصَّهْرِ سَبْعٌ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿حُرْمَتٌ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ. وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةٍ عَلِيٍّ. وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنُ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتِي عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِأَخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمَ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمُّهُ. وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ، لَمْ يَتَابَعِ عَلَيْهِ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِهَا لَا تَحْرُمَ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيَذَكُرُ عَنْ أَبِي نَصْرِ أَنْ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ، وَأَبُو نَصْرِ هَذَا لَمْ يُعْرِفْ بِسِمَاعِهِ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَيُرْوَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتیں ہوتے ہوئے پانچویں سے بھی نکاح کرنا حرام ہے، جیسے اپنی ماں بیٹی بہن سے نکاح کرنا۔
(۵۱۰۵) اور امام احمد بن حنبلؒ نے مجھ سے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے، کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (یعنی سرال کی طرف سے) سات رشتے بھی۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ حرمت علیکم امہاتکم آخر تک اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب اور علیؑ کی بی بی (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں سے نکاح کیا، ان کو جمع کیا اور ابن سیرین نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور امام حسن بصری نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا پھر کہنے لگے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اپنے دونوں چاچاؤں (یعنی محمد بن علی اور عمرو بن علی) کی بیٹیوں کو ایک ساتھ میں نکاح میں لے لیا اور جابر بن زید تابعی نے اس کو مکروہ جانا، اس خیال سے کہ بہنوں میں جلاپانہ پیدا ہو مگر یہ کچھ حرام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے سوا اور سب عورتیں تم کو حلال ہیں اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی (سالی کی بہن) اس پر حرام نہ ہوگی اور یحییٰ بن قیس کندی سے روایت ہے، انہوں نے شعبی اور جعفر سے، دونوں نے کہا اگر کوئی شخص لواطت کرے اور کسی لونڈے کے دخول کر دے تو اب اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ راوی مشہور شخص نہیں ہے اور نہ کسی اور نے اس کے ساتھ ہو کر یہ روایت کی ہے اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اور ابو نصر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حرام ہو جائے گی اور اس راوی ابو نصر کا حال معلوم نہیں۔ اس نے ابن عباسؒ سے سنا ہے یا نہیں (لیکن ابو

زرع نے اسے ثقہ کہا ہے) اور عمران بن حصین اور جابر بن زید اور حسن بصری اور بعض عراق والوں (امام ثوری اور امام ابو حنیفہ) کا یہی قول ہے کہ حرام ہو جائے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہ ہوگی جب تک اس کی ماں (اپنی خوشدامن) کو زمین سے نہ لگا دے (یعنی اس سے جماع نہ کرے) اور سعید بن مسیب اور عروہ اور زہری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اگر کوئی ساس سے زنا کرے تب بھی اس کی بیٹی یعنی زنا کرینوالے کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی (اس کو رکھ سکتا ہے) اور زہری نے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی جو رو اس پر حرام نہ ہوگی اور یہ روایت منقطع ہے۔

باب اللہ کے اس فرمان کا بیان اور حرام ہیں تم پر تمہاری بیویوں کی لڑکیاں

(جو وہ دوسرے خاوند سے لائیں) جن کو تم پرورش کرتے ہو جب ان بیویوں سے دخول کر چکے ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لفظ دخول اور میس اور مساس ان سب سے جماع ہی مراد ہے اور اس قول کا بیان کہ جو رو کی اولاد کی اولاد (مثلاً پوتی یا نواسی) بھی حرام ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر نہ پیش کیا کرو تو بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹی کی بیٹی (نواسی) سب آگئیں اور اس طرح بہوؤں میں پوت بہو (پوتے کی بیوی) اور بیٹیوں میں بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں) اور نواسیاں سب داخل ہیں اور جو رو کی بیٹی ہر حال میں ربیبہ ہے خواہ خاوند کی پرورش میں ہو یا اور کسی کے پاس پرورش پاتی ہو، ہر طرح سے حرام اور آنحضرت نے اپنی ربیبہ (زینب کو) جو ابو سلمہ کی بیٹی تھی ایک اور شخص (نوفل اشجعی) کو پالنے کے لئے دی اور آنحضرت نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔

اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بیوی کی پوتی مثل اس کی بیٹی کے حرام ہے۔

۵۱۰۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنَ وَبَعْضَ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَغْنِي يَجَامِعُ. وَجَوَزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهَذَا مُرْسَلٌ.

۲۶- باب ﴿وَرَبَّائِكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللَّمَّاسُ هُوَ الْجِمَاعُ. وَمَنْ قَالَ : بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَأُمَّ حَبِيبَةَ، ((لَا تَعْرِضْنِ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)) وَكَذَلِكَ حَلَالُ وَلَدِ الْأَنْبَاءِ هُنَّ حَلَالُ الْأَنْبَاءِ، وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةُ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حُجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا))، وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

۵۱۰۶- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ابو سفیان کی صاحبزادی (غزوہ یادرہ یا حمنہ) کو چاہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے عرض کیا میں کوئی تنہا تو ہوں نہیں اور میں اپنی بہن کے لئے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہے میں نے عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو تم آئندہ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو اور لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اس میں ابو سلمہ کی بیٹی کا نام درہ مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سَفْيَانَ؟ قَالَ: ((فَأَفْعَلُ مَاذَا؟)) قُلْتُ: تَنْكِحُ. قَالَ: ((أَتُحِبُّنَ؟)) قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيةٍ، وَأَحَبُّ مِنْ شَرَكِي فِيكَ أَخِي. قَالَ: ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)). قُلْتُ: بَلَّغْنِي أَنْكَ تَخْطُبُ. قَالَ: ((ابْنَةُ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَوْ لَمْ تَكُنْ رِبِيبِي، مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعَتِي وَأَبَاهَا ثَوْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنِ عَلَيَّ بِنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ.

[راجع: ۵۱۰۱]

اور کسی روایت میں زینب۔

۲۷- باب وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ

الْأَخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باب آیت وان تجمعوا بین الاختین الخ کا بیان

یعنی تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرو (یہ تم پر حرام ہے) سوا اس کے جو گزر چکا (کہ وہ معاف ہے)

حافظ نے کہا دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا بالاجماع حرام ہے خواہ سگی بہنیں ہوں یا علاقائی یا اخائی یا رضاعی بہنیں ہوں۔ جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں وہ اسلام کے باقی اور شرع کی رو سے سخت ترین مجرم ہیں۔

(۵۱۰۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیس نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں زینب بنت ابی سلمہؓ نے خبر دی کہ حضرت ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہن (غزوہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کر لیں۔

۵۱۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَخْبَرْتَنِي بِنْتُ أَبِي

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور تمہیں بھی پسند ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کوئی میں تنہا تو ہوں نہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بس بھی شریک ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لڑکی سے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ (اس لئے وہ میری رضاعی بھتیجی ہو گئی) تم لوگ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

[راجع: ۵۱۰۱]

اس میں ان نام نہاد پیروں مرشدوں کے لئے بھی تنبیہ ہے جو اپنے کو اسلام کے احکام و قوانین سے بالا سمجھ کر بہت سے ناجائز کاموں کو اپنے لئے جائز بنا لیتے ہیں اور بہت سے اسلامی فرائض و واجبات سے اپنے کو مستثنیٰ سمجھ لیتے ہیں۔ ﴿قَاتِلْهُمْ اللَّهُ اِنِّي يَوْفُكُونُ﴾ (التوبہ: ۳۰) بہت سے نام نہاد پیر مریدوں کے گھروں میں گھس کر ان میں حجاب وغیرہ سے بالا ہو کر اس قدر خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ آخر میں زنا کاری یا اغوا تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایسے مریدوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ آج کل کتنے پیر مرشد اندر سے شیطان ہوتے ہیں، اسی لئے مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ ۶

اے با ابلیس آدم روئے ہست

پس ہر دستے نہ باید داد دست

یعنی کتنے انسان در حقیقت ابلیس ہوتے ہیں بس کسی کے ظاہر کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

باب اس بیان میں کہ اگر پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہو تو اس کی بھتیجی یا بھانجی کو نکاح میں نہیں لایا جاسکتا

۲۸- باب لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى

عَمَّتِهَا

(۵۱۰۸) ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں شعبی نے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا تھا جس کی پھوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو۔ اور داؤد بن عون نے شعبی سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔

۵۱۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَئِهَا. وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عُثْمَانَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(۵۱۰۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

۵۱۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا».

[طرفہ فی : ۵۱۱۰].

تشیخ ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو پھوپھیوں اور دو خالائوں میں بھی جمع کرنا مکروہ ہے۔ قطلانی نے کہا پھوپھی میں دادا کی بہن، نانا کی بہن، ان کے باپ کی بہن، اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن، نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری عورت اس کی محرم ہو البتہ اپنی جو رو کے ماموں کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اسلام کا یہ وہ پرسل لاء ہے جس پر اسلام کو فخر ہے۔ اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک بہترین پرسل لاء دیا ہے۔ اس کے مقرر کردہ اصول و قوانین قیامت تک کے لئے کسی بھی رد و بدل سے بالا ہیں۔ دنیا میں کتنے ہی انقلابات آئیں نوع انسانی میں کتنا ہی انقلاب برپا ہو مگر اسلامی قوانین برابر قائم رہیں گے کسی بھی حکومت کو ان میں دست اندازی کا حق نہیں ہے سچ ہے۔ ﴿ما یبدل القول الدی وما انا بظلام للعبید﴾ (ق: ۲۹) ہاں جو غلط قانون لوگوں نے از خود بنا کر اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہیں ان کا بدلنا بے حد ضروری ہے۔

(۵۱۱۰) ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے قبیصہ ابن ذویب نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے (زہری نے کہا کہ) ہم سمجھتے ہیں کہ عورت کے باپ کی خالہ بھی (حرام ہونے میں) اسی درجہ میں ہے کیونکہ

۵۱۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا، فَتَرَى خَالََةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

[راجع: ۵۱۰۹]

(۵۱۱۱) عروہ نے مجھ سے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رضاعت سے بھی ان تمام رشتوں کو حرام سمجھو جو خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

۵۱۱۱- لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حُرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحْرَمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ۲۶۴۴]

مطلب یہ ہے کہ جیسے باپ کی خالہ یا باپ کی پھوپھی سے نکاح درست نہیں، اسی طرح باپ کی خالہ اور اس کے بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اور اس کے بیٹے کی بیٹی میں جمع جائز نہ ہو گا۔

باب نکاح شغار کا بیان

۲۹- باب الشَّعَارِ

تفصیل حدیث ذیل میں موجود ہے۔

(۵۱۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تلمیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حضرت امام مالکؒ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”شغار“ سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی (بیٹی یا بہن) اس کو بیہ دے اور کچھ مہرنہ ٹھہرے۔

لفظ شغار کی یہ تفسیر بقول بعض حضرت ابن عمرؓ یا نافع یا امام مالک کی ہے۔

باب کیا کوئی عورت کسی سے نکاح کے لئے اپنے آپ کو بیہ کر سکتی ہے؟

۵۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، حَبْرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشَّغَارِ. وَالشَّغَارُ أَنْ يُزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ لِمَنْ أَنْ يُزَوَّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَدَاقٌ. [طرفہ فی : ۶۹۶۰].

۳۰ - بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ

نَفْسَهَا لِأَحَدٍ؟

یعنی بیہ کے لفظ سے نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک اگر مرد وغیرہ کا ذکر نہ کرے صرف یوں کہے کہ اس نے اپنی بہن تجھ کو بخش دی تو نکاح صحیح نہ ہو گا اور خفیہ کے نزدیک صحیح ہو جائے گا اور مرثیٰ واجب ہو گا۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ بیہ سے نکاح ہونا بغیر ذکر مہر کے رسول کریم ﷺ کا خاصہ تھا اللہ نے فرمایا: ﴿خَالَصَ لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاحزاب: ۵۰) شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ بغیر لفظ نکاح یا تزویج کے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

(۵۱۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بیہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے بیہ کرتے شرعاً نہیں۔ پھر جب آیت ترجی من تشاء منهن (اے پیغمبر! تو اپنی جس بیوی کو چاہے پیچھے ڈال دے اور جسے چاہے اپنے پاس جگہ دے) نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! اب میں سمجھی اللہ تعالیٰ جلد جلد آپ کی خوشی کو پورا کرتا ہے۔

اس حدیث کو ابو سعید (محمد بن مسلم)، مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ بن سلیمان نے بھی ہشام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ایک نے دوسرے سے کچھ زیادہ مضمون نقل کیا ہے۔

۵۱۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّاتِمِيَّ وَهَيَّنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يَسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدَّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، يُزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

[راجع: ۴۷۸۸]

مؤدب کی روایت کو ابن مردویہ نے اور محمد بن بشر کی روایت کو امام احمدؒ نے اور عبدہ کی روایت کو امام مسلم اور ابن ماجہ نے

مرسل کہا ہے۔ علم الہی میں کچھ ایسے مخصوص ملی مفادات تھے کہ جن کی بنا پر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم ﷺ کو یہ اجازت عطا فرمائی۔

۳۱- باب نِكَاحِ الْمُخْرِمِ

باب احرام والا شخص صرف نکاح (عقد) کر سکتا ہے حالت

احرام میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے

(۵۱۱۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی، کہا ہم سے جابر بن زید نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کیا اور اس وقت آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۵۱۱۴- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَتَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُخْرِمٌ.

[راجع: ۱۸۳۷]

تشریح سعید بن مسیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غلطی کی۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے خود مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ان سے جس وقت نکاح کیا آپ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور ابو رافع اس نکاح میں وکیل تھے۔ ان سے ابن حبان اور ابن خزیمہ اور ترمذی نے روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے۔ اب بعض الناس کا یہ کہنا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس کی خالہ تھیں وہ ان کا حال زیادہ جانتے تھے کچھ مفید نہیں کیونکہ یزید بن اسلم کی بھی وہ خالہ تھیں اور انہوں نے خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نقل کیا کہ جب آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے اور ممکن ہے کہ ابن عباسؓ کے نزدیک تقلید حدی سے آدمی محرم ہو جاتا ہو۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو یہ دیکھ کر کہ آپ نے حدی کی تقلید سے قیاس کر لیا کہ آپ محرم تھے حالانکہ آپ نے احرام نہیں باندھا تھا اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو ایک عورت سے جدا کر دیا تھا جس نے حالت احرام میں نکاح کیا تھا (وحیدی) اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کو نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔

۳۲- باب نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عَنْ نِكَاحِ الْمُتَمَتِّعَةِ آخِرًا

تھا (اس لئے اب متعہ حرام ہے)

(۵۱۱۵) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) سے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا تھا۔

۵۱۱۵- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِبَنِي عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتَمَتِّعَةِ، وَعَنْ لُحُومِ الْخُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ. [راجع: ۴۲۱۶]

(۵۱۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ابو جرہ نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے عورتوں کے ساتھ نکاح منع کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی۔ پھر ان کے ایک غلام نے ان سے پوچھا کہ اس کی اجازت سخت مجبوری یا عورتوں کی کمی یا اسی جیسی صورتوں میں ہوگی؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں۔

۵۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَيْلَ عَنْ مُنْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَصَ، فَقَالَ لَهُ مُوَلَّى لَهُ: إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ، وَلَيْلِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوُهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

تشریح یہ حرمت سے قبل کی بات ہے بعد میں ہر حالت میں ہر شخص کے لئے منع حرام قرار دے دیا گیا جو قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ ان التحريم والاباحہ کا تین مرتبہ فکانت حلالة قبل خيبر ثم حرمت يوم خيبر ثم اباحت يوم اوطاس ثم حرمت يومئذ بعد ثلاثة ايام تحريما موبدا الى يوم القيمة واستمر التحريم كما في رواية مسلم عن سيرة الجهنى انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها الناس اني قد كنت اذنت لكم في الاستمتاع من النساء وان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة فمن كان عنده منهن شئ فليخل سبيله فلعل عليا لم يبلغه الاباحه يوم اوطاس لقلتها كما روى مسلم رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم عام اوطاس في المتعة ثلاثا لم ينهي عنها (حاشية بخاری)

یعنی منع کی حرمت اور اباحت دو مرتبہ ہوئی ہے خیبر سے پہلے منع حلال تھا پھر خیبر میں اسے حرام قرار دیا گیا پھر جنگ اوطاس میں اسے حلال کیا گیا پھر تین دن کے بعد یہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور یہ تحریم دائمی ہے جیسا کہ سیرہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تم کو منع کی اجازت دی تھی مگر اب اسے اللہ نے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے پس جن کے پاس کوئی منع والی عورت ہو تو اسے فوراً نکال دو پس شائد علی رضی اللہ عنہ کو یوم اوطاس کی حلت اور دوبارہ حرمت کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ یہ حلت صرف تین دن رہی بعد میں حرام مطلق ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ اب منع قیامت تک کے لئے کسی بھی حالت میں حلال نہیں ہے آج کے بعض متجدد اپنی تجدد پسندی چکانے کے لئے منع کی حرمت میں کچھ موشگافیاں کرتے ہیں جو محض باطل ہیں۔ شیعہ حضرات کو چھوڑ کر اہل سنت والجماعت کے جملہ فرقے اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اب منع کے حلال ہونے کے لئے کوئی بھی صورت سامنے آجائے مگر منع ہمیشہ کے لئے ہر حال میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی حلت کے لئے کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔

(۵۱۱۷-۵۱۱۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری اور سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں منع کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح منع کر سکتے ہو۔

۵۱۱۷، ۵۱۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُدَّانَا، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاسْلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَا: كُنَّا فِي جَيْشٍ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا، فَاسْتَمْتِعُوا)).

(۵۱۱۹) اور ابن ابی ذب نے بیان کیا کہ مجھ سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے رسول

۵۱۱۹- وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

اللہ ﷺ نے کہ جو مرد اور عورت منہ کر لیں اور کوئی مدت متعین نہ کریں تو (کم سے کم) تین دن تین رات مل کر رہیں، پھر اگر وہ تین دن سے زیادہ اس متعہ کو رکھنا چاہیں یا ختم کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے (سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ) مجھے معلوم نہیں یہ حکم صرف ہمارے (صحابہ) ہی کیلئے تھا یا تمام لوگوں کیلئے ہے ابو عبد اللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ خود علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایسی روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی حلت منسوخ ہے۔

باب عورت کا اپنے آپ کو کسی صالح مرد کے نکاح کے لئے پیش کرنا

(۵۱۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبد العزیز بصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی بھی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی بولیں کہ وہ کیسی بے حیا عورت تھی۔ ہائے بے شرمی! ہائے بے شرمی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا وہ تم سے بہتر تھیں، ان کو نبی کریم ﷺ کی طرف رغبت تھی، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا اور اس خاتون کے اس اقدام کو محبت رسول کریم پر محمول کر کے اس کی تعریف فرمائی۔

قطعاتی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیک بخت اور دیندار مرد کے سامنے اگر عورت اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کرے تو اس میں کوئی عار کی بات نہیں ہے البتہ دنیاوی غرض سے ایسا کرنا برا ہے۔

(۵۱۲۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کیا۔ پھر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ یا رسول

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَجُلًا وَامْرَأَةً تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايِدَا أَوْ يَتَّارَكَا)). لَمَّا أَذْرِي أَشْيَاءَ كَانَ لَنَا خَاصَّةٌ، أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَبَيَّنَّهُ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

۳۳- باب عرض المرأة نفسها

على الرجل الصالح

۵۱۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، قَالَ أَنَسٌ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْكَ بِي حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بَنْتُ أَنَسٍ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسْوَأَاتَاهُ. وَاسْوَأَاتَاهُ قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ، رَغِبْتَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتَ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

[طرفه في: ۶۱۲۳].

۵۱۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،

حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ

نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا

اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم، میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تمہارے پاس ہے اس کا آدھا انہیں دے دیجئے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس تمہ کا کیا کرے گی، اگر یہ اسے پن لے گی تو یہ اس قدر چھوٹا کپڑا ہے کہ پھر تو تمہارے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا اور اگر تم پہنو گے تو اس کے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے (اور جانے لگے) تو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور بلایا۔ یا انہیں بلایا گیا (راوی کو ان الفاظ میں شک تھا) پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں چند سورتیں انہوں نے گنائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے نکاح میں اس کو اس قرآن کے بدلے دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

[راجعہ: ۲۳۱۰]

جو سورتیں تم کو یاد ہیں ان کو بھی یاد کرا دیتا۔ تمہارا یہی مہر ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ قرآن کی سورتوں کا یاد کرا دینا مہر نہیں قرار پاتا۔ مگر یہ قول سراسر حدیث ہذا کے خلاف ہے۔

باب کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر سے نکاح کے لئے پیش کرنا

(۵۱۲۲) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمر سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کہ جب (ان کی صاحبزادی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا (اپنے شوہر) خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں اور خنیسؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابی

رَسُولَ اللَّهِ، زَوَّجْنَاهَا فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((اذهَبْ فَاتْلَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ، قَالَ سَهْلٌ: وَمَالُهُ رِذَاءً. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ، أَوْذَعِي لَهُ فَقَالَ لَهُ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). فَقَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ يُعَدُّهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَلَكُنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

۳۴- باب عَرَضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

۵۱۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ

تھے اور ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے لئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا۔ پھر مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کی اس بے رخی سے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے بھی زیادہ رنج ہوا۔ کچھ دنوں تک میں خاموش رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ میرے سامنے پیش کیا تھا تو اس پر میرے خاموش رہنے سے تمہیں تکلیف ہوئی ہو گی کہ میں نے تمہیں اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ واقعی ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ میرے سامنے رکھا تھا، اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے اور میں حضور اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا اگر آنحضرت ﷺ چھوڑ دیتے تو میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے آتا۔

(۵۱۳۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عراق بن مالک نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں اس سے اس کے باوجود نکاح کر سکتا ہوں کہ (ان کی ماں) ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں پہلے ہی سے موجود ہیں اور اگر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

عَمَرَ مِنْ حُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَوَفَّيَ بِالْمَدِينَةِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيْالِي، ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا زَوَّجَكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيْالِي. ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَنكَحَهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلِيًّا حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لَأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَتْهَا. [راجع: ۴۰۰۵]

۵۱۳۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا قَدْ تَخَذْنَا أَنْكَحَ نَاكِحَ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْلَى أُمَّ سَلَمَةَ؟ لَوْ لَمْ أَنْكَحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ

أَبَاهَا أَحْيَى مِنَ الرِّضَاعَةِ)). نکاح نہ کئے ہو تا جب بھی وہ درہ میرے لئے حلال نہیں تھی۔ کیونکہ

اس کے والد (ابو سلمہ رضی اللہ عنہ) میرے رضاعی بھائی تھے۔

[راجعہ: ۵۱۰۱]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس روایت کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گزر چکا اس میں باب کا مطلب موجود ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے اپنی بہن کو آنحضرت ﷺ پر پیش کیا تھا کہ آپ ان سے نکاح کر لیں اسی سے باب سے مطابقت ہو جاتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان اور تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں کہ تم ان یعنی عدت میں بیٹھنے والی عورتوں سے پیغام نکاح کے بارے میں کوئی بات اشارے سے کہو یا (یہ ارادہ) اپنے دلوں میں ہی چھپا کر رکھو اللہ کو تو علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”غفور حلیم“ تک اکتنتم بمعنی اضمتم ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جس کی حفاظت کرو اور دل میں چھپاؤ۔ وہ ”مکنون“ کہلاتی ہے۔

(۵۱۴۴) امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے طلق بن غنم نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدام نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے مجاہد نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”فیما عرضتم“ کی تفسیر میں کہا کہ کوئی شخص کسی ایسی عورت سے جو عدت میں ہو کہے کہ میرا ارادہ نکاح کا ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی نیک بخت عورت میسر آجائے اور اس نکاح میں قاسم بن محمد نے کہا کہ (تعریض یہ ہے کہ) عدت میں عورت سے کہے کہ تم میری نظر میں بہت اچھی ہو اور میرا خیال نکاح کرنے کا ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے کہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ تعریض و کنایہ سے کہے۔ صاف صاف نہ کہے (مثلاً) کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے اور تمہیں بشارت ہو اور اللہ کے فضل سے اچھی ہو اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے (بصراحت) کوئی وعدہ نہ کرے ایسی عورت کا ولی بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر عورت نے زمانہ عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی نہیں کرائی جائے گی۔ حسن نے کہا کہ لا تو اعدوہن سرا سے

۳۵- باب قول الله عزَّ وجلَّ:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ، عَلِمَ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ أَكْنَنْتُمْ، أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتُهُ وَأَضْمَرْتُهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ.

۵۱۲۴- وَقَالَ لِي طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَضْتُمْ﴾ يَقُولُ: إِنِّي أُرِيدُ النِّزْوِجَ، وَلَوِ دِدْتُ أَنَّهُ تَبَسَّرَ لِي أَمْرًا صَالِحًا. وَقَالَ الْقَاسِمُ: يَقُولُ إِنَّكَ عَلَى كَرَمَةٍ، وَإِنِّي فَيْكِ لَوَاعِبٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَسَانِقٌ إِلَيْكَ خَيْرًا، أَوْ نَحْوَ هَذَا، وَقَالَ عَطَاءٌ: يُعْرَضُ وَلَا يُبَوَّحُ، يَقُولُ: إِنَّ لِي حَاجَةً، وَأُبَشِّرِي، وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللَّهِ نَافِقَةٌ، وَتَقُولُ هِيَ: قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَلَا تَعْدُ شَيْئًا، وَلَا يُوَاعِدُ وَلَيْهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا، وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا الزَّانَا. وَيُذَكَّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْكِتَابُ أَجَلُهُ﴾ تَنْقِضِي الْعِدَّةَ.

یہ مراد ہے کہ عورت سے چھپ کر بدکاری نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ”الکتاب اجلہ“ سے مراد عدت کا پورا کرنا ہے۔

باب نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا

(۵۱۳۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (نکاح سے پہلے) میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ریشم کے ایک ٹکڑے میں تمہیں لپیٹ کر لے آیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے خود ہی پورا کر دے گا۔

(۵۱۳۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور نظر اٹھا کر دیکھا، پھر نظر نیچی کر لی اور سر کو جھکالیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آپ کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور دیکھ لو،

۳۶- باب النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ.

۵۱۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَقَالَ لِي: هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ التُّوبَ، فَإِذَا أَنْتَ هِيَ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُصْنِئُ)). [راجع: ۳۸۹۵]

۵۱۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، جِئْتُ لَأَهْبَ لَكَ نَفْسِي فَتَنْظُرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ. فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَوَّجْنِيهَا. فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((أَذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ

اگر ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تمہارے سہل بیٹے نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی (ان صحابی نے کہا کہ) ان خاتون کو اس تمہ میں سے آدھا عنایت فرما دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے تمہ کا کیا کرے گی اگر تم اسے پہنو گے تو اس کے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ صاحب بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھا اور انہیں بلانے کے لئے فرمایا، انہیں بلایا گیا۔ جب وہ آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس قرآن مجید کتنا ہے۔ انہوں نے عرض کی فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے ان سورتوں کو گنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھ لیتے ہو۔ انہوں نے ہاں میں جواب دیا آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ میں نے اس خاتون کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہارے پاس ہے۔

[راجع: ۲۳۱۰]

ان سورتوں کو اسے یاد کرا دو۔

تَشْرِیْحُ

۳۷- باب مَنْ قَالَ : لَا نِكَاحَ إِلَّا بِرِوَايَةِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿فَلَا تَفْضُلُوهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيهِ النَّيْبُ، وَكَذَلِكَ الْيَكْرُ. وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾

باب بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ (سورۃ بقرہ) میں ارشاد فرماتا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو عورتوں کے اولیاء تم کو ان کا روک رکھنا درست نہیں۔ اس میں شبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آگئیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا عورتوں کے اولیاء تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو اور سورۃ نور میں فرمایا جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کر دو۔

روک رکھنے کا مطلب نکاح نہ کرنے دینا۔ اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے ورنہ روک رکھنے کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

تَشْرِیْحُ

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے اولیاء کی طرف خطاب کیا کہ نکاح نہ کرو یا نکاح کر دو تو معلوم ہوا کہ نکاح کرنا ولی کے اختیار میں ہے۔ بعض علماء نے حدیث لا نکاح الا بولی کو بالغہ اور مجنون عورت کے ساتھ خاص کیا ہے اور شیبہ یعنی بیوہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ میں حدیث مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایم احق بنفسها من ولیها یعنی بیوہ کو اپنے نفس پر ولی سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔

الحدیث اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے صحیح نہیں ہوتا اور جس عورت کا کوئی ولی رشتہ دار زندہ نہ ہو تو حاکم یا بادشاہ اس کا ولی ہے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں جن کو حضرت امام بخاریؒ نے اپنی شرط پہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ لائے ہیں۔ ایک ابو موسیٰ کی حدیث کہ نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوتا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور حاکم اور ابن حبان نے ان کو صحیح کہا۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا آپ نکاح کرے اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا کہ جو عورت بغیر اجازت ولی کے اپنا نکاح کرے اسی کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے (وحیدی)

(۵۱۲۷) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی اور انیس نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مردے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کتا تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرالے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھو تا بھی نہیں۔ پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی، تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا۔ ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح ”نکاح استبضاع“ کہلاتا تھا۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب

۵۱۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةٍ أَنْحَاءٍ: فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلَيْتَهُ أَوْ ابْنَتَهُ فَيُصْنِفُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا. وَنِكَاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهَّرْتَ مِنْ طَمَئِهَا: أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَبَعِزْ لَهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْأَسْتَبْضَاعِ، وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشْرَةِ

وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے ان تمام مردوں کو بلائی۔ اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور اس کا وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کہیاں سوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دے دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے ثابت کیا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلی قسم نکاح کی جو اسلام کے زمانہ میں بھی باقی رہی ہے بیان کی کہ ایک مرد عورت کے ولی کو پیغام بھیجتا وہ مرٹھرا کر اس کا نکاح کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

(۵۱۲۸) ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت وما یبغی علیکم فی الکتاب الخ یعنی وہ (آیات بھی) جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم لڑکیوں کے باب میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جنہیں تم وہ نہیں دیتے ہو جو ان کے لئے مقرر ہو چکا ہے اور اس سے بیزار ہو کہ ان کا کسی سے

فَیَذْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ بِصِیْهَا، وَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لِیَالِیْ بَعْدَ أَنْ تَضَعُ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَیْهِمْ، فَلَمْ یَسْتَطِیعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ یَمْتَنِعَ حَتَّى یَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا، تَقُولُ لَهُمْ : قَدْ عَرَفْتُمْ الَّذِی كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ، وَقَدْ وَلَدْتُ، فَهُوَ ابْنُكَ یَا فُلَانٌ، تُسَمِّی مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ، فِیْلَحَقُّ بِهِ وَلَدُهَا لَا یَسْتَطِیعُ أَنْ یَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ، وَنِكَاحُ الرَّابِعِ یَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِیْرُ فِیَذْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا، وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ یَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا، فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا، وَدَعَوْا لَهُمُ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِی یَرَوْنَ، فَالْتَأَطُّ بِهِ وَدُعِیَ ابْنُهُ لَا یَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ. فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِیَّةِ كُلَّهُ، إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْیَوْمَ.

۵۱۲۸- حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَمَا یَنْبَغِیْ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتَابِ فِی یَتَامَیِ النِّسَاءِ اللَّاتِی لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ قَالَ: هَذَا فِی الْیَتِیْمَةِ الَّتِی تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَعَلَّهَا أَنْ

تَكُونُ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ، وَهُوَ أَوْلَى بِهَا
فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا، فَيَغْضُلُهَا لِمَالِهَا، وَلَا
يُنْكِحُهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةٍ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي
مَالِهَا.

[راجع: ۲۴۹۴]

نکاح کرو۔ ”ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو کسی شخص
کی پرورش میں ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے مال و جائیداد میں بھی شریک
ہو، وہی لڑکی کا زیادہ حق دار ہے لیکن وہ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا
البتہ اس کے مال کی وجہ سے اسے روکے رکھتا ہے اور کسی دوسرے
مرد سے اس کی شادی نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی
دوسرا اس کے مال میں حصہ دار بنے۔

یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دوسرے سے بھی نکاح نہ کرنے دے تو معلوم ہوا کہ ولی
کو نکاح کا اختیار ہے، اگر عورت اپنا نکاح آپ کر سکتی تو ولی اس کو کیونکر روک سکتا پس نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

(۵۱۲۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان
کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے
سالم نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب حفصہ
بنت عمر رضی اللہ عنہا ابن حذافہ سہمی سے بیوہ ہوئیں۔ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ نبی
کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے
ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں پیش کش کی اور
کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کروں۔
انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا چند دن میں
نے انتظار کیا اس کے بعد وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں اس نتیجہ پر
پہنچا ہوں کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر
میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں
حفصہ کا نکاح آپ سے کروں۔

[راجع: ۴۰۰۵]

یہیں سے حضرت امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ بیوہ تھیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی
ولایت ان پر سے ساقط نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کا نکاح کر دیتا ہوں۔

(۵۱۳۰) ہم سے احمد بن ابی عمرو نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے
والد حفص بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن طہمان
نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے حسن بصری نے آیت ”فَلَا
تَعْضُلُوهُنَّ“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے

۵۱۳۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو،
قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ
عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ: فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ
قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ

بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ایک بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص (ابو البداح) میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے اس کا (اپنی بہن) کا نکاح کیا۔ اسے تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اب میں تمہیں کبھی اسے نہیں دوں گا۔ وہ شخص ابو البداح کچھ برا آدمی نہ تھا اور عورت بھی اس کے یہاں واپس جانا چاہتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”تم عورتوں کو مت روکو“ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب میں کر دوں گا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔

اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا۔ کیونکہ معقل نے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح ابو البداح سے نہ ہونے دیا حالانکہ بہن چاہتی تھی تو معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ بمقتضائے عقل بھی ہے کہ عورت کو کلی طور پر آزاد نہ چھوڑا جائے اسی لئے شادی بیہ میں بہت سے مصالح کے تحت ولی کا ہونا بطور شرط نہیں مانتے ان کا قول غلط ہے۔

باب اگر عورت کا ولی خود اس سے

نکاح کرنا چاہے

۳۸- باب إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ

الْخَاطِبَ

تو کیا اپنا آپ نکاح کرے یا دوسرے ولی سے نکاح کرے۔

اور مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور سب سے قریب کے رشتہ دار اس عورت کے وہی تھے۔ آخر انہوں نے ایک اور شخص (عثمان بن ابی العاص) سے کہا اس نے ان کا نکاح پڑھا دیا اور عبدالرحمن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا تو نے اپنے نکاح کے باب میں مجھ کو مختار کیا ہے، میں جس سے چاہوں تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا ہاں۔ عبدالرحمن نے کہا تو میں نے خود تجھ سے نکاح کیا اور عطاء بن ابی رباح نے کہا دو گواہوں کے سامنے اس عورت سے کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا عورت کے کنبہ والوں میں سے (گو دور کے رشتہ دار ہوں) کسی کو مقرر کر دے (وہ اس کا

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هِيَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَرَوَّجَهُ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكَ إِلَيَّ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقَالَ: قَدْ تَزَوَّجْتُكَ. وَقَالَ عَطَاءٌ: لِيُشْهِدَ أُمِّي قَدْ نَكَحْتُكَ، أَوْ لِيَأْمُرَ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِهَا. وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبْ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ

فَزَوَّجْنَاهَا.

نکاح پڑھا دے) اور سہل بن سعد ساعدی نے روایت کیا کہ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے کہا میں اپنے کو آپ کو بخش دیتی ہوں، اس میں ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی خواہش نہ ہو تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے۔

اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ اس کو پسند کرتے تو وہ اپنا نکاح آپ اس سے کر لیتے آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے۔ بعضوں نے کہا مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو آنحضرت ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے، آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

تَشْرِيحُ

(۵۱۳۱) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت یستفتونک فی النساء الایۃ اور آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں مسئلہ بتاتا ہے آخر آیت تک فرمایا کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، جو کسی مرد کی پرورش میں ہو۔ وہ مرد اس کے مال کے مال میں بھی شریک ہو اور اس سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرنا پسند نہ کرتا ہو کہ کہیں دوسرا شخص اس کے مال میں حصہ دار نہ بن جائے اس غرض سے وہ لڑکی کو روکے رکھے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے منع کیا ہے۔

۵۱۳۱- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ: «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ» إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكْتُهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوَّجَهَا غَيْرَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا، فَتَهَاكُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ.

(۵۱۳۲) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا۔ آنحضورؐ نے انہیں نظر نیچی اور اوپر کر کے دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا پھر آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ لوہے کی ایک انگوٹھی بھی

۵۱۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَحَفِضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ. زَوَّجْنَاهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)). قَالَ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ: ((وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ؟)) قَالَ: وَلَا خَاتَمًا، وَلَكِنْ أَشَقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ

نہیں ہے۔ البتہ میں اپنی یہ چادر پھاڑ کے آدمی انہیں دے دوں گا اور آدمی خود رکھوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں، تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن مجید کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔

[راجع: ۲۳۱۰]

اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ اس کو پسند کرتے اپنا نکاح آپ اس سے کر لیتے۔ آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے بعضوں نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو آنحضرت ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

باب آدمی اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے سورہ طلاق میں فرمایا واللّٰہی لم یحضن یعنی جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو ان کی بھی عدت تین مہینے ہیں۔

۳۹- باب إِنْكَاحِ الرِّجُلِ وَلَدَهُ

الصَّغَارِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿وَاللّٰہِی لَمْ یَحْضُنْ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتُہَا ثَلَاثَۃَ أَشْہَرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ

حضرت امام بخاریؒ کا یہ عمدہ استنباط ہے کیونکہ تین مہینے کی مدت بغیر طلاق کے نہیں ہوتی اور طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتی، پس معلوم ہوا کہ کم سن اور نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دینا درست ہے مگر اس آیت میں یہ تخصیص نہیں کہ باپ ہی کو ایسا کرنا جائز ہے اور نہ کنواری کی تخصیص ہے۔ ابحدیث اور محققین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو خواہ کنواری ہو یا بیوہ اس کا اذن لینا ضروری ہے اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اذن ہے اور شبہ کو زبان سے اذن دینا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی، اس کے باپ نے اس کا نکاح جبراً کر دیا تھا وہ پسند نہیں کرتی تھی تو آنحضرت ﷺ نے لڑکی کو اختیار دیا خواہ نکاح باقی رکھے خواہ فسخ کر ڈالے (وحیدی)

(۵۱۳۳) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی اور وہ نو برس آپ کے پاس رہیں۔

۵۱۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُسُفَ، حَدَّثَنَا سَفِیَانُ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ اَبِیہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہ عَنْہَا: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَہِیَ بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنٍ، وَاُذْخِلَتْ عَلَیْہِ وَہِیَ بِنْتُ سِنْعٍ، وَمَكَّنَتْ عِنْدَہُ سِنْعًا.

[راجع: ۳۸۹۴]

باب باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح مسلمانوں کے امام یا بادشاہ سے کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

۴۰- باب تَزْوِیجِ الْاَبِ ابْنَتَہُ مِنَ الْاِمَامِ، وَقَالَ عُمَرُ: خَطَبَ النَّبِیُّ

﴿إِلَىٰ حَفْصَةَ فَأَنكِحْتُهُ﴾

حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح میرے پاس بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔

یہ حدیث موصولاً اوپر گزر چکی ہے۔

۵۱۳۴- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَيْتٍ سَبِينٍ، وَبَنَىٰ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ بَسْعٍ سَبِينٍ، قَالَ هِشَامٌ : وَأَبْنَيْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ بَسْعٍ سَبِينٍ. [راجع: ۳۸۹۴]

(۵۱۳۴) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو ان کی عمر نو سال تھی۔ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

یعنی جب ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی تو آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ عرب گرم ملک ہے وہاں کی لڑکیاں جلدی جوان ہو جاتی ہیں تو نو برس کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جوان ہو گئی تھی۔

تَشْرِیح

۴۱- بَابُ السُّلْطَانِ وَلِيِّهِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب سلطان بھی ولی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا اس قرآن کے بدلے جو تجھ کو یاد ہے

((زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ))

(۵۱۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم مسلم بن دینار نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہمہ کرتی ہوں۔ پھر وہ دیر تک کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک مرد نے کہا کہ اگر آنحضور ﷺ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اس کا نکاح مجھ سے فرمادیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس انہیں مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس اس تہم کے سوا اور کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنا یہ تہم اس کو دے دو گے تو تمہارے پاس پہننے کے لئے تہم بھی نہیں رہے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کر لو۔ اس مرد نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ تو تلاش کرو، ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی! اسے وہ بھی نہیں ملی

۵۱۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي، فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوَّجْنَاهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا؟)) قَالَ: ((مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي)). فَقَالَ: ((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتُ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا)). فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا. فَقَالَ: ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ: ((أَمْعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)).

تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچھ قرآن مجید ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فلاں فلاں سورتیں ہیں، ان سورتوں کا انہوں نے نام لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے ان سورتوں کے بدل کیا جو تم کو یاد ہیں۔

باب باپ یا کوئی دوسرا ولی کنواری یا بیوہ عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرے

(۵۱۳۶) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، ان سے یحییٰ بن ابی بشیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔

تشیخ خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی حضرت امام بخاریؒ اور بعض اہلحدیث کا یہی قول معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر علماء نے یہ کہا ہے بلکہ اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ کنواری چھوٹی (یعنی نابالغ لڑکی) کا نکاح اس کا باپ کر سکتا ہے، اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ثیبہ بالغ کا نکاح اس کے پوچھے بغیر جائز نہیں اتفاقاً نہ باپ کو نہ اور کسی ولی کو۔ اب رہ گئی کنواری نابالغہ اور ثیبہ نابالغہ ان میں اختلاف ہے۔ کنواری نابالغہ سے بھی حنیفہ کے نزدیک اذن لینا چاہئے اور امام مالک اور امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک باپ کو اس سے اذن لینے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح دادا کو بھی اگر باپ حاضر نہ ہو۔ حدیث سے اذن لینے کی تائید ہوتی ہے اور حضرت امام شوکانی نے اہلحدیث کا یہی مذہب قرار دیا ہے لیکن ثیبہ نابالغہ تو امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ یہ کہتے ہیں کہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ثیبہ ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ شرم نہیں کرتی بہر حال نابالغہ عورت کا نکاح اگر کیا جائے اور اس میں اجازت بھی لی جائے تو بعد بلوغ اس کو اختیار باقی رہتا ہے۔

(۵۱۳۷) ہم سے عمرو بن ربیع بن طارق نے بیان کیا، کہا کہ مجھے لیث بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی (کہتے ہوئے)

قَالَ : نَعَمْ، سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُورَةٍ سَمَّاهَا فَقَالَ : ((قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

۴۲- باب لَا يُنْكَحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ

الْبِكْرُ وَالْثَيِّبُ إِلَّا بِرِضَاهَا

۵۱۳۶- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيُّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تُسَكَّتَ)).

[طرفہ فی : ۶۹۶۸، ۶۹۷۰].

۵۱۳۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنُ طَارِقٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْبِكْرَ

نَسْتَحْيِي، قَالَ: ((رَضَاهَا صَمْنُهَا)).

[طرفاء فی: ۶۹۴۹، ۶۹۷۱].

۴۳- باب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ

كَارِهَةٌ، فَبَيْعَ كَاحُ مَرْدُودٌ

شرماتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خاموش ہو جانا ہی اس کی رضامندی ہے۔

باب اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح (وہ کنواری ہو یا بیوہ) جبراً کر دیا تو یہ نکاح باطل ہوگا

شرح حضرت امام بخاری کا مذہب عام معلوم ہوتا ہے لیکن باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم شیبہ کے نکاح میں ہے جیسا کہ امام نسائی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ اس سے ناراض تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنے خاوند سے جدا کرا دیا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے نکالا اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا ایسی صورت میں حضرت امام بخاری کا مذہب قوی ہو گا کہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا شیبہ ہر حال میں جو نکاح اس کی مرضی کے خلاف ہو وہ ناجائز ہو گا گو شیبہ کے نکاح کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ امام بیہقی نے کہا اگر کنواری کی روایت ثابت ہو تو وہ محمول ہے اس پر کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہو گا۔ حافظ نے کہا یہی جواب عمدہ ہے (وجیدی)

(۵۱۳۸) ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن حارثہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خدام انصاریہ نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ شیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا۔

۵۱۳۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

[أطراف فی: ۵۱۳۹، ۶۹۴۵، ۶۹۶۹].

۵۱۳۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُ، أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خِدَامًا أُنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ. [راجع: ۵۱۳۸]

(۵۱۳۹) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید نے بیان کیا کہ خدام نامی ایک صحابی نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ پھر پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

باب یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا کیونکہ اللہ پاک نے سورہ نساء میں فرمایا ”اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔“ اگر کسی شخص

۴۴- باب تَزْوِيجُ الْيَتِيمَةِ، لِقَوْلِهِ: هُوَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْهُمْ وَاِذَا قَالِ لِلْوَلِيِّ زَوْجِنِي فَلَا تَنَ.

نے یتیم لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو پھر ولی ایک گھڑی تک خاموش رہا ولی نے یہ پوچھا تیرے پاس کیا کیا جائداد ہے۔ وہ کہنے لگا فلاں فلاں جائداد یا دونوں خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد ولی نے کہا میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا اس باب میں سہل کی حدیث آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

تشریح حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے قبل کئی بار گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مرد کے ایجاب کے بعد دوسری بہت گفتگو کی اور اس کے بعد فرمایا زوجنا کما بما معک من القرآن باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۱۴۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اے ام المؤمنین! اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اسے ”ما ملکت ایمانکم“ تک کہ اس آیت میں کیا حکم بیان ہوا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اس کے حسن اور اس کے مال کی وجہ سے اس کی طرف توجہ ہو اور وہ اس کا مہر کم کر کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح سے ممانعت کی گئی ہے سوا اس صورت کے کہ وہ ان کے مہر کے بارے میں انصاف کریں (اور اگر انصاف نہیں کر سکتے تو انہیں ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ”اور آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں“ سے ”و ترغبون تک نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ حکم نازل کیا کہ یتیم لڑکیاں جب صاحب مال و صاحب جمال ہوتی ہیں تب تو مہر میں کمی کر کے اس سے نکاح کرنا رشتہ لگانا پسند کرتے ہیں اور جب دولت مندی یا خوبصورتی

فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ : مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ : مَعِيَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبَا نُمْ قَالَ : زَوِّجْتُكَهَا فَهِيَ جَائِزٌ. فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۱۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهَا: يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ - إِلَى - مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴿قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُنْجَى هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَتُهَوَّأُ عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأَمُرُوا بِنِكَاحٍ مِنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ - إِلَى - وَتَرْغَبُونَ ﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ، أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ، رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنْ

النِّسَاءُ، قَالَتْ: فَكَمَا يَتَرَكُونَهَا حِينَ يَزْنُونَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يَفْسِطُوا لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوَّلَى مِنَ الصَّدَاقِ.

[راجع: ۲۴۹۴]

۴۵- باب إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلرَّوْلِ : زَوِّجْنِي فَلَانَةَ قَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا، جَاَزَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرْضَيْتَ أَوْ قَبِلْتَ

لَشَيْخٍ

نہیں رکھتی اس وقت اس کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر دیتے ہیں (یہ کیا بات) ان کو چاہئے کہ جیسے مال و دولت اور حسن و جمال نہ ہونے کی صورت میں اس کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دیں جب وہ مالدار اور خوبصورت ہو البتہ اگر انصاف سے چلیں اور اس کا پورا مہر مقرر کریں تو خیر نکاح کر لیں۔

باب اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو، اس نے کہا میں نے اتنے مہر پر تیرا نکاح اس سے کر دیا تو نکاح ہو گیا گو وہ مرد سے یہ نہ پوچھے کہ تم اس پر راضی ہو یا تم نے قبول کیا یا نہیں؟

اس باب سے مطلب یہ ہے کہ مرد کا درخواست کرنا قبول کرنے کے قائم مقام ہے۔ اب اس کے بعد پھر اظہار قبول کی حاجت نہیں۔ بیچ میں بھی یہی حکم ہے مثلاً کسی نے دوسرے سے کہا چار روپے کو یہ چیز میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے کہا کہ میں نے بیچ دی تو بیچ تمام ہو گئی اب اس کی ضرورت نہیں کہ پھر مشتری کے کہ میں نے قبول کی۔

۵۱۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ: ((مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَوِّجْنِيهَا. قَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ)). قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((لَمَّا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((لَقَدْ مَلِكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

لَشَيْخٍ

(۵۱۴۱) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اب عورت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس عورت کو کچھ دو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ عرض کیا فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا، اس قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے۔

اس واقعہ میں آنحضرت ﷺ بطور ولی کے تھے۔ آپ سے اس شخص نے اس عورت سے نکاح کرا دینے کی درخواست کی، آپ نے نکاح کرا دیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ہو گئی۔

مرزا حیرت صاحب مرحوم کی حیرت انگیز جسارت! حضرت مرزا حیرت صاحب مرحوم نے بھی بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا تھا مگر بعض بعض جگہ آپ حیرت انگیز جسارت سے کام لے جاتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے ذیل آپ کی جسارت ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

”بخاری اس حدیث سے یہ سمجھ گئے کہ تعلیم قرآن آنحضرت ﷺ نے مقرر کیا اور کچھ نہ قرار دیا حالانکہ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ مرموجل مقرر کر دیا ہو گا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے بزرگی قرآن یاد ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ بخاری نے باء کے معنی عوض کے لے کر مسئلہ قائم کر دیا حالانکہ باء مبیہ ہے۔ (ترجمہ صحیح بخاری، جلد: سوم / ص: ۲۲)

مرزا صاحب مرحوم نے حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث کو جس لا ابالی پن سے یاد کیا ہے وہ آپ کی حیرت انگیز جسارت ہے پھر مزید جسارت یہ کہ آنحضرت ﷺ کے اس نکاح کر دینے کی بڑی ہی بھونڈی تصویر پیش کی ہے۔ حدیث کے صاف الفاظ ہیں (فقد ملکتمکما بما معکم من القرآن) تجھ کو جو قرآن زبانی یاد ہے اس کے عوض اس عورت کا میں نے تجھ کو مالک بنا دیا۔ یہ اس وقت ہوا جبکہ مسائل کے گھر میں ایک لوہے کی انگوٹھی یا چھلا بھی نہ تھا مگر مرزا صاحب کی جسارت ملاحظہ ہو کہ آپ لکھتے ہیں ”بلکہ مرموجل مقرر کر دیا ہو گا“ اگر ایسا ہوتا تو تفصیل میں آنحضرت اس کا ذکر ضرور فرماتے مگر صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ پر یہ شخص قیاسی افتراء بازی کی ہے جس کی بنا پر آپ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فتاہت حدیث پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی فہم کے آگے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فہم حدیث کو پیچ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ پاک حضرت مرزا صاحب کی اس جسارت کو معاف فرمائے۔ دراصل تعصب تقلید اتنا برا مرض ہے کہ آدمی اس میں بالکل اندھا بہرہ بن کر حقیقت سے بالکل دور ہو جاتا ہے حضرت امام بخاریؒ نے باب میں جو مسئلہ ثابت فرمایا ہے وہ ایسے حالات میں یقیناً ارشاد رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہے۔ ولا شک فیہ علی رغم انوف المقلدین الجامدین رحمہم اللہ اجمعین۔

باب کسی مسلمان بھائی نے ایک عورت کو پیغام بھیجا ہو تو
دوسرا شخص اس کو پیغام نہ بھیجے جب تک وہ اس سے نکاح
نہ کرے یا پیام نہ چھوڑ دے یعنی منگنی توڑ دے۔

۴۶- باب لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ

أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

(۵۱۴۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم کسی کے بھائے پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہئے، یہاں تک کہ پیغام بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے یا اسے پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔

۵۱۴۲- حَدَّثَنَا مَكِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، أَنْ يَبْعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بَعْضٌ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ الْخَاطِبَ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ. [راجع: ۲۱۳۹]

ریاست اور امانت کا تقاضا ہے کہ کسی بھائی کے سوئے میں یا اس کی منگنی میں دخل اندازی نہ کی جائے ہاں وہ خود ہٹ جائے تو بات الگ ہے۔

۵۱۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ. وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)). [أطرافه في : ٦٠٦٤، ٦٠٦٦، ٦٧٢٤].

۵۱۴۴- وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرَكَ)).

[راجع : ٢١٤٠]

اخلاق فاضلہ کی تعلیم کے لئے اس حدیث کو بنیادی حیثیت دی جاسکتی ہے۔ اصلاح معاشرہ اور صالح ترین سماج بنانے کے لئے ان اوصاف حسنہ کا ہونا ضروری ہے، بدگمانی عیب جوئی چغلی سب اس میں داخل ہیں۔ اسلام کا منشا سارے انسانوں کو مخلص ترین بھائیوں کی طرح گزارنے کا پیغام دیتا ہے۔

۴۷- باب تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

۵۱۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ: لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِي ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَقِينِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبَلْتُهَا. تَابَعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ

(۵۱۴۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے (اور لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کیا کرو اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگوؤں کو) کان لگا کر سنو، آپس میں دشمنی نہ پیدا کرو بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو (۵۱۴۴) اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

باب پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا

(۵۱۴۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انیس زہری نے، کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح عزیزہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد رسول کریم ﷺ نے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی۔ اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول کریم ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا راز کھولوں ہاں اگر آنحضرت ﷺ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو یونس بن یزید اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عبد اللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری

الزُّهْرِيُّ. [راجع: ۵۰۰۵]

سے روایت کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر ؓ نے پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کر دی یہی باب کا مقصد ہے۔

باب (عقد سے پہلے) نکاح کا خطبہ پڑھنا

۴۸- باب الْخُطْبَةِ

(۵۱۴۶) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ دو آدمی مدینہ کے مشرق کی طرف سے آئے، وہ مسلمان ہو گئے اور خطبہ دیا، نہایت فصیح و بلیغ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ بعض تقریر جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔

۵۱۴۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ : جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخُطَبَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ مِنَ النَّبِيِّانِ سِحْرًا)). [طرفہ فی: ۵۷۶۷]

یہ حدیث لاکر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ نکاح کا خطبہ صاف صاف متوسط تقریر میں ہونا چاہئے نہ یہ کہ بڑے تکلف اور خوش تقریری کے ساتھ جس سے سامعین پر جادو کا سا اثر ہو اور خطبہ نکاح کے باب میں صریح حدیث ابن مسعود ؓ کی ہے جسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے لیکن حضرت امام بخاری شاید اپنی شرط پر نہ ہونے سے اسے نہ لاسکے۔ نکاح کا خطبہ مشہور یہ ہے:

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا. يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقلوا قولا سديدا. يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يقطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما تك پڑھ کر پھر قاضی ایجاب و قبول کرائے۔ (خطبہ میں مذکور لفظ ونؤمن به ونوكل عليه محل نظر ہیں یعنی یہ لفظ سنداً ثابت نہیں ہیں۔ اس طرح دوسری آیت جس سے سورہ نساء کا آغاز ہوتا ہے، وہ پوری پڑھنی چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔ عبدالرشید تونسوی)

باب نکاح اور ولیمہ کی دعوت میں

۴۹- باب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ

وف بجانا

وَالْوَلِيمَةِ

اعلان نکاح کے لئے دف بجانا جس میں گھگرو نہ ہوں جائز ہے مگر آج کل کا گانا بجانا سراسر حرام ہے۔

(۵۱۴۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، کہا کہ ربیع بنت معوذ ابن عفراء نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی آنحضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا

۵۱۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ : قَالَتْ الرَّبِيعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ : جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَيَّ فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جَوَازِيئَاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالْدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ

قِيلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ يَذَرُ، إِذْ قَالَتْ: إِحْذَاهُنَّ
وَلَيْتَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِي، فَقَالَ: ((دَعِي
هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتَ تَقُولِينَ)).

[راجع: ۴۰۱]

جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے، ان کا مرہیہ پڑھنے لگیں۔ اتنے میں
ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا ”اور ہم میں ایک نبی ہے جو ان باتوں
کی خبر رکھتا ہے جو کچھ کل ہونے والی ہیں۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
کہ یہ چھوڑ دو۔ اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔

اس لڑکی کو آپ نے ایسا شعر پڑھنے سے منع فرمادیا کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے عالم الغیب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔
تشیخ قرآن پاک میں صاف اس کی صراحت مذکور ہے۔ مرقاة میں ہے کہ وہ دف جو بجارہی تھیں ان میں گھگھرو جیسی آواز نہیں
تھی وکان ولهن غیر مصحوب بجلال اس سے آج کل کے گلے بجانے پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے گانوں
بجانوں سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے بلکہ آپ دنیا میں ایسے تمام گانوں بجانوں کو مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے ﷺ قال فی
الفتح وانما انکر علیہا ما ذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب بہ وہی صفة تختص باللہ تعالیٰ یعنی آپ نے اس لڑکی کو اس شعر کے
پڑھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس میں مبالغہ تھا اور علم الغیب کا اطلاق آپ کی ذات پر کیا گیا تھا حالانکہ یہ ایسی صفت ہے جو اللہ کے
ساتھ خاص ہے۔

۵۰۔ باب قول الله تعالى :

﴿وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ بِحِلَّةٍ وَكَثْرَةٍ
الْمَهْرِ، وَأَذْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْذَاهُنَّ قِنطَارًا
فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ
﴿أَوْ تَفَرِّصُوا لَهُنَّ﴾ وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ))

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی
سے ادا کرو اور مہر زیادہ رکھنا اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ
تعالیٰ کا فرمان (سورہ نساء میں):
”اور اگر تم نے ان (عورتوں) میں سے کسی کو (مہر میں) ڈھیر کا ڈھیر دیا
ہو، جب بھی اس سے واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ بقرہ میں)
یا تم نے ان کے لئے کچھ (مہر کے طور پر) مقرر کیا ہو“ اور سہل بن سعد
ساعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ تو ڈھونڈ کر لا،
اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سی۔“

۵۱۴۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ
تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ فَرَأَى
النَّبِيُّ ﷺ بِشَاشَةِ الْفَرَسِ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ:
إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ، وَعَنْ
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ
عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ مِنْ

(۵۱۳۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت
انس رحمہ اللہ نے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رحمہ اللہ نے ایک خاتون
سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر (سونے کے مہر پر) نکاح کیا۔ پھر نبی
کریم ﷺ نے شادی کی خوشی ان میں دیکھی تو ان سے پوچھا۔ انہوں
نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر پر نکاح
کیا ہے۔ اور قتادہ نے حضرت انس رحمہ اللہ سے یہ روایت اس طرح نقل
کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رحمہ اللہ نے ایک عورت سے

ایک گھٹی کے وزن کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔

ذہب: [راجع: ۲۰۴۹]

اس میں سونے کی تصریح مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی بیشی کی کوئی حد نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ (طاقت ہونے پر مردس درم سے کم اور پانچ سو درم سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا یہی مہر تھا۔ (وحیدی) آج کل لوگ نام نمود کے لئے ہزاروں کا مہر باندھ دیتے ہیں بعد میں ادائیگی کا نام نہیں لیتے الا ماشاء اللہ۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اتنا ہی مہر نہ حوائس جسے بخوشی ادا کر سکیں۔

باب قرآن کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے اس طرح اگر مہر کا ذکر ہی نہ کرے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا (اور مہر مثل لازم ہو گا)

۵۱- باب التزویج علی القرآن
وَبَغِیْرِ صَدَاقٍ

مہر المثل عورت کے باپ کے کنبہ کے مہر پر بھی قیاس کر کے مقرر کیا جاتا ہے جیسے اس کی علاقائی بہنیں اور پھوپھیاں اور چچا زاد بہنیں۔ جب نکاح کے وقت کچھ مہر نہ مقرر ہوا ہو یا قبل یا بعد نکاح کے مقدار مہر کی تعیین و تصریح نہ کر دی گئی ہو یا مہر عمد آیا سو آغیر معین چھوڑ دیا گیا ہو تو عورت اس مہر کی مستحق ہوگی جس کو شرع میں مہر المثل یعنی اس کی امثال و اقربان کا مہر کہتے ہیں۔ عورت کا مہر المثل نکالنے کا یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ اس کے شوہر کی حالت باعتبار شرافت اور دولت کے اس عورت کے شوہر کی حالت کے مانند ہو جو اس کی مثل قرار دی گئی ہے۔ مہر مثل صرف ان صورتوں میں لیا جاتا ہے جن میں نکاح شرعاً صحیح و جائز ہو۔

(۵۱۴۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا میں نے ابو حازم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے سہل بن سعد سعدی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک خاتون کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے آپ کو آپ کیلئے بہہ کرتی ہوں، آپ اب جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپ کے لئے بہہ کر دیا ہے حضور جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئیں اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضور (ﷺ) کے لئے بہہ کر دیا ہے، حضور جو چاہیں کریں۔ اسکے بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو ایک لوہے کی

۵۱۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ يَقُولُ: إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ، فَرِ فِيهَا رَأَيْكَ. فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا. ثُمَّ قَامَتِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ، فَرِ فِيهَا رَأَيْكَ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انْكِحْنِيهَا. قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((إِذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ وَطَلَبَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ. فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

انگوٹھی بھی اگر مل جائے لے آؤ۔ وہ گئے اور تلاش کیا، پھر واپس آکر عرض کیا کہ میں نے کچھ نہیں پایا، لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میرے پاس فلاں فلاں سورتیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن پر کیا جو تم کو یاد ہے۔

شيء؟)) قَالَ : مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا، قَالَ : ((أَذْهَبَ فَقَدْ أَتَكَحْتُكُمَا بِمَا مَعَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ)).
[راجع: ۲۳۱۰]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۵۲- باب الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ

باب کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی
مہر ہو سکتی ہے۔
گو نقد روپیہ نہ ہو۔

(۵۱۵۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے صحابی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی پر ہی ہو۔

۵۱۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ : لِرَجُلٍ : ((تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ)). [راجع: ۲۳۱۰]

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نکاح میں ایک معمولی رقم کے مہر پر بھی ہو سکتا ہے حتیٰ کہ ایک لوہے کی انگوٹھی پر بھی جبکہ دولہا بالکل مفلس ہو۔ الغرض شریعت نے نکاح کا معاملہ بہت آسان کر دیا ہے۔

باب نکاح میں جو شرطیں کی جائیں (ان کا پورا کرنا ضروری ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حق کا پورا کرنا اسی وقت ہو گا جب شرط پوری کی جائے اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے ایک داماد (ابو العاص) کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف کی کہ دامادی کا حق انہوں نے ادا کیا جو بات کسی وہ سچ کسی اور جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔

۵۳- باب الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ وَقَالَ غَمَرٌ: مَقَاطِعُ الْخُفُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ. وَقَالَ الْمَسْنُورُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ فَأَتْنِي عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ، قَالَ: ((حَدَّثَنِي فَصَّدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي)).

(۵۱۵۱) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیر نے اور ان سے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے

۵۱۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ،

أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحَلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)).
 لائق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔ یعنی نکاح کی شرطیں ضرور پوری کرنی ہوں گی۔ [راجع: ۲۷۲۱]

تشریح نکاح کے وقت جو شرطیں کی جائیں ان کا پورا کرنا لازم ہے، امام احمد اور ابجدیٹ کا یہی قول ہے مگر ایک شرط کہ مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اور ایسی شرطیں کہ مرد دوسری شادی نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا بیوی کو اس کے ملک سے باہر نہ لے جائے یا نان و نفقہ اتنا دے تو ان شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر لازم ہے ورنہ عورت قاضی کے یہاں نالش کر کے جدا ہو سکتی ہے۔ ہاں کوئی شرط شریعت کے خلاف ہو تو اسے توڑ دینا لازم ہے۔

۵۴- باب الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَجُلُّ فِي النِّكَاحِ. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخِيهَا

باب وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ کوئی عورت (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے

۵۱۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكْرِيَّا هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخِيهَا لِيَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)).

۵۱۵۲) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے زکریا جو ابو زائدہ کے صاحبزادے ہیں، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنی کسی (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط اس لئے لگائے تاکہ اس کے حصہ کا پیالہ بھی خود اندیل لے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہو گا۔ [راجع: ۲۱۴۰]

۵۵- باب الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ، وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب شادی کرنے والے کے لئے زرد رنگ کا جواز اس کی روایت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے

تشریح دولہا کے زردی لگانا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق منع ہے اور مالکیہ نے صرف کپڑے میں لگانا دولہا کے لئے جائز رکھا ہے نہ کہ بدن میں۔ ان کی دلیل ابو موسیٰ کی حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن میں زرد خوشبوئیں ہوں۔ حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمن کی حدیث سے مرد کے لئے زردی لگانے کا جواز نہیں نکلتا کیونکہ عبد الرحمن نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دولہن کی زردی ان کے بدن یا کپڑے سے لگ گئی ہوگی (وحیدی)

۵۱۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ

۵۱۵۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان کو مالک نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے اوپر زرد رنگ کا نشان تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس

کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا اسے مرکتنا دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

صُفْرَةٌ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: ((كَمْ سَقْتِ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: زَيْنَةُ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوَلَمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

باب

۵۶- باب

(۵۱۵۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور مسلمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ (کھانے سے فراغت کے بعد) آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے گئے جیسا کہ نکاح کے بعد آپ کا دستور تھا۔ پھر آپ امہات المؤمنین کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی اور انہوں نے آپ کے لئے دعا کی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو دو صحابہ کو دیکھا کہ ابھی بیٹھے ہوئے تھے اس لئے آپ پھر تشریف لے گئے (انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ کو خبر دی یا کسی اور نے خبر دی کہ وہ دونوں صحابی بھی چلے گئے ہیں۔

۵۱۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَوْلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ، فَأَتَى حُجَرَ امَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ ثُمَّ أَنْصَرَفَ لِرَأْيِ رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ، لَا أَذْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أَخْبَرَ بِخُرُوجِهِمَا.

[راجع: ۴۷۹۱]

محبت کے بعد دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے یہ ضروری نہیں کہ اس میں گوشت ہی ہو بلکہ جو میسر ہو وہ کھلائے۔ آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت میں کجور اور سگی اور بغیر کھلایا تھا۔ شادی سے پہلے کھانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، حضرت امام بخاریؒ اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زرد خوشبو لگائی تو معلوم ہوا کہ دولہا کو زرد خوشبو لگانا ضروری نہیں ہے۔

باب دولہا کو کس طرح وعادی جائے؟

(۵۱۵۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ

۵۷- باب كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ

۵۱۵۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ آثَرَ صُفْرَةٍ، قَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً

عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ : ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ. أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)).
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے دعوت ولیمہ کر خواہ ایک
بکری ہی کی ہو۔

[راجع: ۲۰۴۹]

نکاح کے بعد سب لوگ دولہا کو یوں دعا دیں بَارَكَ اللَّهُ لَكَ يَا بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ تَرْفُذِي کی روایت میں
یوں ہے۔ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ تَقِي بن مخلد کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں بَارَكَ اللَّهُ بِكُمْ وَبَارَكَ
لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ حضرت عبدالرحمن نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دولہن کی زردی ان کو لگ گئی ہوگی۔ (وحیدی)

۵۸- باب الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي

يُهْدِينَ الْعُرُوسَ، وَلِلْعُرُوسِ

۵۱۵۶- حَدَّثَنَا قُزُوءَةُ ابْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ. عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: تَزَوَّجَتْنِي
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَنِي أُمِّي
فَأَذْخَلَنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي
النَّيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى
خَيْرٍ طَائِرٍ. [راجع: ۳۸۹۴]

امام احمد کی روایت میں ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا اور کہا یا رسول اللہ! یہ
آپ کی بیوی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۵۹- باب مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ

الْعَزْوِ

۵۱۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((غَزَا
نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعُنِي
رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَنْبِيَّ
بِهَا وَلَمْ يَنْبِ بِهَا)).

[راجع: ۳۱۲۴]

باب جماد میں جانے سے پہلے نئی دولہن سے صحبت کر لینا بہتر

ہے تاکہ دل اس میں لگانہ رہے

(۵۱۵۷) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ ابن
المبارک نے بیان کیا، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ہمام نے
اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گذشتہ
انبیاء میں سے ایک نبی (حضرت یوشع یا حضرت داؤد علیہ السلام) نے غزوہ کیا
اور (غزوہ سے پہلے) اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ
چلے جس نے کسی نئی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ
صحبت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی صحبت نہ کی ہو۔

۶۰۔ باب مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ

تِسْعَ سِنِينَ

۵۱۵۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوزَةَ عَنْ غُرُوزَةَ
تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ،
وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ
تِسْعًا. [راجع: ۳۸۹۴]

باب جس نے نو سال کی عمر کی بیوی کے ساتھ خلوت کیا

(جب وہ جوان ہو گئی ہو)

(۵۱۵۸) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے
بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عروہ نے کہ نبی کریم
ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال کی
تھی اور جب ان کے ساتھ خلوت کی تو ان کی عمر نو سال کی تھی اور وہ
آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ عرب جیسے گرم ملک میں عورتیں عموماً نو
سال کی عمر میں بالغ ہو جایا کرتی تھیں۔ ابتدائے بلوغ کا تعلق موسم اور آب و ہوا کے ساتھ بھی بہت حد تک ہے۔ بہت
زیادہ گرم خطوں میں عورتیں اور مرد جلد بالغ ہو جاتے ہیں، اس کے برعکس بہت زیادہ سرد خطوں میں بلوغ اوسطاً اٹھارہ بیس سال میں
ہوتا ہے لہذا یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے۔ اس بارے میں بعض علماء نے بہت سے تکلفات کئے ہیں مگر ظاہر حقیقت یہی ہے جو
روایت میں مذکور ہے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عرب میں نو سال کی لڑکیوں کا بالغ ہو جانا بعید از عقل بات نہیں تھی اس کے
مطابق ہی یہاں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب سفر میں نئی دلہن کے ساتھ خلوت کرنا

(۵۱۵۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر
نے خبر دی، انہیں حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (راستہ میں) تین دن
تک قیام کیا اور وہاں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کے
ساتھ خلوت کی۔ میں نے مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے ولیمہ پر بلایا
لیکن اس دعوت میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ آپ نے دسترخوان
بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور یہی
آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے
بارے میں (کہا کہ) امات المؤمنین میں سے ہیں یا آنحضرت ﷺ نے
انہیں لونڈی ہی رکھا ہے (کیونکہ وہ بھی جنگ خیبر کے قیدیوں میں سے
تھیں) اس پر بعض نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لئے پردہ
کرائیں تو پھر تو وہ امات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر آپ ان کے
لئے پردہ نہ کرائیں تو پھر وہ لونڈی کی حیثیت سے ہیں۔ جب سفر ہوا تو

۶۱۔ باب الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

۵۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ
قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ
خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ
بِنْتِ حَيٍّ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى
وَلِيمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ
أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ
وَالسَّمْنِ. فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ: إِحْذَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ
مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ؟ فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ
مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ
فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ. فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ
لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ

الناس۔
[راجع: ۳۷۱]
آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے جگہ بنائی اور لوگوں کے اور ان کے درمیان پردہ ڈلوایا۔

جس سے لوگوں نے جان لیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے اپنے حرم میں داخل فرمایا اور آپ کو آزاد کر کے آپ سے شادی کر لی ہے۔ آپ تین دن برابر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے کیونکہ وہ شبہ تھیں۔ ہاکرہ کے پاس دولہا سات دن تک رہ سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے نکاح میں دوسری عورتیں بھی ہوں اس کے بعد وہ باری مقرر کرے گا تھا ایک ہی عورت ہے تو اس کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔

باب دولہا کا دلہن کے پاس یا دلہن کا دولہا کے پاس دن کو آنا

سواری یا روشنی کی کوئی ضرورت نہیں ہے

(۵۱۶۰) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی تھی۔ میری والدہ میرے پاس آئیں اور تمنا مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ پھر مجھے کسی چیز نے خوف نہیں دلایا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ اچانک ہی میرے پاس چاشت کے وقت آگئے۔ آپ نے مجھ سے ملاپ فرمایا۔

۵۱۶۰۔ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَنِي أُمِّي فَأَذْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يُزْعِنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَى.

[راجع: ۳۸۹۴]

معلوم ہوا کہ شادی کے بعد مرد عورت کے باہمی ملاپ کے لئے رات ہی کی کوئی قید نہیں ہے دن میں بھی یہ درست ہے نہ آج کل کی رسوم کی ضرورت ہے جو جلوہ وغیرہ کے نام سے لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں۔

باب عورتوں کے لئے محمل کے پچھونے وغیرہ بچھانا جائز ہے

(یا باریک پردہ لٹکانا)

(۵۱۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن المنکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے (جب انہوں نے شادی کی) فرمایا تم نے جھالدار چادریں بھی لی ہیں یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس جھالدار چادریں کہاں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلد ہی میسر ہو جائیں گی۔

۶۳۔ باب الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

۵۱۶۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ. قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ)).

[راجع: ۳۶۳۱]

ترجمہ یعنی مستقبل میں جلد تم لوگ کشادہ حال ہو جاؤ گے صدق رسول اللہ ﷺ۔ اس سے حضرت امام بخاریؒ نے پردے یا سونے کا جواز نکالا لیکن مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دروازے پر سے یہ پردہ نکال کر پھینک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم کو یہ حکم نہیں ملا کہ ہم مٹی پتھر کو کپڑا پہنائیں۔ اکثر شافعیہ نے اسی حدیث کی بنا پر دیواروں پر کپڑا لگانا مکروہ حرام رکھا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ دیوار کو کپڑے سے مت چھپاؤ۔ اس حدیث میں صاف ممانعت ہے جب دیواروں پر کپڑا ڈالنا منع ہوا تو قبروں پر چادریں غلاف ڈالنا کیوں منع نہ ہو گا مگر جابلوں نے قبروں پر عمدہ سے عمدہ غلاف ڈالنا جائز بنا رکھا ہے جو سراسر بت پرستی کی نقل ہے بت پرست بتوں کو قیمتی لباس پہناتے ہیں، قبر پرست قبروں پر قیمتی غلاف ڈالتے ہیں۔ پھر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۶۴- باب النُسوة اللّٰہی یُھدینَ باب وہ عورتیں جو دلہن کا بناؤ سنگھار کر کے اسے شوہر کے

پاس لے جائیں

الْمَرْأَةُ إِلَى زَوْجِهَا

(۵۱۶۲) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہارے پاس لو (دف بجانے والا) نہیں تھا، انصار کو دف پسند ہے۔

۵۱۶۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَلَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ: ((يَا عَائِشَةُ، مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْؤُ، فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْؤُ)).

ترجمہ ابو الشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا انصار کی ایک یتیم لڑکی کی شادی میں دلہن کے ساتھ گئی جب لوٹ کر آئی تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا تم نے دولہا والوں کے پاس جا کر کیا کیا۔ میں نے کہا کہ سلام کیا، مبارک باد دی۔ آپ نے فرمایا کہ دف بجانے والی لونڈی ساتھ میں ہوتی وہ دف بجاتی اور یوں گاتی اتنا کہم اتنا کہم فحینا وحیا کہم ہم تمہارے ہاں آئے تم کو اور ہم کو یہ شادی مبارک ہو۔ معلوم ہوا کہ اس حد تک دف کے ساتھ مبارکباد کے ایسے شعر کہنا جائز ہے مگر آج کل جو گانے بجاتے لو ولعب کے طریقے شادیوں میں اختیار کئے جاتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں ہیں کیونکہ اس سے سراسر فسق و فجور کو شہ ملتی ہے۔

باب دلہن کو تحائف بھیجنا

۶۵- باب الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ

(۵۱۶۳) اور ابراہیم بن طہمان نے ابو عثمان جعد بن دینار سے روایت کیا، انہوں نے انس بن مالک سے، ابو عثمان کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے سے بنی رفاعہ کی مسجد میں (جو بصرہ میں ہے) گزرے۔ میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا قاعدہ تھا آپ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف سے گزرتے تو ان کے پاس جاتے، ان کو سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ ہوتی تھیں) پھر انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ دولہا تھے۔ آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگیں

۵۱۶۳- وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ بِنَا فِي مَنْسَجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَرَّ بِحَنْبَاتٍ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا. ثُمَّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْذَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس وقت ہم آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہے۔ انہوں نے کھجور اور کھی اور بنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دیکر آنحضرت ﷺ کے پاس بھجوا دیا۔ میں لے کر آپ کے پاس چلا، جب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ نے ان کا نام لیا اور جو بھی کوئی تجھ کو راستے میں ملے اس کو بلا لے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دیتے گیا۔ لوٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھر ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلانا شروع کیا۔ آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے)۔ یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھ کو ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوگی) آخر آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کے جبروں پر گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا پھر راستے میں میں نے آپ سے کہا اب وہ تین آدمی بھی چلے گئے ہیں۔ اس وقت آپ لوٹے اور (زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) آئے۔ میں بھی حجرے ہی میں تھا لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ آپ سورہ احزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ”مسلمانو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لئے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آ جاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو۔ باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو“ ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی، اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرمتا۔“ ابو عثمان (جعہ بن دینار) کہتے تھے کہ انس رضی اللہ عنہ کما کرتے تھے

يَدِيَّةً، فَقُلْتُ لَهَا: اَفْعَلِي. فَعَمَدَتْ اِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً لِي بُرْمَةً فَارْسَلَتْ بِهَا مَعِيَ اِلَيْهِ، فَاَنْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لِي: ((ضَعُفَهَا)) ثُمَّ اَمَرَنِي فَقَالَ: ((اذْعُ لِي رِجَالًا)) سَمَّاهُمْ، وَاَذْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ. قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي اَمَرَنِي فَوَجَعْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ غَاصُ بِأَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى بِلَكِ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَذْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةَ يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَهُمْ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)) قَالَ: حَتَّى تَصَدَّغُوا كُلَّهُمْ غَنَاهَا. فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ، وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: وَجَعَلْتُ أُغْتَمُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ، وَخَرَجْتُ فِي إِثَرِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَوَجَعَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ وَأَرْخَى السُّتْرَ، وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاطِرِينَ إِنَاءً، وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا، فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا، وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ، إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ، وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ)) قَالَ أَبُو غَثْمَانٍ: قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ.

[راجع: ۴۷۹۱]

کہ میں نے دس برس تک متواتر آنحضرت ﷺ کی خدمت کی ہے۔

شرح قاضی عیاض نے کہا یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں تو آپ نے لوگوں کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلایا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے پھر انہوں نے کیا کھایا۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ کھانا بڑھ گیا تھا تو اس روایت میں راوی کا سو ہے۔ اس نے ایک قصہ کو دوسرے قصہ پر چسپاں کر دیا اور ممکن ہے کہ طحلوہ اسی وقت آیا ہو جب لوگ روٹی گوشت کھا رہے ہوں تو سب نے یہ طحلوہ بھی کھالیا ہو۔ قرطبی نے کہا شاید ایسا ہوا ہو گا کہ روٹی گوشت کھا کر کچھ لوگ چل دیئے ہوں گے، صرف تین آدمی ان میں سے بیٹھے رہ گئے ہوں گے جو باتوں میں لگ گئے تھے اتنے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ طحلوہ لے کر آئے ہوں گے تو آپ نے ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو بلوایا وہ بھی کھا کر چل دیئے لیکن یہ تین آدمی بیٹھے کے بیٹھے رہے۔ ان ہی سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اب بھی حکم یہی ہے۔

۶۶- باب استِعَارَةِ الْقِيَابِ لِلْعُرُوسِ باب دلہن کے پہننے کے لئے کپڑے اور زیور وغیرہ

وَعَبْرَهَا

عاریتاً لینا

شرح کو حدیث میں کپڑا مانگنے کا ذکر نہیں ہے مگر ترجمہ باب میں کپڑے وغیرہ کا ذکر تھا، وغیرہ میں زیور ظروف سب آگئے تو حدیث باب کے موافق ہو گئی۔ اب یہ اشکال باقی رہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں تو پھر حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی۔ اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں مگر جب عورت کو اپنے خاوند کے لئے زینت کرنے کے واسطے اشیاء کا مانگنا درست ہوا تو دلہن کو بطریق اولیٰ درست ہو گا۔ حافظ نے کہا اس باب کے زیادہ مناسب وہ حدیث ہے جو کتاب الہبہ میں گزری، اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک چادر تھی جس کو ہر ایک عورت زینت کے لئے مجھ سے منگوا بھیجا کرتی تھی۔

(۵۱۲۳) مجھ سے عبید بن اسمعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے (اپنی بہن) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، راستے میں وہ گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ تلاش کرتے ہوئے نماز کا وقت ہو گیا (اور پانی نہیں تھا) اس لئے انہوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے تو آپ کے سامنے یہ شکوہ کیا۔ اس پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حذیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عائشہ! اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے، واللہ! جب بھی آپ پر کوئی مشکل آن پڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم سے اسے دور کیا اور مزید برآں یہ کہ مسلمانوں کے لئے برکت اور بھلائی ہوئی۔

۵۱۶۴- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءٍ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَذَرَكْتَهُمُ الصَّلَاةَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيْمُمِ، فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَ اللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةٌ.

[راجع: ۳۳۴]

تَشْرِیح ایسا ہی یہاں ہوا کہ ان کا ہار گم ہو گیا اور مسلمان اسے تلاش کرنے نکلے تو پانی نہ ہونے کی صورت میں نماز کے لئے تیمم کی آیت نازل ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عند اللہ یہ قبولیت کی دلیل ہے۔

۶۷- باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى

پڑھنی چاہئے

أَهْلَهُ

(۵۱۶۵) ہم سے سعد بن حفص طحی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبد الرحمن نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے جب آئے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لئے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

۵۱۶۵- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ۱۴۱]

تَشْرِیح قال الكرماني فان قلت ما الفرق بين القضاء والقدر قلت لا فرق بينهما لغة واما في الاصطلاح فالقضاء وهو الامر الكلي الاجمالي الذي في الازل والقدر هو الجزئيات ذالك الكلي (فتح) یعنی کرمانی نے کہا کہ لفظ قضاء اور قدر میں لغت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے مگر اصطلاح میں قضا وہ ہے جو اجمالی طور پر روز ازل میں ہو چکا ہے اور اس کلی کی جزئیات کا نام قدر ہے۔ حدیث مذکور میں لفظ ثم قدر بینہما سے متعلق یہ تشریح ہے۔ آج کل انسان اپنے جذبات میں ڈوب کر اس دعا سے غافل ہو کر خواہش نفس کی پیروی کر رہا ہے اور بے ہانفت سے محروم ہو جاتا ہے۔

باب ولیمہ کی دعوت دو لہا کو کرنا لازم ہے اور حضرت

۶۸- باب الْوَلِيمَةِ حَقٌّ

عبد الرحمن بن عوفؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ولیمہ کی دعوت کر خواہ ایک بکری ہی ہو

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمُوا وَلَوْ بِشَاةٍ)).

تَشْرِیح اکثر علماء نے ولیمہ کی دعوت کو سنت کہا ہے اور اسے قبول کرنا بھی سنت ہے، یہ بیوی سے پہلی مرتبہ جماع کر کے ہوتا ہے۔

(۵۱۶۶) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو ان کی عمر دس برس کی تھی۔ میری ماں اور بہنیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے مجھ کو تاکید کرتی رہتی تھیں۔

۵۱۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنِ عَشْرٍ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ الْمَدِينَةَ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاطِّنُنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ ﷺ،

چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی دس برس تک خدمت کی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو میں بیس برس کا تھا۔ پردہ کے متعلق میں سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے ہوں کہ کب نازل ہوا۔ سب سے پہلے یہ حکم اس وقت نازل ہوا تھا جب آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہیں اپنے گھرائے تھے، آپ ان کے دولہا بنے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا اور چلے گئے۔ لیکن کچھ لوگ ان میں سے آنحضرت ﷺ کے گھر میں (کھانے کے بعد بھی) دیر تک وہیں بیٹھے (باتیں کرتے رہے) آخر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ باہر گیا تاکہ یہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آنحضرت ﷺ چلتے رہے اور میں بھی آپ کے ساتھ رہا۔ جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس دروازے پر آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ اسلئے آپ واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ آیا۔ جب آپ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ابھی تک نہیں گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ وہاں سے پھر واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازے پر پہنچے اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ پھر واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اب وہ لوگ واقعی جا چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسکے بعد اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

فَعَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ. وَتَوَلَّيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
وَأَنَا ابْنُ عَشْرِينَ سَنَةً، فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ
بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ، وَكَانَ أَوَّلُ مَا
أَنْزَلَ لِي مُبْتَنًى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِزَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا
فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ
خَرَجُوا وَبَقِيَ رَفِطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ
فَأَطَالُوا الْمَكْثَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجَتْ مَعَهُ لِكَيْ
يَخْرُجُوا، فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَشِيَتْ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةُ حُجْرَةِ
عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ
وَرَجَعَتْ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ
فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا، فَرَجَعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ،
حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَظَنَّ
أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوا رَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ فَإِذَا
هُمْ قَدْ خَرَجُوا، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي وَبَيْنَهُ بِالسَّيْرِ، وَأَنْزَلَ
الْحِجَابَ.

[راجع: ۴۷۹۱]

تشیخ نووی نے کہا ولیمہ کی دعوت آٹھ ہیں۔ ختمہ کی دعوت، سلامتی کے ساتھ زچگی پر دعوت کرنا، مسافر کی خیریت سے واپس پر دعوت کرنا، مکان کی تیاری یا سکونت پر، غمی پر کھانا کھانا، دعوت احباب جو بلا سبب ہو، بچے کے ہوشیار ہونے پر، تسمیہ خوانی کی دعوت، عشرہ ماہ رجب کی دعوت، یہ جملہ دعوات وہ ہیں جن میں شرکت ضروری نہیں ہے نہ ان کا کرنا ضروری ہے۔ ایسی دعوت صرف ولیمہ کی دعوت ہے جو کرنی بھی ضروری اور اس میں شرکت بھی ضروری ہے۔ ولیمہ کی دعوت انسان کو حسب توفیق کرنا چاہئے۔ شہرت اور ناموری کے لئے پانچ چھ روز تک کھانا بھی ٹھیک نہیں ہے یا بعض زیادہ کھانا پکواتے ہیں اور دعوت کم لوگوں کی کرتے ہیں جس کی وجہ سے کھانا خراب ہو جاتا ہے یا کھانا کم پکاتے ہیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مدعو کرتے ہیں محض دکھاوے کے لئے تو ایسا کرنا بھی درست نہیں بلکہ حسب حال کرنا بہتر ہے غمی پر کھانا کرنا بطور رسم نہ ہو ورنہ الشانہ ہو جائے گا۔

باب ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے

(۵۱۶۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا، انہوں نے قبیلہ انصار کی ایک عورت سے شادی کی تھی کہ مہر کتنا دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک گھٹلی کے وزن کے برابر سونا۔ اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے بیان کیا کہ جب (آنحضرت ﷺ اور مہاجرین صحابہ) مدینہ ہجرت کر کے آئے تو مہاجرین نے انصار کے یہاں قیام کیا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اپنا مال تقسیم کر دوں گا اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو آپ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اللہ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت دے پھر وہ بازار نکل گئے اور وہاں تجارت شروع کی اور پیڑ اور گھی نفع میں کمایا۔ اس کے بعد شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کی ہو۔

ولیمہ میں بکری کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ گوشت نہ ہو تو جو بھی دال دلیہ ہو اسی سے ولیمہ کیا جاسکتا ہے۔

(۵۱۶۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بن ثانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا، ان کا ولیمہ آپ نے ایک بکری کا کیا تھا۔

[راجع: ۴۸۹۱]

قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ولیمہ میں کمی بیشی کی کوئی قید نہیں ہے حسب ضرورت اور حسب توفیق ولیمہ کا کم یا بکایا جاسکتا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ آج خطرناک گرائی کے دور میں درج ذیل حدیث سے بھی کافی آسانی ملتی ہے۔ نیز آگے ایک حدیث بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۵۱۶۹) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ

۶۹- باب الولیمۃ ولو بشاة

۵۱۶۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ: كَمْ أَصَدَّقْتَهَا، قَالَ: وَزَنَ نَوَافَةَ مِنْ ذَهَبٍ. وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ، فَنَزَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ: أَقَاسِمُكَ مَالِي، وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتِي. قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ. فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ، فَبَاعَ وَاشْتَرَى، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَلِيطٍ وَسَمْنٍ، فَتَزَوَّجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْتُمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

۵۱۶۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَوْلِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلِمَ عَلَى زَيْنَبَ، أَوْلِمَ بِشَاةٍ.

[راجع: ۴۸۹۱]

۵۱۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَسَبِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا اور ان کا ولیمہ ملیدہ سے کیا۔

[راجع : ۳۷۱]

معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لئے گوشت کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ ملیدہ کھلا کر بھی ولیمہ کیا جاسکتا ہے آپ نے بھی پیڑ اور ستو ملا کر یہ ملیدہ تیار کر لیا تھا سبحان اللہ کتنا مزیدار وہ ملیدہ ہو گا جسے رسول اللہ ﷺ تیار کرائیں۔

۵۱۷۰- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانَ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ : بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ، فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رَجُلًا إِلَى الطَّعَامِ.

(۵۱۷۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک خاتون (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کو نکاح کر کے لائے تو مجھے بھیجا اور میں نے لوگوں کو ولیمہ کھانے کے لئے بلایا۔

[راجع : ۴۷۹۱]

تفصیل کے لئے حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

باب کسی بیوی کے ولیمہ میں کھانا زیادہ تیار کرنا کسی کے ولیمہ میں کم، جائز درست ہے

۷۰- باب مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ

نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضِ

(۵۱۷۱) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے ثابت بنانی نے، کہ انس رضی اللہ عنہ کے سامنے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے جیسا اپنی بیویوں میں سے کسی کے لئے ولیمہ کرتے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا ولیمہ ایک بکری سے کیا تھا۔

۵۱۷۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ : ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع : ۴۷۹۱]

میں خوش نصیب زینب رضی اللہ عنہا ہیں جن کے نکاح کے لئے آسان سے اللہ پاک نے لفظ زوجنا کھما سے بشارت دی اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! زینب کا تم سے نکاح ہم نے خود کر دیا ہے۔ اس سے متنبی کی غلط رسم کا انداد ہوا۔

باب ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا

۷۱- باب مَنْ أَوْلَمَ بِأَقْلٍ مِنْ شَاةٍ

(۵۱۷۲) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور ابن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو (تقریباً پونے دو سیر) جو سے کیا تھا۔

۵۱۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ : أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّتَيْنِ مِنْ شَعِيرٍ.

یعنی سو سیر یا دو سیر جو کا آٹا پکایا گیا تھا۔ سچ کہا ہے الدین بسر یعنی دین کا معاملہ بالکل آسان ہے پس آج ہولناک گرانی کے دور میں علماء کا فریضہ ہے کہ اہل اسلام کے لئے ایسی آسانیوں کی بھی بشارت دیں۔

باب ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک دعوت کو قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن تک دعوت ولیمہ کو جاری رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اسے صرف ایک یا دو دن تک کچھ معین نہیں فرمایا

۷۲- باب حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ
وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ
وَنَحْوَهُ، وَلَمْ يُوقِتِ النَّبِيَّ ﷺ
يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ.

ولیمہ وہ دعوت ہے جو شادی میں بیوی سے ملاپ کے بعد کی جاتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ولیمہ کرنا ضروری ہے مجبوری سے نہ کر سکے تو امر وغیرہ اگر اللہ توفیق دے تو یہ دعوت تین دنوں تک لگا تار جاری رکھنا بھی جائز ہے مگر ریا و نمود کا شائبہ بھی نہ ہو ورنہ ثواب کی جگہ التاعذاب ہو گا کیونکہ ریا و نمود ہر نیک عمل کو برباد کر کے التابعث عذاب بنا دیتا ہے۔

۵۱۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا)). [طرفہ فی: ۵۱۷۹]

۵۱۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا ضروری ہے۔

۵۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَكُؤُوا الْغَنَائِي، وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ، وَغُودُوا الْمَرِيضَ)). [راجع: ۳۰۴۶]

۵۱۷۴) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدی کو چھڑاؤ، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو۔

کوئی مسلمان تاقید و بند میں پھنس جائے تو اس کی آزادی کے لئے مال زکوٰۃ سے خرچ کیا جاسکتا ہے آج کل ایسے واقعات بکثرت ہوتے رہتے ہیں مگر مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا یہ بھی افعال مسنونہ ہیں۔

۵۱۷۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْغَاطِطِ، وَإِنْرَادِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي. وَنَهَانَا

۵۱۷۵) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاخوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید نے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے بیمار کی عیادت، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب دینے (یوحکم اللہ یعنی اللہ تم پر رحم کرے، کہنا) قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سب کو سلام کرنے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں آنحضرت

ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتن استعمال کرنے،
ریشمی گدے، قسیہ (ریشمی کپڑا) استبرق (موٹے ریشم کا کپڑا) اور دیباچ
(ایک ریشمی کپڑا) کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔ ابو عوانہ اور شیبانی
نے اشعث کی روایت سے لفظ الفشاء السلام میں ابو الاحوص کی
متابعت کی ہے۔

عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ آيَةِ الْفِصَّةِ،
وَعَنِ الْمَيَابِرِ وَالْقَسِيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرِقِ،
وَالذِّبَاكِجِ. تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ
أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

مذکورہ باتیں صرف چھ ہیں ساتویں بات رہ گئی ہے جو خالص ریشمی کپڑا پہننے سے منع کرتا ہے اور اہرار القسم کا مطلب یہ ہے کہ
کوئی مسلمان بھائی قسیہ طور پر مجھ سے کسی کام کو کرنے کے لئے کہے تو اس کی قسم کو سچ کرنا بشرطیکہ وہ کوئی امر معصیت نہ ہو، یہ بھی
ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

(۵۱۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن
ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ
حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و
سلم کو اپنی شادی پر دعوت دی، ان کی دلہن ام اسید سلامہ بنت وہب
ضروری جو کام کاج کر رہی تھیں اور وہی دلہن بنی تھیں۔ حضرت سل
رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس موقع پر کیا پایا تھا؟ رات کے وقت انہوں نے کچھ
کھجوریں پانی میں بھگو دی تھیں (صبح کو) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ کو وہی پایا۔

۵۱۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ
السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي غُرْبِهِ،
وَكَانَتْ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَتَهُمْ وَهِيَ
الْعُرُوسُ. قَالَ سَهْلٌ تَذَرُونَ مَا مَقَّتْ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْفَقْتَ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ
اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتَهُ إِيَّاهُ.

[أطرافه في: ۵۱۸۲، ۵۱۸۳، ۵۵۴۱،

۵۵۹۱، ۵۵۹۷، ۶۶۸۵].

باب جس کسی نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی

۷۳- بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ

عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کیونکہ ایسا شخص مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا مقصد ہے، اس لئے دعوت نہ قبول کرنے والا
اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ میل و محبت کے لئے دعوت کا قبول کرنا ضروری ہے۔

(۵۱۷۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک
نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں اعرج نے اور ان سے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے
جس میں صرف مالداروں کو اس کی طرف دعوت دی جائے اور
محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے

۵۱۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ
يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى
لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ

الدُّعْوَةُ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

اس سے جائز دعوت کی قبولیت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جسے ضرور قبول کرنا ہی چاہئے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ ہدیہ اور دعوت سے میل جول پیدا ہوتا ہے اور دین دنیا کی بھلائیاں باہمی میل جول اور اتفاق میں منحصر ہیں جن لوگوں نے تقویٰ اسے سمجھا کہ لوگوں سے دور رہا جائے اور کسی کی بھی دعوت نہ قبول کی جائے یہ تقویٰ نہیں ہے بلکہ خلاف سنت حرکت ہے۔ مگر بعض سادہ لوح حضرات اسی کو کمال تقویٰ سمجھتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ بخشے آمین۔

باب جس نے بکری کے کھر کی دعوت کی تو اسے بھی قبول

۷۴- باب مَنْ أَجَابَ

کرنا چاہئے

إِلَى كُرَاعٍ

کیونکہ دعوت سے میل جول اتفاق پیدا ہوتا ہے اور دین و دنیا کی بھلائیاں سب اتفاق پر منحصر ہیں۔

۵۱۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ دُعِيتُ إِلَى
كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أَهْدَيْتُ إِلَى كُرَاعٍ
لَقَبَلْتُ)). [راجع: ۲۵۶۸]

(۵۱۷۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے بکری کے کھر کی دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کروں گا اور اگر مجھے وہ کھر بھی ہدیہ میں دیئے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا۔

کیا یہی کم حصہ ہو میں نے لوں گا کسی مسلمان کی دل شکنی نہ کروں گا۔ یہی وہ اخلاق حسنہ تھے جس کی بنا پر اللہ نے آپ کو ﴿انک لعلى خلق عظیم﴾ (القلم: ۴) سے نوازا۔ غریبوں کی دعوت میں نہ جانا، غریبوں سے نفرت کرنا، یہ فرعونیت ہے ایسے متکبر لوگ خدا کے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

باب ہر ایک دعوت قبول کرنا شادی کی ہو

۷۵- باب إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْفُرْسِ

یا کسی اور بات کی

وغيرها

یہی قول ہے بعض شافعیہ اور حنابلہ اور اصحاب الحدیث کا اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ولیمہ کے سوا اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں۔ شافعی نے کہا اگر دوسری دعوت میں نہ جائے تو گنگناہ نہیں لیکن ولیمہ کی دعوت میں نہ جانے سے گنگناہ ہو گا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے جب تم میں سے کوئی کھانے کے لئے بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔ اگر روزہ نہ ہو تو کھائے ورنہ برکت کی دعا دے۔ امام بیہقی نے روایت کیا کہ ایک دعوت میں ایک شخص بولا میں روزہ دار ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ تیرا بھائی تو تیرے لئے تکلیف اٹھائے اور تو روزے کا بہانہ کر کے اس کا دل دکھائے، یہ بات غیر مناسب ہے۔

۵۱۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:
قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ

(۵۱۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حجاج بن محمد انہوں نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ولیمہ کی جب تمہیں دعوت دی جائے تو قبول کرو۔ بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر روزے سے ہوتے جب بھی ولیمہ کی دعوت یا کسی دوسری دعوت میں شرکت کرتے تھے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَجْبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا))، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

[راجع: ۵۱۷۳]

اگر نفلی روزہ ہے تو اسے کھول کر ایسی دعوتوں میں شریک ہونا بہتر ہے کیونکہ ان سے باہمی محبت بڑھتی ہے، باہمی میل ملاپ پیدا ہوتا ہے۔

باب دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا بھی جانا جائز ہے

۷۶- باب ذهاب النساء والصبيان إلى العرس

(۵۱۸۰) ہم سے عبدالرحمن بن المبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ خوشی کے مارے جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا یا اللہ! (تو گواہ رہ) تم لوگ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو۔

۵۱۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُنْتَمًا فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۸۵]

کیونکہ انصاروں نے آنحضرت ﷺ کو اپنے شہر میں جگہ دی، آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے اور یہودیوں سے بھی مقابلہ کیا۔ ہر مشکل اور سخت موقعوں پر آپ کے ہم دوش رہے انصار کا احسان مسلمانوں پر قیامت تک باقی رہے گا۔ اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ عورتیں اور بچے بھی اگر ولیمہ کی دعوتوں میں بلائے جائیں تو ان کو بھی اس میں جانا کیا ہے؟ واجب ہے یا مستحب۔

قطاطی نے کہا بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے کا ڈر نہ ہو تو بخوشی عورتیں اور بچے جاسکتے ہیں لیکن عورتوں کو دعوت میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ بغیر اجازت جانا ٹھیک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ شوہر ناراض ہو جائے۔ اس سے بھی عورتوں کے لئے ان کے خاوندوں کا مقام واضح ہوا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کو اسے سمجھنے کی توفیق بخشنے آمین۔

باب اگر دعوت میں جا کر وہاں کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو

۷۷- باب

لوٹ آئے یا کیا کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (وہ لےنے والے گھر میں) گھر میں ایک تصویر دیکھی تو وہ واپس آ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی (ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے) ان کے گھر میں

هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ؟ وَرَأَى ابْنَ مَسْعُودٍ صُورَةً لِي النِّسْتِ فَرَجَعَ، وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى لِي

دیوار پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ عورتوں نے ہم کو مجبور کر دیا ہے۔ اس پر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور لوگوں کے متعلق تو مجھے اس کا خطرہ تھا لیکن تمہارے متعلق میرا یہ خیال نہیں تھا (کہ تم بھی ایسا کرو گے) واللہ! میں تمہارے یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

النَّبِيْتُ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ، فَقَالَ : مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ، وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

تشريح حضرت ابو ایوب بن زید انصاری خزرجی رسول کریم ﷺ کے میزبان ہیں۔ خانہ جنگیوں میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۵۵ھ میں یزید بن معاویہ کے ماتحت قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل ہوئے اور وہیں پر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے پاس ہی آپ کا مرقد ہے۔ اللہم بلغ سلامی علیہ (راز)

(۵۱۸۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انیس نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا گدا خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرے پر خفگی کے آثار دیکھ لئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ گدا یہاں کیسے آیا؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا میں نے ہی اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویروں کے (بنانے والوں کو) قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویر سازی کی ہے اسے زندہ بھی کرو؟ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔

۵۱۸۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمُورَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هَذِهِ النُّمُورَةِ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لَتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْتُوا مَا خَلَقْتُمْ، وَقَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)).

[راجع: ۲۱۰۵]

تشريح بے جان چیزوں کی تصویریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ جس دعوت میں حرام کام ہوتا ہو تو اگر اس کے دور کرنے پر قادر ہو تو اس کو دور کر دے ورنہ لوٹ کر چلا جائے، کھانا نہ کھائے اور طہرائی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا۔ مثلاً وہ لوگ شراب پیتے ہوں یا فاحشہ عورتوں کا ناچ رنگ ہو رہا ہو تو اس دعوت میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا یہ کمال درجہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان میں دیوار پر کپڑا دیکھ کر اس میں بیٹھنا اور کھانا کھانا گوارا نہ کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ جسور شافعیہ اس کی کراہیت کے قائل ہیں کیونکہ اگر حرام ہوتا تو

دوسرے صحابہ بھی وہاں نہ بیٹھے نہ کھانا کھاتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے صحابہ کو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہ ہو اگر حضرت ابو ایوبؓ آج کی بدعت کو دیکھتے تو کیا کہتے، جبکہ بیشتر اہل بدعت نے قبروں اور مزاروں پر اس قدر زینب و زینت کر رکھی ہے کہ بت خانوں کو بھی مات کر رکھا ہے۔ ایک مقام پر ایک بزرگ اجالا شاہ نامی کا مزار ہے جہاں صبح اجالا ہوتے ہی روزانہ کھواب کی ایک نئی چادر چڑھائی جاتی ہے اس پر مٹھائی کی نوکری ہوتی ہے اور صندل سے ان کی قبر کو لپکا جاتا ہے۔ صد افسوس کہ ایسی حرکتوں کو عین اسلام سمجھا جاتا ہے اور اصلاح کے لئے کوئی کچھ کہہ دے تو اسے دہلی کہہ کر معتب قرار دیا جاتا ہے اور اس سے سخت دشمنی کی جاتی ہے۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

۷۸- باب قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرَّجَالِ
باب شادی میں عورت مردوں کا کام کاج خود اپنی ذات سے کرے تو کیسا ہے؟

(۵۱۸۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی۔ اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ام اسیدؓ نے تیار کیا تھا اور انہوں نے ہی مردوں کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگو دی تھیں اور جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اس کا شربت بنایا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے (تحفہ کے طور پر) پینے کے لئے پیش کیا۔

فِي الْغُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ
۵۱۸۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا عَرَسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لِمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قُرْبَ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ، بَلَّتْ تَمْرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاتَتْهُ لَهُ فَسَقَنَهُ تَنْحِفُهُ بِذَلِكَ.
[راجع: ۵۱۷۶]

لفظ اماتہ امانت سے ہے اس کے معنی پانی میں کسی چیز کا حل کرنا۔ معلوم ہوا کہ دلہن بھی فرائض میزبانی ادا کر سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت پردے کے ساتھ عورت ایسے سارے کام کاج کر سکتی ہے۔

۷۹- باب النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْغُرْسِ
باب کھجور کا شربت یا اور کوئی شربت جس میں نشہ نہ ہو شادی میں پلانا

(۵۱۸۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن القاری نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے کہا کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید ساعدیؓ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ اس دن ان کی بیوی ہی سب کی خدمت کر رہی تھیں، حالانکہ وہ دلہن تھیں۔ بیوی نے کہا

۵۱۸۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِغُرْمِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ

الْعُرُوسُ فَقَالَتْ: أَوْ قَالَ أَتَذَرُونَنَا أَنْفَعْتَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْفَعْتَ لَهُ نَعْمَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ. [راجع: ۵۱۷۶]

یا سئل نے (راوی کو شک تھا) کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے لئے کیا تیار کیا تھا؟ میں نے آپ کے لئے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت سے کھجور کا شربت تیار کیا تھا۔

عرب میں کھجور ایک مرغوب اور بکھرت ملنے والی جنس تھی۔ کھانے میں اور شربت بنانے میں اکثر اسی کا استعمال ہوتا تھا جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

۸۰- باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ)).

باب عورتوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ عورت پہلی کی طرح ہے

اس کے مزاج میں پیدائش سے کچی اور ٹیڑھا پن ہے۔

۵۱۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَلَمَتْهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَلِهَا عَوَجٌ)). [راجع: ۳۳۳۱]

(۵۱۸۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت مثل پہلی کے ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔

پہلی سے پیدا ہونے کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پہلی سے پیدا ہوئی تھیں پس ان کی زبان درازی اور سخت گوئی پر صبر کرتے رہنا اسی میں آنحضرت ﷺ کی پیروی ہے۔

۸۱- باب الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

باب عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کے بارے میں وصیت

نبوی کا بیان

۵۱۸۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُوْذِي جَارَةً)).

(۵۱۸۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے ميسرة نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں۔

[اطرافہ فی: ۶۱۳۶، ۶۰۱۸، ۶۴۷۵]

۵۱۸۶- وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ

(۵۱۸۶) عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ

خُلِقْنَ مِنْ ضَلَعٍ، وَإِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا
بِالنِّسَاءِ خَيْرًا. [راجع: ۳۳۳۱]

۵۱۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَفَقَى الْكَلَامَ
وَالْإِسْطِطَاءَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ
ﷺ هَيْتَ أَنْ يَنْزِلَ لَنَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تَوَلَّى
النَّبِيُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۸۲- باب ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
نَارًا﴾

اس باب میں حضرت مؤلف نے اشارہ فرمایا کہ برے کاموں میں عورتوں پر سختی بھی ضروری ہے۔

۵۱۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ
بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ
وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ: فَلِلْإِمَامِ رَاعٍ وَهُوَ
مَسْئُولٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ
مَسْئُولٌ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا
وَهِيَ مَسْئُولَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ
سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، أَلَا فُكِّلْكُمْ رَاعٍ
وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ»۔ [راجع: ۸۹۳]

پہلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پہلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے
اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے
اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لئے
میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔
(۵۱۸۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے
بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے وقت میں ہم اپنی بیویوں کے ساتھ گفتگو
اور بہت زیادہ بے تکلفی سے اس ڈر کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے کہ
کہیں کوئی بے اعتدالی ہو جائے اور ہماری برائی میں کوئی حکم نہ نازل
ہو جائے پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم نے ان سے
خوب کھل کے گفتگو کی اور خوب بے تکلفی کرنے لگے۔

باب اللہ کا سورہ تحریم میں یہ فرمانا کہ لوگو! خود کو اور اپنے
بیوی بچوں کو دوزخ سے بچاؤ

(۵۱۸۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد
بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے
ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں)
سوال ہو گا۔ پس امام حاکم ہے اس سے سوال ہو گا۔ مرد اپنی بیوی بچوں
کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم
ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور
اس سے سوال ہو گا۔ پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک
سے سوال ہو گا۔

تفسیر: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی تو آدمی کو
اپنے گھروالوں کا خیال رکھنا ان کو برے کاموں سے روکنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قیامت کے دن دوزخ میں ان کے ساتھ
ہوں گے اور کہا جائے گا کہ تم نے اپنے گھروالوں کو برے کاموں سے کیوں نہ روکا آیت ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ۶) کا
یہ مفہوم ہے۔

بہتر انسان وہی ہے جو خود نیک ہو اور اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھی بھلا ہو۔ محبت اور نرمی سے گھر کا اور بال بچوں کا نظام بہتر رہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں سے بہت خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے مزاح بھی کر لیا کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے مقابلے کی دوڑ لگایا کرتے تھے اور اپنی بیویوں کی زبان درازی کو درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ ہمیں آنحضور ﷺ کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہئے تاکہ ہم بھی اپنے گھر کے بہترین حاکم بن سکیں۔

باب اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنا

(۵۱۸۹) ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن اور علی بن حجر نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، اس نے کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا کہ گیارہ عورتوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ مجلس میں وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپاویں۔ چنانچہ پہلی عورت (نام نامعلوم) بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبے اونٹ کا گوشت جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے چڑھ کر اس کو کوئی لے آوے اور نہ وہ گوشت ہی ایسا موٹا تازہ ہے جسے لانے کے لئے اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے۔ سہ دوسری عورت (عمرہ بنت عمرو تمیمی نامی) کہنے لگی میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں (اس میں اتنے عیب ہیں) میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کر سکوں گی سہ اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے سارے عیب بیان کر سکتی ہوں سہ تیسری عورت (جی بنت کعب یمنی) کہنے لگی، میرا خاوند کیا ہے ایک تازہ کا تازہ (لسان تنگ) ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں سہ چوتھی عورت (مہدوبنت ابی ہرثمہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ملک تمامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ اس سے مجھ کو خوف ہے نہ آکٹاہٹ ہے۔ پانچویں عورت (کبشہ نامی) کہنے لگی کہ میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے سہ اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر (بہادر) کی

۸۳- باب حُسْنِ الْمَعَاشِرَةِ مَعَ الْأَهْلِ

۵۱۸۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً لَتَعَاهِدْنَ وَتَعَاهِدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا. قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمٌ جَمَلٌ غَثٌ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلٌ فَيَرْتَقِي، وَلَا سَعِينٌ فَيَنْتَقِلُ. قَالَتِ الثَّانِيَّةُ: زَوْجِي لَا أَثْبُتُ حَبْرَةً، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكَرَهُ أَذْكَرُ عَجْرَةً وَبُجْرَةً. قَالَ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَقُ، إِنْ أَنْطَقَ أَطْلُقُ، وَإِنْ أَسْكَنَ أَعْلَقُ. قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلِيلُ بَهَامَةٍ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةٌ وَلَا سَامَةٌ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فِهْدٌ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِيدٌ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عِنْدَ عَهْدٍ. قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفٌ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَ، وَإِنْ اضْطَجَعَ انْتَفَ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الثَّبْتُ. قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَّاءٌ، أَوْ غَيَّاءٌ. طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَلُكَ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكَ.

طرح ہے۔ جو چیز گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتای نہیں (کہ وہ کمال گئی؟) اتنا بے پرواہ ہے جو آج کھایا اسے کل کے لئے اٹھا کر رکھتای نہیں اتنا سخی ہے۔ چھٹی عورت (ہند نامی) کہنے لگی کہ میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی ہلاتی نہیں چھوڑتا اور جب لیتا ہے تو تما ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لیتا ہے اور الگ پڑ کر سو جاتا ہے میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ بھی نہیں ڈالتا کہ کبھی میرا دکھ درد کچھ تو معلوم کرے۔

۱۱ ساتویں عورت (جی بنت علقمہ) میرا خاوند تو جاہل یا مست ہے۔ صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے عیب لوگوں میں ایک ایک کر کے جمع ہیں وہ سب اس کی ذات میں جمع ہیں (کم بخت سے بات کروں تو) سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے کچھ آٹھویں عورت (یا سربنت اوس) کہنے لگی میرا خاوند چھوٹے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں سو نکھو تو زعفران جیسا خوشبودار ہے ۱۲ نویں عورت (نام نامعلوم) کہنے لگی کہ میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے وہ قد آور بلور ہے اس کے یہاں کھانا اس قدر پکتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہیں (غریبوں کو خوب کھلاتا ہے) لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لیے بیٹھتے ہیں (یعنی پنچائت گھر) وہاں سے اس کا گھر بہت نزدیک ہے ۱۳ دسویں عورت (کبشہ بنت رافع) کہنے لگی میرے خاوند کا کیا پوچھنا جائداد والا ہے، جائداد بھی کیسی بڑی جائداد ویسی کسی کے پاس نہیں ہو سکتی بہت بارے اونٹ جو جا بجا اس کے گھر کے پاس جئے رہتے ہیں اور جنگل میں چرنے کم جاتے ہیں۔ ۱۴ جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو گیا ۱۵ گیارھویں عورت (ام زرع بنت اکمل بن ساعدہ) کہنے لگی میرا خاوند ابو زرع ہے اس کا کیا کہنا اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بو جھل کر دیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیئے ہیں مجھے خوب کھلا کر موٹا کر دیا ہے کہ میں بھی اپنے تئیں خوب موٹی سمجھنے لگی ہوں۔

قَالَتْ الْفَامَةُ : زَوْجِي الْمَسُّ، مَسُّ أَرْثَبِ
وَالرَّيْحُ رِيحُ زَرْبِ. قَالَتْ الْفَامَةُ:
زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ
الرِّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتْ
الْعَاصِيَةُ : زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ
خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ،
قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ
الْمِزْهَرِ، أَتَيْنَ أَنْهَنْ هَوَالِكُ. قَالَتْ
الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، فَمَا أَبُو
زَرْعٍ، أَنَسٌ مِنْ خَلِيٍّ أَذْنِيٍّ وَمَلَأٌ مِنْ
شَحْمِ عَضُدَيْ، وَبَجَحْنِي قَبِجَحْنِ إِلَيَّ
نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غَنِيمَةِ بَشِيٍّ،
فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ، وَذَائِسٍ
وَمُنْقٍ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْبَحُ، وَأَرْقُدُ
فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَفْتَحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا
أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عَكُومُهَا رَدَاخٌ، وَبَيْتُهَا
فَسَاخٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ زَرْعٍ،
مَضْجَعُهُ كَمَسَلٍ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ
الْجُفْرَةِ. ابْنَتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ
طَوُغُ أَبِيهَا، وَطَوُغُ أُمِّهَا، وَمِلَّةٌ كِسَابُهَا،
وَعِظْ جَارَتُهَا. جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ
أَبِي زَرْعٍ لَا تَبْتُ حَدِيثًا تَبِيئًا وَلَا تَنْقُتُ
مِرْوَنًا تَنْفِيئًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتًا تَمَشِيئًا،
قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوَطَابُ
تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا
كَالْفَهْدَيْنِ يَلْبَعَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا
بِرْمَانَيْنِ، فَطَلَفْنِي وَنَكَحَهَا، فَكَحَخْتُ بَعْدَهُ

رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ سَرِيًّا وَاعْتَدَ عَطَاءً،
وَأَزَاحَ عَلَيَّ نَعْمًا لَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ
رَاحَةِ زَوْجَا، وَقَالَ كُلِي أُمِّ زَرْعٍ. وَمِثْرِي
أَهْلَكَ، قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ
أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْفَرُ آيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ
عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: ((كُنْتُ لَكَ كَأُمِّ زَرْعٍ لَأُمِّ
زَرْعٍ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ: وَلَا تُعَشِّشُ بَيْنَنَا
تُعَشِّشًا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
فَاتَفْتَحُ بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ.

شادی سے پہلے میں تھوڑی سے بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر بسر کرتی
تھی۔ ابو زرعہ نے مجھ کو گھوڑوں، اونٹوں، کھیت کھلیاں سب کا مالک بنا
دیا ہے اتنی بہت جائیداد ملنے پر بھی اس کا مزاج اتنا عمدہ ہے کہ بات
کہوں تو برا نہیں مانتا مجھ کو کبھی برا نہیں کہتا۔ سوئی پڑی رہوں تو صبح
تک مجھے کوئی نہیں جگاتا۔ پانی پیوں تو خوب سیراب ہو کر پی لوں رہی
ابو زرعہ کی ماں (میری ساس) تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں اس کا
توشہ خانہ مال و اسباب سے بھرا ہوا، اس کا گھر بہت ہی کشادہ۔ ابو زرعہ
کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا خوبصورت (نازک بدن دھلا پتلا) ہری چھالی یا تنگی
تلوار کے برابر اس کے سونے کی جگہ سلاہ ایسا کم خوراک کہ بکری کے
چار ماہ کے بچے کے دست کا گوشت اس کا پیٹ بھر دے۔ ابو زرعہ کی
بیٹی وہ بھی سبحان اللہ کیا کہنا اپنے باپ کی پیاری، اپنی ماں کی پیاری
(تابع فرمان اطاعت گزار) کپڑا بھر پور پہننے والی (موٹی تازی) سوکن کی
جلن ابو زرعہ کی لونڈی اس کی بھی کیا پوچھتے ہو کبھی کوئی بات
ہماری مشہور نہیں کرتی (گھر کا بید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے) کھانے تک
نہیں چراتی گھر میں کوڑا کچرا نہیں چھوڑتی سلاہ مگر ایک دن ایسا ہوا کہ
لوگ مکھن نکالنے کو دودھ مٹھ رہے تھے۔ (صبح ہی صبح) ابو زرعہ باہر گیا
اچانک اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح
اس کی کمر کے تلے دو اتاروں سے کھیل رہے تھے (مراد اس کی دونوں
چھاتیاں ہیں جو اتار کی طرح تھیں)۔ ابو زرعہ نے مجھ کو طلاق دے کر
اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور شریف
سردار سے نکاح کر لیا جو گھوڑے کا اچھا سوار، عمدہ نیزہ باز ہے، اس
نے بھی مجھ کو بہت سے جانور دے دیئے ہیں اور ہر قسم کے اسباب
میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہا کرتا ہے کہ ام
زرع! خوب کھا پی، اپنے عزیز و اقرباء کو بھی خوب کھلا پلا تیرے لئے
عام اجازت ہے مگر یہ سب کچھ بھی جو میں نے تجھ کو دیا ہوا ہے اگر
اکٹھا کروں تو تیرے پہلے خاوند ابو زرعہ نے جو تجھ کو دیا تھا، اس میں کا
ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔

سنت یعنی ابو زرعہ کے مال کے سامنے یہ سارا مال ہے حقیقت ہے مگر میں تجھ کو ابو زرعہ کی طرح طلاق دینے والا نہیں ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تیرے لئے ایسا خاوند ہوں جیسے ابو زرعہ ام زرعہ کے لئے تھا۔ حضرت امام بخاریؒ نے کہا حضرت سعید بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے (اس میں لونڈی کے ذکر میں) الفاظ ولا تملأ بیضا تعشیشا کی جگہ ولا تعشیش بیضا تعشیشا کے لفظ ہیں (معنی وہی ہیں کہ وہ لونڈی ہمارے گھر میں کوڑا پکڑا رکھ کر اسے میلا پھیلا نہیں کرتی۔ بعضوں نے اسے لفظ صنیق سے پڑھا ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ہم سے کبھی دغا فریب نہیں کرتی) نیز حضرت امام بخاریؒ نے کہا کہ (الفاظ واشرب فانطع میں) بعض لوگوں نے فانطع میم کے ساتھ پڑھا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

۱۔ مطلب یہ کہ اس کا خاوند جیل ہے جس سے کچھ فائدے کی امید نہیں دوسرے یہ ہے کہ وہ بد خلق آدمی ہے محض بیکار۔
۲۔ یا میں ڈرتی ہوں کہ میرے خاوند کو کہیں خبر نہ ہو جائے اور وہ مجھے طلاق دے دے جبکہ میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتی۔
۳۔ مگر میرے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

۴۔ نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کر لوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے۔

۵۔ یعنی آیا کہ سو رہا مگر گرجتی ہے اسے کچھ مطلب نہیں۔ یا تو آتے ہی مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے نہ کلمہ نہ کلام نہ بوس و کنار۔
۶۔ مطلب یہ ہے کہ بڑا پیچھے ہے مگر میرے لئے نکلا۔

۷۔ یعنی اول تو شہوت کم، عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا اس پر بد خو کہ بات کرو تو کاٹ کھائے پر موجود مارنے کو ٹٹنے پر تیار۔
۸۔ زعفران کا ترجمہ ویسے پامالورہ کر دیا ورنہ زرب ایک درخت کا چھلکا ہے جو زعفران کی طرح خوشبودار اور رنگ دار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ ظاہری اور باطنی اس کے دونوں اخلاق بہت اچھے ہیں۔

۹۔ اس لیے ایسے لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لئے بلاتے ہیں وہاں اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

۱۰۔ تاکہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ ان کو تیار ملے۔

۱۱۔ یہ باجا مہمانوں کے آنے پر خوشی سے بجلیا جاتا تھا کہ اونٹ سمجھ جاتے کہ اب ہم مہمانوں کے لئے کاٹے جائیں گے۔

۱۲۔ یعنی چمیرے جسم والا نازک کمر والا جو سوتے وقت بستر پر گرتی ہے۔

۱۳۔ کہ سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب و لیاقت پر رشک کر کے جلی جاتی ہے۔

۱۴۔ ہمیشہ گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف ستھرا رکھتی ہے الغرض سارا گھر نور علی نور ہے۔ ابو زرعہ سے لے کر اس کی ماں بیٹی بیٹا

لونڈی باندی سب فرد فرید ہیں۔

(۵۱۹۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ

نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ فوجی کھیل کا نیزہ بازی

سے مظاہرہ کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنے جسم مبارک

سے) میرے لئے پردہ کیا اور میں وہ کھیل دیکھتی رہی۔ میں نے اسے

دیر تک دیکھا اور خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ اب تم خود سمجھ لو کہ ایک

کم عمر لڑکی کھیل کو کتنی دیر دیکھ سکتی ہے اور اس میں دلچسپی لے سکتی

۵۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الْجَيْشُ

يَلْعَبُونَ بِحِجَرِهِمْ فَسَرَّيْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَأَنَا أَنْظُرُ، فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا

أَنْصَرِفُ، فَأَقْدَرُوا اللَّهُ قَدَرَ الْجَارِيَةِ

الْحَدِيثِ السَّنُ تَسْمَعُ اللَّهُو.

[راجع: ۴۵۴]

ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کبریٰ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کریمانہ ایسے بہتر اپنی بیویوں کے ساتھ تھے کہ ان حرب خود دیکھتے اور دکھاتے تھے تاکہ وقت ضرورت پر عورتیں بھی اپنا قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ اس حدیث سے یہ بھی لگاکہ عورت کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ بدنیتی اور شہوت کی راہ سے نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی لگاکہ مساجد میں دنیا کی کوئی جائز بات کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ شوروغل نہ ہو۔

باب آدمی اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے مقدمہ میں نصیحت

۸۴- باب مَوْعِظَةُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ

کرے تو کیسا ہے؟

لِحَالِ زَوْجِهَا

(۵۱۹۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ ”ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبكما“ الخ۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا۔ ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹ کر (قضاء حاجت کے لئے) گئے تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر انہوں نے قضاء حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبكما“ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک انصاری پیڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے۔ ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں حاضری دیتا، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ

۵۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُثَيْبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : هَؤُلَاءِ تَوْبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ حَتَّى حَجَّ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلْتُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِذَاوَةٍ، فَتَبَرَّرَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَنْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَوَضَّأًا، فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : هَؤُلَاءِ تَوْبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ قَالَ : وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرَ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاقَبُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ

يَوْمًا وَالنَّوْلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلَتْ جَنَّتُهُ بِمَا حَدَّثَ مِنْ خَيْرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَكُنَّا مَغْشَرُ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ بَسَائِلُهُمْ، فَطَفِقَ بَسَائِلُنَا بِأَخْذِنَ مِنْ أَذْبِ بَسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَصَحِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاغَفَنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ: وَلَمْ تُنْكَرْ أَنْ أَرَا جَعَلَكَ؟ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَرْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَاجِعُهُ وَإِنْ إِخْدَاهُنَّ لَتَهْجُرَهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَلْفَزَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ، ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ بَابِي، فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: أَيُّ حَفْصَةَ أَتَغَاضِبُ إِخْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: قَدْ خَبِتَ وَخَسِرْتَ، أَفَتَأْمِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِعِصْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِي؟ لَا تَسْتَكْبِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ، وَسَلِّبِي مَا بَدَّالَكَ وَلَا يَغُرَّتْكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ أَوْضًا مِنْكَ وَأَخْبِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَابِثَةً قَالَ عُمَرُ: وَكُنَّا قَدْ تَخَذْنَا أَنَّ عَسَانَ تَنْعِلُ الْخَيْلَ لِعَزْوِنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيَّ يَوْمَ نَوْتِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً ضَرْبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ:

سے متعلق ہوتیں لانا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسے کرتے۔ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے لیکن جب ہم مدینہ تشریف آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے، ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے، خدا کی قسم نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آنحضرت ﷺ سے ایک دن رات تک الگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لئے) روانہ ہوا پھر میں حفصہؓ کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا اے حفصہؓ! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے ایک ایک دن رات تک غصہ رہتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی۔ کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی۔ خبردار! حضور اکرم ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو نہ کسی معاملہ میں آنحضرت ﷺ کو جواب دیا کرو اور نہ آنحضرت ﷺ کو چھوڑا کرو۔ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تمہاری سو کن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور اکرم ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے، ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ ان کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ ملک غسان ہم پر حملہ کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں۔ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج تو

بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی، کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسر و نا مراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہو گا پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پنے (اور مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا) میں نے فجر کی نماز حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور اکرم ﷺ اپنے ایک بالاخانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا اب روٹی کیا ہو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا آنحضرت ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت بالاخانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ اس کے گرد کچھ صحابہ کرام موجود تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالاخانہ کے پاس آیا۔ جہاں حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اندر آنے کی اجازت لے لو۔ غلام اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ سے گفتگو کر کے واپس آ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی اور آنحضرت ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ میرا غم مجھ پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت لے لو۔ اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا

اَنَّمْ هُوَ؟ فَفَرَعْتُ فَنَحَرَجْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَّثَ الْيَوْمَ اَمْرٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ اَجَاءَ عَسَانٌ؟ قَالَ: لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَاَهْوَلُ. طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ. فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ. قَدْ كُنْتُ اُظُنُّ هَذَا يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ. فَجَمَعْتُ عَلَيَّ نِيَابِي، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاَعْتَزَلَ فِيهَا، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ مَا يَبْكِيكَ؟ اَلَمْ اَكُنْ حَذَرْتُكَ هَذَا؟ اَطْلَقْكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: لَا اَذْرِي، هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ لِي الْمَشْرُبَةِ، فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ اِلَى الْمَنْبَرِ فَاِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ لِحَاسَتِ مَعَهُمْ قَلِيلًا، ثُمَّ عَلَيَّ مَا اَجِدُ. فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِعَلَّامٍ لَهُ اَسْوَدٌ: اسْتَاذِنِ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ الْعَلَّامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ، فَاَنْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنْبَرِ. ثُمَّ عَلَيَّ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْعَلَّامِ اسْتَاذِنِ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ، فَارْجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ

ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا اور آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا حضور اکرم ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضور ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا۔ اللہ اکبر۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت ﷺ کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ آنحضرت ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو عزیز ہے، دھوکا میں مت رہنا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے۔ میں نے جب آنحضور ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا پھر نظر اٹھا کر میں نے آنحضور ﷺ کے گھر کا جائزہ لیا۔ خدا کی قسم، میں نے آنحضرت ﷺ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوا تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں، یہ تو

النَّبِيِّ، ثُمَّ عَلَيَّ مَا أَحَدٌ، فَجَنَّتْ الْغُلَامُ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ، فَلَمَّا وَثِقْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ: إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوَنِي فَقَالَ: قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ. فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَتَرَ الرِّمَالِ بِجَنْبِهِ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لِفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَوَفَّعَ إِلَيَّ بَصْرَهُ فَقَالَ: ((لَا)) فَقُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ اسْتَأْذِنُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَغْشَرٌ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ يَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا يَمُوتُكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ أَوْهَنًا مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُرِيدُ عَائِشَةَ. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ، فَرَفَعْتُ بَصْرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَزِيدُ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَذْغَ اللَّهُ فَلْيَتَوَسَّعْ عَلَى أَمْتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وَسَّعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطَوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ. فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا کہ حفصہ نے آنحضور ﷺ کا راز عائشہ سے کہہ دیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر عتاب کیا تو آنحضرت ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا (اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا) پھر جب انتیسویں رات گزر گئی تو آنحضور ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ عائشہ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخیّر نازل کی اور آنحضور ﷺ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) تو میں نے آنحضور ﷺ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کچھ مت کہا کر آپ کے ہاں رہ پڑیے اشرافی نہیں ہے اگر تمھ کو کسی چیز کی حاجت ہو، تیل ہی درکار ہو تو مجھ سے کہو میں لا دوں گا، آنحضرت ﷺ سے مت کہنا۔ یہاں سے باپ کا مطلب نکلتا ہے کہ خاوند کے بارے میں باپ کا اپنی بیٹی کو سمجھانا جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔ جس میں ازواج مطہرات کو آنحضور ﷺ کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا۔

باب شوہر کی اجازت سے عورت کو نفلی روزہ

رکھنا جائز ہے

(۵۱۹۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر

وَكَانَ مُتَكِنًا لَقَالَ ((أَوَلَيْ هَذَا أَنْتَ يَا ابْنُ الْخَطَّابِ؟ إِنَّ أَوَّلِيكَ قَوْمٌ قَدْ عَجَلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَغْفِرْ لِي. فَأَعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ نِسَاءً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ قَالَ: ((مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا)) مِنْ شِدَّةٍ مَوْجِدَتْهُ عَلَيْهِنَّ. حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمَّا مَضَتْ نِسَاءٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ نِسَاءٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَغْذَاهَا عَدَا، فَقَالَ: ((الشَّهْرُ نِسَاءٌ وَعِشْرُونَ))، فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ نِسَاءً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: لَمْ أَنْزِلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِهَا أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَارَتْهُ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. [راجع: ۸۹]

۸۵- باب صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ

زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۵۱۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا

دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر شوہر گھر پر موجود ہے تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نظلی) روزہ نہ رکھے۔

عَنْهُ اللَّهُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنْبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَتَعْلَمُهَا شَاهِدٌ، إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

[راجع: ۲۰۶۶]

تشریح نظلی روزہ نظلی عبادت ہے اور خاوند کی اطاعت عورت کے لئے فرض ہے۔ اس لئے نظلی عبادت سے فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ مردوں میں اگر اپنی بیوی سے ملاپ چاہے تو عورت کو نظلی روزہ ختم کرنا ہو گا۔ لہذا پہلے ہی اجازت لے کر اگر روزہ رکھے تو بہتر ہے۔

باب جو عورت غصہ ہو کر اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گزارے، اس کی برائی کا بیان

۸۶- باب إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

(۵۱۹۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

۵۱۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلَبَّتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)). [راجع: ۳۲۳۷]

عورت کا غصہ بجا ہو یا بے جا مگر اطاعت کے پیش نظر اس کا فرض ہے خاوند کے بستر پر حاضری دینا اگر وہ نظلی میں رات کو ایسا نہ کرے تو بلاشبہ اس وعید شدید کی مستحق ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی اطاعت ہی اس کی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔

(۵۱۹۴) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گزارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آجائے۔

۵۱۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْوَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ)). [راجع: ۳۲۳۷]

باب عورت اپنے شوہر کے گھر میں آنے کی کسی غیر مرد کو اس کی اجازت کے بغیر اجازت نہ دے

۸۷- باب لَا تَأْذَنِ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ

(۵۱۹۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت

۵۱۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر خرچ کر دے تو اسے بھی اس کا آدھا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کو ابو الزناد نے موسیٰ بن ابی عثمان سے بھی اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور اس میں صرف روزہ کا ہی ذکر ہے۔

هَرِيرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَرُؤُوسُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَلْفَقْتُ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ لِمَا نِيَّ يُوَدِّي إِلَيْهِ شَطْرَهُ)). وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لِي

[راجع: ۲۰۶۶]

تشریح کسی غیر مرد کا بغیر اجازت خاوند کے گھر میں داخل ہونا بھی منع ہے۔ مراد یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے حکم بغیر اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کو دے ڈالا ہے یعنی اپنے ماہوار میں سے جیسے کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کا مال صدقہ نہیں کر سکتی مگر ہاں اپنی خوراک میں سے اور ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔ وہ خرچ بھی مراد ہے جو عادت کے موافق ہو جسے سن کر خاوند ناراض نہ ہو۔

(۵۱۹۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو یحییٰ نے خبر دی، انہیں ابو عثمان نے، انہیں حضرت اسمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی۔ مالدار (جنت کے دروازے پر حساب کے لئے) روک لئے گئے تھے البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔

۵۱۹۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا الثَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَسَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَتْ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)). [طرفه في: ۶۵۴۷]

تشریح اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اکثر خاوند کے بے اجازت غیر لوگوں کو گھر میں بلا لیتی ہیں اس وجہ سے دوزخ کی سزاوار ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ دیکھنا عالم رویا میں تھا۔ آپ نے جو دیکھا وہ برحق ہے اور غریب و یتیم اور وہ بہشت میں جانے کے پہلے سزاوار ہیں مالدار مسلمانوں کا داخلہ غریبائے مسلمین کے بعد ہو گا۔

باب عَشِيرِ كُفْرَانَ الْعَشِيرِ وَهُوَ

شريك يعنى ساجهى كو بهى كتهى هى

یہ لفظ معاشرے سے نکلا ہے جس کے معنی خلط ملط یعنی ملا دینے کے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ

۸۹- بَابُ كُفْرَانَ الْعَشِيرِ وَهُوَ الرَّوْجُ وَهُوَ الْحِلْطُ مِنَ الْمَعَاشِرَةِ. فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥١٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انصَرَفَ، وَقَدْ تَحَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاولْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكْفُكُفْتَ، فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاولْتُ مِنْهَا عُقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتَهُ لَأَكَلْتُمُ مِنْهُ مَا بَقِيََتِ الدُّنْيَا. وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَاتِبِيومَ مَنظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:

(۵۱۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں عطاء بن یسار نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے ساتھ اس کی نماز پڑھی۔ آپ نے بہت لمبا قیام کیا اتنا طویل کہ سورہ بقرہ پڑھی جاسکے۔ پھر طویل رکوع کیا۔ رکوع سے سر اٹھا کر بہت دیر تک قیام کیا۔ یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے دوسرا طویل رکوع کیا۔ یہ رکوع طوالت میں پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا۔ پھر دوبارہ قیام کیا اور بہت دیر تک حالت قیام میں رہے۔ یہ قیام پہلی رکعت کے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا، یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم طویل تھا۔ پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر رکوع کیا، طویل رکوع۔ اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم طویل تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان میں گرہن کسی کی موت یا کسی کی حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ سے کوئی چیز بڑھ کر لی۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ہم سے ہٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تھی یا (آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا راوی کو شک تھا) مجھے جنت دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا اور اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے اور میں نے دوزخ دیکھی آج کا اس سے زیادہ بہت ناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہے اور ان کے

احسان کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی بھر بھی حسن سلوک کا معاملہ کرو پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی چیز اس کے لئے ناگواری خاطر ہوئی تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

((يَكْفُرِينَ)) قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ: ((يَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُونَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُمُ الذُّهْرَ لَمِ زَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)).

تفسیر حدیث میں نماز کسوف کا بیان ہے آخر میں دوزخ کا ایک نظارہ پیش کیا گیا ہے جو نافرمان عورتوں سے متعلق ہے۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے عورتوں کی یہ فطرت ہے جو بیان ہوئی الا ماشاء اللہ۔ بہت کم نیک عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شکر گزار اور اطاعت شعار ہوں۔

(۵۱۹۸) ہم سے عثمان بن اثیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے عمران نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر رہنے والے غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اندر رہنے والی اکثر عورتیں تھیں۔ اس روایت کی متابعت ابو ایوب اور سلم بن زریر نے کی ہے۔

۵۱۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَثِيمٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُطْلِفْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأُطْلِفْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). تَابِعَةُ أَيُّوبُ وَسَلَمُ بْنُ زُرَيْرٍ. [راجع: ۳۲۴۱]

باب تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

اس حدیث کو ابو جحیفہ (عبداللہ بن وہب عامری) نے رسول اللہ ﷺ سے مروی روایت کیا ہے۔

۹۰- باب لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ. أَبُو

جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۵۱۹۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے یحییٰ ابن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبداللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو روزے بھی رکھو اور بلا روزے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

۵۱۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَبْدُ اللَّهِ أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَتَمَّ وَتَمَّ، فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنْ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنْ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)).

ابو جعفر عامری وفات نبوی کے وقت نابالغ تھے۔ بعد میں انہوں نے کوفہ میں قیام کیا اور ۵۷۴ھ میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔
ان کی رسول کریم ﷺ سے ساعت ثابت ہے۔

باب بیوی اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے

۹۱- باب الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

(۵۲۰۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ امیر (حاکم) ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

۵۲۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ، وَالزَّوْجُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ۸۹۳]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی تو بیوی سے شوہر کے گھر کے متعلق ہوگی کہ اس نے اپنے شوہر کے گھر کی نگرانی کی یا نہیں۔ اسی طرح ہر ایک ذمہ دار سے سوال کیا جائے گا۔

باب سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ ”مرد عورتوں کے اوپر حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بڑائی دی ہے۔“۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”بیشک اللہ بڑی رفعت والا بڑی عظمت والا ہے“ تک

۹۲- باب قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾

(۵۲۰۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک الگ رہے اور اپنے ایک بالاخانہ میں قیام کیا۔ پھر آپ انیس دن کے بعد گھر میں تشریف لائے تو کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کے لئے عہد کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ ۲۹ کا ہے۔

۵۲۰۱- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ آلِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، وَقَعْدَ لِي مَشْرُوبَةٌ لَهُ، فَتَزَلَّ لَيْسَعٌ وَعَشْرِينَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ آتَيْتَ شَهْرًا، قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ)). [راجع: ۳۷۸]

باب آنحضرت ﷺ کا عورتوں کو اس طرح پر چھوڑنا کہ ان

۹۳- باب هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ

کے گھروں ہی میں نہیں گئے اور معاویہ بن حیدہ سے مرفوعاً مروی ہے (اسے ابو داؤد وغیرہ نے نکالا ہے) کہ عورت کا چھوڑنا گھر ہی میں ہو مگر پہلی حدیث (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی) زیادہ صحیح ہے جس سے یہ فقہاء کہہ رہے ہیں جا کر رہ جانا بھی درست ہے۔

(۵۲۰۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن صفیٰ نے خبر دی، انہیں عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انہیں دن گزر گئے تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مہینہ انہیں دن کا بھی ہوتا ہے۔

(۵۲۰۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابویغفور نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے ابوالنخعی کی مجلس میں (مہینہ پر) بحث کی تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ایک دن صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی ازواج رو رہی تھیں، ہر زوجہ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے موجود تھے۔ مسجد کی طرف گیا تو وہ بھی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اوپر گئے تو آنحضرت ﷺ اس وقت ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر سلام کیا اور اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو آواز دی (بعد میں اجازت ملنے پر) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو

نِسَاءً فِي غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ.
وَيَذْكُرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَبْدَةَ رَفَعَهُ ((غَيْرِ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.
جس سے یہ فقہاء کہہ رہے ہیں جا کر رہ جانا بھی درست ہے۔

۵۲۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفِيٍّ أَنَّ عَكْرَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا، قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ نَكُونُ ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا)). (راجع: ۱۰۶۱)

۵۲۰۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَغْفُورٍ قَالَ: تَذَكَّرْنَا عِنْدَ أَبِي الطَّحْطَحِيِّ فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْكِبْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَأٌ مِنَ النَّاسِ، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَتَنَادَاهُ، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطْلَقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ:

((لَا، وَلَكِنْ آتَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا))، فَمَكَتَ
تِسْعًا وَعَشْرِينَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى بَسَائِهِ.

طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ایک مہینہ
تک ان سے الگ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ
ان تیس دن تک الگ رہے اور پھر اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

اصطلاح میں اسی کو ایلاء کہا جاتا ہے یعنی مدت مقررہ کے لئے اپنی بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھالینا مدت پوری ہونے کے بعد ملنا
جائز ہو جاتا ہے۔

۹۴- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ

باب عورتوں کو مارنا مکروہ ہے

النِّسَاءِ، وَقَوْلُهُ :

اور اللہ کا فرمانا کہ اور انہیں اتنا ہی مارو

﴿وَأَضْرِبُوهُنَّ﴾ أَيُّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ

جو ان کے لئے سخت نہ ہو

یعنی معمول مار لگا سکتے ہو فی شرح المنية للحلی للزوج ان يضربها على ترك الصلوة والغسل في الاصح كما له ان يضربها
على ترك الزينة اذا ارادوا الا جابة الى الزوج اذا دعاها والخروج بهي اذن یعنی خلوند کے لئے جائز ہے کہ عورت کو نماز
چھوڑنے پر مارے اور غسل چھوڑنے پر بھی مارے جیسا کہ اسے زینت کے ترک پر مارتا ہے جب وہ مرد اس کی زینت چاہے یا بلانے پر
وہ نہ آئے یا بغیر اجازت وہ باہر جائے جیسا کہ ان پر وہ مارتا ہے۔ لہذا عورت کو چاہئے کہ مرد کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرے جو شریعت
کے خلاف نہ ہو۔

۵۲۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا

(۵۲۰۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری

سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور

بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجْلِدُ

ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

أَحَدَكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يَجَامِعُهَا فِي

تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر

آخِرِ الْيَوْمِ)) [راجع: ۳۳۷۷]

دوسرے دن اس سے ہم بستر ہوگا۔

۹۵- باب لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا

باب عورت گناہ کے حکم میں

فِي مَغْصَبَةٍ

اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے

۵۲۰۵- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا

(۵۲۰۵) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع

إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ

نے، ان سے حسن نے وہ مسلم کے صاحبزادے ہیں، ان سے صفیہ

مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ

رضی اللہ عنہا نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے

الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا، فَمَقَطَ شَعْرَ

اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اسکے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ

رَأْسِهَا، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سے اڑ گئے تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ

وَمُسْلِمٌ فَلَذَكَرْتَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ: إِنَّ

سے اسکا ذکر کیا اور کہا کہ اسکے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے

زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أُصِلَ فِي شَعْرِهَا فَقَالَ :

بالوں کے ساتھ (دوسرے مصنوعی بال) جوڑے۔ آنحضرت ﷺ نے

اس پر فرمایا کہ ایسا تو ہر گز مت کر کیونکہ مصنوعی بال سر پر رکھ کے جوڑے تو ایسے بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

[طرفہ فی : ۵۹۳۴] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر شریعت کے حکم کے خلاف کوئی بات کہے تو عورت اگر اس کو بجانہ لائے تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔

باب اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف ہو

(۵۲۰۶) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف محسوس کرے۔“ کے متعلق فرمایا کہ آیت میں ایسی عورت کا بیان ہے جو کسی مرد کے پاس ہو اور وہ مرد اسے اپنے پاس زیادہ نہ بلاتا ہو بلکہ اسے طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے بجائے دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن اس کی موجودہ بیوی اس سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو اور طلاق نہ دو۔ تم میرے سوا کسی اور سے شادی کر سکتے ہو، میرے خرچ سے بھی تم آزاد ہو اور تم پر باری کی بھی کوئی پابندی نہیں تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے کہ ”پس ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہر حال بہتر ہے۔“

باب عزل کا حکم کیا ہے؟

انزال کے وقت ذکر کا باہر نکال لینا عزل ہے۔ احادیث ذیل سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے مگر آئندہ دوسری حدیث سے آنحضرت ﷺ کی ناراضگی بھی ظاہر ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ بیوی سے عزل نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۵۲۰۷) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔

(۵۲۰۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہیں عطاء نے خبر

۹۶- باب ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ

بَغْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾

۵۲۰۶- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَغْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ: هِيَ امْرَأَةٌ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْفِرُ مِنْهَا، فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا، يَقُولُ لَهُ: أَمْسِكْنِي وَلَا تَطْلُقْنِي، ثُمَّ تَزَوَّجُ غَيْرِي، فَأَنْتَ لِي حِلٌّ مِنَ الْتَفَقُّعِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا، وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

[راجع: ۲۴۵۰]

۹۷- باب الْعَزْل

۵۲۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعَزُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفہ فی : ۵۲۰۸، ۵۲۰۹]

۵۲۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَعْرُلُ وَالْقُرْآنَ يَنْزِلُ. [راجع: ۵۲۰۷]

۵۲۰۹- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعْرُلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْآنَ يَنْزِلُ. ۵۲۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ مُحَرَّرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصْنَأُ سَيِّئًا فَكَأَنِّي نَعْرُلُ. فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَأَوْ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ)) قَالُوا نَحْنُ ((مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَانَتْ)).

[راجع: ۲۲۲۹]

گویا آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔

۹۸- باب الْفُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا

أَرَادَ سَفَرًا

۵۲۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَسَكَةَ عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَفْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ. فَطَارَتِ الْفُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ لَتَحْدُثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرَكَيْنِ اللَّيْلَةَ بَعْرِي وَأَرْكَبُ بَعْرِيكَ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرِي. فَقَالَتْ: بَلَى فَرَكِبْتُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَمَلًا عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا

دی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا ہم عزل کرتے تھے۔

(۵۲۰۹) اور عمرو بن عطاء سے بیان کیا عطاء سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور ہم عزل کرتے تھے۔ (۵۲۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے زہری نے، ان سے ابن محیرز نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو؟ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا پھر فرمایا: قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر پیدا ہو کر رہے گی۔ پس تمہارا عزل کرنا ایک عبث حرکت ہے۔

باب سفر کے ارادہ کے وقت اپنی کئی بیویوں میں سے انتخاب کے لئے قرعہ ڈالنا

(۵۲۱۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے، کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام کا نکلا۔ حضور اکرم ﷺ رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تاکہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کیا، پھر چلتے رہے، جب پڑاؤ ہوا تو

وَأَفْتَقَدْتُهُ عَائِشَةً. فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رَجُلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخَرِ وَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ غَفْرًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا.

حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سوار یوں سے اتر گئے تو ام المؤمنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لئے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی۔

تشیخ یہ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ تو تشریف لائے مگر حضرت عائشہؓ اپنے قصور سے خود محروم رہ گئیں۔ نہ دوسرے کے اونٹ پر سوار ہوتیں نہ آپؐ کی شرف ہم کلائی سے محروم رہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھی اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ اسی رنج کے مارے اپنے کو کونے لگیں۔ اور اپنے پاؤں گھاس میں ڈال لئے جس میں زہریلے کیڑے بکھرتے رہتے تھے۔

باب عورت اپنے شوہر کی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے اور اس کی تقسیم کس طرح کی جائے؟

(۵۲۱۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، اس سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی اور رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں خود ان کی باری کے دن اور سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن رہتے تھے۔

۹۹- باب الْمَرْأَةُ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِصَرَّتْهَا، وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذَلِكَ ۵۲۱۲- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَهُ سَوْدَةَ. [رَجَع ۲۵۹۳]

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بڑھاپے میں ایسا کر دیا تھا تاکہ میں حضور ﷺ طلاق نہ دے دیں۔

باب بیویوں کے درمیان انصاف کرنا واجب ہے۔ اور اللہ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ ”اگر تم اپنی کئی بیویوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو (تو ایک ہی عورت سے شادی کرو) آخر آیت ”وَأَسْعَا حَكِيمًا“ تک

۱۰۰- باب الْعَدْلُ بَيْنَ النِّسَاءِ ۱۰۰- وَأَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَأَسْعَا حَكِيمًا

تشیخ شریعت نے چار عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت تو دی ہے لیکن ساتھ ہی انصاف کی بھی تاکید کی ہے، کیونکہ عام حالات میں کئی بیویوں کے درمیان انصاف قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں تاکید ہے کہ صرف ایک ہی کرو تاکہ عدم انصاف کے مجرم نہ بن سکو۔ ہاں اگر انصاف کر سکتے ہو تو بیک وقت چار تک رکھ سکتے ہو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے باب قائم کر کے قرآن پاک کی آیت کو بطور استدلال نقل فرما دیا کوئی حدیث یہاں ان کی شرط کے مطابق نہ ملے، اس لئے آیت ہی پر اکتفا فرمایا۔ وقد روى الأربعة وصححه ابن حبان والحاكم عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقسم بين نساها بالعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قال الترمذي يعني به المحبة والموادعة يعني رسول

کریم ﷺ ان عورتوں میں باری تقسیم فرماتے اور کہتے کہ یا اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں، ربی محبت اور مودت اس کا مالک تو ہے میں اس پر اختیار نہیں رکھتا پس اس بارے میں تو مجھ کو طاعت نہ کرنا۔

۱۰۱- باب إِذَا تَزَوَّجَ الْبَكْرُ عَلَى الثَّيْبِ
بَابُ أَكْرَ كَسِي كَے پَاسِ اِیك بیوہ عورت اس كے نكاح میں هو
پھر اِیك كنواری سے بھی كرے تو جائز ہے

(۵۲۱۳) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن جبر نے (راوی ابو قلابہ یا انس بن جبر نے) کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے (آنے والی حدیث) ارشاد فرمائی۔ لیکن بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کنواری سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک رہنا چاہئے اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک رہنا چاہئے۔

اس کے بعد باری باری دونوں کے پاس رہا کرے۔ نئی بیوی کو خاوند سے ذرا وحشت ہوتی ہے خصوصاً کنواری کو جس کے لئے سات دن اس لئے مقرر کئے کہ اس کی وحشت دور ہو کر اس کا دل مل جائے اس کے بعد پھر باری باری رہے تاکہ انصاف کے خلاف نہ ہو۔

۱۰۲- باب إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبُ عَلَى الْبَكْرِ
بَابُ كُنواری بیوی كے هوتے هوئے جب كسی نے بیوہ عورت سے شادی كی تو كوئی گناہ نہیں ہے

(۵۲۱۴) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے ایوب اور خالد دونوں نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس بن جبر نے بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس بن جبر نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ اور عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ایوب

۵۲۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ قَالَ: ((السَّنَةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبَكْرُ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبُ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا)).
[طرفه في : ۵۲۱۴]

۵۲۱۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مِنَ السَّنَةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبَكْرَ عَلَى الثَّيْبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبَ عَلَى الْبَكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مِنَ السَّنَةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبَكْرَ عَلَى الثَّيْبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبَ عَلَى الْبَكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۵۲۱۳]

اور خالد نے، خالد نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

باب مرد اپنی سب بیویوں سے صحبت کر کے آخر میں ایک غسل کر سکتا ہے

(۵۲۱۵) ہم سے عبد اللہ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے۔ اس وقت آنحضور ﷺ کے نکاح میں نویویاں تھیں۔

۱۰۳- باب مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ

فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

۵۲۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ، وَلَهُ يَوْمٌ يَسْجُدُ نِسْوَةً.

[راجع: ۲۶۸]

یہ حج کا واقعہ ہے احرام سے پہلے نبی کریم ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کے ساتھ رات میں وقت گزارا تھا۔

باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا بھی جائز ہے

(۵۲۱۶) ہم سے فروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے، کہا رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی بیٹھتے۔ ایک دن آنحضور ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور معمول سے زیادہ کافی دیر تک ٹھہر رہے۔

۱۰۴- باب دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى

نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

۵۲۱۶- حَدَّثَنَا فَرَوَهٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَذْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَاخْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَخْتَبَسُ.

[راجع: ۴۹۱۲]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی کئی بیویاں ہوں تو ہر ایک کی خیریت اور حال چال معلوم کرنے کے لئے جب چاہے جا سکتا ہے۔

باب اگر مرد اپنی بیماری کے دن کسی ایک بیوی کے گھر

گزارنے کیلئے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت لے اور اسے اسکی اجازت دی جائے۔

۱۰۵- باب إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ

نِسَاءَهُ فِي أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِهِ

بَعْضُهُنَّ فَأَذِنَ لَهُ

تو یہ درست ہے اور وہ بیماری بھر اس بیوی کے گھر رہ سکتا ہے۔

(۵۲۱۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے

۵۲۱۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي

سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انیس ان کے والد نے خبر دی اور انیس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس مرض میں وفات ہوئی، اس میں آپ پوچھا کرتے تھے کہ کل میری باری کس کے یہاں ہے۔ کل میری بار کس کے یہاں ہے؟ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار تھا۔ چنانچہ آپ کی تمام ازواج نے آپ کو اس کی اجازت دے دی کہ آنحضور ﷺ جہاں چاہیں بیماری کے دن گزاریں۔ آنحضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے اور بیس آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ کی اسی دن وفات ہوئی جو میری باری کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان دیکھو اس نے جب حضور اکرم ﷺ کو اپنے یہاں بلایا تو آنحضور ﷺ کا سر مبارک میرے سینے پر تھا اور آنحضرت ﷺ کا لعب وہن میرے لعب وہن سے ملا۔

حدیث کے آخری جملہ میں اس تازہ مواک کی طرف اشارہ ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دانتوں سے نرم کر کے آپ کو دی تھی۔ [راجع: ۸۹۰]

باب اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو تو کچھ گناہ نہ ہو گا

(۵۲۱۸) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور ان سے کہا کہ بیٹی اپنی اس سوکن کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آ جانا جسے اپنے حسن پر اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر ناز ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) کہ پھر میں نے یہی بات آپ کے سامنے دہرائی، آپ مسکرا دیئے۔

معلوم ہوا کہ جملہ حقوق ادا کرنے کے بعد اگر مرد کو اپنی کسی دوسری بیوی سے زیادہ محبت ہے تو گناہگار نہیں ہے۔

باب جھوٹ موٹھ جو چیز ملی نہیں اس کو بیان کرنا کہ مل گئی، اس طرح اپنی سوکن کا دل جلانے کے لئے کرنا عورت کے

سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ : هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ : ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لَهُ وَأَرْوَاهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَتْ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي، فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَنْ نَحْرِي وَسَحْرِي، وَخَالَطَ رِيقَهُ رِيقِي.

۱۰۶- باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضِ

۵۲۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُثَيْدِ بْنِ حَبِيبٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ دَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ: يَا بَنِيَّةُ لَا يَغُرُّكَ هَذِهِ الَّتِي أُعْجِبَهَا حُسْنُهَا وَحُبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا، يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَضَعْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَتِيسَمَ. [راجع: ۸۹]

۱۰۷- باب الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَلْ، وَمَا يُنْهَى مِنْ افْتِحَارِ الصَّرَّةِ

واسطے منع ہے

(۵۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن غنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا اور ان سے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہ ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری سوکن ہے اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسروں کے کپڑے) مانگ کر اپنے

اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ یہ کپڑے میرے ہیں، ایسا بھی مارنے والا آخر میں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ گویا آپ نے سوکن کے سامنے بھی غلط بیانی کی اجازت نہیں دی۔ کمال تقویٰ یہی ہے۔

باب غیرت کا بیان

اور وراد (مغیرہ کے فتنی) نے مغیرہ سے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں تو اپنی بیوی کے ساتھ اگر کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو اسے اپنی تلوار سے فوراً قتل کر ڈالوں اس کو دھار سے نہ کہ چوڑی طرف سے صرف ڈرانے کے لئے (بلکہ اس کا معاملہ ہی ختم کر ڈالوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت پر حیرت ہوگی خدا کی قسم مجھ کو اس سے بڑھ کر غیرت ہے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ (النور: ۶) نازل ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جو لوگ آزاد بیویوں پر بہتان لگائیں اور وہ ان پر گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔ اس وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اس آیت میں تو یہ حکم اترا ہے میں تو اگر ایسے حرام کام کو دیکھوں تو نہ جھڑکوں نہ ہٹاؤں نہ چار گواہ لاؤں بلکہ اسے فوراً ہی ٹھکانے لگا دوں، میں اتنے گواہ لاؤں گا تو وہ تو زنا کر کے چل دے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی غیرت کی باتیں سن رہے ہو۔ انصار بولے یا رسول اللہ! ان کے مزاج میں بہت غیرت ہے، اس کو ملامت نہ کیجئے، اس نے ہمیشہ کنواری سے نکاح کیا اور

۵۲۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي ضَرَفَةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّهْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُغَطِّيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يَغْطِ كَلَابِسَ ثَوْبِي زُورًا)).

۱۰۸- باب الغيرة

وَقَالَ وَرَادُ عَنْ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَفْتُهُ بِالسِّيفِ غَيْرَ مُصَفِّحٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةٍ سَعْدٍ؟ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي)).

شرح

جب اسے طلاق دے دی تو اس کی غیرت کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اس عورت سے نکاح کر سکے۔

(۵۲۲۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔

(۵۲۲۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں کہ وہ اپنے بندہ یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے۔ اے امت محمد! اگر تمہیں وہ معلوم ہو تا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

آپ کی مراد احوال آخرت سے تھی جو یقیناً آپ کو سب سے زیادہ معلوم تھے۔

(۵۲۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسلمیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اور (اسی سند سے) یحییٰ سے روایت ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

(۵۲۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نخعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت

۵۲۲۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ)). (راجع: ۴۶۳۴)

۵۲۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ يَزْنِي. يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَصَحَّحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَّيْتُمْ كَثِيرًا)). (راجع: ۱۰۴۴)

۵۲۲۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ))، وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَغَيْرُهُ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ

الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ)). آتی ہے جب بندہ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

غیرت اللہ کی ایک صفت ہے۔ البوریت اس کو بھی اور صفت ہی کی طرح اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کی تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

(۵۲۲۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے اسامہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سواروے زمین پر کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی، پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوند متی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں۔ یہ بڑی بچی اور باوفا عورتیں تھیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گھٹلیاں گھرا لیا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گھٹلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلایا۔ پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لئے) کہا۔ اے اخ، آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لئے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی تھی۔ میرے سر پر گھٹلیاں تھیں اور آنحضرت ﷺ نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لئے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گھٹلیاں لانے کے لئے نکلے اگر تو

۵۲۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَافَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ اسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ لِي الْأَرْضُ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِ نَاصِحٍ وَغَيْرِ قَرْسٍ، لَكُنْتُ أَغْلِفُ قَرْسَهُ وَأَسْقِي الْمَاءَ وَأَخْرِجُ غَرْبَهُ وَأَعِجِّنُ، وَلَمْ أَكُنْ أَحْسِنُ أَخْبَرُ، وَكَانَ يَخْبِرُ جَارَاتِ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكُنْتُ بِسُوءِ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنَ أَرْضِ الزُّبَيْرِ، أَلْبِي أَفْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثَلَاثِي قَرْسٍ: فَجَنَّتْ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: ((إِخْ إِخْ))، لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْنَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ اسْتَحْنَيْتُ، فَمَضَى، فَجَنَّتِ الزُّبَيْرُ فَقُلْتُ: لَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لَأَرْكَبَ، فَاسْتَحْنَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَحَمْلِكَ

آنحضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی سالی اور بھانج دوئوں ہوتی تھیں) اس کے بعد میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہو گئی گویا والد ماجد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا۔

النوی كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ دُكُولِهِ مَعَهُ قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ نَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَّاسَةَ الْفَرَسِ، لَكَاثِمًا أَغْنَفَنِي.

[راجع: ۳۱۵۱]

حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ حجاب کا حکم آنحضرت ﷺ کی بیوی سے خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ حجاب (پردہ) کا حکم اترنے سے پہلے کا ہے اور عورتوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے منہ کو بیگنے مردوں سے ڈھانکنی یعنی گھونٹ کرتی ہیں۔

(۵۲۲۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے حمید نے، ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ایک زوجہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت ایک زوجہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت ﷺ کے لئے ایک پیالے میں کچھ کھانے کی چیز بھیجی جن کے گھر میں حضور اکرم ﷺ اس وقت تشریف رکھتے تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ پر (غصہ میں) مارا جس کی وجہ سے کٹورہ گر کر ٹوٹ گیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے کٹورالے کے ٹکڑے جمع کئے اور جو کھانا اس برتن میں تھا اسے بھی جمع کرنے لگے اور (خادم سے) فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے۔ اس کے بعد خادم کو روکے رکھا۔ آخر جن کے گھر میں وہ کٹورہ ٹوٹا تھا ان کی طرف سے نیا کٹورہ منگایا گیا اور آنحضرت ﷺ نے وہ نیا کٹورہ ان زوجہ مطہرہ کو واپس کیا جن کا کٹورہ توڑ دیا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا کٹورہ ان کے یہاں رکھ لیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹا تھا۔

۵۲۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصُحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصُّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقَّ الصُّحْفَةَ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصُّحْفَةِ وَيَقُولُ: ((عَارَتْ أُمُكُمُ))، ثُمَّ حَسَّ الْخَادِمَ حَتَّى أَتَى بِصُحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الصُّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ كُسِرَتْ صُحْفَتُهَا. وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ كُسِرَتْ. [راجع: ۲۴۸۱]

ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس دن باری تھی وہ آنحضرت ﷺ کے لئے کھانا تیار کر رہی تھیں کہ آپ کی دوسری بیوی نے یہ کھانا آنحضرت ﷺ کے لئے بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار ہوا اور غصے میں ایک ہاتھ خدنگار کے ہاتھ پر جو کھانا لایا تھا مار دیا۔ وہ کھانا اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور برتن بھی پھوٹ گیا۔ وہ غیرت میں یہ کام کر بیٹھیں غیرت اور رشک عورتوں کا خاصہ ہے شاذ و نادر کوئی عورت اس سے پاک ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے مؤاذہ نہیں فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عورت کی غیرت پر صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

(۵۲۲۶) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معمر بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ بن

۵۲۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدِّمِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

عمر عمری نے، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت مجھے معلوم تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نذا ہوں، اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ))، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَوْ عَلَيْكَ أَعَارُ؟ [راجع: ۳۶۷۹]

آنحضرت ﷺ تمام امت کے لئے پدر بزرگوار کی طرح تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تو آپ داماد بھی تھے، داماد سر کا عزیز خاص ہوتا ہے، اس لئے یہاں غیرت کا سوال ہی نہ تھا۔

(۵۲۲۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنحضور ﷺ نے فرمایا خواب میں میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے وہاں دیکھا کہ ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اس پر رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

۵۲۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِعُمَرَ لَكَ غَيْرَتُهُ فَوَيْلٌ لِي مَذْبُورًا))، فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ: أَوْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَارُ؟ [راجع: ۳۲۴۲]

یہ رونا خوشی کا تھا، اللہ کے فضل و کرم اور نوازش کا خیال کر کے کہ حق تعالیٰ نے مجھ ناچیز پر یہ سرفرازی فرمائی کہ بہشت بریں میں میرے لئے ایسا عالی شان محل تیار کیا اسی لئے کہا کہ حضور میں تو آپ کا ادنیٰ خادم ہوں اور میری بیویاں حوریں وغیرہ سب آپ کی خادمہ ہیں بھلا میں آپ پر کیا غیرت کر سکتا ہوں۔

باب عورتوں کی غیرت اور ان کے غصے کا بیان

۱۰۹ - باب غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْهِهِنَّ

یہ باب اگلے باب کی بہ نسبت خاص ہے اور غیرت کسی قدر تو عورتوں میں فطری ہوتی ہے جس پر مواخذہ نہیں لیکن جب حد سے آگے بڑھ جائے تو ملامت کے قائل ہے۔ اس کا قاعدہ جابر بن عتيق کی حدیث میں موجود ہے کہ ایک غیرت اللہ کو پسند ہے یعنی گناہ کے کام پر غیرت آنا اور ایک ناپسند ہے کہ جو کام گناہ نہ ہو اس پر غیرت کرنا۔ حافظ نے کہا کہ اگر عورت خاوند کی

بدکاری یا حق تلفی کی وجہ سے غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور مشروع ہے۔

۵۲۲۸- حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ غَضِي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتُ غَلِي غَضِي))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا إِذَا كُنْتُ غَضِي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا وَرَبَّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتُ غَضِي قُلْتُ لَا وَرَبَّ إِبْرَاهِيمَ))، قَالَتْ: قُلْتُ أَجَلٌ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

[طرفہ فی : ۶۰۷۸]

(۵۲۲۸) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو جاتی ہو۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیم کے رب کی قسم! بیان کیا کہ میں نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

دل میں تو آپ کی محبت میں غرق رہتی ہوں۔ ظاہر میں غصہ کی وجہ سے آپ کا نام نہیں لیتی۔ یہ غصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بطور ناز محبوبیت کے ہوا کرتا تھا۔ قطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کا نام لے سکتی ہے یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

۵۲۲۹- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النُّصْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهَا، وَنَبَاتِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أَوْحَى إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسْتَرَّهَا بَيْتُ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ. [راجع : ۲۶۴۴، ۳۸۱۶]

(۵۲۲۹) مجھ سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر بن شمل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کسی عورت پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ پر وحی کی گئی تھی کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے موتی کے گھر کی بشارت دے دیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک بوڑھی عورت کی تعریف کیا کرتے ہیں، وہ مرگئی تو اللہ نے اس سے بہتر بیوی آپ کو دے دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے بہتر عورت مجھ کو نہیں دی چونکہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کچھ مواخذہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی غیرت معاف ہے جو سونکوں میں ہوا کرتی ہے۔

۱۱۰- باب ذَبَّ الرَّجُلُ عَلَى ابْنَتِهِ باب آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ نہ آنے کے لئے اور

فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنصَافِ

۵۲۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ،
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ: ((إِنَّ بَنِي
هَاشِمٍ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا
ابْنَتَهُمْ عَلَيَّ بَنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ، ثُمَّ
لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي
طَالِبٍ أَنْ يُطْلَقَ ابْنَتِي وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا
هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي
مَا آذَاهَا)). هَكَذَا قَالَ.

اس کے حق میں انصاف کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہے
(۵۲۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد
نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر
فرما رہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ جو ابو جہل کا باپ تھا اس کی اولاد
(حارث بن ہشام اور سلم بن ہشام) نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی
طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہرگز
اجازت نہیں دوں گا یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ہرگز میں
اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو
طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ
نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا
ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے
تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں حرام کو حلال نہیں کرتا نہ حلال کو حرام کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور
اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے تحت مل کر نہیں رہ سکتی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً وہ پیغام رد کر دیا تھا۔

باب (قیامت کے قریب) عورتوں کا بہت ہو جانا مردوں کی کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ تم دیکھو گے کہ چالیس عورتیں ایک
مرد کے ساتھ ہوں گی اس کی پنہ میں رہیں گی کیونکہ مرد کم رہ جائیں
گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی

(۵۲۳۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن
عروہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میرے سوا یہ حدیث تم سے کوئی اور نہیں بیان
کرنے والا ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے
کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کا علم اٹھا

۱۱۱- باب يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَتَوَرَّى
الرَّجُلُ الْوَاحِدَ تَتَّبِعُهُ امْرَأَةٌ، يُلْذَنُ
بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)).

۵۲۳۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ
الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَأُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا
سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ
أَحَدٌ غَيْرِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ

لیا جائے گا اور جمالت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہو جائے گی اور شراب لوگ زیادہ پینے لگیں گے۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ حالت یہ ہو جائے گی کہ پچاس پچاس عورتوں کا سنبھالنے والا (خبرگیر) ایک مرد ہو گا۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچاس پچاس عورتوں میں بیواؤں کی خبرگیری ایک ہی مرد سے متعلق ہو جائے گی کیونکہ مردوں کی پیدائش کم ہو جائے گی یا وہ لڑائیوں میں مارے جائیں گے۔

باب محرم کے سوا کوئی غیر مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی نہ اختیار کرے اور ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو سفر وغیرہ میں گیا ہو۔

(۵۲۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھانج کے ساتھ جاسکتا ہے یا نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیور یا (جیٹھ) کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔

حوا سے خاوند کے وہ رشتہ دار مراد ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہے جیسے خاوند کا بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، چچا زاد بھائی، ماموں کا بیٹا وغیرہ جن سے کسی جائز صورت میں اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن وہ رشتہ دار مراد نہیں ہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ یا بیٹا وغیرہ ان کا تنہائی میں جانا جائز ہے۔

(۵۲۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابو معبد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ شَرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلُّ الرَّجَالُ، وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيْمُ الْوَاحِدُ)). [راجع: ۸۰]

۱۱۲- باب لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالذُّخُولُ عَلَى الْمَغْنِيَةِ

۵۲۳۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَاكُمْ وَالذُّخُولُ عَلَى نِسَاءٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمَو؟ قَالَ: ((الْحَمَوُ الْمَوْتُ)).

۵۲۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَمْرُو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً وَاسْتَبْنَتْ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((ارْجِعْ فَخُجِّ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

امام احمد نے ظاہر حدیث پر عمل کر کے فرمایا کہ یہ حکم وجوباً ہے۔ اس لئے کہ جہاد اس کے بدل دوسرے مسلمان بھی کر سکتے ہیں مگر اس کی عورت کے ساتھ۔ سوائے محرم کے اور کوئی نہیں جاسکتا۔

۱۱۳- باب مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ
الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ
عورت سے تنہائی میں کچھ بات کرے تو جائز ہے

مطلب یہ ہے کہ عورت کو تنہائی میں کسی مرد سے کچھ کہنا یا کوئی دین کی بات پوچھنا منع نہیں ہے کہ دونوں ایک طرف جا کر باتیں کر لیں۔

(۵۲۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے غندر نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور آنحضور ﷺ نے اس سے لوگوں سے ایک طرف ہو کر تنہائی میں گفتگو کی۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ (یعنی انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔

۵۲۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ: ((وَاللَّهِ إِنْ كُنْ لِأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۸۶]

تنہائی سے یہی مطلب ہے کہ ایسے مقام پر گئے جہاں دوسرے لوگ اس کی بات نہ سن سکیں۔

باب زنانے اور بیچرے سفر میں
عورتوں کے پاس نہ آئیں۔

۱۱۴- باب مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ
الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا بے تحاشہ داخلہ نہیں ہونا چاہئے۔

(۵۲۳۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (بیچرے) نے حضرت ام سلمہ کے بھائی عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (مٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار ٹکٹیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے (ام سلمہ سے) فرمایا کہ یہ (مخنث) تمہارے

۵۲۳۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا، وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمَخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةٍ: إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ الطَّائِفَ غَدًا أَذْكَكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تَقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَتَذْبُرُ بِخَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۴۳۲۴]

پاس اب نہ آیا کرے۔

کیونکہ جب یہ عورتوں کے حسن و جہ کو پہچانتا ہے تو تہارے حالات بھی جاکر اور مردوں سے جان کرے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے ان لوگوں سے بھی پردے کا حکم نکلتا ہے جو عورتوں کا حسن و جہ پہچانیں، اگرچہ وہ زنانے یا تیزے ہی کیوں نہ ہوں۔ بعد میں حضرت غیلان اور ان کی یہ لڑکیاں مسلمان ہو گئے تھے۔ غیلان کے گھر میں دس عورتیں تھیں، آپ نے چار کے علاوہ اوروں کے چھوڑ دینے کا اس کو حکم فرمایا (خیر الجاری)

باب عورت حبشیوں کو دیکھ سکتی ہے

۱۱۵- باب نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى

اگر کسی فتنے کا ڈر نہ ہو

الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِبِّيَّةٍ

حافظ نے کہا کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ نظرد نہ ہو۔ بعضوں نے اس لئے منع کیا ہے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ تم تو اندھی نہیں ہو مگر نیت خراب نہ ہو تو صحیح جواز ہے کیونکہ عورتیں مسجدوں اور بازاروں میں جاتی ہیں وہ اپنے منہ پر نقاب رکھتی ہیں مگر مرد کو نقاب نہیں کراتے لامحالہ ان پر نظر پڑ سکتی ہے۔

امام غزالی نے کہا اسی حدیث سے ہم یہ کہتے ہیں کہ مردوں کا چہرہ عورت کے حق میں ایسا نہیں ہے جیسا عورتوں کا چہرہ مردوں کے حق میں ہے تو غیر مرد کو دیکھنا اس وقت حرام ہو گا جب فتنہ کا ڈر ہو، اگر یہ نہ ہو تو حرام نہیں اور ہمیشہ ہر زمانہ میں مرد کھلے منہ اور عورتیں نقاب ڈالے پھرتی ہیں۔ اگر عورتوں کو مردوں کا دیکھنا مطلقاً حرام ہوتا تو مردوں کو بھی نقاب ڈال کر نکلنے کا حکم دیا جاتا یا باہر نکلنے سے ان کو بھی منع کر دیا جاتا۔ امام نووی نے کہا کہ منہ اور دونوں ہتھیلیاں نہ مرد کی ستر ہیں نہ عورت کی اور یہ اعضاء ہر ایک دوسرے کو دیکھ سکتا ہے گو مکروہ ہے۔ کتنی ہی احادیث سے عورتوں کا کام کاج وغیرہ میں اور جماد میں نکلنا ثابت ہوتا ہے اور زنجیوں کی مرہم پٹی کرنا، جلدین کا کھانا وغیرہ پکانا اور یہ امور ممکن نہیں ہیں جب تک عورتوں کی نظر مردوں پر نہ پڑے لیکن یہ جواز صرف اسی صورت میں ہے جب فتنہ کا ڈر نہ ہو اگر فتنے کا ڈر ہو تب عورت کا غیر مرد کو دیکھنا سب کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۵۲۳۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنفی نے بیان کیا، ان سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں حبشہ کے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (جنگی) کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے، آخر میں ہی اکٹا گئی۔ اب تم سمجھ لو ایک کم عمر لڑکی جس کو کھیل تماشہ دیکھنے کا بڑا شوق ہے کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوگی۔

۵۲۳۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَلُ فَأَقْدَرُوا قَدَرَ الْحَارِثَةِ الْحَذِيثَةِ السُّنَّ الْخَرِيصَةَ عَلَى اللَّهِو. [راجع: ۴۵۴]

تفسیر: کان ذالک عام قدامهم سنة سبع ولعائشة يومئذت عشرة سنة وذلك بعد الحجاب فبمسند به على جواز نظر المرأة الى الرجل (توضیح) یعنی یہ ۷ھ کا واقعہ ہے حضرت عائشہؓ کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی، یہ آیت حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس اس سے غیر مرد کی طرف عورت کا نظر کرنا جائز ثابت ہوا بشرطیکہ یہ دیکھنا نیت بد کے ساتھ نہ ہو اس پر بھی نہ دیکھنا بہتر ہے۔

باب عورتوں کا کام کاج کے لئے باہر نکلنا

درست ہے

(۵۲۳۷) ہم سے فروہ بن ابی المعراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور پہچان گئے۔ پھر کہا اے سودہ! اللہ کی قسم! تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت میرے حجرے میں شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی شروع ہوئی اور جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

(راجع: ۱۴۶) آج کے دور نازک میں ضروریات زندگی اور معاشی جدوجہد اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر مواقع پر عورتوں کو بھی گھر سے باہر نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس بارے میں تنگی نہیں رکھی ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ شرعی حدود میں پردہ کر کے عورتیں باہر نکلیں۔

باب مسجد وغیرہ میں جانے کے لئے عورت کا اپنے شوہر سے

اجازت لینا

دوسری حدیث میں ہے ”اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو پھر جس کام کی اللہ نے اجازت دی ہے اسے تم کون ہو روکنے والے۔“ حافظ نے قاضی عیاض کے اس قول کا رد کیا ہے کہ ازواج مطہرات کے لئے خاص ایسے حجاب کا حکم تھا کہ ان کے منہ اور ہتھیلیاں بھی نہ دکھائی دیں اور نہ ان کا بٹہ دکھائی دے اور اسی لئے حضرت حفصہؓ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر آئیں تو عورتوں نے پردہ کر لیا کہ ان کا بٹہ بھی نہ دکھائی دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نعش پر ایک قبہ بنایا گیا۔ حافظ نے کہا مسرت سی حدیثوں سے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیویاں حج اور طواف کیا کرتی تھیں، مساجد میں جایا کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ اور دوسرے لوگ پردے میں سے ان کی باتیں سنتے تھے۔ (وحید الزمان) میں کہتا ہوں اگر قاضی عیاض کا قول صحیح بھی ہو تو ایسا پردہ کہ عورت کا بٹہ بھی نہ معلوم ہوا ازواج مطہرات سے خاص تھا عام عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ ڈولی ہی میں نکلیں بلکہ برقعہ اوڑھ کر یا چادر سے جسم کو ڈھانک کر وہ باہر نکل سکتی ہیں امام بخاریؒ نے غیر مسجد کو بھی مسجد پر قیاس کیا ہے مگر سب میں یہ شرط ضروری ہے کہ فتنے کا ڈر نہ ہو۔

۱۱۶- باب خُرُوجِ النِّسَاءِ

لِحَوَائِجِهِنَّ

۵۲۳۷- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْتُ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَأَاهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: إِنَّكَ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنِ عَلَيْنَا، فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَّى، وَإِنْ فِي يَدِهِ لَعَرَفًا فَأَنْزَلَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قَدْ أُذِنَ لَكُنْ أَنْ تَخْرُجِي لِحَوَائِجِكُنْ)).

(راجع: ۱۴۶)

تَشْرِيحُ

۱۱۷- باب اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجِهَا

فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

۵۲۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتِ امْرَأَةً أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

[راجع: ۸۶۵]

(۵۲۳۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لئے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو بلکہ اجازت دے دو۔

معلوم ہوا کہ عورتیں مساجد میں باجاست شوہر پر دے کے ساتھ نماز کے لئے جاسکتی ہیں قال ابن العین ترجم بالمعراج الى المسجد وغيره واقصر في الباب على حديث المسجد واجاب الكرماني بانه قاس منعه عليه والجامع بنهي ظاهر وبشرط في الجميع امن الفتنة ونحوه (فتح الباری) یعنی ابن تین نے کہا کہ حضرت امام نے مسجد اور علاوہ مسجد کی طرف عورت کے نکلنے کا باب باندھا ہے اور حدیث وہ لائے ہیں جس میں صرف مسجد ہی کا ذکر ہے۔ کرمانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علاوہ مسجد کو مسجد ہی کے اوپر قیاس کر لیا ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے اور عورت کے مساجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے لئے امن کا ہونا شرط ہے۔

۱۱۸- باب مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّضَاعِ

۵۲۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكَ، فَأَذْنِي لَهُ)). قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ عَمُّكَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْزَمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْزَمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

پر وہ اسے دیکھ سکتے ہیں

(۵۲۳۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے دودھ (رضاعی) چچا (فلح) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ پھر آپ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو تمہارے رضاعی چچا ہیں، انہیں اندر بلا لو۔ میں نے اس پر کہا کہ یا رسول اللہ! عورت نے مجھے دودھ پلایا تھا کوئی مرد نے تو ٹھوڑا ہی پلایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہیں تو وہ تمہارے چچا ہی (رضاعی) اس لئے وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں، یہ واقعہ ہمارے لئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خون سے جو چیزیں حرام ہوتی ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

تشیع میں بطور اصل کے ہے کہ عورتوں پر غیر مردوں کا داخل ہونا مباح ہے جب کہ وہ دودھ کا رشتہ رکھتے ہوں کیونکہ وہ اصل فی ان الرضاع حکم النسب من اباحة الدخول على النساء وغير ذلك من الاحكام كذا في الفتح یعنی یہ حدیث اس بارے میں بطور اصل کے ہے کہ عورتوں پر غیر مردوں کا داخل ہونا مباح ہے جب کہ وہ دودھ کا رشتہ رکھتے ہوں کیونکہ

دودھ کا رشتہ بھی خون ہی کے رشتے کے برابر ہے۔

۱۱۹- باب لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ

فَتَنَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا

۵۲۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ مَنْصُورٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ
فَتَنَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)).

[طرفہ فی : ۵۲۴۱]

تَشْرِیح

حافظ نے کہا اسی طرح مرد کو غیر عورت کے ستر کی طرف اور عورت کو غیر مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مرد بھی دوسرے مرد سے بدن نہ لگائے مگر ضرورت سے اور مصافحہ کے وقت ہاتھوں کا ملانا جائز ہے۔ اسی طرح معافقہ اور بوسہ دینا بھی منع ہے مگر جو سفر سے آئے اس سے معافقہ درست ہے۔ اسی طرح باپ اپنے بچوں کو شفقت کی راہ سے بوسہ دے سکتا ہے۔ کسی صالح شخص کے ہاتھ کو از راہ محبت بوسہ دے سکتے ہیں جیسے صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن دنیا دار امیر کے ہاتھ کو اس کی مالدار کی وجہ سے بوسہ دینا ناجائز ہے۔ (وحیدی) آجکل کے نام نما پیر و مشائخ جو اپنے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دلاتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے۔ (بوسہ کے متعلق یاد رکھئے کہ پانچ قسم کے بوسے ہوتے ہیں جن کے جواز کی صورتیں صرف یہ ہیں اس کے علاوہ جو بھی صورت ہو ناجائز سمجھیں (۱) بنوت کا بوسہ باپ یا ماں اپنی اولاد کو دے۔ (۲) ابوت کا بوسہ اولاد والدین کو دے۔ (۳) مودت کا بوسہ ساتھی ساتھی کو دے یا ہم عمر ہم عمر کو دے۔ (۴) شفقت کا بوسہ بڑا چھوٹے کو دے۔ ان قسموں کا محل ہاتھ یا پیشانی ہے رخسار نہیں۔ (۵) شہوت کا بوسہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو دیں۔ (عبدالرشید تونسوی)

۵۲۴۱- حَدَّثَنَا غَمَرُ بْنُ حَفْصٍ

غِيَاثٌ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ:
حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ
فَتَنَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)).

[راجعہ : ۵۲۴۰]

تَشْرِیح

فان الحكمه فی هذا النهی خشية ان يعجب الزوج الوصف المذكور ليفضى ذالك الى تطلق الوافقة او الى الافتان بالموصوفة (فتح الباری) یعنی اس نئی میں حکمت یہ ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں خاوند اس عورت کا حلیہ سن کر اس پر فدا ہو کر اپنی عورت کو طلاق نہ دے دے یا اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مرد دوسرے کے اعضائے مخصوصہ نہ دیکھے کہ یہ بھی موجب لعنت ہے۔ آج کے مغرب زدہ لوگ عام گزر گاہوں پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے اور اپنی بے حیائی کے کلمے

باب ایک عورت دوسری عورت سے (بے ستر ہو کر) نہ

چمٹے اس لئے کہ اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے

(۵۲۴۰) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

عام مظاہرہ کرتے ہیں ایسے مسلمانوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے کہ ایک دن بالضرور اس کے سامنے حاضری دینی ہے۔ واللہ التوفیق۔

۱۲۰- باب قَوْلِ الرَّجُلِ : لَا طُوفَنَ

باب کسی مرد کا یہ کہنا کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں کے

پاس ہو آؤں گا

الْلَيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

حضرت امام بخاری یہ باب اس لئے لائے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیویوں کی باری اس طرح سے شروع کرے تو درست ہے لیکن باری مقرر ہو جانے کے بعد پھر ایسا کرنا درست نہیں۔

شرح

(۵۲۳۲) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد ملہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا (اور اس قربت کے نتیجے میں) ہر عورت ایک لڑکا جنم کی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔

۵۲۴۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ بِمَنَائِهِ امْرَأَةٍ، تِلْدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ : قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَأَطَافَ بِهِمْ وَلَمْ تِلْدْ مِنْهُمْ إِلَّا امْرَأَةٌ بَصَفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَخْشُ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ)).

شرح

لم یبحث مراده قال ابن التین لان الحنت لا یكون الا عن یمن قال ویمثل ان یكون سلیمان فی ذالک قلت او نزل التاکید المستفاد من کونه لا طوفن اللیلة (یعنی لفظ لم یبحث کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مراد کے خلاف نہ ہوتا۔ ابن تین نے کہا کہ حنت قسم سے ہوتی ہے لہذا احتمال ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس امر پر قسم کھائی ہو یا ان کا جملہ لا طوفن اللیلة ہی قسم کی جگہ ہے جو ان شاء اللہ نہ کہنے سے پوری نہ ہوگی۔

باب آدمی سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہ آئے یعنی

لبے سفر کے بعد ایسا نہ ہو کہ اپنے گھر والوں پر تہمت لگانے

کا موقع پیدا ہو یا ان کے عیب نکالنے کا

۱۲۱- باب لَا يَطْرُقُ أَهْلُهُ وَلَيْلًا

إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةُ،

مَخَافَةَ أَنْ يُغَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

۵۲۴۳- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

مُحَارِبُ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ

عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ

النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ

(۵۲۳۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دینار نے بیان کیا، کہا ہم نے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ

ﷺ کسی شخص سے رات کے وقت اپنے گھر (سفر سے اچانک) آنے

طُرُوقًا. [راجع: ۴۴۳]

۵۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَابِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سَلَيْمَانَ عَنْ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا طَالَ أَحَدُكُمْ الْفَتْنَةَ، فَلَا يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا)).

[راجع: ۴۴۷]

پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔

(۵۲۴) ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم بن سلیمان نے خبر دی، انہیں عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص زیادہ دنوں تک اپنے گھر سے دور رہا ہو تو یکایک رات کو اپنے گھر میں نہ آجائے۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں دور دراز سے دیر یا سویر آنے والے حضرات اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں کہ بذریعہ ڈاک یا تار یا فون اپنے گھروالوں کو آنے کی صحیح اطلاع دے دیں۔ اگر حدیث ہذا پر عمل کرنے کی نیت سے اطلاع دیں گے تو یہ اطلاع دینا بھی ایک کارِ ثواب ہو گا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ احادیث پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین یا رب العالمین۔ الحمد للہ کہ پارہ ۲۱ ختم ہوا۔

خاتمہ

محض اللہ پاک کی غیبی تائید سے بخاری شریف حرمِ اردو کا پارہ ۲۱ آج خیریت و عافیت کے ساتھ ختم ہوا۔ تقریباً سارا پارہ مسائل نکاح پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے کہ مسائل نکاح جو ہر مسلمان کی ازدواجی زندگی سے بڑا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر بہت ہی دقیق مسائل ہیں۔ پھر ان میں بھی اکثر جگہ فقہی اختلافات کی بھرمار ہے لیکن مطالعہ فرمانے والے محترم حضرات پر واضح ہو کہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان مسائل کو بڑے آسان لفظوں میں سلجھانے کی پوری پوری کوشش فرمائی ہے۔ ہر باب جو ایک مستقل فتوے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین وغیرہ سے مدلل فرمانے کی سعیِ بلیغ کی ہے اور پھر اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ میں پوری سادگی قائم رکھتے ہوئے بھی بہترین وضاحت ہو سکے۔ جنہاں کوئی اغلاق نظر آیا۔ اسے بذیل تشریحات کھول دیا گیا ہے۔ بہر حال جیسی بھی خدمت ہے وہ قدر دانوں کے سامنے ہے۔

مزید طوالت میں ضخامت کے بڑھنے کا خطرہ تھا جبکہ آج کاغذ و دیگر سامانِ طباعت گرانہی کی آخری حدود تک پہنچ گئے ہیں۔ ایسی گرانہی کے عالم میں اس پارے کا شائع ہونا محض اللہ کی تائیدِ غیبی ہے ورنہ اپنی کمزوریاں، کوتاہیاں، تہی دستی، سب کچھ اپنے سامنے نہ۔ حضرات معزز علمائے کرام کسی جگہ بھی کوئی واقعی فاش غلطی ملاحظہ فرمائیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ طبعِ ثانی میں اس پر غور کیا جاسکے۔

رب العالمین سے بعد آہ و زاری دعا ہے کہ وہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور بقیہ پاروں کی تکمیل کرائے جو بظاہر کوہِ ہالیہ نظر آ رہے ہیں لیکن اگر یہ خدمت ادھوری رہ گئی تو یہ ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہو گا۔ دعا ہے کہ اسے پروردگار! مجھ حقیر ناچیز غلام کو اتنی زندگی اور بخش دے کہ تیرے حبیب ﷺ کے پاکیزہ ارشادات کی یہ خدمت میں تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اس کی اشاعت کے لئے اسباب اور سامان بھی غیب سے میاں کرا دے اور جس قدر شائقین میرے ساتھ اس خدمت میں داسے درے سخی شرکت فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! وہ کسی جگہ بھی ہوں ان سب کے حق میں اس خدمت کو قبول فرما کر ہم سب کو قیامت کے دن دربارِ رسالت مآب ﷺ میں جمع فرمائو اور ہم سب کی بخشش فرماتے ہوئے اس خدمتِ عظمیٰ کو ہم سب کے لئے باعثِ نجات بنائو۔ آمین ثم آمین و سلام

علی المرتضیٰ والحمد للہ رب العالمین۔

عرض نقیے است کزما یاد ماند
کہ ہستی رانی نیم بقائے
مگر صاحب نے روزے بہ رحمت
کند درکار ایں خادم دعائے

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی الدہلوی

رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ



فہرست تشریحی مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۷	صلوۃ خوف کا بیان	۳۱	واقعہ کعب بن مالک خود ان کی زبان سے
۱۱۰	سود خور آخرت میں بحالت جنون اٹھے گا	۳۰	مقام حجر کا بیان
۱۱۱	قرض خواہوں کے لئے ایک بہترین نمونہ	۳۲	کسری شاہ ایران کی گستاخی اور سرزاکا بیان
۱۱۳	دل میں کسی برے کام کا محض خیال آجانا گناہ نہیں ہے	۳۶	کچھ وصایائے مبارکہ
۱۱۵	آبات فشا بہات کے بارے میں	۵۶	خطبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۱۲۲	حدیث ہر قل سے متعلق کچھ تشریح	۶۵	جہری نمازوں میں آمین بالجہر سنت نبوی ہے
۱۲۵	علمائے یہود کی ایک بددیانتی کا بیان	۶۵	حضرت سعد بن معاذ کی غیرت ایمان کا بیان
۱۲۵	امت محمدیہ کا سترواں نمبر ہے	۶۸	توحید و شرک پر ایک تفصیلی بیان
۱۲۷	کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے فضائل	۷۲	تردید تقلید جابد
۱۳۰	ایک زہریلے سانپ کا بیان جو کچھ لوگوں کی گردنوں.....	۷۳	اقوام مشرکین کے غلط تصورات
۱۳۲	پادریوں کے کچھ اعتراضات فاسدہ کی تردید	۷۶	مراط مستقیم کی دو حرفی وضاحت
۱۳۳	منہ بولے بھائیوں کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے	۷۷	عمادت کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے قندبر
۱۳۵	الحمدیٹ صفات باری کی تاویل نہیں کرتے	۸۱	تحویل قبلہ پر ایک فاضل عصر کا تبصرہ
۱۳۷	مقلدین جلدین کے لئے ایک دعائے خیر	۸۵	اسلام کا ایک اہم قانون ”قصاص“
۱۳۷	تقلید شخصی کی جرئت گئی	۸۵	اللہ والوں کا عزم مصمم وہ کام کر جاتا ہے.....
۱۳۸	مومن کی ایک خاص نشانی	۹۰	حضرت عدی بن حاتم کی ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ
۱۳۸	ایک سچے محب رسول کا بیان	۹۴	ایک آیت قرآنی کی تشریح
۱۵۰	حضرت زید بن ثابت انصاری کا ذکر خیر	۹۵	مقلدین کو سبق لینا چاہیے
۱۵۱	خون ناحق بہت بڑا گناہ ہے	۹۷	اہم ترین وعاد بنا اتنا فی الدنیا آخر تک
۱۵۸	صنف نازک کا کسی قسم کا نقصان شریعت میں سخت ناپسند ہے	۱۰۰	ایک گندہ فعل جو موجب لعنت ہے
۱۵۹	دوزخ کے سات طبقات کا بیان	۱۰۱	از خود حلالہ کرنے کرانے والے ملعون ہیں
۱۶۱	کالہ کی تفصیلات	۱۰۲	منسوخ ہونے پر ایک دو حرفی جامع نوٹ
۱۶۲	دین کامل کی تصویر	۱۰۴	ایک فتویٰ کی وضاحت
۱۶۳	بانج عیدوں کا تاریخی اجتماع	۱۰۵	صلوۃ و سہلی سے مراد نماز عصر ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۸	حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مناظرہ	۱۶۴	تیم کاراج طریقہ مسنونہ
۲۹۱	روافض کی تردید	۱۶۶	کچھ مرتدین کا بیان
۲۹۸	لعان کا بیان	۱۶۹	اسلامی قانون کی پہلی پر اشارہ
۳۰۱	لعان بجز طلاق ہے۔	۱۷۳	ایک خطبہ نبوی پر اشارہ
۳۱۲	ایک حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۸۵	اہل حدیث صفات الہیہ میں تاویل نہیں کرتے
۳۱۵	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی براءت	۱۸۹	مسلمانوں کی قوت میں کیوں فرق آگیا
۳۱۵	ایک عجیب حکایت	۱۹۳	سبع مثانی سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔
۳۲۱	پردہ کا بیان	۱۹۶	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے طرز عمل پر ایک اشارہ
۳۲۷	قیامت سے پہلے پانچ نشانیوں کا بیان	۲۰۱	سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ
۳۲۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا ذکر	۲۰۴	حج اکبر سے مراد
۳۳۵	توحید کے متعلق ایک مثال	۲۰۵	ائمۃ الکفر سے مراد
۳۳۸	احسان کی تشریح	۲۰۶	ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
۳۴۱	لے پاک حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوگا	۲۰۷	سال کی وضاحت
۳۴۴	عورتوں کے لیے گھروں میں دینی تعلیم	۲۱۲	اخلاق نبوی کا بیان
۳۴۵	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینا	۲۱۹	آیت و علی الشلاۃ الذین کی تشریح
۳۴۶	عورتوں کا خود کو رسول اللہ ﷺ کو بہہ کرنا	۲۲۴	آیت الذین احسنوا الحسنیٰ وزیادہ کی وضاحت
۳۵۲	رضاعت کے مسائل	۲۳۳	یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام
۳۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ	۲۳۹	لفظ کذبوا کی تفسیر
۳۵۹	فضائل سورہ یٰسین شریف	۲۴۳	قبر میں ثابت قدمی
۳۶۰	سورج اور عرش کے بارے میں کچھ تفصیلات	۲۴۶	اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے
۳۶۲	سورہ ص کا شان نزول	۲۵۰	قرآنی لفظ یقین کی تشریح اور قول باطل کی تردید
۳۶۷	مشکمین کی ایک تردید	۲۵۰	سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما
۳۷۴	سورہ حم سجدہ کا شان نزول	۲۵۱	نکمی عمر کی تفصیل
۳۸۰	دخان سے متعلق کچھ تفصیلات	۲۵۵	بنی اسرائیل کی وضاحت
۳۸۵	سورہ جاثیہ میں مسائل خلاصہ کے مباحث	۲۵۵	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
۳۹۵	فرقہ خوارج کے بارے میں کچھ بیان	۲۵۹	حضرت نوح علیہ السلام بطور آدم ثانی
۴۰۰	صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے	۲۶۳	مقام محمود کی وضاحت
۴۰۲	ایک اصطلاح امر پر تفصیل	۲۶۴	روح سے کیا مراد ہے؟
۴۰۴	سورہ نجم پر کچھ تفصیلات	۲۶۶	فضائل سورہ کہف
۴۰۵	حضرت عائشہ کی ایک فیصلہ کن حدیث اور اس کی تفصیل	۲۸۰	خوارج کا ذکر
۴۰۸	درفوف کی وضاحت	۲۸۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عا کی تشریح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۳	بسم اللہ الخ سے متعلق ایک ضروری تشریح	۴۰۸	لات پر کچھ تفصیل اور مسلمان کا مشرکوں کا ذکر
۴۹۶	ورقہ بن نوفل سے متعلق	۴۱۰	منافقانی بت پر ایک تفصیل
۴۹۶	تخصیل علم کی تاکید	۴۱۳	شق القمر کے بارے میں
۴۹۷	ابو جہل کے بارے میں ایک عبرت ناک واقعہ	۴۲۳	سورہ مجادلہ کا شان نزول
۴۹۷	سجدے کی دعاؤں کے بارے میں	۴۲۶	حدیث کے منکر قرآن کے منکر ہیں
۴۹۸	لیلۃ القدر اور اس کی دعاء کا بیان	۴۳۲	بیعت نبویؐ کا ایک ذکر
۵۰۱	برقی سوار یوں کے بارے میں	۴۳۳	نوحہ کرنا حرام ہے
۵۰۵	کوثر کی تفصیلات	۴۳۵	سورہ صف پر ایک اشارہ
۵۰۶	رکوع و سجدہ کی دعائے مسنون	۴۳۶	محدثین کرام پر ایک بشارت
۵۰۸	حضرت عمرؓ کی ایک امتحانی مجلس	۴۳۹	عبداللہ بن ابی منافق کا بیان
۵۰۹	صفاپہاڑی پر ایک وعظ نبوی	۴۴۰	اکثریت کے دعاوی باطلہ کا بیان
۵۱۰	ابولہب کی بیوی کا انجام	۴۴۴	میدان حرہ کا بیان
۵۱۲	معوذتین کا شان نزول	۴۴۵	کچھ اجلہ صحابہؓ کا ذکر خیر
۵۱۳	معوذتین کے متعلق ایک مفید تشریح	۴۴۸	طلاق شرعی کا بیان
۵۱۴	لفظ تھمین کی تشریح	۴۵۱	دو معزز خواتین اسلام کا ذکر خیر
۵۱۹	جمع قرآن کی تاریخ	۴۵۴	جلال فاروقی کا بیان
۵۲۶	سورتوں آیتوں کی ترتیب سے متعلق	۴۵۴	مولانا وحید الزمان کا ایک ایمان افروز نوٹ
۵۲۷	عہد نبوی کے حافظ و قراء	۴۵۵	دود و عورتیں کون تھیں
۵۳۰	ایک علمی مقالہ بعنوان قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ	۴۵۵	سورہ النظم میں ایک باغ والوں کا قصہ
۵۳۳	سورہ فاتحہ کے فضائل کا بیان	۴۵۹	ولید بن مغیرہ کے بارے میں
۵۳۴	سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی	۴۶۰	لفظ ساق کی تشریح
	سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کرنا	۴۶۲	بت پرستی کی ابتدا کیونکر ہوئی
۵۳۵	فضائل آمین	۴۷۱	حضرت مجاہد بن جبر کے حالات
۵۳۶	جبری نمازوں میں آمین بالجبر سنت ہے	۴۷۶	سورہ یحس کا شان نزول
۵۳۶	خصوصیات سورہ فاتحہ از حافظ ابن حجر مرقوم	۴۷۹	ایجادات حاضرہ پر ایک اشارہ
۵۳۹	سورہ بقرہ کی وجہ تسمیہ مع دیگر تفصیلات	۴۸۰	ہر انسان پر ایک نیبی طاقت مسلط ہے
۵۴۰	اصحاب کہف پر ایک بیان	۴۸۱	عرس میلاد وغیرہ بدعات کی تردید
۵۴۱	فضائل سورہ فتح کا بیان	۴۸۶	حالات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ
۵۴۲	سورہ اخلاص کی فضیلت خاص کا بیان	۴۸۹	نقدیر الہی پر ایک اشارہ نبوی
۵۴۵	بعض رافضیوں کی غلط بیانی کی تردید	۴۹۱	نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنے میں محنت کرنا
۵۴۷	ایک وصیت مبارکہ کا بیان	۴۹۲	سورہ التین سے متعلق تاریخی اشارے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰۹	نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے	۵۴۸	قبل و قال و آرائے رجال کے پیچھے گئے والوں کی تردید
۶۱۲	حضرت معقلؓ اور ان کی بہن کا قصہ	۵۴۸	حقیقی تلاوت قرآن کی علامت
۶۱۵	ولی کے بارے میں مزید تفصیلات	۵۴۸	ریشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے
۶۱۵	تا بالغہ لڑکی کے نکاح کے بارے میں	۵۵۰	اللہ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا
۶۱۸	جبر انکاح نہیں ہوتا	۵۵۲	فقہائے زمانہ پر صدافسوس
۶۲۱	مزاجیرت مرحوم کی حیرت انگیز جسارت	۵۵۳	حفاظ کے لئے تاکید نبوی
۶۲۲	اخلاق فاضلہ پر ایک حدیث نبوی فداہرو جی	۵۵۸	قرآن شریف جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے
۶۲۳	نکاح کا خطبہ مسنونہ	۵۶۰	معجزہ دادوی کا بیان
۶۲۴	نکاح پر گانا بجانا جائز نہیں	۵۶۲	ماتیسرہ منہ کی تفسیر
۶۲۵	مہر میں کمی و بیشی کی کوئی حد نہیں	۵۶۶	خارجیوں کا ذکر
۶۲۵	مہر المثل کا بیان	۵۶۷	آداب تلاوت کا بیان
۶۲۷	نکاح میں جائز و ناجائز شرطوں کا بیان	۵۶۹	اسلام میں نکاح کی اہمیت کا بیان
۶۲۹	دولھا کو کن لفظوں میں دعاء دی جائے	۵۷۱	مرد کے لئے خصی ہونا ناجائز ہے
۶۳۲	تردید اہل بدعت قبر پرست وغیرہ	۵۷۱	نوجوانوں کو ایک خاص نصیحت
۶۳۲	شادی میں مبارک باوی کے اشعار جائز ہیں	۵۷۲	اسماء گرامی امہات المؤمنینؓ
۶۳۵	ہم بستری کی دعائے مسنونہ	۵۷۳	ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت
۶۳۶	دعوت ولیمہ کی آٹھ قسموں کا بیان	۵۷۵	عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ربیع انصاریؓ کی مواخات
۶۳۷	ولیمہ کے متعلق آج گرانی کے دور میں	۵۷۵	شادی بیاہ میں بدعی رسوم کی مذمت
۶۳۸	ذکر خیر حضرت ابو ایوب انصاریؓ	۵۷۷	حضرت ابو ہریرہؓ کو ایک نصیحت نبویؐ
۶۳۹	عورت میز می پبلی سے پیدا ہوئی ہے	۵۷۹	مولانا اسماعیل شہید کا ایک ذکر خیر
۶۴۷	گیارہ عورتوں کا ایک عظیم اجتماع	۵۸۱	حضرت ہاجرہ کا ذکر خیر
۶۵۱	حیات نبویؐ کا ایک اہم واقعہ	۵۸۲	ایک مقام جہاں مسلک اہلحدیث ہی صحیح ہے
۶۶۲	مردوں کے لئے ایک اخلاقی تعلیم	۵۸۴	اصل کفالت دینداری ہے
۶۶۹	ایک خاتون کا مسئلہ دریافت کرنا اور جواب نبویؐ	۵۸۵	عورت وغیرہ کی نحوست کے بارے میں
۶۶۹	حضرت سعد بن عبادہؓ کی غیرت کا بیان	۵۹۱	رضاعت کی تفصیلات
۶۷۸	منٹ سے بھی پردہ ضروری ہے	۵۹۳	حولین کا ملین کی روشنی میں
۶۷۹	عورتیں باجائز خاوند مساجد میں جاسکتی ہیں	۵۹۴	لبین النعل کی تشریح
۶۸۱	نام نہاد پیروں مرشدوں کی مذمت	۶۰۰	مسلم پرسن لا پر ایک اعلان
۶۸۲	حضرت سلیمانؑ کا ایک تاریخی واقعہ	۶۰۱	کچھ خصوصیات نبویؐ فداہرو جی کا بیان
۶۸۳	آج کے دور میں بھی حدیث پر عمل واجب ہے	۶۰۲	نکاح بحالت احرام.....
		۶۰۳	حرمت متہ پر ایک تشریح